ق-24
35

الحمد لله الذی انزل الکتب بالحق والمیزان

مقدمہ

میزان الادیان بتفسیر القرآن

جلد اوّل

مؤلفہ حضرت مولانا مولوی سید دیدار علی شاہ صاحب قبلہ الوری

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ....

BOOK NO ....

M-152—Punjab University Press—20,000—13-6-97

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِكُلِّ لِسَانٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَكْمَلَانِ الْاَتَمَّانِ عَلٰى مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰى سَيِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَحْفَادِهٖ وَاُمَّتِهٖ وَالْاٰمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهِيْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ بِلَا مَخَافَةِ لَوْمَةِ لَائِمٍ لِرِضَاءِ الرَّحْمٰنِ وَرِضَاءِ الْمَنَّانِ۔ تمام قسم کی حمد و ثنا اُسی ذات پاک کے واسطے ثابت ہے جو ہر ایک زبان ہر سراہا جاتا ہے۔ اور درود و سلام اور رحمت تام نازل ہو جیو اُس یگانۂ زمانہ پر جو ہادی ہر خاص و عام ہے اور اُسکے آل و اصحاب پر جنکی مساعی مشکورہ کا مشکور ہر فرد انام ہے اور اُسکے اُن اُمتیوں پر جو بمقتضائے تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کے ساتھ سرفراز ہیں اور خلعت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہنکر جان و دل سے بغیر خوف کسی ملامت کرنے والے کے ہر طرح کی مصیبت اور سختی سہکر رضائے رحمٰن میں بے ہراس ہوکر میدانِ شریعت کے یکہ تاز ہیں۔

بعد حمد و صلاۃ کے کمترین خلائق ابو محمد محمد دیدار علی الرضوی الحنفی النقشبندی القادری المجددی خدمت میں تمام بنی نوع انسان کے گذارش پرداز ہے کہ بعد فراغ علوم ضروری معقول و منقول احقر کو ابتدا سے تحقیق ہر مذہب و ملت کا شوق رہا۔ اور ہر ایک صاحب ملت اور مذہب کو اپنے مذہب اور ملت میں ایسا ثابت قدم اور راسخ دم پایا کہ گویا اُسکے نزدیک دوسرا ملت و مذہب بجز ضلالت اور گمراہی کے کوئی چیز ہی نہ تھا۔

Marfat.com

جب نصاریٰ میں مختلف مذہب کے پادریوں سے بات چیت کا اتفاق ہوا۔ اُن میں بھی ہر مذہب والے
پادری کو (باوجود سب کے تابع انجیل مروجہ ہونے کے) یہی کہتے سُنا کہ بجز ہمارے طریقہ پر بپتسمہ
لینے اور عیسوی ہونیکے کوئی طریقہ نجات کا نہیں۔ رومن کیتھلکوں کو دیکھا کہ پروٹسٹنٹوں کو
کافر کہہ رہے ہیں۔ اور پروٹسٹنٹوں کو سنا کہ رومن کیتھلکوں کی تکفیر کر رہے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس
یہود اور آتش پرستوں کو سرگرم اسی مقولہ کا پایا۔ ہنود میں بھی باوجود ہونے تمام ہنود کے پابند
اطاعتِ وید ہر ایک فرقے کو جدا جدا اپنی طرزِ خاص پر اطاعت وید کو موجب نجات کہتے دیکھا!

اہل اسلام میں بھی تمام اسلامی فرقوں کو باوجود ہونے سب کے تابع قرآن مجید اپنے ہی
طریق خاص پر پیروی قرآن کرنے کو باعثِ نجات کہتے سُنا۔ اسی طرح وہ جو خدا طلبی اور
خدارسی کے مدعی ہیں خواہ وہ جوگی ہوں یا سناسی۔ عابد ہوں یا صوفی۔ راہب ہوں خواہ
سپاسی۔ ہر ایک کو اپنی ہی طرزِ خاص پر خدارسی اور خداشناسی کا مدعی پایا۔ باوجودیکہ طریقے
ذکر و شغل توجہ اور مراقبہ باہم سب کے قریب قریب بلکہ ایک فقط ناموں کا فرق۔ چنانچہ صوفیائے
کرام جس شغل کو سلطان الاذکار کہتے ہیں جوگیوں سے اُسکو اناہد کہتے سنا۔ پارسیوں کے
یہاں اُسی شغل کا نام آزادادا پایا۔ اور جسطرح نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ میں سلطان الاذکار
کے مختلف طریقے ہیں جوگیا وغیرہ میں بھی مختلف طریق پر عملدرآمد دیکھا۔ صوفیائے کرام لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب لگاتے ہیں تو اسی طرح سپاسیوں کو "نیست چیزے مگر یزداں" کی ضرب لگاتے
سنا۔ علیٰ ہذا سُلْطَانًا نَصِيْرًا اور سُلْطَانًا مَحْمُوْدًا شغل یک ضربی دو ضربی کے طریقے
بھی قریب قریب پائے۔ اور قطع نظر اس امر سے کہ شریعت غرائے محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
میں جو امر خلاف عادت اولیائے کرام سے سرزد ہو اسکو کرامت اور جو پیغمبر سے وقوع میں آئے
اُسکو معجزہ اور جو جوگیا وغیرہ سے ظاہر ہو اسکو استدراج کہتے ہیں۔ نفس خرقِ عادت ظاہر ہونے
اور کشف و مکاشفہ میں سب کو صورۃً باہم شریک پایا۔ اس حالت پریشان کو دیکھکر تعصب مذہبی
چھوڑکر یہ سوچا کہ اگر باعتبار جزئیات عقائد اور اعمال ہر ملت اور مذہب کی تحقیق کا قصد کیا جائے

Marfat.com

جب تو یہ وہ دریائے ناپیداکنار ہے کہ جسکی تحقیق کے لئے عمر ہزار سالہ بھی کفایت نہیں کرتی اور اس تحقیق کیطرف جہانتک فکر کیا گیا۔ اور مختلف مذہبوں کے مناظروں کی کتابوں کو دیکھا تو بجز میں میں تو تو کے کچھ نظر نہ آیا اسواسطے کہ دنیا میں کوئی ایسا مذہب و ملت نظر نہیں آتا کہ ایک مذہب والا دوسرے مذہب والے کی دس پانچ بات کو بھی بوجہ مخالف ہونے اُن باتوں کے اُس طریق مروجہ سے جسپر انہوں نے پرورش پائی ہے۔ یا بوجہ تعصب مذہبی یا بوجہ ناواقف ہونے کے اُس مذہب کی کیفیت اور اُن باتوں کی حقیقت سے برا نہ جانتا اور اسکا مقابل اسی قسم کی برائی جیسی اُس نے مخالف رواج یا بمقتضائے تعصب مذہبی یا ناواقفی کے اُسکے مذہب کیطرف ظاہر کی ہے اُسکے مذہب میں نہ نکال دکھاتا ہو۔ چنانچہ دیانند سرستی وغیرہ کی اور اکثر آریوں کے تمام اعتراضات کی علیٰ ہذا اُنکے مخالفوں کے اعتراضات کی بنا جو اُنپر کئے گئے ہیں یا مخالفت رواج باہمی ہے یا مخالفت فلسفہ مروجہ زمانہ حال دیکھو مسلمانوں پر بوجہ مخالفت رواج اگر مشرکین عرب اور فی زمانہ آریہ اور نصارٰی نے لے پالک بیٹے کی بیوی مطلقہ سے نکاح کرنیکا اعتراض جڑ دیا تو مسلمانوں نے آریوں پر نیوگ کا جو مخالف شریعت اور اکثر مذاہب و ملت ہے اعتراض کر دیا۔ علیٰ ہذا القیاس اور غالباً اسی کشمکش کو دیکھکر اگر بعض جوگیوں کو یہ کہتا سنا ہی کہ سب مذہب و ملت حق ہیں اور سب سے خدا رسی ممکن ہے۔ لہٰذا ایک مذہب کو چھوڑکر دوسرا مذہب اختیار کرنا بعینہ ایسا ہے جیسے با وجود پہونچانے ہر راستے کے مدعا تک ایک راستے کو مدت دراز تک چلکر چھوڑ دینا اور دوسرے رستہ کی محنت دراز اپنے سر لینا مگر چونکہ اس مقولہ کو انکی مذہبی کتابوں کے بالکل مخالف پایا اور اُنکو اپنی قوم کے ہر بالغ نابالغ کو دوسرے مذہب کی صحبت سے نفرت دلانا اور دوسرے مذہب والے کو اپنے مذہب کیطرف آنے سے منع کرنا تو درکنار اپنے مذہب کیطرف راغب بناتا پایا۔ اُس کا نتیجہ بھی بغیر اپنے مذہب والوں کی روک تھام کے اور کچھ نہ پایا۔ علاوہ بریں یہ مقولہ اُنکا اُسوقت تک قابل اعتبار نہیں ہو سکتا جبتک کہ وہ یہ امر ثابت نہ کر دکھائیں کہ کسی مذہب کے اصول مذہبی

Marfat.com

دوسرے مذہب کے اصول کی تکذیب نہیں کرتے فقط اختلاف طریق عمل میں رہتا تو مضائقہ نہ تھا پھر تو
اس تماشہ کو دیکھکر اس امر کا یقین کامل ہوگیا کہ فی الواقع یہ جو کچھ عالم میں ظاہر ہو رہا ہے یہ
سب اُس صانع مطلق اور خالق برحق کی صنعت اور کاریگری کے جلوے ہیں۔ اور اس اعتبار
سے دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں کہ جسکو ہم بُرا بھلا کہہ سکیں۔ مگر جس چیز یا جس کام کو خود خالق اکبر
بُرا بتاوے یا بھلا فرماوے۔ اور یہ سارے جھگڑے عالم میں جو پھیل رہے ہیں اُنکا باعث
فقط ناواقفی اس امر کی ہے کہ خالق اکبر کے نزدیک کونسی بات بُری ہے اور کونسی بھلی۔ اور
اس ناواقفی سے جس قوم میں جس بات کے بُرا جاننے کا رواج پڑ گیا وہ اُسکو بُرا اور جنمیں بھلا
پڑ گیا وہ بھلا کہتے چلے آتے ہیں آخر کار یہی کہنا پڑا کہ رواج عام ہر قوم کا ایسی زبردست چیز ہے
کہ بھلی چیز کو بُری کر دکھائے اور بُری چیز کی بھلائی ہر دل میں لا جماوے۔ مگر باایں‌ہمہ ہر ایک
دانشمند سمجھدار کو یہی کہنا پڑا کہ اگر عقلاً کوئی بات بُری ہو اُسکو رواج کے اعتبار پر بھلا سمجھنا
بالیقین بیوقوفی کا کام ہے۔ اور پابندی رسم و رواج کا سراسر بُرا انجام۔ اسیوجہ سے آریوں نے
باوجود مخالفت اپنے قدیمی رسم و رواج کے بیوہ عورتوں کو نکاح ثانی کی مطابق شریعت اسلام
اجازت دے دی اور گانے بجانے طوائف نچانے کا علاوہ بریں دوسری قبیح باتوں کا جو اُنمیں
رواج تھا اب اُسکو موقوف کر دیا اور موقوف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جسکو اسلام نے
پہلے ہی دن منع کر دیا تھا۔ اور کثرت ازدواج پر جو چار تک مسلمانوں میں جائز ہے مسلمانوں کے
نصاریٰ معترض تھے مگر اب اُسکے منافع پر نظر ڈالکر خلاف اپنے رواج کے اجازت دے رہے ہیں
لیکن مدعیانِ عقل میں باہم اسقدر اختلاف پایا کہ بعضوں نے اپنی عقل کے بھروسے پر یہی کہدیا کہ
دنیا میں کوئی چیز بُری نہیں۔ بلکہ جو آدمی بُرا ہے اسکے واسطے ہر ایک چیز بُری ہے اور بھلوں کے
واسطے ہر ایک چیز بھلی۔ بعضے سرے سے خدا ہی کے منکر ہو بیٹھے۔ اور بعضے کہنے لگے کہ
آسمان کوئی چیز نہیں فقط آدمی کی انتہا نظر کا نام آسمان ہے۔ زمین گردش کرتی ہے اس
گردش کا نتیجہ اختلافِ فصل جاڑا گرمی وغیرہ ہے۔ دوسری جماعت عقلا نے آسمان کے

Marfat.com

پرندے تک کتابوں میں لکھکر دکھا دیئے اور ہر پرندے کی حرکت جداگانہ۔ اور ستاروں کی حرکت مع حرکت آسمان جانچ پڑتال کرکے جدا جدا مفصّل بیان کر دکھائے۔ اور باختلاف فصلوں کا زمین کو ساکن مانکر آسمان ہی کی حرکتوں پر ظاہر کر دکھایا۔ اور ہر ایک نے اپنے اپنے مسلک کو ایسے ایسے مضبوط دلائل عقلی سے ثابت کر دکھایا کہ سُننے والوں کو گنجائش انکار حتی الوسع قطعاً باقی نہ چھوڑی۔ اور پھر خود انکو باوجود ثابت کر دکھانے اپنے اپنے مسلک کے دلائل عقلیہ سے انہیں ثابت کردہ امور میں اسقدر مذبذب پایا کہ منصف مزاجوں کو یہی کہتے سُنا کہ ہماری تحقیق عقلی یہ ہے۔ ممکن ہے کہ یہ تحقیق غلط نکلے اور امر حق اسکے خلاف ثابت ہو۔ کسیکو تحقیق کرتے کرتے بعد چندے اپنے ہی طریق سے انکار کرنا پڑا۔ چنانچہ جو لوگ زمانہ سابق میں حکمت جدید پڑھکر یہ کہتے تھے کہ علم باطن کشف وکرامت یہ سب لغو ہیں۔ انھی کو تھوڑے عرصہ میں فقط عجائبات مسمریزم دیکھکر یہ کہتا سُنا کہ بیشک ہر انسان میں ضرور ایک قوت مقناطیسی ہے کہ جسکے قوی ہونے اور قوی بنانے سے کشف وکرامت اور عجائبات قدرت کا ضرور حضرت انسان سے ظہور ہوتا ہے اُسی کو علم باطن کہتے ہیں اور اُسی کا نام تحقیقات روحانی ہے اگرچہ یہ امر سالکان راہِ طریقت کے نزدیک بالکل خلاف واقع ہے۔ اور کتنا ہی کوئی مشاق علم مسمریزم ہو ہمنے بارہا دیکھا ہے کہ صوفی کامل کے سامنے کچھ نہیں کرسکتا۔ علیٰ ہذا جو لوگ جنّ وشیاطین اور ملائکہ کے یقیناً منکر تھے اب وہی نہ فقط وجود جنّ کے ہی مقر نہیں بلکہ جنوں کے دکھا دینے تک کے اشتہار دے رہے ہیں۔ جو لوگ جنّت اور دوزخ کا انکار کرتے تھے آخر کار یہانتک تو اقرار کرنے لگے کہ ضرور ہر چیز کی انتہا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک خزانہ ہونیکو عقل تسلیم کرتی ہے۔ راحت وآرام کی بھی انتہا ہونا چاہیئے۔ اور اسکا ایک مخزن ہونا عقلاً ضروری ہے کہ اُسکے بعد پھر یا وہ راحت وآرام کا پایا جانا محال ہو۔ اُسیکا نام جنّت ہے۔ علیٰ ہذا مخزن تکالیف اور انتہائے عذاب وتکلیف کا نام دوزخ ہے۔ اسیطرح یہ کہنے کہتے کہ خدا کوئی چیز نہیں عالم کے مادہ میں خود یہ اثر ہے کہ خود بخود ایک مدت دراز تک صور مختلفہ عالم میں ظاہر ہوتا ہے

اور پھر ایک مدت دراز کے بعد خود بخود سب صورتوں کو چھوڑ کر بار یک بار یک ذرات کی شکل میں منتشر ہو جاتا ہے۔ غالباً اسی کو عام لوگ قیامت کہتے ہیں۔ آخر کار معاملات عالم پر نظر ڈالتے ڈالتے کہنے لگے کہ بے سبب کوئی چیز نہیں ہوتی۔ لامحالہ ملنے اور بکھرنے اجزاء عالم کا بھی کوئی سبب ہونا ضروری ہے۔ بعض تو اتنا ہی کہکر گم ہو گئے۔ بعض کو یہ کہنا پڑا کہ طبیعت مادہ ہے۔ باعث انتظام و انتشار عالم ہے حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ طبیعت اور مزاج کا وجود بعد وجود اس شئے کے ہوتا ہے۔ اور علت و سبب ہر شئے کا ضروری ہے کہ اس شئے سے پہلے ہو۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مگر باوجود اسقدر اختلافات کے اس مقدمہ کا سب کو مقر پایا کہ تمام عالم میں جو کچھ موجود ہے اس میں سے جو بھی چیز سبب اول کیطرف منسوب ہے۔ جو وصف و قوت اس میں ہوگی وہ قوت اور وصف اس میں نہیں ہو سکتا جو چیز اس سبب اول کی پیدا کی ہوئی چیز سے پیدا کی ہوئی ہے۔ مثلاً جو وصف و قوت آدمی میں ہے کہ جسکی پیدائش سبب اول خالق اکبر کیطرف یقیناً منسوب ہے۔ اس شئے میں وہ صفت و قوت ہرگز نہیں ہو سکتی جو بظاہر انسان کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں۔ چنانچہ ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ عالم میں بذریعہ حضرت انسان کیا کیا عجائبات قدرت ظاہر ہو رہے ہیں۔ کہیں ریل جیسی سواری کا ظہور ہے کہ جسکا کبھی خیال بھی نہ تھا۔ کہیں تار برقی کا اشتہار ہے۔ کہیں نئی نئی نت نئی کلوں کا ایجاد ہو رہا ہے۔ کہیں فرنگی گھوڑے دوڑ رہے ہیں کہیں بذریعہ کل رقص گلعذار ترانہ ہائے بیشمار کا ظہور ہو رہا ہے۔ کہیں بصورت گراموفون ہر ایک قسم کی آواز کا فوٹو کھینچا جا رہا ہے۔ کہیں ہوائی جہاز اڑ رہے ہیں کہیں آگ دھوئیں کی گاڑیاں موٹر نامی دوڑتی پھرتی ہیں۔ کہیں بذریعہ مسمریزم نئے نئے عجائبات کا مشاہدہ ہے۔ کہیں جام جہاں نما کی حکایت ہے۔ کہیں طلسمات خمسہ نمرودیہ کا ذکر ہے۔ کہیں عجائبات گذشتہ کا جو ہم کو اب نظر نہیں آتے انکار ہے۔ علیٰ ہذا القیاس یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور نمعلوم کیا کچھ ہو چکا اور کیا کیا ہوگا۔ لیکن آجتک نہ ہوا ہے نہ ہونا ممکن کہ کوئی یہ کہکر بتا دے کہ فلاں حکیم کا بنایا

Marfat.com

آدمی تو کہاں یہ مجھ بعینہ ویسا ہی مجھ ہے جسکا پیدا ہونا سبب اول کی طرف یقیناً منسوب ہے
لہٰذا بالاتفاق سب کو یہی کہنا پڑا خصوصاً انکو جو اپنی شریعت اور کتابوں کو خدا کیطرف
نسبت کرتے ہیں کہ فی الواقع دنیا میں بری بھلی چیز اور برا بھلا کام حقیقتاً وہی ہے جسکو پروردگار
عالم برا بھلا بتا دے اور اسکی برائی بھلائی بذریعہ اپنے کلام کے ظاہر فرما دے اور واقعی
بات بھی یہی ہے کہ جسقدر پیدا کرنیوالا اپنی پیدا کی ہوئی چیز کی برائی بھلائی سے واقف
ہوتا ہے دوسرے اسکی برائی بھلائی واقعی سے کبھی واقف نہیں ہو سکتے تاوقتیکہ اس کام
میں اس سے زیادہ ہوشیار نہ ہوں۔ مگر یہ تو ظاہر ہے کہ اُس خالق اکبر سے جس کو
بعض حکما سبب اول یا علت العلل کہتے ہیں بڑھکر تو کہاں اسکے برابر بھی کوئی
نہیں۔ پھر اسکی پیدا کی ہوئی چیز اور کاموں میں بھلائی برائی واقعی اسکی مخلوق ہوکر اپنے
عقل سے کون ثابت کرسکتا ہے۔ ہاں اگر ثابت کرسکتا ہے تو وہی کرسکتا ہے جو مخلوق
خدا سے اس قوت کا کوئی بشر ہو جو بلا اسباب ظاہری اور تحصیل علوم و فنون اور صحبت علما
ہر چیز اور ہر کام کی برائی بھلائی ثابت کرنے میں بلکہ ہر چیز کی حقیقت کے بیان کرنے میں غنی
اس امر کا ہو کہ خود خدا کے بتلانے سے کسی طرز خاص پر میں یہ باتیں بیان کر رہا ہوں۔ نہ
اُن میں اپنی طرف سے کچھ تصرف کرسکتا ہوں نہ اس میں میری عقل کو کچھ دخل ہے بلکہ جو کچھ حقائق
اشیا برائی بھلائی ہر کام اور ہر چیز کی اپنے زمانے کے لوگوں کی طبیعت کے انداز پر بموجب
بتلانے اور پڑھانے اس خالق کل سبب اول کے میں بیان کر رہا ہوں۔ اسکے بیان کرنے
میں میں مجبور ہوں۔ گو یہ کلام بظاہر میرے منہ سے نکل رہا ہے مگر حقیقتاً نہ یہ میرا کلام ہے
نہ اس بیان میں میرا کچھ تصرف اور انتظام بلکہ یہ کلام سراپا خالق اکبر واجب الوجود قدیم بالذات
کا کلام ہے۔ اور وہ کلام الٰہی اُس پیغمبر کی ملک کی زبان میں اس پیغمبر سے ظہور پذیر ہوتا کہ
ہدایت کرنے اور سمجھنے سمجھانے میں وقت واقع نہ ہو۔ پھر اگر طبیعتیں اور قوتیں ہر زمانے اور
ہر ولایت کے آدمیوں کی برابر تسلیم کیجاویں تو اس سارے کلام خدا کا جو ہدایت خلق اللہ کیواسطے

Marfat.com

ظاہر ہوا ایک سا تھ کسی مقبول بندے کی زبان پر ظاہر ہو کر یکساں تا قیام قیامت بلا تغیر و تبدل اور
نسخ یا ترمیم احکام باقی رہنا تسلیم کیا جاوے۔ اور اگر ہر زمانے کے آدمی ہی کیا بلکہ تمام
مخلوقات کی طبیعتوں اور قوتوں میں اختلاف قوی پایا جاوے جیسا کہ ظاہر ہے بلکہ باعتبار
ایک ہی زمانے کے باعتبار مختلف ولایتوں کے اختلاف قوی طبیعتوں اور مزاجوں کا اور
اختلاف بیدرات اور روان کا ظاہر ہے تو ضرور ہے کہ اُس کلام قدیم خداوند کریم میں ازل سے
مرتبہ قدم الشان میں یعنے مرتبہ علم اللہ میں ہی اختلاف احکام ہو اور جن جن طبیعتوں اور
قوتوں کے آدمی مرتبہ علم اللہ سے مرتبہ ظہور اور حدوث میں آتے جاویں وہ کلام الٰہی
بغرض ہدایت مخلوق ہر ایک زمانے کے آدمیوں کے طبیعت اور قوت کے اندازہ پر دنیا میں
بواسطہ کسی ایسے ہی نبی اور رسول کے جسکی ہدایت اُنکے مناسب ہو ظاہر ہوتا رہے تاکہ
بمناسبت حکم متعلق خالق برحق طبیعتوں مخلوق اور اُنکے علاج ہار مختلف سے لازم نہ آوے
مگر ہر زمانہ میں ہر شخص چونکہ ایسا دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں اس زمانے کے لوگوں کی ہدایت کو
اللہ کی طرف سے منصب نبوت و رسالت پر بھیجا گیا ہوں۔ اور انکی طبیعتوں اور قوتوں کے اندازہ
پر مجھ پر کلام الٰہی اُترتا رہتا ہے لہٰذا اس قسم کے مدعیوں میں سے سچے کی پہچان کے لئے جھوٹے
مدعیوں سے بڑی میزان یہ ہے کہ وہ مؤید من اللہ ان دو باتوں کے ساتھ موصوف ہو امر اول یہ کہ بلا کسب
اور سیکھنے اور لکھنے پڑھنے کے اُس سے ایسے امور خلاف عادت سرزد ہوں کہ جنکا مقابلہ
کوئی نہ کر سکے۔ اور باوصف لکھنے پڑھنے اور سیکھنے سکھانے اور مدتوں محنت کر کے حاصل
کرنے اُن امور کے کوئی کتنی بھی کوشش کرے اُس مدعی نبوت کے مقابلے سے عاجز رہجاوے
ایسے فعل کو عرف شریعت میں معجزہ کہتے ہیں اور دوسرا امر یہ کہ زمانہ طفولیت اور لڑکپن سے
ہی وہ نبی دعویٰ نبوت سے پہلے اور پیچھے صدق کلام اور خصائل حمیدہ میں ایسا شہرہ آفاق
اور ضرب المثل ہو کہ کسیکو اہل انصاف سے اسکے جھٹلانے کی گنجائش باقی نہ رہے گو معاندین
اپنے عناد سے باز نہ آویں۔ مگر جس کلام الٰہی اور کتاب ربانی کی تصدیق فقط اُس نبی کے

Marfat.com

معجزوں اور اُسکے صادق الکلام ہونے پر موقوف ہوگی مگر وہ کلام محفوظ اور مقبول اور قابل ہدایت
اُسوقت تک ہی رہ سکتا ہے جبتک اُسکے معجزوں کی شہرت ہزاروں لاکھوں راویوں کے
ذریعہ سے علی سبیل الیقین باقی رہے اور جب اُسکی شہرت اُسکے ماننے والوں سے ہی مٹ جاوے
اور اُس کلام الٰہی کی عظمت اُس نبی کے پیروؤں کے دلوں سے نکل جاوے ضرور ہے
کہ وہ کلام الٰہی بوجہ خودغرضی اور اتباع خواہشات اُسکے تابعین کے بالکل ہی مٹا دیا جاوے
یا رہے تو بوجہ گمراہ اور خودرَو ہو جانے اُسکے تابعین کے اصلی صورت میں باقی نہ رہے
بلکہ اُسکے خالص ترجمے برائے نام باقی رہجاویں تاکہ اصل کلام الٰہی سے ملا کر اُنکی تحریفات
اور خودغرضیوں پر کوئی واقف نہ ہو سکے۔ لامحالہ اُس نبی کے بعد جب اُسکی ہدایت کا
اثر قریب الزوال ہو اُسی قسم کی قوت اور معجزات کے ساتھ دوسرے نبی کا آنا ضرور ہے۔
خواہ وہ اپنے معجزوں کی قوت کے ساتھ پہلے ہی نبی کی شریعت کو زندہ کرے خواہ حسب
تغیر وتبدل مزاج اہل زمانہ منجانب اللہ نئی شریعت اور نئے احکام لیکر آوے تاکہ اُس حکیم مطلق
سے ایسی صورت میں بتقاضائے حکمت کاملہ دینی مخلوقات ذی شعور کو معطل اور بیکار چھوڑنا
اور پھر اُن ناوانوں کو نادانی سے خطا کرنے پر دنیا یا عقبٰے میں خلاف شان حکمت معذب
کرنا لازم نہ آوے۔ اور ضرور ہے کہ اُس خالق برحق حکیم مطلق کیطرف سے بعد میں آنیوالے نبی کا
چرچا باقی رہے اور پہلے نبی کی کتاب اللہ اصلی صورت میں باقی رہے نہ رہے مگر اُسکے
بعد آنیوالے نبی کی بشارت اور اُسکے اَتے پتے اور علامات اور نشانیاں ضرور پہلے نبی
کی کتاب میں باوصف تحریفات چندرچند کچھ نکچھ باقی رہتی چلی آویں۔ اور اگر وہ نبی اس امر کا
مدعی ہو کہ میرے بعد کسی نبی کے آنے کی حاجت نہیں اور نہ اب کوئی نیا نبی آوے اور جو آوے
وہ جھوٹا سمجھا جاوے اسواسطے کہ مجھکو اللہ کیطرف سے وہ کتاب ملی ہے جو باوصف اختلاف
طبائع اور اختلاف زمانہ اور اختلاف لیل ونہار کے مختلف ولایتوں کے اعتبار سے
تمام دنیا کے انتظام اور ہدایت کو قیام قیامت اور رہتی دُنیا تک کو کافی ہے تو ایسی کتاب

Marfat.com

گو ابتدا میں اسکی صداقت اسکے لانیوالے نبی کے معجزات مشہورہ سے ظاہر ہوتی ہو اور اسکا ابتداءً دنیا ہی میں ظہور رہا ہو خواہ آخر دور دنیا میں اس کتاب کو بعد وفات اپنے لانیوالے کے اپنی صداقت میں اپنے لانیوالے نبی کے معجزوں کا ہرگز محتاج نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اسکی صفات معجزہ خود اسکی صداقت کی دلیل ہوں۔ اور وہ کتاب مثل اپنے لانیوالے کے دوسرے معجزوں کے اپنے لانیوالے کا ایسا دائم قائم معجزہ ہو کہ اُن صفات کا جو اس کتاب میں ہوں آجتک کوئی مقابلہ کر سکا ہو نہ کر سکے۔ اور اُن صفات معجزہ کا ہر ناظم و ناثر کو اپنی کلام میں خصوصًا ایسے شخص کو جو پڑھا لکھا بھی نہ ہو اپنے کلام میں جمع کر کے دکھانا بداہتہً محال ہو۔ لہٰذا اُن صفات کے مجموعہ سے ایک ایسی ترازو اور میزان بنانیکی ضرورت ہے تاکہ جسکے ذریعہ سے ہر شخص کو اگر ذرا بنظر انصاف اس قسم کی کتاب اور کلام کو اس میزان پر تول کر دیکھے یقین کامل ہو جاوے کہ فی الواقع ایسے کلام اور ایسی کتاب کا ظہور ایسے آدمی سے تو کہاں ممکن کہ جو پڑھا لکھا ہے نہ پڑھے لکھوں کا صحبت یافتہ ایسی کتاب اور ایسے کلام کا ظہور تو بڑے بڑے عالموں حکیموں سے بھی غیر ممکن اور محال ہے۔ لہٰذا بعد دیکھ بھال ہر مذہب اور ملت اور اس قسم کی کتابوں اور باہمی مناظرات اور اس قسم کے مدعیوں کے حالات کے ایسے نبیوں کے حالات اور اذکار تو بہت نظر سے گذرے کہ جنکے معجزات مشہورہ کا ذکر مختلف کتابوں میں دیکھکر گو انکے نام کے پیرو انکی تاویلیں کر کے گمراہ ہو گئے یقین کامل ہو گیا کہ بلاشبہ یہ سچے پیغمبر تھے۔ مگر ایسی کتاب بجز قرآن مجید کے کوئی نظر سے نہیں گذری۔ کہ جو اس امر کی مدعی ہو کہ میں اپنی صداقت کے لئے فقط اپنے لانیوالے کے معجزات کی ہی محتاج نہیں ہوں بلکہ میں خود اپنے لانیوالے کا معجزہ ہوں۔ اور اپنی صداقت کی اپنی صفات معجزہ کے ساتھ خود دلیل ہوں۔ اگرچہ میرے لانیوالے کے بیشمار معجزے جو باعتبار الفاظ مخصوصہ کے خبر آحاد ہیں اور ظنی الثبوت۔ مگر باعتبار معنے کے ہر زمانے میں میرے لانیوالے کے زمانے سے آجتک مثل معجزات حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کے ایک زمانے

تمام تک مشہور و متواتر چلے آتے ہیں۔ اور وہ معجزے اگرچہ میرے اور میرے لانیوالے کی صداقت کی دلیل تھے اور ہیں۔ مگر میں بھی خود اپنی صفات معجزہ کے ساتھ اپنی صداقت اور اپنے لانیوالے کے سچے نبی ہونے کی دلیل ہوں اسواسطے کہ میرا دعوی ہے کہ میں ہر ملک اور ہر ولایت کیلئے تا قیام قیامت ہدایت نامہ الٰہی ہوں۔ اور میرا اور میرے لانیوالے کا دعوی ہے کہ ہماری ہدایت کا پھریرا عالم پر رہتی دنیا تک لہراتا رہیگا۔ اور میرا دعوے ہے کہ کسی امر میں اپنے ماننے والوں کو باوصف اختلاف لیل ونہار اور اختلاف طبائع اور قوت مخلوقات کے میں نے کسی دوسرے کا محتاج چھوڑا ہے نہ چھوڑوں گی۔ اور پھر اپنے دعووں کو ثابت کر کے دکھا دے اور دکھاتا ہے ایسا دعوے اگرچہ ویدانتی بہ نسبت وید بھی کرتے ہیں۔ مگر ابھی تک باتفاق یہ نہیں بتا سکتے کہ وید کتنے تھے اور اب کتنے رہگئے اور کس پر بطریق الہام ظاہر ہوئے۔ یا بطریق وحی یا شاعروں کے کلام ہیں۔ اور وہ محرف رہ گئے یا اصلی حالت ہیں۔ اور ساری حاجتوں کو اپنے تابعین کے کافی بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسے ہوتے انکے پیرو احکام میں منوسمرتی کے کیوں محتاج ہوتے۔ اور یہودیوں کے اس قسم کے دعوے کو خود توریت کی پیشگوئیاں ہی جھٹلا رہی ہیں۔ علی ہذا عیسائیوں کو انجیل کی پیشینگوئیاں بہ نسبت آنیوالے رسول کے جسکا نام احمد اور محمد تک صلے اللہ علیہ وسلم بعض اناجیل میں بیان کیا گیا ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوا کہ کتاب مقدمہ کا نام میزان الادیان رکھا جاوے۔ اور اسکو تین بابوں پر تقسیم کر کے باب اول میں ان اعتراضوں کو مع انکے جوابات شافی کے بیان کیا جاوے جو بعد غور و تامل اس تمہید کے بعض مقدمات پر واقع ہوتے ہیں۔ اور باب دویم میں اس نبی امی کی نسبت پیشینگوئیاں کتب سابقہ اور کتب معتبرہ یہود سے اور زبان جنوں اور بتوں سے انکے بعض معجزات بطریق اختصار۔ اور بعض وہ معجزے بھی نقل کئے جاویں جو بواسطہ بعض افراد کامل اس پیغمبر کی امت کے ابتک باقی ہیں۔ اور نیز انکے ابتدائے سن تمیز سے تا وفات سچائی میں مشہور ہونیکے اخبار اور زمانہ حال اور ماضی کے ذی علم اور ماہران فن یہود اور نصاریٰ

Marfat.com

اور ہنود کی نہاد تیں مثل جامع احکام ہونے قرآن اور صادق البیان اور منتظم دوران ہونے حامل قرآن کے چند فصلوں میں بیان کی جاویں ۔ باب سیوم میں اُن فوقتوں کو بیان کرکے جنکا ظہور بحیثیت کلام بہ متکلم کے کلام میں بداہتہً محال و ممتنع ہے انکا ظہور بالبداہت قرآن مجید میں دکھلایا جاوے ۔ اور حصۂ دویم میں فقط تفسیر سورۂ فاتحہ سے سیکڑوں مسائل مع الدلائل موافق مذہب حنفیہ بیان کرکے حصۂ دوم کا نام تفسیر الفاتحہ فی ادلۃ الحنفیہ بخلاصتہ صحاح الستہ رکھا جاوے۔ وھا انا اشرع فی المقصود بتوفیق الملک المعبود۔

باب اول

بیان میں اُن اعتراضوں کے جو بعض مقدمات تمہید مذکور پر وارد ہوتے ہیں مع اُنکے جوابات شافی کے

اعتراض اول ۔ ابتدا مقدمہ میں دعوے یہ کیا گیا ہے کہ وہ مقبول بندہ جو دعی پیغمبر ہے جس کتاب کو اللہ کیطرف سے لایا ہو اسکی نسبت اس امر کا مدعی ہو کہ یہ بعینہ اللہ کا کلام ہے ۔ اور آخر مقدمہ میں صاف اقرار ہے کہ جس مرتبہ میں انسان کو حادث اور آدمی مانا جاوے ۔ اُس کلام خدا کو بھی حادث اور آدمی مانا جاوے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جس مرتبہ میں اُسکو حادث مانا جاوے اُس کلام کو خدا کا کلام اور قدیم بالذات بھی تسلیم کر لیا جاوے ۔ قدیم بالذات حادث نہیں ہوسکتا اور حادث کو قدیم بالذات نہیں کہہ سکتے ۔ اور قدیم بالذات کا حادث میں حلول کرنا بھی محال ہے اسواسطے کہ بصورت تسلیم کرنے حلول کے لازم آتا ہے کہ قدیم کا محل حادث بھی صحیح ہو اور یہ کہنا تسلیم کر لیا جاوے کہ یہ حادث قدیم ہے اور یہ قدیم حادث ہے ۔ حالانکہ یہ امر ہر عاقل کے نزدیک بداہتہً محال ہے ۔ اور جب یہ قرآن اس مرتبہ ظہور میں نہ کلام اللہ ہوسکتا ہے نہ قدیم بالذات اور نہ اُن حرفوں میں جو صحفوں میں درج ہیں نہ قاری کی آواز میں جو وقت قرأت ظاہر ہوتی ہے کلام اللہ کا حلول قابل تسلیم پھر اُس

Marfat.com

مقبول بندے مدعی رسالت نبوت کا یہ قول کہ یہ کلام اللہ ہے کیسے مانا جاوے اور باجماع اہل اسلام اسکی اتنی تعظیم کیوں کیجاتی ہے کہ بے وضو قرآن کو چھونا بھی حرام ہے۔ اور جنبی جنبیہ حائضہ نفساء کو اسکا پڑھنا بھی حرام۔

جواب اعتراض اول۔ ہم تمام اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کے اوراق اور صحیفوں میں اللہ کا کلام لکھا ہوا ہے جو قدیم بالذات کلام نفسی آواز اور حروف اور ترکیب اور تقدیم و تاخر سے پاک ہے اور وہی کلام اللہ دلوں میں محفوظ ہے اور زبانوں سے پڑھا جاتا ہے اور کاغذ اور روشنائی اور لکھنا اور حروف اور آواز جو پڑھنے والے سے وقت پڑھنے کے ظاہر ہوتی ہے اور سُنی جاتی ہے یہ سب حادث ہیں۔ اور ہمارے اس عقیدہ سے کہ کلام الٰہی جو قدیم بالذات نفسی ازلی صفت جناب باری ہے وہ قرآنمجید کے ورقوں میں لکھا ہوا دلوں میں محفوظ زبانوں سے پڑھا جاتا ہے۔ یہ لازم نہیں آتا کہ نفس ذات کلام الٰہی جو قدیم بالذات ہے بعینہ قرآن مجید میں اور دلوں میں اور زبانوں میں وقت پڑھنے کے موجود ہے یا حرفوں میں بعینہ وہ کلام الٰہی یا ہمارے دلوں میں حلول کی ہوئی ہے اور وقت پڑھنے کے بعینہ ہماری زبانوں پر موجود ہے۔ بلکہ یہ حروف جو قرآن مجید میں لکھے ہوئے ہیں اور وہ الفاظ جو دلوں میں محفوظ اور زبانوں سے پڑھے جاتے ہیں اُس کلام نفسی ازلی پر دلالت کرنیوالے ہیں جیسے آگ یا آتش یا نار کے حروف۔ اور یہ تینوں الفاظ بحسب اختلاف زبانوں کے کاغذ پر لکھے ہوئے دلوں میں محفوظ ہیں زبانوں سے پڑھے جاتے ہیں اور نفس ذات آگ پر جو ایک جسم گرم جلا دینے والا ہے دلالت کرتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ اور حروف نہ خود آگ ہیں نہ آگ ان میں حلول کئے ہوئے ہے ورنہ وقت لکھنے اور دل میں رکھنے اور پڑھنے لفظ آگ۔ یا آتش یا نار کے زبان اور دل اور کاغذ سب جل جاتے۔ اور جب معلوم ہوگیا کہ ہماری آواز جو وقت تلاوت قرآن مجید کے نکلتی ہے اور وہ کلمات جو وقت تلاوت کے سنے جاتے ہیں یہ دلالت کرنیوالے ہیں بدلالت مطابقی کلام الٰہی قدیم بالذات نفسی ازلی پر نہ نفس کلام الٰہی

Marfat.com

جو ذات جناب باری کے ساتھ قائم ہے۔ علیٰ ہذا وہ حروف جو اوراق قرآن مجید میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور دلالت کرنیوالی اشیا، اگرچہ عین مدلول نہیں ہوتی۔ مگر اپنے مدلول سے جدا بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ جب ہم کہتے ہیں آگ۔ اگرچہ لفظ آگ کا عین آگ نہیں۔ نہ وہ لکھنے سے کاغذ کو جلاوے نہ دل میں خیال کرنے سے اور زبان سے کہنے میں دل اور زبان کو جلنے کی ایذا پہونچاوے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ وقت کہنے سننے لفظ آگ کے آگ کا تصوّر کہ وہ ایک جسم روشن جلادینے والے کا نام ہے دل میں نہ آوے۔ اسیطرح لفظ والد ماجد یا پیر و مرشد بعینہٖ اگرچہ نفس وجود والد اور وجود پیر و مرشد نہیں مگر نفس وجود والد اور پیر و مرشد سے جدا بھی نہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ وقت بولنے لفظ والد اور پیر کے تصوّر والد ماجد یا پیر و مرشد کا دل میں نہ آوے اور اُن لفظوں کا ادب نفس والد ماجد اور پیر و مرشد کا ادب نہ سمجھا جاوے۔ اور انکی توہین والد ماجد اور پیر و مرشد کی توہین نہ مانی جاوے۔ مثلاً اگر کوئی اپنے والد ماجد یا اپنے پیر و مرشد کہکے پکارے یا لفظ والد ماجد یا پیر و مرشد لکھکر اُن لفظوں پر تھوکے یا اُن پر جوتی لگاوے کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا کہ اُسکو بے ادب گستاخ بے دین نہ کہا جاوے اسواسطے عقلاً و شرعاً تعظیم اوراق اور حروف کلام اللہ واجب ہے۔ اور کلام اللہ کو ٹھکرانا یا اُسکو پھینک دینا کفر سمجھا جاتا ہے اسواسطے کہ حروف دالّہ علیٰ کلام اللہ النفسی کی توہین بعینہٖ کلام اللہ نفسی ازلی کی توہین ہے جو ذاتِ جناب باری کے ساتھ قائم ہے۔ بلکہ تمام حروف تہجی الف سے یا تک چونکہ بعض کے نزدیک بعینہٖ اللہ کے نام ہیں اور جمہور کے نزدیک اللہ کے ناموں کے جز جیسے الف لام الف ہا لفظ اللہ کے جز ہیں اور را حا یا میم لفظ رحیم کے جز۔ ان حروف کی تعظیم بھی واجب ہے، چنانچہ فتاوے عالمگیریہ وغیرہ میں ہے کہ شدّاد قارون وغیرہ کفار کی نفس ذات اگرچہ واجب التوہین ہے اور اُنکا مردود ہونا ظاہر مگر اُنکے نام لکھکر اُن ناموں پر بھی جوتی لگانا یا پیشاب کرانا یا تیر لگانا ہرگز جائز نہیں۔ اسواسطے کہ اُنکے ناموں میں بھی یہی حروف تہجی موجود ہیں جو اللہ کے نام ہیں یا اللہ کے ناموں کا جز۔ اور دلالت اُن الفاظ قرآن کی کلام نفسی ازلی پر چونکہ دلالت

Marfat.com

مطابقی ہے لہذا ان الفاظ کے دال ہونے کی حیثیت سے کلام نفسی ازلی پر ان الفاظ قرآن میں امکان کذب کا قائل ہونا کلام نفسی ازلی میں امکان کذب کا قائل ہونا ہے جو کفر ہے البتہ خلف وعید کے بعض اشعری قائل ہیں مگروہ خلف وعید کو عقلاً و نقلاً کرم کہتے ہیں جو صفات حسنہ سے ہے بخلاف کذب کے جو بالاتفاق صفات قبیحہ سے ہے جس سے بالاتفاق ذات جناب باری پاک و منزہ ہے۔ ہاں پیغمبر کی زبان پر بحیثیت مخلوق ہونیکے پیغمبر کی ذاتی باتوں میں کذب پیدا کرنے پر اللہ قادر ہے۔ مگر چونکہ پیغمبر کی زبان پر کذب پیدا کرنے میں پیغمبر کی بے اعتباری ہوتی ہے لہذا پیغمبر کی باتوں میں کذب پیدا کرنا ممتنع بالغیر ہے اور بحیثیت کلام الٰہی ہونے کے محال اور ممتنع بالذات۔ مگر معتزلہ کے نزدیک کلام الٰہی ہونے کی حیثیت سے بھی ممتنع بالذات نہیں اسواسطے کہ وہ کلام نفسی ازلی کے منکر ہیں اور وہ اللہ کو متکلم اس معنے کرماتے ہیں کہ وہ زبان جبرئیل علیہ السلام یا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کلام کا پیدا کرنیوالا ہے نہ یہ کہ صفت کلام اُس کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہے۔ لہذا معتزلہ کے مقابلہ میں کتب عقائد میں ہی لکھا ہے کہ کذب کلام باری میں بموجب اصطلاح معتزلہ ممکن ہے

اعتراض دوم۔ یہ بات تو ہم ہر کلام کی نسبت جو کسی بھی انسان سے ظہور میں آوے اور ونیز تمام آدمی اُسکے ساتھ بات چیت کرتے ہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی کلام نفسی ازلی پر دال ہے۔ اور ہر مدعی اس امر کا کہہ سکتا ہے کہ میرے پاس کتاب اللہ ہے خواہ وہ وید ہو یا ژند یا ژند۔ خواہ سریانی یا عبرانی زبان میں توریت و انجیل و زبور جن میں انکا نزول بیان کیا جاتا ہے خواہ کسی زبان میں توریت اور انجیل اور زبور کا ترجمہ خواہ قرآنمجید کا ترجمہ پھر ہر مدعی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید جو مخصوص زبان عربی میں ہے اسکی کیا خصوصیت ہے کہ اسی کو کلام الٰہی بتایا جاوے۔ اور کلام الٰہی نفسی ازلی پر دال کہا جاوے بلکہ یہ سب ترجمہ اور یہ سب کتابیں جنکو الہامی کتاب کہا جاتا ہے کلام الٰہی نفسی ازلی پر دال ہیں۔ اور اسی واسطے سب واجب التعظیم ہیں۔ بلکہ ان سب کے ساتھ اور سب نہیں تو ترجمہ قرآن مجید کے

Marfat.com

ساتھ تو بلاشبہ کسی بھی زبان میں ہو نماز بھی جائز ہونا چاہیئے۔ اگر نہیں تو اس قرآن مجید میں جو زبان عربی میں سات (ہفت) قرائتوں مشہورہ کے ساتھ ہمارے پاس موجود ہے اور دوسری کتابوں اور اُنکے ترجموں میں جو الہامی کہے جاتے ہیں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے کہ جس دلیل سے یہ امر ظاہر ہو جاوے کہ یہی ایک کتاب ایسی ہے کہ جسکو اپنے ملفوظ مخصوصہ کے ساتھ کلام الٰہی نفسی ازلی پر دال کہہ سکتے ہیں نہ کہ دوسری کتابوں اور ترجموں کو۔

جواب اعتراض دوم۔ اس امر کا اشارہ پہلے ہی گذر چکا ہے۔ مگر اب پھر مفصلاً بیان کر دیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ یہی کلام جو میں لایا ہوں بوجہ دال ہونے کے کلام اللہ نفسی ازلی پر حکماً کلام اللہ ہے نہ کہ اور دوسرا کلام ضرور ہے کہ مثل موسیٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کے ایسے معجزوں کے ساتھ کہ اُن فنون کے ہزاروں ماہر اسکے مقابلہ سے عاجز ہو جاویں اپنے دعوے کو پایۂ ثبوت کو پہونچا دے۔ اور اگر اس کا یہ دعوےٰ ہو کہ یہ کلام الٰہی جسکو میں لایا ہوں قیام قیامت تک کے واسطے تمام دنیا کو کافی ہے۔ اسکے بعد نہ کسی نبی کے آنے کی ضرورت اور نہ کسی کتاب اللہ کے نازل ہونیکی حاجت تو لامحالہ مثل قرآن کے اُس کلام دال علی کلام اللہ النفسی ازلی کو من حیث الکلام ایسا معجز ہونا ضروری ہے کہ بذاتہٖ وہ کلام خود معجزہ ہو اور اُس پیغمبر کے زمانہ سے قیامت تک ایسا کلام کوئی نہ لاسکا ہو نہ لاسکے۔ اسی امر کی تحقیق کی غرض سے ہمکو عقلاً ایسی میزان کے امور بدیہیّہ سے بنانے کی ضرورت پڑی ہے کہ یہ قرآن مجید جو اس ملفوظ مخصوصہ عربیہ کے ساتھ ہمارے پاس موجود ہے اور اُن کتابوں اور ترجموں سے جو نسی کتاب اور ترجمہ اور اُس کلام اللہ ہونیوالا جو اس میزان پر پورا اُترے اُسکے سچّا ماننے والوں کو اپنے دعوے میں سچّا ماننا چاہیئے۔ اور جو مدعی نبوت اور جو کتاب مداومت کی مدعی اور جو ترجمہ اس میزان پر پورا نہ اُترے اُسکو اور اُنکے کلام الٰہی ہونے کے مدعیوں کو بحسب ہدایت نامہ دائمی ہونیکے جھوٹا جاننا ضروری ہے جس میزان کا ذکر باب سوم میں آنیوالا ہے۔ البتہ اگر وہ کتاب فقط کتاب اللہ ہونیکی جو دوسرے

Marfat.com

پیغمبر کے زمانہ سے پہلے تک کی مدعی ہے تو اسکا فقط مؤید اپنے لانیوالے کے معجزات کے ساتھ ہونا ضرور ہے نہ کہ اس میزان پر اسکا پورا اُترنا۔ خیر یہ امر تو بعد دیکھنے میزان اور تولنے اُن کتابوں کے جنکو کتاب اللہ اور ہدایت نامہ قیامت تک کے لئے کہا جاتا ہے اُس میزان پر تولنے کے بعد طے ہو رہیگا۔ مگر اول تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔

اعتراض سوم۔ کہ یہ الفاظ دلالت کرنیوالے کلام الٰہی نفسی ازلی پر پیغمبر کی زبان پر کسطرح پیدا ہوتے تھے اور وہ کلام نفسی ازلی کہ جو حروف و آواز سے پاک ہے کیسے سنتے تھے۔ اگر کوئی طریق خاص تھا تو بتلانا چاہیئے تاکہ وحی اور الہام میں فرق معلوم ہو جاوے ورنہ الہام کا مدعی تو ہر کافر و مومن ہو سکتا ہے۔ اور کہہ سکتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے اور مجھکو اسطرح الہام ہوا ہے۔ پھر اگر وہ نیک سیرت عابد زاہد ہو تو اسکو الہام کہا جاتا ہے اور اسکی بات قابل تسلیم ہوتی ہے اسیواسطے ویدانتی اور نصاری حال وغیرہ جسکو کتاب اللہ کہتے ہیں الہامی کتاب مانتے ہیں۔ یہ نہیں مانتے کہ فرشتہ اس کلام کو لیکر آیا تھا۔ اور فرشتہ کا لانا مان بھی لیا جاوے تو اسکو فرشتہ کا الہام کہا جاویگا جسکا سب دعوے کر سکتے ہیں۔ اور اگر فرشتہ یا پیغمبر پر کلام الٰہی ظاہر ہونیکا کوئی اور طریقہ ہے تو بیان کیجئے۔ اسیطرح کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کلام نفسی کو بلا حروف و آواز بلا واسطہ فرشتہ کے کیسے سنتے تھے اور اللہ سے باتیں کرتے تھے اور وقت تجلی جو اللہ سے بات چیت کی اُسکا کیا طریق تھا۔

جواب اعتراض سوم۔ اس اعتراض کی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے کوئی مادر زاد اندھا سوال کرے کہ تمام دنیا کی مختلف رنگ کی چیزوں کو کسطرح دیکھا کرتے ہیں تو کیا کوئی اسکو بتا سکتا ہے کہ اسطرح دیکھا کرتے ہیں۔ اور سبز رنگت ایسی ہوتی ہے اور کالا رنگ ایسا اور پیلا ایسا۔ کیا انسان کے پاس بجز بینا آنکھوں کے کوئی اور ایسا آلہ ہے کہ اس سے دکھا کر اسکو بتا دے کہ سبز رنگ ایسا ہوتا ہے اور کالا ایسا۔ ہرگز نہیں۔ اسیطرح مادر زاد

Marfat.com

بہرے کو کوئی آنکھ یا ناک سے خوش آواز اور بد آواز میں تمیز کر سکتا ہے اور بتا سکتا ہے کہ ایسے سنا کرتے ہیں اور خوش آواز ایسی ہوتی ہے اور بد ایسی۔ علیٰ ہذا القیاس پیغمبروں اور فرشتوں کو علاوہ ان کانوں کے اللہ جل شانہ نے ایسے کان باطنی عطا فرمائے ہیں کہ وہی اس کلامِ نفسی ازلی کو جب ارادہ اللہ اُس کلام کے سنانے کی نسبت کسی پیغمبر یا فرشتہ کی متعلق ہوتا ہے وہ اپنے باطنی کانوں سے سنتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں اور پھر بیان کرنیکے لئے وہ قوت تکلم انہیں میں ہوتی ہے کہ اُس کلام نفسی پر دلالت کرنیوالا تلفظ انکی زبان پر پیدا ہوجاتا ہے۔ اور اس سُننے کی کیفیت کو بے انتہا مسلسل بلا تقدم و تاخر ہونے کی وجہ سے حضور نے ہمارے سمجھانے کے لئے اسطرح ارشاد فرمایا کہ زنجیر گھسٹنے کی سی کیفیت مسموع ہوتی ہے جس سے میں کلام نفسی ازلی کو سمجھ لیتا ہوں اور اسکے بیان کرنے پر قادر ہوجاتا ہوں۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ آواز بعینہ زنجیر گھسٹنے کی آواز کے مشابہ مقدم مؤخر ہی ہوتی ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ زنجیر کی سی آواز میں بھی ظہور جبرئیل علیہ السلام ہی کا ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ کلام نفسی تو شائبہ آواز سے بھی پاک ہے۔ اور یہ فرمانا ایسا تھا جیسے کوئی اندھے مادرزاد کو سمجھاوے کہ جیسے کانوں سے بُری بھلی آواز کو سمجھ لیتا ہے اور زبان سے مختلف مزے میٹھے کھٹے پھیکے وغیرہ کا ادراک کرلیتا ہے ایسے ہی سرخ سبز وغیرہ کا ادراک آنکھوں سے کر لیتے ہیں حالانکہ دیکھنے اور سُننے اور چکھنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے وہی قوت سماعت خاص جسکا تعلق قطعاً ان کانوں سے نہیں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیگئی تھی جس سے وہ بلا آواز اور حروف کے اور الفاظ کے کلام الٰہی کا ادراک کر لیتے تھے۔ اور وہ قوت سماعت اُن کانوں سے بھی جدا گانہ ہی تھی جس سے ہم دل کی باتوں کو سنتے رہتے ہیں اور جس سُننے کو اگر وہ شخص ولی کامل یا نیک آدمی ہے الہام کہتے ہیں اسیطرح جیسے آواز اور حروف اور الفاظ سننے کے کان اور ہیں اور دل کی بات سننے کے اور کلام نفسی ازلی سننے کے کان بھی اور ہوتے ہیں

Marfat.com

جو پیغمبروں کو ہی عطا کئے جاتے ہیں یا خاص ملائکہ مقربین کو اور اس دعوے کی صداقت کے لئے یہی اُس پیغمبر کے معجزے ہی ہوتے ہیں۔ یا وہ کلام خود معجزہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ قرآن مجید۔

اعتراض چہارم۔ کیا خدا کا کلام خدا کی کتاب۔ خدا کا قانون جو تمام بندوں کی ہدایت کے واسطے خاص کسی مقبول بندہ کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر کیا جاوے یہ فرض ہے کہ اُسی مقبول بندہ کے ملک خاص کی زبان میں ظاہر فرمایا جاوے مقتضائے عدالت اور رحمت عادل مطلق۔ خدا رحیم برحق تو یہ ہے کہ یا تو برابر یکدم سے تمام ملکوں کی مختلف زبانوں میں ظاہر ہو۔ یا ایسی ایک نئی زبان میں ظاہر ہو جو تمام دنیا کی زبانو سے نرالی ہی زبان ہو تا کہ سب اُسکے بندے محنت سیکھنے سکھانے سمجھنے سمجھانے میں برابر رہیں۔ اور ایک ملک خاص کی زبان میں اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے وجہ ترجیح اور فوقیت اُس ملک والوں کی جنکی زبان میں ظاہر کیا جاوے۔ دوسرے ملک والوں پر جب سب ملک کے آدمی اُسکے بندے ہوتے ہیں برابر ہیں کیا بیان کر سکتے ہیں مجبور یا تو اس کتاب کو جو ایک ملک خاص کی زبان میں ظاہر کی گئی ہے خدا کی کتاب نہ مانا جاویگا یا خدا کو متہم بظلم کرنا لازم آویگا۔ کہ بلا وجہ ایک ملک والوں پر اپنے ہدایت نامہ کو ایسا آسان کر دیا کہ گویا انکی زبان ہی ہے اور دوسرے ملک والوں پر ایسا دشوار کہ بالکل وہ اُس زبان سے آشنا ہی نہیں۔ اور پھر دونوں گروہ جزا و سزا میں برابر ثواب اور عذاب نیکی اور بدی میں مساوی۔

جواب اعتراض چہارم۔ کیا کسی سمجھدار کو اس ایک ملک خاص کی زبان میں ظاہر ہونیکی کلام الہی کو وجہ ترجیح اور فوقیت بیان کرنے میں بہ نسبت دوسرے ملک والوں کے یہ کہنا دشوار ہے کہ وجہ ترجیح ظاہر ہونے کلام الہی قانون خدائی کی اس ملک خاص کی زبان میں بہ نسبت دوسرے ملک والوں کے یہی ہے کہ وہ شخص

مقبول اس ملک والوں کا ہمزبان تھا جس ملک کی زبان میں وہ کتاب ظاہر فرمائی گئی خواہ یوں کہو کہ نازل کیگئی۔ اسواسطے کہ جس شخص مقبول کے ذریعہ سے وہ کتاب دنیا میں ظاہر فرمائی گئی۔ اگر ایسی زبان میں ظاہر کیجاوے گی کہ جو اُس شخص مقبول کی بول چال سے بھی نرالی ہی زبان نئی ہی بول چال میں ہو۔ نہ وہ سمجھے نہ دوسروں کو سمجھا سکے جب تو اسکا ظاہر ہونا نہ ہونا برابر۔ اُس مقرب بندہ کو بھی جب اس سے کچھ نفع نہیں دوسروں کو کیا نفع ہوگا۔ اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ فقط اُس مقرب بندہ کو ضرور ہے کہ خداوندکریم اُسکی سمجھ عطا فرماوے۔ وہ سمجھکر اوروں کو بتدریج سمجھاتا سکھاتا رہے سمجھاوے سکھاوے تو اُس صورت میں اُس الہامی کتاب کی نسبت ایک ملک خاص کی زبان میں ہونے سے جو خرابیاں سوال میں ظاہر کی گئی تھیں یہاں اُس سے بڑھکر لازم آوینگی اسواسطے کہ جب کوئی وجہ ترجیح اور فوقیت کی بہ نسبت عطا فرمادینے خداوندکریم کے اپنی کتاب کی سمجھ اس شخص خاص کو نہ بیان کرسکیں گے لاچار یا اُس کتاب کے الہامی ہونے سے انکار کرنا پڑیگا۔ یا خدا کو پہلی صورت سے زیادہ متہم بظلم کرنا لازم آئیگا اسواسطے کہ اُس صورت میں اتہام ظلم فقط بہ نسبت دوسری ولایت والوں کے تھا۔ اِس صورت میں ولایت کی ولایت میں مع باقی رہنے اتہام ظلم کے بہ نسبت دوسری ولایت والوں کے ایک شخص خاص کو اسکی سمجھ کے ساتھ خاص کرنے سے اُسکے سب ہمزبان اسکی ولایت والوں کی نسبت بھی ظلم لازم آویگا۔ عربی مثل ہے فَرَّ مِنَ المطر وَوقف تحت المیزاب یعنے مینہ سے جب کر بھاگا اور پرنالہ کے نیچے جا کھڑا ہوا۔ یہ کونسی عقل کی بات ہے شاید کوئی صاحب جنکے نزدیک یہ بات جچی ہوئی ہے کہ آدمی نت نئی جنم اسی دُنیا میں بموجب اپنے بھلے بُرے عملوں کے لیتا رہتا ہے۔ کبھی کتنے سے نیک عمل کتنے کی شکل میں کرکے مرکر آدمی کی شکل میں پیدا ہوجاتا ہے کبھی آدمی کی شکل میں بُرے عمل کرنیسے مرکر فوراً یا بعد مدت کتے کی شکل میں خود بخود پیدا ہوجاتا ہے یا پیدا کردیا جاتا ہے اسیطرح

Marfat.com

ہمیشہ نت نئے جنم ہوگتا رہتا ہے۔ یہ فرماویں کہ وجہ ترجیح اُس شخص کی خاص ہونے کی تمام دنیا سے خدا کی کتاب کی سمجھ کے ساتھ اُس شخص کے پہلے جنم کے عمل ہیں۔ اسیطرح ثانیاً وہ صاحب فرماویں جنکو یہ بات تولی ہوئی ہے کہ کئی ہزار برس کے بعد یہی دنیا ایسی جزوں میں جو نظر نہ آویں بکھر جاتی ہے یا بکھیر دیجاتی ہے اسیکو وہ قیامت جانتے ہیں اور پھر وہی اجزا، یا یک بار یک بہت مدت بعد بموجب اُس لیاقت اور قابلیت کے جو اُس سے پہلے دنیا میں برے یا بھلے عملوں سے اُن جزوں میں پیدا ہوگئی تھی اچھی بری شکلوں میں ظاہر ہوکر دوبارہ ایسی ہی دنیا کی شکل میں ظاہر ہو جاتے ہیں وہی رچنا پھر رچ دیجاتی ہے۔ اور بے ساختہ کہدیں کہ اُس شخص کے مقبول ہونے کی وجہ ترجیح کتاب خدا کی سمجھ کے ساتھ اسکی پہلی دنیا کے ایسے ہی عمدہ عمل ہیں کہ جنکی وجہ سے اسکو لازم تھا کہ یہ شرف دیا جاوے۔ بھلا صاحب اگر یہ مسئلہ فی الواقع صحیح مان بھی لیا جاوے تو اس صورت میں جب خدا کی کتاب ایک ملک خاص کی زبان میں تسلیم کرلی جاوے بیان وجہ ترجیح اور فوقیت اُس ملک والوں میں ساتھ مخصوص ہونے کتاب اللہ کے اُنکی زبان میں بہ نسبت دوسرے ملک والوں کے یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس ساری ولایت والوں کی پہلی دنیا کے یا پہلے جنم کے ایسے ہی نیک عمل تھے کہ کتاب اللہ اُنہی کی زبان میں ظاہر کیجاوے اور وہ شخص مقبول ان سب میں اسقدر چڑھے بڑھے نیک عمل رکھنے والا تھا کہ اس کتاب اللہ کے ظہور کے واسطے ان سب میں خاص کیا جاوے۔ جب دونوں صورتوں میں یہی ایک جواب بن سکتا ہے پھر کیا ضرور ہے کہ کتاب اللہ کو تمام دنیا سے نرالی زبان میں مانکر علاوہ اس خرابی کے جسکا جواب بصورت فی الواقع صحیح ہونے سلسلہ نت نئی جنم لیتے رہنے ساری دنیا کے بہت سی مدتوں کے فاصلہ سے یکدم یا اسی دنیا میں لوبنو جنم لیتے رہنے مخلوق کے ابھی دیا گیا ہے اور کئی خرابیاں بیفائدہ سر لیجاویں اور کئی اعتراض لاجواب نئے نئے لازم آویں کیا اُس صورت میں جب اُسی ایک شخص کو بوجہ اُسکے پہلی دنیا کے نیک عملوں کے اور پچانے خدا کے

اتہام ظلم سے خدا کی کتاب کی سمجھ کے ساتھ مخصوص مانا جاوے۔ یہ متعدد سوالات لاجواب اور نہایت مشکل نہ پیدا ہوں گے۔

اوّل یہ کہ فرض کیا کہ بیشک اس شخص میں اسی دنیا سے پہلی دنیا یا اس جنم سے پہلے جنم کے نیک عملوں کی وجہ سے ہی قابلیت تھی کہ اسکو یہ مرتبہ دیا جاوے مگر یہ سلسلہ غیر متناہی تسلسل کا سلسلہ بند کر جسکی ابتدا نہ انتہا ذات اور صفات خدا کے اعتبار سے بیشک ایسا ہی ہے کہ جسکی ابتدا نہ انتہا نہ خدا کی ابتدا انتہا نہ اسکی تمام صفتونکی ابتدا انتہا جب خدا نہ ہے ہی اسکی سب صفتیں اسکی تحقیق میں بیچارہ انسان کی کیا طاقت کہ اسکی ذات و صفات میں کچھ دم مار سکے۔ جہانتک گفتگو ہے وہاں تک خدا کے پانے میں قصور ہے اور جہاں خدا کو پایا دریا حیرت میں غرق ہوا۔ سبحان اللہ سعدی علیہ الرحمۃ کا کلام کیا جامع کلام ہے۔ اشعار۔

لیسے برنشستم دریں سیر گم ۔۔۔ کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار ۔۔۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

اسکو غزل اخیر کے ایک دو شعر بھی حسب مقام بے اختیار زبان قلم سے نکلے جاتے ہیں ؎

یہ دریا بحر حیرت ہے یہاں حیرت کو حیرت ہے ۔۔۔ یہ یارب کیسی حیرت ہے کہ جس حیرت میں حیرت ہے

نہ لہرونکی نہایت ہے نہ یاں موجونکی غایت ہے ۔۔۔ ہزاروں غوطہ زن ہیں اور نہایت بے نہایت ہے

لیکن صفات خدا کی بے ابتدا انتہا ہونے کو یہ تو ضرور نہیں کہ ظہور بھی اُن صفات کا یا انکے اثر کا بے ابتدا و بے انتہا ہو۔ دیکھو آگ جب سے آگ ہے جلانا جو اسکی صفت ہے، اسکے ساتھ ہے۔ مگر اسکے جلانے کی صفت کا ظہور ہو یا نہ ہو فی الواقع وہ تو ہر وقت جلانیکی صفت کے ساتھ متصف ہے۔ علی ہذا القیاس خداوند کریم اور اسکی صفت خالقیت یعنی پیدا کرنے کی صفت جیسا وہ بے نہایت ہے یہ صفت بھی مثل اسکی دوسری صفتوں کے بے نہایت ہے۔ مگر اس صفت کے ظہور کے واسطے تو ضرور کہیں نہ کہیں نہایت ہے، ورنہ لازم ہوگا

52350

کہ یہ عالم بھی بغیر پیدا کئے ہمیشہ سے خدا کے ساتھ اسیطرح موجود تھا اور موجود ہے۔ مگر جو چیز متغیر متبدل یعنے بدل سدل ہوتی رہے وہ ہمیشہ سے خدا کیطرح موجود نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ وہ حکیم بھی جنکے نزدیک تمام دنیا اسی کیفیت کے ساتھہ قدیم ہے قدیم بالذات نہیں کہتے بلکہ قدیم بالزمان کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ عالم بھی ایسا ہی قدیم ہے جیسا خداوند کریم قدیم ہے کہ جسکا بیان بیان ہی سے باہر ہے۔ وہ خالق اکبر اسوقت سے ہے کہ اسوقت نہ وقت تھا نہ زمانہ۔ اسواسطے کہ وقت اور زمانہ مقدار دورہ چاند سورج کا نام ہے نہ لفظ قدم تھا نہ حدوث۔ قدم کے معنے حدوث کے معنے پر موقوف ہیں۔ اور حدوث کے قدم پر اندہیرا اوجالے سے پہچانا جاتا ہے۔ جب اندہیرے کا وجود نہیں اُجالا کسکو بتاوینگے۔ فی الواقع جو ہی ہے اسیطرح ہے۔ جب حادث نہیں قدیم کسطرح بتایا جاویگا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ قدیم بالزمان ہیں یعنے جب سے زمانہ اور وقت ہے کہ جو سورج چاند کی مقدار دور کا نام ہے جب ہی سے عالم ہے۔ مگر یہ قول مخالف عقل ہے نہ نقل اسیطرح اگر مادہ اور روح کیا اگر لاکھوں چیزوں کو قدیم مانو نہ عقلاً حرج ہے نہ نقلاً۔ جب ظہور صفت خالقیت کے لحاظ سے ضروران تمام دنیاؤں ہیں جو کئی دفعہ پیدا ہوئے اور کئی دفعہ مٹ گئے کوئی دنیا اول ایسے ماننا ضروریات سے ہے کہ جسکے اعتبار سے اُسکی پیدائیش یعنے پیدا کرنے کی صفت کا ظہور اور اسکا خالق ہونا ثابت ہو جاوے۔ لامحالہ اب وہ سوال وارد ہو گا کہ جسکی تمہید شروع کی گئی تہی۔ یعنے یہ کہا جاویگا کہ تمنے مانا اس دنیا والے پیغمبر یا رشی کو اس کتاب کی سمجھ پہلی دنیا کے نیک عملوں کی وجہ سے عطا کیگئی اور اُس دنیا والے کو بوجہ نیک اعمال اُس دنیا کے جو اس سے پہلے گذری اسیطرح چلے چلو۔ مگر جب آخیر میں پہلی ہی پہلی دنیا کی باری آوے گی اُس دنیا میں جس شخص کو کتاب اللہ کی سمجھہ دیگئی ہوگی اُسکی وجہ ترجیح اُس خصوصیت کے ساتھ دوسرے آدمیوں کی نسبت کیا بیان کروگے۔ مجبور یہی کہنا پڑیگا کہ مالک اپنے ملک میں مختار ہے یعنے اپنے ملک میں مختلف تصرف کا۔

Marfat.com

بحسب مصلحت سب سے زیادہ ہوشیار ہے جس بیل کو اپنے بیلوں میں سے چاہے اپنے رتھ خاص کے لئے کو رکھے جسکو چاہے چھکڑے میں جتوا وے جسکو سب سمجھے ہل میں چلاوے۔ جس سے چاہے چرسہ کھنچوا وے مالک کو کوئی ظالم نہیں کہتا کیونکہ وہ اپنی چیز کی قابلیت اسکے برتاؤ کے موقعہ محل اُن چیزوں کی حیثیت اُنکی عادت خاصیت کو جسقدر جانتا ہے دوسرا نہیں جانتا وہ خوب جانتا ہے کہ یہ بیل گو خوبصورت تنومند ہے مگر رتھ میں اگر جوتا گیا عجب نہیں کہ رتھ ہی کو توڑ دیوے لہذا مصلحت یہی ہے کہ ہل میں چلایا جاوے یا چھکڑے میں لگایا جاوے مالک پر سچے طور سے اطلاق ظلم اور عدل وہی کرسکتا ہے جو اُن چیزوں کی حقیقت مالک کے برابر یا مالک سے زیادہ جانتا ہو۔ جب دنیا کے مالکوں کی جو چیز انکی ملک میں ہے اُنکی حقیقت کیفیت اونکا موقعہ محل ہر کوئی نہیں جان سکتا تو خدا جو ایسا مالک ہے کہ سب چیزیں اُسی کی پیدا کی ہوئی ہیں جو اُسکے برابر ہر چیز کی حقیقت اور موقعہ محل اُنکے برتاؤ کے لئے جانے ممکن ہے کہ اسکی نسبت اطلاق عدل اور ظلم کرے۔ ورنہ جو کچھ اسکا کام ہے اسکے عدل کی حقیقت وہی خوب جانتا ہے۔ اسکے سب کام عدل خالص ہیں چاہے اُسکے کسی کام کی مصلحت ہمکو معلوم ہو خواہ نہ ہو اگر ہم کسی کام میں بھی اُسکے برابر ہوں کچھ کہہ سکتے ہیں۔ ورنہ چھوٹا منہ بڑی بات بیہودہ بات ہے۔

یاد رکھو اور یہ بات تمکو قابل یاد رکھنے ہی کے ہے۔ بہت موقعوں پر تمہارے کام آویگی تمکو ابھی عدل اور ظلم کے معنے ہی معلوم نہیں۔ اول کتب معتبرہ لغت وغیرہ سے عدل اور ظلم کے معنے سمجھ لو۔ پھر انشاء اللہ کبھی نہ بہکو گے۔ عدل کے یہی معنے ہیں کہ جو چیز جس لائق ہو جس مرتبہ کی قابلیت رکھتی ہو اُسی موقعہ پر اُسکو رکھنا اور اُسکے لائق اسکے ساتھ برتاؤ کرنا۔ اور ظلم کے معنے اسکے برخلاف ہیں یعنے بے محل بے موقعہ اپنی مملوک چیزوں میں تصرف کرنا پس یہ بات خداوند کریم کی جانب سے اسکی مملوکات میں تو ہو ہی نہیں سکتی۔

Marfat.com

اسواسطے کہ جب یہ بات ثابت ہو چکی کہ ہر ایک چیز کی بری بھلی لیاقت اور اُنکے ہر موقعہ محل کے
مختلف برتاؤ سب اُسیکے بحسب مصلحت خلاقی پیدا کئے ہوئے ہیں نہ کہ باعتبار اُنکی پہلی دنیا
یا پہلے جنم کے برے بھلے عملوں کے لامحالہ ہر امر کی حقیقت مصلحت وہی خوب جانتا ہے
مگر جسقدر ہمکو سمجھا دے وہ۔ نہ پیدا کیا ہوا پیدا کرنیوالے کی برابری کسی عاقل کے نزدیک
نہیں کر سکتا بلکہ حق تو یہ ہے۔ برائی بھلائی بھی وہی ہے جس چیز کو یا جس کام کو وہ برا بتلاوے
اور جس بات کو بھلا سمجھاوے ورنہ اُسکے پیدا کرنیکے اعتبار سے نہ کچھ برا ہے نہ بھلا لہذا
یہ سوالات اور جو سوال یہاں پیدا ہو سکتے ہیں اور دوسرے مختلف مذہب والوں کے
اعتراضات کا جواب جو خدا کی سچی کتاب ہے۔ یہ تفصیل ہمکو اس سے لینا چاہئے۔ اسواسطے
کہ جب خداوند کریم ماضی استقبال و حال کے حالات سب کچھ برابر جانتا ہے بالضرور
اس نے اپنی کتاب میں سبھی کچھ فیصلے فیصل کر دیئے ہونگے اور ہم مقدمہ میں ثابت کر چکے
ہیں کہ ایسی جامع کتاب اللہ بجز قرآن مجید کے اور کوئی کتاب دنیا میں نظر نہیں آتی لہذا
بیان تفسیر قرآن مجید میں حسب موقعہ و ضرورت ضرور اُن تمام ہی اعتراضوں کے جواب
قرآن مجید سے ہی بیان کئے جاوینگے۔ جو جو اعتراض زمانہ نزول قرآنمجید سے آجتک قرآنمجید
پر کئے گئے ہیں اور کئے جاوینگے اگر اللہ کو منظور ہے اور عمر نے وفا کی اور توفیق رفیق حال
رہی۔ اسواسطے کہ اب میری عمر اکہتر برس کی ہے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔
فقط تمت۔ واللہ اعلم۔

دوسری اُس صورت میں جب خدا کا کلام نرالی زبان میں مانکر بوجہ پہلی دنیا کے نیک
عملوں کے یا بلا وجہ ایک آدمی کو اس کتاب کی سمجھ کے واسطے مخصوص مان لیا جائے
اور اس خصوصیت سے اسکو خدا کا مقرب اور ہادی تصور کیا جاوے۔ کیا کوئی یہ سوال
نہیں کر سکتا کہ اگر اُس شخص کے مقرب اور ہادی ہونے کی دلیل اُسکا اس زبان کی کتاب
کا ہی سمجھنا ہے تو اندریں صورت ممکن ہے کہ سیکڑوں طبیعت دار آدمی نئی نئی زبان

Marfat.com

گھڑ کر اُن میں کچھ اِدھر اُدھر کے نصائح قصے فیصلے لکھکر بادی اور مقرب ہونیکا دعویٰ کر سکیں پھر اسکا نرالی زبان میں ماننا کیا فائدہ دیسکتا ہے۔ فائدہ مند تو یہاں وہ بات ہے کہ جو قوت معجزہ اُس کتاب میں ہو جو خدا کی کتاب مانی جاوے کوئی آدمی وہ قوت معجزہ اپنی کتاب میں اپنی کلام میں نہ پیدا کر سکے۔

تیسری جب باوجود کہہ سکنے اسبات کے کہ بوجہ ہونے اُس شخص کے کسی ولایت خاص کا ہمزبان اُسی ولایت کی زبان میں وہ کتاب ظاہر فرمائی گئی تاکہ اُس ملک خاص کے رہنے والوں میں تو ہر تبہ تعلیم و تعلم یعنے سیکھنے سکھانے میں مساوات اور برابری رہے۔ اور باوجود ہونے اسبات کے سالم اعتراض سے اگر خدا کی کتاب نرالی زبان میں تمام دنیا سے بغرض بچانے خدا کے اتہام ظلم سے مان ہی لی جاوے اور پھر اسکا نام عدل رکھا جاوے۔ کیا کوئی منصف مزاج اس صورت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ جس کام کو چالیس آدمی بآسانی کر سکتے ہیں اور سو آدمی بدقت و دشواری۔ لہذا اُن چالیسوں کو بھی دشواری میں ڈالدینا یہ کونسا عدل ہے۔ ایک شخص مَن بھر بوجھ کو بآسانی اُٹھا کر بیس کوس تک ایکبار لیجا سکتا ہے اور دوسرے دو آدمی اُسیقدر بوجھ کو آٹھ دفعہ میں۔ کیا یہ بھی عدل ہے کہ اُن دو کی خاطر سے اُس ایک کو بھی آٹھ بار بیس کوس کی منزل طے کرنیکا قاعدہ جاری کیا جاوے۔ دس طالب علم ایسے ہیں کہ بوجہ اپنی قابلیت اور لیاقت کے ایک کتاب کو جسکا امتحان درپیش ہے اُس کتاب کے احکام کے عملدرآمد کی ضرورت بیش از بیش ہے اچھے امتحان والوں کو امیدوار انعام کیا جارہا ہے اور ناکامیابوں کو مستحق سزا۔ دس بیس روز میں اُس کتاب کا مطالعہ کر کے بخوبی امتحان دیسکتے ہیں۔ اور سو پچاس ایسے ہیں کہ باوجود شرکت امتحان کے اُسی کتاب میں بغیر دو چار مہینہ کی محنت اور کوشش کے اُس کتاب میں امتحان نہیں دیسکتے۔ کیا شفقت اور رحمت کا مقتضا اور عدالت کا تقاضا یہی ہے کہ اُن دسوں کو بھی اُن سو پچاس کے لحاظ سے اُسی کتاب میں جہلاتے رہیں

پھر حکیم مطلق عادل برحق کیطرف یہ گمان کیونکر ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں کہ وہ اپنے ہدایت نامہ
کو اُس ولایت والوں پر ہی جنکو اُس شخص کی ہمزبانی کا شرف حاصل ہے جسکے ذریعہ سے
وہ کتاب اللہ خداوند کریم نے دنیا میں ظاہر فرمائی۔ دوسرے ملک والوں کے لحاظ سے
ایسا دشوار کردے کہ بوجہ نئی اجنبی زبان ہونیکے وہ ہی چندمدت تو پریشان ہی ہیں
پھر دوسرے ملک والوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ ہم دن رات دیکھتے ہیں کہ جو ہدایتیں ہماری ہی
زبان میں خدا کی طرف سے رائج کیجاتی ہیں اور حق ہونے اُن ہدایتوں کا لوگوں کو یقین بھی ہے
عموماً آدمی نہیں سیکھتے جو ہدایت نامہ یا نئی زبان میں رائج کیا جاوے اُسکی طرف شائد
وہی لوگ رجوع کریں جو اُس سے پہلے سے ملے ہوئے ہوں اُسکے نفع نقصان میں شریک
ہوں یا کسی وجہ سے اول سے اُسکے معتقد ہوں یا اُسکی حکومت سے مجبور ہوں۔ ہاں
البتہ مقتضائے شفقت اور عدالت اور ہدایت بیشک یہ ہوسکتا ہے کہ ایسی زبان میں
یا ایسی طرح وہ ہدایت نامہ ظاہر فرمایا جاوے کہ باآسانی تمام ہی دنیا میں سب لوگوں کو
اپنی اپنی زبان میں برابر اُسکے سمجھنے کا موقعہ کامل ملجاوے یا اسطرح کہ وہ قانون یکساں
تمام ہی دنیا کی زبان میں ظاہر فرمایا جاوے یا اُس ایک اجنبی نئی زبان کی سمجھ اپنی اپنی
زبان کے سمجھنے کے برابر تمام دنیا والوں کو یکساں عطا کردیجاوے۔ مگر ان دونوں
صورتوں میں سے ایک بات بھی کسی کتاب میں جو خدا کی کتابیں مشہور ہیں نہیں پائی
جاتی۔ گویا عادت اللہ ہی اسطرف نظر نہیں آتی۔ لامحالہ اس شفقت کا ظہور بجز اس شکل کے
تصور میں نہیں آتا کہ تمام ملک والوں کے دل میں اللہ اُسکے ترجمہ کی محبت ایسی ڈالدے
کہ تمام ہی دنیا کی زبانوں میں اُسکے مختلف ترجمے ایسے شائع ہوجاویں کہ دوست دشمن سب
برابر اگر اسکو سمجھنا چاہیں سمجھ سکیں اور بلا تکلف اُسکے سمجھنے کا موقعہ پاویں۔ اگر کسی ترجمہ
کے سمجھنے میں یا فی نفسہ اُسی ترجمہ میں کسی قسم کی غلطی واقعہ ہوجاوے وہ اصل زبان جسمیں
وہ کتاب ظاہر کی گئی تھی اسکو اپنا حکم اور منصف بناسکیں اور بنادیں۔ چنانچہ یہی امر

Marfat.com

ممکن ہے اور بعض کتابوں میں پایا بھی جاتا ہے اور قانون قدرت خداوندی ہو وسے کی کتابوں کی نسبت بعض کتاب میں اسیطرح نظر بھی آتا ہے فافہم و تدبر۔

نوٹ واضح ہو کہ اس امر کی تحقیقات مد نظر تھی کہ خدا کی کتاب کس قسم کی زبان میں ہونا چاہیے لہذا اس سے علاوہ اس امر کی تحقیقات کہ دنیا کا بار بار پیدا ہونا یا اسی دنیا میں ایک ہی آدمی کا مختلف شکلوں میں پھر پھر کر بار بار جنم لینا نئی شکلوں میں ظاہر ہونا۔ اگر یہ مسئلہ فقط بغرض ثابت کرنے جزا سزا برے بھلے عملوں کے ہے جیسا اسکا خلاف عقل اور بے سود ہونا اعتراض اول میں اچھی طرح ظاہر کردیا گیا۔ اور انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر اور اچھی طرح ظاہر کیا جاویگا۔ اور اگر بلا سود بغیر کسی غرض کے ہے تو یہاں اُسکے بیان کا موقعہ نہیں۔ علاوہ بریں چونکہ یہ مسئلہ ایک امر غیبی ہے اور حواس خمسہ ظاہری اُسکے دریافت اور ادراک سے بری ہیں لہذا اُسکی تحقیق میں قول اُن لوگوں کا قابل اعتبار ہو سکتا ہے جنکی باطنی قوتیں پوشیدہ اور غیبی چیزوں کے دیکھنے کی روحوں سے ملاقات کرنیکی قوت رکھتی ہیں۔ اور چونکہ یہ امر ضروری اور لابدی ہے کہ خدا کی کتاب بحکم مفد ما اول دینی اور دنیوی ظاہری اور باطنی زندگی اور موت تمام ہی قسم کی عمدہ اور شائستہ ہدایتیں کرنیوالی ہو۔ سب قسم کی ہدایتوں میں تمام تصنیفات عالم سے فوقیت رکھنے والی اور بے مثل ہو اور اسیطرح اُسکا لانیوالا جسکے واسطہ سے خداوند کریم اُس ہدایت نامہ کو دنیا میں شائع فرماوے تمام دنیا کے آدمیوں سے بے مثل قوت رکھنے والا ہو۔ لہذا جو امور غیبی ہیں انکا جواب بھی عقلاً اور نقلاً عیاناً اور بیاناً اُسی کتاب سے لینا چاہیئے اور اُسکے جواب کو قابل اعتبار سمجھنا چاہیئے۔ جو کتاب حقیقتہً خدا کی کتاب ثابت ہو جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔

اعتراض پنجم۔ کیا یہ بھی ضرور ہے کہ خداوند کریم کی کتاب کسی مقبول آدمی کے ذریعہ اور واسطے سے دنیا میں ظاہر فرمائی جاوے کیا خدا خود بذاتہ نہیں ظاہر کرسکتا کیا یہ ممکن نہیں کہ خداوند کریم ایک غیبی آواز بہ نسبت ہر حکم کے عند الضرورت یا یکدم

Marfat.com

ہر ایک کے کانوں میں یکساں پہونچا وے۔ اور سب دنیا کے لوگ اپنی اپنی زبان میں اسکو سمجھکر اپنی اپنی زبانوں میں اسکو لکھتے رہیں۔ اور جب بحسب مصلحت ہر زمانہ یا ایک ہی زمانہ معین کے کامل طور سے ظاہر ہو چکے سب کے پاس بلا اختلاف مختلف زبانوں میں رہے۔ یا ایک ہی شہر والوں کے پاس بدستور قائم رہے اور اُس شہر والوں کے ذریعہ سے تمام دنیا میں شائع ہوتی رہے۔ یا خود خداوند کریم بذاتہ آدمی کی شکل میں مجسم ہو کر بقدر ضرورت دنیا میں رہکر سب کو سمجھا جاوے اور اُن مضامین ضروری کو لکھکر سب کو لکھوا تا جائے یا خود لکھکر شائع کر جاوے یا اپنی کسی صفت خاص کو مجسم کر کے دنیا میں بھیجدے اور اُسکے ذریعہ سے تمام دنیا میں شائع کر دے یا کسی فرشتہ کو بشکل آدمی چند روز کو پیدا کر کے یا ظاہر فرما کے یہ سب کام بقدر ضرورت لے لے۔

جواب اعتراض پنجم۔ ذات پاک خداوند کریم سے علی العموم تمام دنیا کو یا علی السوا یعنے برابر ایک شہر والوں کو اپنا کلام پاک بلا واسطہ کسیکے غیبی طور سے سنا دینا ہی ممکن نہیں بلکہ اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے یہ بات ہی ممکن ہے کہ سب کو ہدایت یافتہ مطیع اور فرمانبردار سب کو دولتمند ہی دولتمند یا فقیر ہی فقیر برابر یکساں پیدا کر دے مگر اس امر پر عادت اللہ جاری نہیں اگر ہو تو بتلاؤ اور اس قسم کی کتاب کہ جو غیبی طور سے برابر سن سن کر لکھی ہو یا اسطور پر شائع ہوئی ہو مع ثبوت اس دعوے کے لاؤ۔ کوئی بھی نہیں لاسکتا۔ وہ کون آدمی ہے کہ اس دعوے ہی کو فضول اور لغو نہیں سمجھتا ہو اور یہ بات کہ خدا نے مختلف طور پر کسیکو فقیر کسیکو غنی اور امیر کسیکو کافر کسیکو مومن کیوں بنایا اور پھر بنایا تو پیغمبروں اور ہادیوں کو کیوں بھجوایا۔ کیا کوئی پیغمبر جسکو خدا نے کافر ہی بنایا اُسکو مومن بنا سکتا ہے۔ اسکا جواب ظاہر ہے کہ اللہ کے بنائے ہوئے کافر کو تو کوئی مومن نہیں بنا سکتا اور نہ اس غرض سے پیغمبر بھیجے گئے بلکہ پیغمبروں کے بھیجنے سے مقصود یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے علم میں مومن ہیں اور اُسنے انکو مومن بنایا ہے مگر صحبت کفار

حقیقی ہے وہ مثل فولادی تلوار کے مٹی میں ایک مدت پڑی رہنے سے زنگ خوردہ مثل مٹی کے ہو جاتی ہے کافر ہو گئے ہیں وہ پیغمبروں اور ہادیوں کے صیقل نصائح سے مثل اُس تلوار زنگ آلودہ کی جو صیقل سے صاف ہو جاتی ہے زنگ کفر سے پاک صاف ہو کر مومن کامل بحسب مشیت ایزدی تکمل آویں اور اُنکے ایمان کے جوہر ظاہر ہو جاویں۔

رہا دوسرا امر یعنے خدا کا مجسم ہو کر دنیا میں آنا۔ وہبہ حدوث اور احتیاج کا اپنی ذات بےمثل پر لگانا اور بےمثل ہی رہنا ایسی بات ہے کہ دن دن ہی رہے اور رات ہی۔ ایک ایک ہی رہے اور دو ہی۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا خالق ہی رہے اور مخلوق ہی۔ جس طرح تمام عقلاء کے نزدیک خدا کو اپنے جیسے دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ماننا خدا کو اپنے مارنے پر قادر سمجھنا عقل سے کوسوں دور ہے اور موجب نقصان ذات پاک خداوند غیور اسیطرح بلکہ اس سے زیادہ خدا کو آدمی جیسا مجسم ماننا اُس غنی اور بےپروا بے احتیاج کو محتاج فرض کرنا بالکل محال اور عقل سے بہت ہی دور ہے اور قوت اور صفت خاص خداوند کریم کے مجسم ہونے کے اگر یہ معنے ہیں کہ جسطرح اُسکی صفت خالقیت کا ظہور یہ تمام عالم ہے وہ ہی ایک ظہور رہے جب تو مسلم مگر بےسود اور محض بےبہود جیسے اور آدمی اُسکی قدرت کا مظہر ہیں وہ ہی مثل اُنکی اسکی قدرت کاملہ کا مظہر ہونگے بلکہ مظہر اتم۔ اور بہ نسبت دوسرے آدمیوں کے تاج قبولیت کے ساتھ ممتاز۔ اور اگر یہ معنے ہیں کہ ایک صفت اور قوت خاص۔ نے خدا سے جدا ہو کر اُس شخص خاص کی شکل میں ظہور کیا ہے لامحالہ خدا کو ایسی صفتوں سے مرکب ماننا پڑیگا۔ اور یہ امر سب کا مسلم ہے جو محتاج ہے خصوصاً ایسا محتاج کہ اپنے وجود ہی میں محتاج وہ خدا نہیں۔ علاوہ بریں جب وہ صفت خدا سے جدا ہو کر بشکل انسان ظاہر ہوگی اُس وقت خدا کو اُس صفت کے اعتبار سے ناقص ماننا پڑیگا اور خدا کی ذات ایسی باتوں سے بہت برتر ہے۔ ہاں البتہ فرشتہ کے مجسم ہو کر دنیا میں آنے سے کچھ حرج نہیں مگر جب وہ بشکل آدمی ہی مان لیا گیا نتیجہ کیا نکلا۔ ہر شخص دعوے کر سکتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ البتہ اگر یہ مانا جاوے

Marfat.com

کہ اسکو دوسرے آدمیوں کی نسبت یہ بات بھی حاصل ہو کہ صورت ہی فقط آدمیوں کی رکھتا ہو مگر خاصیت بھی آدمی کی سی رکھے بلکہ نہ کھاوے نہ پیوے نہ سووے اور پھر تو انا رہے تاکہ ہر کوئی لامحالہ اسکا معتقد ہوجاوے۔ مگر اس قسم کا دعوے اول تو کسی رشی یا پیغمبر نے جنکے ذریعہ سے اللہ کی کتابیں دنیا میں مشہور ہیں معتبر طور سے جسکا ثبوت یقینی کوئی دیسکے کیا ہی نہیں گویا اس طریق پر عادت اللہ جاری ہی نہیں ہوئی اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جاوے جب بھی نرا نہ کھانا نہ پینا محتاج جماع وغیرہ نہونا پھر ان تینوں باتوں کی ساتھ اُس شخص کا مرد یا عورت ہونا۔ یا نہ مرد نہ عورت بلکہ خوجہ مادر زاد ہونا بھی مفید ہدایت خاص و عام نہیں ہوسکتا۔ ہدایت کے واسطے تو وہ ہی قوتیں کام آدینگی جنکا تعلق عقلاً ہدایت اور راہنمائی کے ساتھ ہو۔

قصبہ تھانہ علاقہ الور میں ایک برہمنی ضعیف العمر[1] موجود ہے۔ عرصہ چودہ برس سے نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے۔ ہمارے یہاں کے راجہ نے پہرا دو تین روز بٹھا کر اسکا امتحان بھی کیا مگر سانچ کو کہاں آنچ ہندی نقل مشہور ہے۔ عیاں را چہ بیاں۔ جسکا جی چاہے دیکھ لے مگر قوت ہدایت نہیں۔ چند جہلاء اسکو کچھ مانتے ہیں۔ عقلاء تو پوچھتے بھی نہیں اور جو دنرات کھاویں اور کچھ باتیں بنانا جانیں انکے اکثر معتقد ہیں پس معلوم ہوا کہ قوت ہدایت اور ہے اور نہ کھانا نہ پینا اور۔ اگر خدا کا رسول کل یا بعض صفات انسانی سے جدا ہو تو انسانوں کو اُسیقدر اس سے موانست میں بوجہ اجنبیت کے کمی ہوگی اور اُسکی ہدایت میں بھی خلل اور نقصان رہیگا لہذا اسکا مثل ہمارے ہی اوصاف بشری کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے۔

اعتراض ششم۔ خیر۔ یہ سب کچھ مسلم مگر عقلاً خدا کا قانون جیسا وہ قائم دائم ہے ویسا ہی ہمیشہ رہنا چاہیے اسواسطے کہ بصورت تجویز نسخ لازم آتا ہے کہ خدا کریم اپنے پہلے حکم کے انجام سے ناواقف تھا لہذا بعد تجربہ اسکو منسوخ کرنا پڑا۔

[1] اسکا بیان ہے کہیں بھوکی پیاسی رہ رہی تھی۔ ایک سائیں بزرگ مجکو دعا کیلئے زبان لعبدہٗ مجکو بھوک لگتی ہے نہ پیاس ۱۲

جواب اعتراض ششم۔ بے شک اصل بات یہ ہے کہ وہ ذات ہمیشہ سے علیم قدیم تھی اور ہے اور رہیگی۔ جیساوہ بے مانند غیر متغیر و بے مثل ہے اسکا قانون بھی غیر متغیر یکساں ہی رہنا چاہیئے۔ مگر چونکہ دنیا اور دنیا والے زمانہ اور اہل زمانہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں باعتبار اختلاف ہمارے تغیر تبدل کے ہم پر ظاہر ہونیکے اعتبار سے قانونِ خدا بھی ضرور بدلتا رہنا چاہیئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ باعتبار اختلاف زمانہ کے اور اختلاف ہر شہر و دیار کے ہر زمانہ والوں اور ہر شہر والوں کی طبیعتیں اور قوتیں مختلف ہوتی ہیں بلکہ باعتبار ارزانی اور گرانی عدیم الوجود اور کثیر الوجود ہونیکے ہر شے کا اختلاف ظاہر ہے۔ لامحالہ ضرور ہے کہ مدبر عالم منتظم بنی نوع آدم کے قوانین اور احکام بھی بحسب تغیر و تبدل زمانہ ہر زمانہ کیلئے مختلف ہوں۔ ہر شہر و دیار کی طبیعتوں اور قوتوں کا بموجب ہر زمانہ کے اس میں لحاظ ضرور ہے جسطرح مختلف قوت مختلف طبیعت کے آدمی باعتبار اختلاف زمانہ کے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں اور پردہ علم اللہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے ہیں ان قوانین کا بھی پردہ علم اللہ سے بحسب ضرورت بموجب طبائع اور قوت اُن لوگوں کے بحسب مصلحت وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا رہنا چاہیئے۔ اگرچہ وہ سب قوانین مثل جمیع موجودات اور تمام مخلوقات کے اللہ جلشانہٗ کے مرتبہ علم میں بلا تغیر اور بے کم و کاست ہمیشہ سے موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہینگے مگر تمام موجودات کا یکدم ایک وقت میں ظہور ہو تو سب قوانین کا بھی یکدم ایک وقت میں ظہور ہو۔ جبتک موافق مصلحت طبیعت اور قوت مریض کے دوا نہیں ہوتی شفا نہیں ہوتی۔ علیٰ ہذا احکامات اور قوانین کا موافق مصالح اہل زمانہ بدلتا رہنا اصلاح اہل زمانہ کے لیئے شان حکیم مطلق کے لائق ہے اور قانون قدرت خداوندی کے موافق جسطرح بموجب کم و بیش تغیرات زمانہ دراز کے تغیر ہونا چاہیئے بحسب تھوڑے سے تغیر و نزاہت کے تھوڑا سا دن رات کے برتاؤ کے احکام میں بھی تغیر ہونا چاہیئے رات کے احکام اور ہونا چاہئیں اور صبح کے وقت کے قوانین اور شام کے وقت کے احکام اور دوپہر کے

احکام اور خواہ اُس تغیر اور تبدل کو جو ہمارے اعتبار سے روشنی آفتاب وغیرہ اور زمانہ اور اہل زمانہ میں ظہور میں آتا رہتا ہے تغیر و تبدل کہو یا نہ کہو ناسخ منسوخ کے لفظ سے تعبیر کرو یا کسی اور لفظ سے بہر نہج معنے اور مقصود وہی رہیگا جو ہر فرد بشر پر ہر امر میں ظاہر ہے ہوا مثلاً صبح سے شام تک فقط آفتاب کی روشنی میں بھی بحسب مصلحت تغیر و تبدل ترمیم تنسیخ ظاہر ہے اور وہ بھی اسقدر مختلف کہ روزانہ تغیر اُس سے اور ماہانہ اور سالانہ اور اسواسطے کہ اختلاف طبیعت اور قوت اہل زمانہ کا باعتبار اختلاف اوقات ظاہر ہے دنکو ذرا بھی انسان نہ سووے کچھ کسلمندی نہیں ہوتی اور اگر دن کو رات کی مقدار پر سو بھی لے جب بھی رات کا جاگنا عام طبیعتوں پر شاق ہوتا ہے بمقتضائے اُسی حکمت کاملہ کے وقت مقررہ دن میں آفتاب پر اُس حکیم مطلق نے اپنا پرتو نورانیت ڈالکر یا جسطرح بھی ہو بقدر ضرورت طبائع آدمیوں کے دن میں آفتاب کا چراغ روشن کر دیا بالقدر ضرورت دن کی کارروائی کے اُس روشنی کو گرمی کے ساتھ ملا کر اناج وغیرہ اکثر چیزوں کی پختگی اور پکنے اور خشکی اور سوکھنے کا سبب بنادیا بحسب تغیر طبائع اہل زمانہ کے رات کو کبھی فقط ستاروں کے چراغوں پر کفایت کی کبھی بحسب ضرورت چاند کی مشعل مختلف طور سے روشن کر دکھائی کبھی آدھی رات تک کبھی چوتھائی رات کبھی ساری رات کبھی کم کبھی زیادہ کبھی بحسب ضرورت اور حاجت طبائع انسانی جسم لطیف آگ کو ایک روشنی عطا کرکے مختلف طور سے بحسب ضرورت اوقات اُس سے کارروائی کے طریقے حضرت انسان کو تعلیم فرمادیئے کبھی شمع بنا کر کبھی بطریق مشعل کبھی بصورت لمپ کبھی گیس کی روشنی سے کبھی بجلی کی روشنی علاوہ حصول روشنی مختلف کام لینے کے طریقے سکھاے اور کبھی بصورت جھاڑ اور فانوس۔ کبھی بغیر ان تمام روشنیوں کے۔ آنکھ کی روشنی ہے پر کہ جسکا کام فقط اوجالا اور اندھیرا دیکھنا ہے۔ حضرت انسان کو عطا کرکے اُسی پر کفایت کی۔ کبھی بطریق مسمریزم بغیر مدد سورج چاند وغیرہ کے روشنی کو مقصود آفتاب ماہتاب بڑھانیکا طریق تعلیم فرماکر اندھیری رات میں سورج کے اور

چاند کی سی روشنی یا کم و بیش عطا فرما کر بحسب طبیعت اور مزاج اُس انسان کے اُسکی اکثر
کارروائیوں کا سلسلہ اُس طریق سے بھی وابستہ کر دیا باوجودیکہ سورج ستارے آگ وغیرہ
یہ تمام روشنیاں قبل پیدائیش اور ظہور اور بعد معدوم ہونے ان سب روشنیوں کے معہ
کیفیت تغیر و تبدل شبانہ روزی کے مرتبہ علم خداوندی میں ہمیشہ سے موجود ہیں اور ہمیشہ
موجود رہینگے جسطرح عالم کو ہم دیکھتے ہیں کبھی کچھ موجود ہوتا ہے کبھی کچھ معدوم کبھی کچھ ہے
کبھی کچھ۔ مگر مرتبہ علمی میں باعتبار اُسکی صفت دانا اور عالم ہونے کے کہ جو قدیم ہے
معہ جمیع تغیرات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ علیٰ ہذا وید تورات انجیل زبور ژند پاژند
فاروق قرآن مجید وغیرہ ان سب کا مجموعہ اگر فی الواقع سب کلام الٰہی ہیں یا ان میں سے
اُن بعض کا مجموعہ جو واقعی خدا کا کلام ہے مرتبہ علم خداوند کریم میں بلحاظ اسکی صفت
قدیم متکلم دانا اور عالم ہونیکے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا مگر باعتبار ظہور کے جسطرح
تمام عالم اور بنی نوع آدم میں باعتبار اختلاف قوت ضعف صحت مرض قوی الہیکل صغیر
الجثہ چھوٹائی بڑائی وغیرہ وغیرہ کے ہمیشہ نئے نئے تغیر تبدل ظہور میں آتے رہتے ہیں۔
ضرور ہے کہ اس مجموعہ علمی میں سے باعتبار اختلاف زمانہ بحسب مصلحت قوانین کا بھی تغیر
تبدل ظاہر ہوتا رہے۔ اسیواسطے اہل تحقیق امام غزالی و نسفی وغیرہ رحمہم اللہ اپنی کتب عقائد
میں تحریر فرماتے ہیں کہ نسخ بیان انتہا حکم کو کہتے ہیں یعنے نسخ اسبات کے بیان کر دینے کا
نام ہے کہ یہ حکم معہ عبارت اسوقت تک کے زمانہ والوں کے موافق تھا اسکے بعد والوں کو
یہ حکم اور یہ عبارت دونوں مضر ہیں اور یہ جو آتا نازل ہوا نافع یا یہ الفاظ تو ہمیشہ کے لئے نافع
ہیں مگر جو حکم انسے ثابت ہوتا ہے وہ قطعاً مضر ہے یا یہ حکم تو ہمیشہ کے لئے نافع ہے مگر یہ
عبارت آئیندہ کے لئے ہرگز نافع نہیں بلکہ مضر ہے قسم اول کو منسوخ التلاوۃ والحکم کہتے
ہیں اور قسم دوم کو منسوخ الحکم اور قسم سوم کو منسوخ التلاوۃ۔ اور مفصل اس امر کی بحث معہ امثلہ
ان شاء اللہ العزیز تحت آیۂ کریمہ مَا نَنسَخْ مِنْ آيَةٍ الآیۃ کیجاویگی اور اشارۃً کچھ پہلے بھی

Marfat.com

ہو چکی ہے۔

اعتراض ہفتم۔ بعد تسلیم ان تمام امور کے اب یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اول یہ جتنی بہی کتابیں خدا کی طرف منسوب ہیں بطریق وحی خواہ الہام انکو اور انکے لانیوالوں کو ایک زمانہ دراز گذر گیا پھر ہم کس ذریعہ سے اس امر کا یقین کرلیں کہ فی الواقع یہ کتابیں یا نہیں سے فلاں فلاں کتاب وہی کتاب ہے جو اپنی اصلی حالت پر موجود ہے۔ جو فلاں نبی یا رشی کو بطریق وحی یا الہام دیگئی تہی یا اسپر نازل ہوئی تھی۔ ممکن ہے کہ یہ اپنی حالت پر نہ رہی ہوں اوران میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہو۔ یا سرے سے وہ کتاب ہی نہو۔ اور کسی دوسرے شخص نے خود بناکر اپنے احکام خود تراشیدہ کے چلانے کی غرض سے اسکو کسی مشہور نبی یا رشی کیطرف نسبت کردیا ہو۔ چنانچہ دنیا میں اسوقت کوئی ایسی کتاب نظر نہیں آتی جس میں ان احتمالوں سے کوئی بہی احتمال نہ پایا جاتا ہو۔ دیکہو ویدوں کو توکوئی یقینی طور سے بتا ہی نہیں سکتا کہ یہ کسکے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہوئے اور سب کے سب موجود ہیں یا بہت کچھ گم ہو گئے یا اصلی وید بالکل ہی نہ رہے۔ شتپتہ برہمن سے معلوم ہوتا ہے کہ پرجاپتی یعنے برہمانے آگ ہوا اور سورج کو تپاکر ان تینوں سے رگ وید یجر وید سام وید کو نکالا دوسری جگہ اسی ستپتہ میں لکہا ہے کہ اگنی سے یعنے آگ سے رگوید وایو یعنی ہوا سے یجروید اور سورج سے سام وید کو نکالا اتہروید سے صاف ظاہر ہے کہ اتہروید پرم ایشور کے منہ سے نکلا۔ اور رگوید پرم ایشر سے کاٹا گیا اور یجروید اس سے چہیلا گیا اور سام وید پرم ایشور کے سر کے بال ہیں۔ بعض جگہ لکہا ہے کہ یہ چاروں وید پرجاپتی کی ڈاڑہی کے بال ہیں۔ اور بقول ابنہوا شند پنڈت اتہروید میں ایک جگہ یہ بہی لکہا ہے کہ اچہشٹ نام پرمیشور سے یہ چاروں وید پیدا ہوئے۔ پہر بہاگوت پران مارکنڈی پران وشنو پران سے ثابت ہوتا ہے کہ برہما کے چار سو نہہ تھے۔ ہر مونہہ سے ایک ایک وید نکلا بعض کا قول ہے اور اس قول کا پتہ ژند پاژند آتش پرستوں کی کتاب سے بہی چلتا ہے۔

Marfat.com

کہ یہ چاروں وید بیاس جی کی تصنیف شدہ ہیں۔ پنڈت اوروشہ کی راے ہے کہ اصلی وید مدت سے گم ہوگئے جنمیں بہت کچھ تھا وہ کہتے ہیں مہابہارت میں صاف لکہا ہوا ہے کہ جن دیوتوں نے دنیا کے پیدا کرنے میں برہما جی کی مدد کی تہی وہ ویدوں کو چرا کر لیگئے۔ تیتریا برہمن سے پتہ چلتا ہے کہ وید بیشمار تھے۔ جتنا رشیوں نے مناسب سمجہا ظاہر کیا باقی کو چھپا دیا۔ وشنو پران میں لکہا ہے کہ چار یگوں کے آخر میں وید سب گم ہوگئے تھے۔ پھر قطع نظر ان تمام روایتوں کے یہ تو ظاہر ہے کہ ایک مدت دراز سے یہ سب وید بنارس کے مندروں میں ایسے چھپے ہوئے تھے کہ سوائے پنڈتوں بنارس کے کسیکو انکی ہوا لگنا ہی محال تھا اور دوسری قوموں کو انکا سکہانا اور پڑہانا بہت بڑا گناہ سمجہتے تھے اور جو کہیں اکبر بادشاہ کے مرتب کرائے ہوئے ترجمے پائے بھی جاتے تھے تو وہ غیر معتبر اور محرف کہلائے جاتے تھے۔ اب تہوڑے دنوں سے دیانند جی نے خدا کو خبر اصلی ویدوں کو ظاہر کیا ہے یا نقلی ویدوں کو یا اپنے من گہڑت ویدونکو اور اکثر پرانے پنڈتوں کی تو یہی رائے ہے کہ یہ وید اصلی نہیں۔

دیکہو سوامی دیانند نے جب اپنی شرح وید پنجاب گورنمنٹ کے پاس محکمہ تعلیم کے کورس میں داخل کرنے کی غرض سے بھیجی اور پنجاب گورنمنٹ نے اسپر رائے طلب کی تو اسپر پنڈت گورپرشاد ہیڈ پنڈت اورنٹیل کالج لاہور اور پنڈت رکھی گنیش سیکنڈ ہیڈ کالج مذکور مسٹر ٹانی ایم۔ اے پرنسپل پریزیڈنسی کالج کلکتہ مسٹر الیف کرفتہ ایم۔ اے مترجم ہر چہار وید پرنسپل ہند کالج بنارس وغیرہ نے بالاتفاق یہ رائے ظاہر کی کہ دیانند کا من گہڑت ترجمہ ہے ویدوں کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ دیانند نے نئے وید بنائے ہیں اسلئے دیانند کی درخواست داخل دفتر کردیگئی۔ علاوہ بریں اگر دوسرے پنڈتوں کی رائیں نقل کیجادیں تو ایک دفتر ہوجاوے۔ اسیطرح توریت نے اور انجیل جس زبان میں نازل ہوئی تہیں اس زبان میں تو انکا ملنا تقریباً محال ہی ہوگیا اور ان زبانوں کے جاننے والے بھی عنقا صفت رہگئے مگر انکے ترجمے جو عربی فارسی اردو انگریزی میں پائے جاتے ہیں وہ بہی آپسمیں باعتبار مضمون کے مختلف پائے جاتے ہیں بلکہ

Marfat.com

ایک مطبع کے چھپے ہوئے دوسرے مطبع کے چھپے ہوؤں سے نہیں ملتے اور مولانا رحمۃ اللہ مرحوم مہاجر مکی نے اپنی کتاب مصقلۃ التحریف میں اثبات تحریف انجیل میں وہ تحقیقات کی ہے کہ آجتک کوئی پادری اسکا جواب نہیں دیسکا اور نہ دیسکتا ہے۔ ژند پا زند جو پارسیوں کی مسلمہ الہامی کتاب ہے، اسکا تو بجز چند خاص لوگوں کے یا خاص پارسیوں کے کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ مگر ان کتابوں کے ماننے والے جو فی زمانہ موجود ہیں وان کتابوں کو وحی آسمانی نہ مانتے بھی نہیں نہ وہ وحی کے بذریعہ جبریل علیہ السلام یا بطریق سلسلۃ الجرس مثل مسلمانوں کے قائل ہیں بلکہ سب ان کتابوں کو الہامی کتاب مانتے ہیں لہٰذا بجز اس اعتراض کے کہ الہام کا مدعی جو چاہے ہو سکتا ہے پھر انہی کتابوں کو الہامی کتاب واجب الاطاعت کیوں کہا جاتا ہے۔

اعتراضات مذکورہ دوسری کتابوں پر عائد ہی نہیں ہوتے البتہ بموجب بعض اقوال کے جو وید کی نسبت ذکر کئے گئے اگر انکو باوجود اختلاف اقوال صحیح مان لیا جاوے بعض اعتراض ہو سکتے ہیں۔ مگر قرآن شریف کی نسبت چونکہ یہ دعوٰے ہے کہ یہ کلام اللہ قدیم ہے قرآن مجید پر یہ سب اعتراض وارد ہوتے تھے اور ان سب کے جواب شافی دے دیئے گئے مگر یہ اعتراض قرآن شریف پر اب بھی باقی ہے کہ یہ کیونکر مانا جاوے کہ یہ قرآن شریف وہی قرآن شریف ہے جو جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر بواسطہ جبرئیل علیہ السلام یا بطریق سلسلۃ الجرس نازل ہوا تھا بلکہ شیعوں کی معتبر کتاب کافی کلینی خصوصاً جلد اول اصول کافی سے تو صاف ظاہر ہے کہ اس قرآن موجودہ میں بہت کچھ تحریف کی گئی ہے اور تفسیر صافی کے چھٹے مقدمے میں ملا محسن مجتہد معتبر شیعوں نے تو صاف لکھدیا ہے کہ بلاشک ہمارے ثقۃ الاسلام یعقوب کلینی اور اُسکے اُستاد قمی کے نزدیک تو یہ قرآن وہ قرآن ہرگز نہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا البتہ شریف رضی اللہ ابن بابویہ نے بصورت ماننے روایات معتبرہ کافی کلینی کے بہت کچھ نقصانات دینی

Marfat.com

محسوس کر کے پچھلے شیعوں سے بمصلحت غالباً بطور تقیہ کہلوا دیا کہ بلا شبہ بلا کم و کاست اور بلا تحریف لفظی و معنوی یہ وہی قرآن ہے کہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ مگر شریف رضی وغیرہ نے جو دلائل اس امر کے ثبوت میں لکھے تھے اُن سب پر ملا محسن نے اپنی تفسیر صافی میں بہت کچھ اعتراضات جڑ دیئے۔ علاوہ بریں یہ تو تمام شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اصل قرآن مجید کو تو امام موعود امام مہدی علیہ الرحمۃ سُرمن رأی کے سرداب میں لئے ہوئے چھپے بیٹھے ہیں اور اس قرآن کو نماز وغیرہ میں اسواسطے پڑھتے ہیں کہ اس میں کچھ حصہ صحیح ہے اور بعض ائمہ معصوم نے امام مہدی علیہ الرحمۃ کے ظہور تک اسی قرآن سے کام چلانے کی اجازت دے دی ہے اور قرآن مجید سے بہت کچھ کم ہو جانے کی روایتیں تو بعض کتب معتبرہ اہلسنت میں بھی موجود ہیں لہذا بصورت ہونے ناسخ منسوخ آیتوں کے قرآن میں جسکا ذکر ابھی جواب اعتراض ششم میں ہو چکا ہے یہ کیونکر معلوم ہو کہ جو حصہ کم ہو گیا وہ حصہ ناسخ الحکم والتلاوت آیتوں کا تھا یا منسوخ الحکم والتلاوت کا۔ لہذا شیعہ سنی وغیرہ تمام ہی مسلمانوں کے نزدیک یہ قرآن قابل عمل نہ رہا (نعوذ باللہ منہا)

پھر بعد تسلیم قرآن علی سبیل الفرض ترجموں کا اتنا اختلاف ہے کہ اگر عربی نہ جاننے والا درکنار جاننے والا بھی اگر مسلمان ہونا چاہے حیران رہجاتا ہے کہ کونسے ترجمے کو اور کسکی تحقیق کو تمام فرقوں اہل اسلام سے راست اور صحیح مانا جاوے۔ لامحالہ دو باتوں سے ایک بات ضرور کہنا پڑتی ہے کہ یا تو یہ سب مسلمان جو ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہیں سبھی ناحق پر ہیں۔ اور نعوذ باللہ دین اسلام کوئی دین قابل تسلیم ہی نہیں ہے۔ یا یہ سب ایکدوسرے کو ضد سے کافر کہہ رہے ہیں ورنہ فی الواقع سب حق پر ہیں۔ مگر اس شق دوم کو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا کہ باہم ایکدوسرے کو کافر بھی کہیں اور پھر سب حق پر ہوں اسواسطے کہ کافر کہنے میں بھی جب سب حق پر ہوئے تو سب کافر ٹھہرے۔ لامحالہ تمام مبلغین اسلام پر لازم ہے کہ یا تو تبلیغ اسلام سے ہاتھ اُٹھاویں یا اول سب اسلامی فرقوں سے

لنشا فرقہ اور اُنکا کیا ہوا ترجمہ قرآن کا حق ہو اُسکی پہچان کی سبیل بتاویں ۔فقط۔

جواب اعتراض ہفتم ۔ تمام وید اور زند پاژند کی نسبت جو کچھ بھی کہا جاوے وہ بجا درست ہے، علیٰ ہذا القیاس توریت اور انجیل و زبور کی نسبت بعد منسوخ ہوجانے ان کتابوں کے قرآن مجید کے ساتھ یعنے ختم ہوجانے اُس زمانہ کے جبتک اُنپر عمل کرنا خدا کے علم میں اُس زمانے والوں کے لئے مفید تھا جو بھی کہو وہ کم ہے۔ مگر اصل قرآن مجید کی نسبت بعض روایات بعض کتب شیعہ سنی کو دیکھکر یہ گمان کرنا کہ اصلی قرآن مجید باقی نرہا یا محرف ہوگیا محض بے علمی پر مبنی ہے یا تعصب پر۔ اسواسطے کہ جب آیہ کریمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا اور آیہ کریمہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ بلا تغیر و تبدل و تحریف لفظی و معنوی تمام فرقوں اہل اسلام خصوصاً شیعہ اور سنیوں کے نزدیک بلا شبہ کلام ربانی ہے تو بلاشبہ جسقدر رہی قرآن کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا بھول جانا مروی ہے کہ پھر وہ یاد ہی نہ آئے۔ یا یاد بھی رہا یا یاد آگیا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قصداً اُنکا پڑھنا اور پڑھوانا تلاوت قرآن مجید کے وقت اور نماز میں چھوڑ دیا اور چھوڑوا دیا۔ اُسقدر قرآن کا منسوخ التلاوۃ ہونا آیہ مذکور مسلمہ جمہور کے ساتھ ثابت ہوگیا۔ اور دوسری آیت سے یہ امر یقیناً ثابت کہ محافظت قرآن کا کمی بیشی اور تغیر و تبدل سے خود اللہ تعالیٰ صراحۃً وعدہ فرماتا ہے اور جمہور اہلسنت کے نزدیک یہ امر بالاتفاق ثابت ہے کہ قرآن مجید کے مخالف بجز مشہور اور متواتر کے کوئی حدیث احاد قابل عمل نہیں ہوتی گو باعتبار سند کے وہ حدیث کیسی ہی صحیح ہو اور عقل بھی یہی چاہتی ہے کہ لاکھوں کروڑوں بے گنتی آدمی جس امر کو صحیح کہیں جیسے بے شمار آدمی ثقہ اور غیر ثقہ قرآن مجید کو بلا کم و کاست وہی قرآن جانتے ہیں اور سلف سے وہی قرآن جانتے چلے آئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ پھر اُسکے مقابل دو چار کی خبر پر جسکو حدیث احاد کہتے ہیں اعتبار کرکے اہلسنت پر محرف یا غیر معتبر ہونے قرآن کا

Marfat.com

اعتراض کرنا کیا کسی عاقل کے نزدیک صحیح ہو سکتا ہے اور قابل تسلیم حالانکہ باینہمہ اہلسنت
کی کسی معتبر کتاب میں ایسی ایک ہی روایت نہیں کہ جس سے تحریف قرآن مجید یا بجز منسوخ
التلاوۃ آیتوں کے کسی ایک ہی آیت کا کم ہونا ثابت ہو۔ اسواسطے کہ اس قسم کی موضوع
روایتیں جو شیعوں کی معتبر کتابوں اصول کافی وغیرہ میں منقول ہیں انکی ندامت اُٹھانیکو
بڑی کوشش کرکے بعض شیعوں نے جو روایتیں سینوں کی غیر معتبر و غیر مشہور کتابوں سے
تنزیہ القرآن اور زام الایمان وغیرہ اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں اُنسے کہیں یہ ثابت ہوتا ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد نزول قرآن بہت کچھ قرآن کو بھلا دیئے گئے تھے
بعض روایتوں کا یہ مضمون ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے
ہیں کہ ہمنے بعض سورتوں میں بہت آیتیں موجودہ قرآن سے زیادہ پاوی تھیں جنکو ہم
بھلا دیئے گئے۔ اور وہ قرآن سے بمشیت ایزدی اُٹھالی گئیں یا بحکم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم باوصف یاد رہنے کے ہمنے انکا قرآن میں لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا۔ یہانتک
کہ بوجہ باقی رہنے حکم کے اور منسوخ ہوجانے تلاوت بعض آیات کے اس خیال سے
کہ بعد زمانہ دراز بوجہ نہ پانے اس حکم کے قرآن مجید میں اس حکم ضروری پر عمل کرنا اہل اسلام
چھوڑ نہ دیں بعض صحابہ کو خیال ہوا کہ اُن منسوخ التلاوۃ آیات کو جنکا حکم باقی ہے
بعد جمع ہوجانے قرآن موجودہ کے باتفاق صحابہ کرام اُس ترتیب خاص پر جس ترتیب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام سے دَور کیا کرتے تھے اور حضرت
زید بن ثابت جیسے بعض معتبر صحابہ کو اُسی ترتیب پر یاد تھا اور دو دو صحابہ کی گواہی
ہر آیت پر لے کر اُنہوں نے اپنے یاد کردہ قرآن کو اور مضبوط کرلیا تھا۔ قرآن مجید
میں لکھدیں۔ مگر اللہ جلشانہ نے جو حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا پورا کردیا۔ اور اُن کو
اُس ارادہ سے پھیر دیا۔ وہ روایتیں موضوعہ جنکو صاحب زام الایمان رافضی نے
بغرض الزام اہلسنت لکھا تھا محفوظ رہنے قرآن کے بموجب عقیدہ اہلسنت ہونگی

روایت یہ ہے جو نامۃ الایمان میں بلاحوالہ اہلسنت کیطرف منسوب کیگئی ہے اور واقع میں موضوعات روافض سے ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال لولا ان یقال زاد عمر فی کتاب اللہ لاثبت فی المصحف الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ شدید العقاب۔ حالانکہ بسند صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث اسطرح منقول ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال عمر رضی اللہ عنہ لقد خشیت ان یطول بالناس زمان حتی یقول قائل لانجد الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلہ اللہ الاوان الرجم حق علی من زنی وقد احصن اذا قامت البینۃ وکان الحبل او الاعتراف قال وکذا احفظت الا وقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ آیت رجم جسکا حکم باقی تھا اور اسکا پڑھنا قرآن مجید میں بموجب فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منسوخ ہوگیا تھا۔ باوجود یاد رہنے اُس آیت کے حضرت عمر نے اُسکے حکم پر عمل کرنیکی بار بار تاکید فرمائی۔ مگر باوجودیکہ اول قرآن کی جمعیت کے باعث حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے آپنے مخالف فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخالف خشیت ایزدی قرآن مجید میں اُس آیت اور اس قسم کی دوسری آیات منسوخ التلاوت کے لکھوانیکا قصد کیا نہ اُنکو کبھی ایسا خیال ہوا۔ اور تمام صحابہ کرام اور اہلبیت عظام منسوخ التلاوۃ آیتوں کا علی ہذا منسوخ التلاوۃ والحکم اور رفقط منسوخ شدہ آیتوں کا ذکر کرتے رہے اور پچھلے راوی اُنکے اقوال کو روایت کرتے چلے آئے۔ مگر بموجب فرمان جناب باری نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون نہ کسیکو اُن آیتوں کے قرآن میں لکھدینے کا خیال آیا اور بمقابلہ حفاظت الٰہی نہ کسیکو یہ خیال آسکتا تھا۔ البتہ بعض احادیث ضعیفہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام اور اہلبیت عظام نے مخالف اس ترتیب موجودہ کے اپنی اپنی سمجھ کے موافق قرآن مجید مرتب کرلئے تھے۔ اور کسی نے بتقاضائے خطاء اجتہادی بعض سورتوں کو دعا سمجھ لیا تھا۔ اور بعض دعاؤں کو مثل دعاء قنوت کی قرآن اور بعض نے جو

له مروی ہے کہ عمر رضہ نے فرمایا اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ عمر نے قرآن میں زیادہ کیا تو آیہ رجم [illegible] قرآن میں لکھدیتا ۱۲

له یعنی قرآن میں نہیں اور یہ سمجھکر رجم کو چھوڑ دیں اور فرض خدا کو چھوڑکر گمراہ ہوجاویں۔ بیشک رجم حق ہے جب زنا کا ہونا ثابت ہوجاوے یا اقرار سے اور حمل ظاہر ہونیسے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور آپکے بعد ہمنے کیا ۱۲

Marfat.com

نہ پہنچنے حکم لنسخ کے بعض منسوخ التلاوۃ آیتوں کو بھی لکھ لیا تھا۔ لہذا اول تو جمہور اہلسنت کے نزدیک یہ ضعیف روایتیں قابل اعتبار نہیں اسواسطے کہ جمہور اہلسنت کے نزدیک مخالف فحوائے آیۂ کریمہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ اگر ایسی کوئی صحیح حدیث بھی ہو جس سے حفاظت ایزدی کا نقصان ثابت ہو اور مخالفت آیہ کریمہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ بوجہ احاد ہونیکے قابل اعتبار نہیں ہوتی چہ جائیکہ حدیث ضعیف۔ مگر بالفرض والتقدیر ایسی روایتوں کو اگر معتبر مان ہی لیا جاوے تو ظاہر ہے کہ قادر مطلق نے اپنی قدرت کاملہ سے جیسے ہی چاہا بجز اس قرآن موجودہ محفوظہ کے معہ اُن سات قرأتوں مشہورہ کے دوسری تراکیب غیر محفوظہ پر جمع کیے ہوئے مصحفوں کا دنیا میں مشرق سے مغرب تک نام و نشان بھی باقی نہ رکھا اور وعدہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ علیٰ وجہ الکمال پورا کرکے دکھا دیا اور بغرض تصدیق اس امر کے کہ جیسے ہمنے ہر زمانہ والوں کی طبیعتوں اور مزاجوں کو مختلف پیدا کیا ہے اُنکے علاج بھی بحسب مصلحت ایک زمانے اور مختلف زمانیوالوں کے مختلف رکھے ہیں۔ منسوخ التلاوۃ آیتوں کا چرچا دنیا میں باقی رکھا تاکہ قیامت تک ہر مسلمان پر یہ امر واضح رہے کہ امت مرحومہ میں چاراماموں کے اجتہاد میں اختلاف واقع ہونیکا یہی باعث ہے کہ ہر ولایت کے لوگوں کے مزاج مختلف طبیعتیں جداگانہ۔ لہذا ہر ولایت کا علاج بھی جداگانہ ہی شایان شان حکیم مطلق تھا اسواسطے اُس حکیم مطلق خالق برحق نے جس ولایت کے مزاج کے موافق جس مجتہد کا اجتہاد تھا اسی مجتہد کی تحقیقات کے موافق قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی طرف وہاں کے لوگوں کے دلونکو مائل کر دیا اور حقانیت انہی چاروں مذہب پر اور پیروی ہر ایک کی اپنیں سے بتقلید شخصی تمام امت کا اجماع ہو گیا بموجب اس حدیث کے جو باعتبار معنے کے متواتر ہے[عـه] قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ فاذا رأیتم اختلافا فعلیکم بالسواد الاعظم و من شذ شذ فی النار۔ اور آیۃ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

[عـه] اس حدیث اور آیت کا ترجمہ صفحہ پچاس اور بلون مین دیکھیے ۱۲

Marfat.com

[...]و رحمتہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ اِلَّا قَلِيْلًا کے اور بڑی جماعت اہل اسلام کی مخالفت
[ہو]جانے سے بہی اور گمراہ اور اُنکا اختلاف بموجب قاعدہ مقررہ مدعیان عقل زمانہ حال کے بہی
[...]کثرت رائے پر فیصلہ دیتے ہیں عقلاً و نقلاً بموجب آیت اور احادیث مذکورہ متواترۃ المعنے
قابل اعتبار نہ رہا۔ اس سے زیادہ اس امر کی تحقیق منظور ہو تو ہماری کتاب ہدایۃ الطریق فی
بیان التقلید و التحقیق اور مختصر میزان الادیان کو جس میں اس مضمون کی تقریباً چالیس حدیثیں
نقل کی گئی ہیں دیکہنا اور بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ فقط

اور چونکہ ہر ولایت میں باعتبار ایک زمانہ کے بہی مراتب اور مزاج لوگوں کے مختلف
تہے ایک مجتہد سے بموجب اپنی تحقیق اور اختلاف طبائع افراد انسانی اور مراتب بشری کے
مختلف اقوال ایک ہی مسئلہ میں ظاہر کر دکہائے اور اُنکے شاگردوں نے اپنے زمانہ کے
لوگوں کے مزاج اور رتبہ کے موافق جس قول کو اقوال مجتہد مطلق سے پسند کیا وہ قول اُسی
شاگرد کیطرف منسوب ہو گیا۔ اور جن بے سمجھ لوگوں نے اسکو باہمی اختلاف اُستاد و شاگرد سمجھ لیا
اپنی بے سمجہی سے گمراہ ہو گئے۔ لہٰذا دو چار مثال اس قسم کے مسائل[۱] کی ہمنے بغرض ہدایت ایسے
بے سمجھوں کے نقل کر کے اب اہبات کا دکہانا منظور ہے۔ کہ ایسی کتاب اللہ جسکی ہدایت
عالمگیر ہو اور ہر ملک اور ہر قسم کے لوگوں کا ظاہری و باطنی علاج کر سکے اور ہر شخص اُسکو
ہر جگہ حاصل کر سکے اور بذریعہ ترجمہ و تفاسیر معتبرہ بقدر ضرورت ہر شخص سمجھ سکے۔

اور تمام دنیا میں جو کوئی بہی اُس سے نجات ابدی کا طریقہ حاصل کرنا چاہے اور بموجب
سمجہانے علمائے دین اور مجتہدین اُسکی پیروی کرے۔ منزل مقصود کو پہنچ جاوے
اور واصل الی اللہ ہو جاوے۔ دنیا میں اگر ہے تو ایک قرآن شریف ہی ہے جو اپنی اصلی
حالت پر لاکھوں بے گنتے راویوں کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں منقول چلی آتی ہے اور
کتب صحاح ستہ کی تو بغرض توثیق ہر شخص کو اپنے اُستاد سے سند لینے کی بہی ضرورت
پڑتی ہے مگر قرآن مجید کے پڑہنے والے اور ایک دوسرے سے تا زمانہ صدیق اکبر رض

[۱] یہ مسائل کتاب ہذا کے آخر صفحہ میں ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

نقل کرنیوالے مع سات قرار توں مشہور کے ہر زمانہ میں اس کثرت سے پائے جاتے ہیں
کہ باہم کسیکو اپنے اُستاد سے سند لینے کی بھی حاجت نہ رہی ۔ مگر تاہم ایک دو سند ہم اپنے ترجمہ میں
نقل کرینگے بیانتک کہ تاریخ سے واقفیت رکھنے والے غیر متعصب اور غیر معاند کافروں سے
بھی کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو یہ کہتا ہو کہ یہ وہ قرآن نہیں ہے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل ہوا تھا اور جسکو تمام دنیا میں صحابہ کرام کے زمانہ سے آجتک مسلمان پڑھتے رہتے
ہیں اور زمانہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آجتک برابر اُسی کی تفسیریں شیعہ سنی
اور ہر فرقہ کے مسلمان لکھتے رہے اور لکھتے رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایسے مذبذب
فرقہ کا قول کیا کسی عاقل کے نزدیک قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو کبھی کہے کہ یہ قرآن بلا
کم و کاست اور تغیر و تبدل بعینہ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل
ہوا تھا۔ مثل شریف رضی اور ابن بابویہ اور انکے مقلد شیعوں کے جو ہماری طرف الور اور
آگرہ لکھنؤ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور پھر یعقوب کلینی اور اسکے اُستاد قمی کو منکر
قرآن مانکر اپنا ثقۃ الاسلام بھی مانتے ہیں۔ اور کبھی کہے کہ یہ وہ قرآن ہی نہیں ہے کبھی کہے
ہے تو وہی مگر بعض لفظوں میں (نعوذ باللہ) تحریف ہو گئی ہے۔ کبھی کہے کہ یہ آیت کریمہ بلا تحریف
و تغیر شیعہ سنیوں کے نزدیک مسلم ہے کہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ پھر اسمیں
کمی بیشی یا تحریف کیسے ہو سکتی ہے پھر جب کثرت رائے پر فیصلہ جمہور کے نزدیک مسلم بھی ہے
اور قرآن اور حدیث سے بھی ہر امر دینی میں اتباع سواد اعظم (بڑی جماعت) کا لازم
تو ہر نو مسلم آپ باسانی دیکھ سکتا ہے کہ ترجمے اور تفسیریں قرآن مجید کونسے فرقہ اسلامی کی کی ہوئے
قابل اعتبار اور موجب نجات ہیں اور تمام فرقہ اسلام سے کونسا فرقہ فی الواقع
تابع قرآن ہے۔ فقط۔

اعتراض ہشتم ۔ اعتراض ہفتم فقط اس امر کے متعلق تھا کہ ہمکو یہ یقین کیسے ہو کہ یہ قرآن مجید
وہی قرآن مجید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا پھر اسکے ترجمے اور تفاسیر

Marfat.com

مختلف اور اسکے ماننے والوں کے مذہب یہانتک مختلف کہ باہم ایک دوسرے کی تکفیر کیجاتی ہے لہذا اسکے پیروؤں میں سے کسکو سچا ماناجاوے اور کسکے ترجموں اور تفاسیر کو معتبر تصور کیا جاوے لہذا اسکا جواب بھی بخوبی واضح کر کے دیدیا گیا۔ مگر یہ جواب اُسوقت تک مفید تھا جب سواد اعظم کے مصداق مذاہب اربعہ کے مقلد تھے۔ کیا آجکل بھی آپ بتا سکتے ہیں کہ مقلدین مذاہب اربعہ کی جماعت بتقلید شخصی تمام فرقوں اسلامی سے بڑی اور زیادہ ہے۔ ابتو جدھر دیکھتے ہیں آزادی کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ ترکوں کو دیکھئے علمائے مقلدین کو انہوں نے قتل کروادیا۔ علی ہذا امیر کابل نے پردہ عورتوں سے اٹھادیا قاضی القضاۃ اور شیخ الاسلام و اکثر مقلدین کو قتل کر دیا۔ عام مسلمانوں کو آزادی کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ خاص حرمین میں غیر مقلدین وہابیہ کا زور شور ہے۔ یہاں ہندوستان میں بھی جو طبقہ ور انکے متعلقین باعتبار اکثر کے ایسے آزاد ہو گئے کہ تقلید شخصی تو کہاں متفق علیہ احکام شریعت کو خود ہی نہیں چھوڑ بیٹھے بلکہ دوسروں سے پابندی شریعت چھوڑوا رہے ہیں۔ دیوبندیہ توہین سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں شہرۂ آفاق ہو گئے اور خود اُن عبارتوں کے ظاہر معنوں پر جو تمام دنیا کے عام و خاص کی سمجھ میں آتے ہیں خود اپنے اوپر آپ کفر کے فتوے دے رہے ہیں مگر اُن عبارتوں کو توبہ کر کے اپنی کتابوں سے نہیں نکالتے اور انکے نئے معنے جیسا ز فہم سلیم گھڑ کے اپنی برأت ظاہر کرتے ہیں اور آریہ اور مرزائی انہی کے مددولے رہے ہیں۔ لہذا بموجب آپکے جواب ہفتم کے اب ان آزاد منش مسلمانوں کو ان حق سمجھنا چاہئے۔ اسواسطے کہ اسوقت مصداق سواد اعظم یہی معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ بجز اس نئے فرقے کے جسکو چکڑالوی یا اہل قرآن کہتے ہیں مقلدوں [illegible] سیا مسلمان زمان سابق میں گذرا نہ اب موجود جو مدعی خالص قرآن مجید پیروی کا ہو بلکہ تمام دنیا کے اکثر مسلمان اپنے اپنے مجتہدوں کے اقوال کی چادر [illegible] سے پیروی کرتے رہے ہیں اسکو کہتے ہیں جسکا نام فقہ ہے اور یہ بھی برائے نام

Marfat.com

اسواسطے کہ کوئی بڑے سے بڑا بھی مقلدوں کا عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے امام مجتہد کے تمام اقوال کا مجموعہ میرے پاس ہے۔ اگرچہ حنفیوں میں یہ امر مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تمام اقوال معتبرہ کے مجموعہ کو ظاہر الروایت کہتے ہیں جنکو چند کتابوں مبسوط زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر میں امام محمد رحمہ اللہ نے جمع کیا تھا۔ مگر بطریق مشہور کیا کوئی حنفی ان تمام کتابوں کو دکھا سکتا ہے۔ اور اگر بفرض محال کسیکے پاس ایک دو کتاب انمیں سے بطریق غیر مشہور نکل بھی آوے تو اسکا کیا ثبوت کہ یہ وہی کتاب ہے جسکو امام محمد رحمہ اللہ نے جمع کیا تھا۔ ابتو جہانتک دیکھا جاتا ہے۔ ہدایہ۔ فتح القدیر در مختار۔ شامی۔ بحر الرائق وغیرہ۔ انہی کتب فقہ پر حنفیوں کا دار ومدار ہے جو بعد ہونکے زمانہ نزول قرآنمجید سے لکھی گئی ہیں۔ اور یہی حال ہے مالکی۔ حنبلی۔ شافعیوں کا۔ فقط۔

جواب اعتراض ہشتم۔ امیر کابل اور ترک اور فرقہ وہابیہ ہند اور نجد اور نیچری اور ہندوستان کے آزاد خیال امراء اور جنٹلمین اگر فی الواقع بوجہ انکار ضروریات دین اور ادنی توہین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین یا توہین اور کسی پیغمبر کی پیغمبروں علیہم السلام سے مثل مرزائی اور چکڑالوی اور سر سید احمد خان کوئلی کے جس نے اپنی تفسیر میں انبیا علیہم السلام کو ریفارمر لکھا ہے اور پھر خود ریفارمر ہونیکا دعوے کیا ہے۔ کافر و مرتد ہو چکے تو ان سب کو زمرۂ اسلام سے سمجھکر اور ان سب کو عقائد میں متفق مانکر یہ کہنا ہی بے سمجھی اور بیوقوفی پر مبنی ہے کہ ان تمام آزاد خیالوں کو ملا کر دیکھا جاتا ہے تو آجکل بہ نسبت مقلدین مذاہب اربعہ انکی جماعت بڑی معلوم ہوتی ہے اور یہی لوگ مصداق سواد اعظم معلوم ہوتے ہیں۔ اسواسطے کہ اتبعوا السواد الاعظم میں مسلمانوں کی اس بڑی جماعت کے اتباع کا حکم فرمایا ہے جو ہر گمراہ فرقہ جدید اہل اسلام سے بڑی جماعت ہو نہ اس جماعت کی نسبت جو کافروں کی نسبت بڑی جماعت ہو۔ اور اگر یہ آزاد خیال ترک امیر کابل اور نیچری وغیرہ فی الواقع منکر ضروریات دین اور موہن سید المرسلین یا کسی پیغمبر کی توہین کرنیوالے پیغمبروں برحق سے نہیں بلکہ مثل دیگر فرقہائے اسلامی

وہیں نہ کہ مرتد اور کافر تو باوجود مختلف العقیدہ ہونے ان سب فرقہ بند اور تفرقہ انداز فرقوں کے
سب کو ایک فرقہ کیوں سمجھ لیا۔ اور اگر انکو ایک فرقہ سمجھ لیا تو رافضی۔ خارجی۔ جبریہ۔ قدریہ
مرجیہ وغیرہم پرانے فرقوں نے کیا قصور کیا تھا جو ان کو ان آزاد خیالوں اور نئے فرقہ بند تفرقہ
انداز فرقوں کے ساتھ ملا کر نہ دیکھا۔ ان سب کو ملا کر دکھانے سے تو یہ ایک بہت بڑا فرقہ
مصداق احادیث سواد اعظم بے سمجھوں کے خیال میں بنجاتا مگر یہ امر بالکل انصاف سے کوسوں
دور ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ اول غریب مسلمانوں کے ساتھ جو اپنے پرانے عقائد اہلسنت
کے پابند اور مقلد مذاہب اربعہ بتقلید شخصی ہیں۔ ہر گمراہ اور بدعتی فرقے کو ملا کر دیکھئے تو انشاء اللہ
مقلدین مذاہب اربعہ بتقلید شخصی ہی کی جماعت بڑی اور مصداق سواد اعظم نکلتی۔ اب بھی
تمام دنیا کے غریب مسلمانوں کو اگر متبعین فرق ضالہ اور امراء دنیا طلبوں کے ساتھ ملا کر
دیکھو گے تو جماعت مقلدین ہی مصداق سواد اعظم نکلے گی۔ علی ہذا القیاس ان تمام تفرقہ انداز
فرقہ بند گمراہ یا مرتد فرقوں کے ساتھ جو مدعی اسلام کے ہیں اگرچہ تمام امراء نہیں مگر بعض امراء اور
اکثر غرباء اہل اسلام کو سچا مقلد کسی مذہب کا ان مذاہب اربعہ سے پاؤگے اور انہی مقلدوں
کی جماعت انشاء اللہ بڑی جماعت اور مصداق سواد اعظم نکلیگی۔ بلکہ مقلدین مذاہب اربعہ
بتقلید شخصی جسقدر بھی دنیا میں غرباء اہل اسلام ہیں انکے مقابلہ میں اگر ان تمام نئے
پرانے فرقوں کو ملا کر بھی دیکھو گے تو انشاء اللہ باوجود پھیل جانے اسقدر گمراہی کے مقلدوں
ہی کی جماعت بڑی رہیگی۔ اور بعض کو مثل وہابیہ دیوبندیہ کے بلکہ مثل غیر مقلدین کے بھی پاؤ گے
کہ تقیہ کر کے حنفی بنکر لوگوں کو گمراہ بناتے ہیں اور اپنے آپ کو اور اپنی جماعت کو اصلی حنفی
کہکر اصلی حنفی ہونے پر قسمیں کھا کھا کر لوگوں کو بہکاتے ہیں اور بپردہ حنفیت میں اپنے
بدعقیدوں کو پھیلاتے ہیں۔ یہ بھی ایک دلیل حق پر ہونے مقلدین کی ہے اسواسطے کہ
باطل بغیر چھپانے کے حقانیت کے پردہ میں نہیں چلتا۔ کھوٹا مال اچھے مال میں چھپا کر
اگر بیچا جاوے چل جاتا ہے بغیر کھرے مال کے پردہ کے ہرگز نہیں چلتا۔ اس امر کے

Marfat.com

سمجھنے کے لئے ایک سچا واقعہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ انشاءاللہ پھر جواب سوال ثانی کا دیا جاویگا۔

مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی مداللہ ظلہٗ فرماتے تھے کہ مرزاپور میں مولانا احمد اشرف صاحب قادری اشرفی گیلانی مغفور مرحوم اپنے مریدوں میں تشریف لیگئے۔ مریدوں نے بغرض خوش کرنے اپنے پیر کے جو عالم متبحر اور علم دوست تھے عرض کیا کہ ہمنے یہاں ایک مدرسہ دینی بھی جاری کر رکھا ہے جسمیں تعلیم علوم دینی ہوتی ہے۔ فرمایا مدرس کون ہے۔ عرض کیا حضور مدرس تو قسمت سے ایک ایسا عالم ربانی قطب وقت ملا ہے جو اللہ واسطے دینیات پڑھاتا ہے بمشکل ہم انکو دس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ ورنہ وہ تو یہی کہتے ہیں کہ برس دن میں دو جوڑے کھدڑ کے اور صبح شام کل دو روٹی جو کی مجکو کافی ہیں۔ اور ایک درویش کامل آئے تھے جنکے یہاں مرید بھی بہت ہو گئے ہیں وہ تو انکا نام سنکر ننگے برہنہ پا ملنے کو گئے اور فرماتے تھے کہ مدت سے مجکو انکی تلاش تھی۔ میاں یہ تو قطب وقت ہیں تمہاری قسمت سے نہیں معلوم یہاں کیسے آٹھہرے۔ مولانا اشرف صاحب نے فرمایا بھائی مجکو تو یہ مولویصاحب اور وہ درویش دونو ہی مخالفین اہلسنت سے معلوم ہوتے ہیں اور مصرعہ "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" کا جلوہ تمہارے بیان سے جلوہ گر ہے۔ مریدوں نے عرض کیا حضور بلا وجہ ایک بے لوث عالم صالح و عالم دین کو ایسے لفظوں سے یاد کرنا شایان شان عالی نہیں آپکے ان سخت لفظوں سے ہمکو سخت صدمہ پہنچا اور دو جنٹلمین جو مدرس صاحب کے بہت ہی معتقد تھے وہ تو یہانتک بگڑے اور کہہ بیٹھے کہ مولانا اشرفیصاحب جو آپ فرما چکے خیر فرما چکے مگر اب آپنے اگر ہمارے مدرس صاحب کی نسبت کچھ کہا تو پھر ہم مجبور ہیں۔ عجب نہیں آپ کی جناب میں پھر ہمسے کوئی گستاخی ہو جاوے۔ مولانا اشرفیصاحب مغفور مرحوم نے فرمایا صاحبزادو! ہیں آپکے مدرس صاحب سے اگر اپنے کلمات کی معافی طلب کرلوں جب تو تم خوش ہو جاؤ گے۔ جنٹلمینوں نے کہا مناسب تو یہی ہے مولانا اشرفی صاحب نے

بہت اچھا مگر ایک شرط ہے کہ انکے جو خطوط محفوظ بستہ میں رہتے ہیں انکو اپنے گھر لاکر پڑھو اگر ان سے میرے کلمات کی سچائی ثابت ہو اُس مدرس کو شہر بدر کر دینا ورنہ میں انکے پاس جاکر اپنے کلمات کی معافی طلب کر لونگا۔ ایک جنٹلمین نے تو کہا ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسرے نے کہا کیوں نہیں کر سکتے ہیں۔ ہم ضرور انکے خطوط محفوظہ کو جو ہماری ہی تحویل میں رہتے ہیں دیکھیں گے۔ جب جنٹلمینوں نے مدرس صاحب کے خطوط کو گھر لاکر پڑھنا شروع کیا تو اول ہی خط کا جو بعض اشخاص دیوبند کیطرف سے مدرس صاحب کے نام تھا یہ مضمون نکلا کہ :۔ "مولانا صاحب آپ کی سخت بے انصافی ہے۔ پچاس روپیہ ماہوار آپ کو ہماری طرف سے اسی دینی خدمت کے ملتے ہیں کہ لوگوں کو وہابی بناؤ اور یہاں کی امداد کراؤ۔ قربانی کی کھالوں کے اور آمدنی فطرہ رمضان اور گیارہویں بند کر کے گیارہویں کے پیسے اور روپیہ جو آپ بھیجتے ہیں اس سے آپ کو معقول کمیشن ملتا ہے پھر بھی آپ کو قلت تنخواہ کی شکایت ہے۔ مگر خیر۔ آپ کام چونکہ بہت ہوشیاری سے کر رہے ہو آپ کی درخواست اب کے مجلس شوریٰ میں پیش کر دیجاوے گی ممکن ہے کہ کچھ اور ترقی کر دیجاوے۔" اور اسی قسم کے اور دو چار خط پڑھکر جنٹلمین صاحب دم بخود رہگئے اور مدرس کے دجال ہونیکا یقین کر کے مولانا شرفیہ صاحب کے زمرۂ معتقدین میں داخل ہوئے اور جمعہ کے دن مکار مدرس کے نام کے خط جو دیوبند سے آئے تھے تمام مسلمانوں کو سنا کر مدرس صاحب کو جو دجال کے بھی اُستاد تھے شہر بدر کیا۔ اور وہ سارا گاؤں وہابی ہو جانے سے بچگیا۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ اب دوسرے سوال کا جواب شافی سن لیجیے۔

اس سوال کی بنا محض جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ کتب فقہ اور اصول فقہ سے تمام کتب اصول فقہ میں ہمارے تمام فقہا یہی تحریر فرماتے ہیں کہ اصول شریعت جن پر تمام احکام شرعی کی بنا ہے چار ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ اور اجماع اور قیاس کا حجت شرعی ہونا قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بلکہ بالمعنے احادیث متواترہ سے

Marfat.com

دیکھو پارہ والمحصنات میں بیان حالات منافقین میں ہے کہ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ۔ وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطَانَ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ یعنے کیا وہ سوچتے سمجھتے نہیں قرآن کو جو کہتے ہیں کہ مضامین قرآن میں اختلاف بہت ہے۔ اگر یہ قرآن اللہ کیطرف سے نہوتا تو بموجب انکے کہنے کے اس میں بہت ہی اختلاف ہوتا ۔ بات یہ ہے کہ جب اُنکے پاس کوئی امن یا خوف کی بات قرآن سے آتی ہے تو بن سوچے سمجھے جو اونکی سمجھ ناقص میں آیا اُسے پھیلا دیتے ہیں۔ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لیتے یا امر شریعت کے والی راسخ فی العلم عالموں سے تو اُن عالموں میں سے وہ عالم جو قوت استنباط مسائل اور اجتہاد کی رکھتے ہیں وہ اس امر کی حقیقت جان لیتے (اور پھر کسیکو اُن مجتہدوں کی پیروی کرنیوالوں سے یہ موقع نہ ملتا کہ قرآن مجید میں اختلاف بتلاویں اور تم میں ایسے مجتہدوں کا ہونا اللہ کا فضل ہے) اگر تم میں ایسے عالم اور مجتہد نہ ہوتے تو تم بھی مثل دوسرے پیغمبروں کے اُمتیوں کی متبع شیطان ہوجاتے مگر بہت کم (لیکن تم مجتہدوں کی پیروی سے شیطان کے پیرو نہونگے مگر کم)۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ اجماع امت مرحومہ کا کبھی گمراہی پر نہوگا اور جو اجماع امت کی مخالفت کریگا اور کسی بھی مجتہد کی امت کے مانے ہوئے مجتہدوں سے پیروی نہ کریگا تو متبع شیطان ہوگا۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی مضمون اسقدر حدیثوں سے ثابت ہے جنکو بالمعنے مثل قرآن مجید کی متواتر کہہ سکتے ہیں چنانچہ اس مضمون کی تقریباً چالیس حدیثیں تو مجھ جیسے بے بضاعت کم مایہ نے اپنے رسالہ مختصر المیزان میں جمع کی ہیں جو مدت ہوئی چھپکر شائع ہوچکا ہے۔ اور بنظر اختصار بطریق مشتے نمونہ خروارے یہاں بھی کچھ نقل کئے دیتا ہوں۔

Marfat.com

جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ منتخب کنز العمال میں ہے بروایت ابن ماجہ
عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ لَمْ تَجْتَمِعْ عَلٰی
ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمْ اِخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ وَفِیْہِ مِنْ مُسْنَدِ اَحْمَدِ
ابْنِ حَنْبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ خَیْرٌ مِّنْ وَّاحِدٍ وَثَلَاثَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اِثْنَیْنِ وَاَرْبَعَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ
ثَلَاثَۃٍ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَنْ یَّجْمَعَ اُمَّتِیْ اِلَّا عَلٰی ھُدًی ؕ وَفِیْہِ مِنْ
سُنَنِ النَّسَائِیِّ وَصَحِیْحِ ابْنِ حِبَّانَ عَنْ عَرْفَجَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَتَکُوْنُ بَعْدِیْ ھَنَاتٌ وَّھَنَاتٌ فَمَنْ رَاَیْتُمُوْہُ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ یُرِیْدُ اَنْ یُّفَرِّقَ
اَمْرَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَائِنًا مَّنْ کَانَ فَاقْتُلُوْہُ فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ
وَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ ۔ وَمِنْ تَارِیْخِ ابْنِ عَسَاکِرَ عَنِ الْبَخْتَرِیِّ
بْنِ عُبَیْدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَانِ خَیْرٌ مِّنْ وَّاحِدٍ وَثَلٰثَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اِثْنَیْنِ وَاَرْبَعَۃٌ خَیْرٌ
مِّنْ ثَلٰثَۃٍ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ فَاِنَّ یَدَ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَلَنْ یَّجْمَعَ اللّٰہُ
تَعَالٰی اُمَّتِیْ اِلَّا عَلٰی ھُدًی وَّاعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّ شَاطِنٍ ھَوِیٌّ فِی النَّارِ ۔ وَمِنْ
کَبِیْرِ الطَّبَرَانِیِّ وَاِبَانَۃِ ابْنِ السِّجْزِیِّ عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلشَّیْطَانُ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ
یَاْخُذُ الشَّاذَّۃَ وَالْقَاصِیَۃَ وَالنَّاحِیَۃَ فَعَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْاُلْفَۃِ
وَالْعَامَّۃِ وَالْمَسَاجِدِ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ ۔ وَمِنْ مُسْتَدْرَکِ الْحَاکِمِ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَاَخْرَجَ الْحَکِیْمُ وَابْنُ جَرِیْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَط
قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُمَّتِیْ
عَلٰی ضَلَالَۃٍ اَبَدًا یَتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ مَنْ شَذَّ

Marfat.com

شُذَّ فِي النَّارِ۔ وَمِن كَبِيرِ الطَّبْرَانِيّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ لِلّٰهِ فِي الْجَمَاعَةِ فَاَصَابَ
قَبِلَ اللهُ مِنْهُ وَاِنْ اَخْطَأَ غُفِرَلَهُ وَمَنْ عَمِلَ يَبْتَغِي الْفُرْقَةَ فَاَصَابَ
لَمْ يَتَقَبَّلَ اللهُ مِنْهُ وَاِنْ اَخْطَأَ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ وَفِيهِ عَنْ سُلَيْمِ
ابْنِ قَيْسٍ الْعَامِرِيّ قَالَ سَأَلَ ابْنُ الْكَوَّاءِ عَلِيًّا مِنَ السُّنَّةِ وَالْبِدْعَةِ
وَعَنِ الْجَمَاعَةِ وَالْفُرْقَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْكَوَّاءِ حَفِظْتَ الْمَسْئَلَةَ فَافْهَمِ الْجَوَابَ
اَلسُّنَّةُ وَاللهِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْبِدْعَةُ مَافَارَقَهَا
وَالْجَمَاعَةُ وَاللهِ مُجَامَعَةُ اَهْلِ الْحَقِّ وَاِنْ قَلُّوا وَالْفُرْقَةُ مُجَامَعَةُ
اَهْلِ الْبَاطِلِ وَاِنْ كَثُرُوا۔ وَفِيهِ مِنِ ابْنِ اَبِي عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُمَا قَالَ تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى اِحْدٰى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارٰى
عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَاَنْتُمْ عَلَى ثَلٰثَةٍ وَسَبْعِينَ وَاِنَّ مِنْ
اَضَلِّهَا وَاَخْبَثِهَا مَنْ يَتَشَيَّعُ اَوِ الشِّيعَةُ۔

ترجمہ۔ جلد اول باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ منتخب کنز العمال میں ہے انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میری امت کا اجماع اور اتفاق گمراہی پر نہوگا۔ لہذا جب تم دیکھو کہ میری امت میں اختلاف واقعہ ہوا تو تم لازم پکڑ لو بڑی جماعت اہل اسلام کو تمام دنیا کے مسلمانوں کے اعتبار سے۔ اور مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ میں ہے ابی ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بہتر ہیں ایک سے اور تین بہتر ہیں دو سے اور چار بہتر ہیں تین سے پس تم لازم پکڑ لو جماعت کو اسواسطے کہ اللہ نہ جمع کریگا امت میری کو مگر ہدایت پر۔ پھر منتخب میں سنن نسائی اور صحیح ابن حبان سے منقول ہے حضرت عرفجہ فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے بعد قریب ہے کہ بلا اور سختی آوینگی۔ جسکو تم دیکھو کہ جماعت سے

Marfat.com

جدا ہوتا ہے اور امت مرحومہ کے اسلامی کام میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہے۔ ایسا شخص کوئی ہی ہو اسکو قتل کر دیجو۔ اسواسطے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور جماعت سے جدا ہو جانیوالے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ اور تاریخ ابن عساکر میں ہے بختری بن عبید سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو بہتر ہیں ایک سے۔ اور تین بہتر ہیں دو سے اور چار بہتر ہیں تین سے پس لازم پکڑو تم جماعت کو اسواسطے کہ ہاتھ اللہ کا جماعت پر ہے اور نہ جمع کریگا اللہ میری امت کو مگر ہدایت پر اور جان لو کہ ہر بدخو پلید جہنم میں گرنیوالا ہے اور کبیر طبرانی اور ابانہ ابن سنجری میں ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شیطان بھیڑیا ہے انسان کا جیسے بکریوں کا بھیڑیا ہر اوچھٹی بچھٹی اوپر چڑھ جانے والی یا گلہ سے یکسو ہو جانیوالی کو پکڑ لیتا ہے شیطان بھی جماعت سے جدا ہو جانیوالوں کو پکڑ لیتا ہے۔ لازم پکڑلو تم جماعت کو اور باہمی الفت کو اور عامہ مومنین اور مسجد اور مسجد والوں کو اور بچتے رہیو مختلف گھاٹیوں سے۔ اور مستدرک حاکم میں ہے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اور حکیم اور ابن جریر فقط ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں۔ یہ سب فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ جلشانہ کبھی میری امت کا اتفاق اور اجتماع گمراہی پر نہ کریگا۔ تم ہمیشہ بڑی جماعت کے پیرو رہنا اللہ کا ہاتھ بڑی جماعت پر ہوتا ہے جو بڑی جماعت سے نکلا جہنم میں پھینکا گیا۔ اور کبیر طبرانی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے فرمایا اُنہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کوئی کام کیا اللہ کے واسطے جماعت کے اتفاق سے اور اس میں صواب کو پہونچگیا اللہ اُس سے قبول کرتا ہے اور اگر خطا بھی کر بیٹھا اللہ بخشدیتا ہے اور جس نے جماعت اہل اسلام (تمام عالم) سے فرقت اور جدائی امت مرحومہ کی چاہتے ہوئے کوئی کام کیا ہو اس میں صواب کو بھی پہونچگیا اللہ اُس سے قبول نہیں کرتا اور اگر بصورت جدائی کے

Marfat.com

اتفاق امت سے خطا کر بیٹھا تو اپنی جگہ جہنم سے ڈھونڈ لے اور کبیر طبرانی ہی میں ہے حضرت سلیم فرماتے ہیں کہ حضرت ابن کوا نے سنت اور بدعت اور جماعت اور فرقت کی تعریف جب حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت کی تو آپنے فرمایا کہ سوال تو تمنے خوب یاد کیا اور اب جواب بھی بغور سن لو۔ سنت تو سنت اور طریقہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اور بدعت وہ ہے جو اسکے مخالف ہو اور اس سے جدا ہو اور جماعت اللہ کی قسم تمام دنیا کے مسلمانوں کے اعتبار سے ہوتی ہے اگرچہ اہل حق کہیں کتنے ہی کم ہوں اور اہل باطل کسی خاص جگہ کتنے ہی زیادہ ہو جاویں مگر تمام دنیا کے اہل باطل کو بھی ساتھ لیکر اہل حق سے کم ہی رہینگے اور اسی کبیر طبرانی میں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں یہودی اکہتر فرقوں پر متفرق ہو گئے تھے اور نصاریٰ بہتر فرقوں پر اور تم تہتر فرقوں پر اور ان تہتر فرقوں میں بڑھکا گمراہ اور خبیث وہ فرقہ ہے جو مسلمانوں میں جدائی ڈالے اور اپنے آپکو شیعہ کہے یا یوں فرمایا تھا جسکا نام شیعہ ہوگا۔

اور کتاب الفتن بخاری شریف میں ہے۔ عَنْ اَبِی اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ کَانَ النَّاسُ یَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَیْرِ وَکُنْتُ اَسْئَلُهٗ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ یُّدْرِکَنِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ اِنَّا کُنَّا فِیْ جَاهِلِیَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَیْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَیْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ وَفِیْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهٗ قَالَ قَوْمٌ یَهْدُوْنَ بِغَیْرِ هَدْیِیْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْکِرُ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَیْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰی اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَیْهَا قَذَفُوْهُ فِیْهَا قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَیَتَکَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ وَمَا تَاْمُرُنِیْ اِنْ اَدْرَکَنِیْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ

Marfat.com

تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰی يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔

ترجمہ حضرت ابو ادریس خولانی رحمۃ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ مینے حضرت حذیفۃ بن الیمان رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آنیوالی بھلائی سے پوچھا کرتے تھے اور میں آنیوالی شر اور برائی سے پوچھا کرتا تھا اس خوف سے کر میں کہیں اس شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں اگر میں اُس وقت کو پاؤں۔ لہذا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور ہم جہالت اور شرارت میں گرفتار تھے کہ اللہ ہم میں اس سراپا بھلائی کو لایا (جو آپ کی ذات مقدس کا ظہور ہے) کیا اس خیر کے بعد پھر بھی کوئی شر کا زمانہ آویگا۔ فرمایا ہاں مگر (سرتا پا تاریک نہ ہوگا بلکہ) اُسمیں دھوندھلا پن ہوگا۔ مینے عرض کیا وہ کیسے فرمایا ایسی ایک قوم پیدا ہوگی کہ میرے طریقے کے مخالف عمل پیرا ہونگے کچھ اُنسے بھلی باتیں میری سنت کے موافق پائی جاوینگی اور کچھ قابل انکار مخالف سنت۔ مینے عرض کیا اسکے بعد کیا اس سے بھی زیادہ شر اور برائی کا وقت آویگا۔ فرمایا ہاں جہنم کے دروازوں پر بلانیوالے ہونگے یعنے مخالفت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کو بلاوینگے (جیسا آجکل ہو رہا ہے کہ ایک جماعت گمراہ بیدین علماء سوء اور بے دین بادشاہوں کی داڑھی منڈوانے انگریزی ٹوپی پہنکر انگریزوں کی صورت بنانے۔ اور عورتوں کے کانوں تک بال کٹوا کر مردوں کی شکل بنانے اور عورتوں کو مثل مردوں کی میموں کیطرح باہر پھرنے اور لنڈن جا کر اسلام سے آزادی کے طریقے سیکھنے کو دین بتلا رہی ہے۔ اور ایک جماعت بے دین دولتمندوں کی ان بے دینی کے مضامین کو چھپوا کر مفت بغرض بے دینی پھیلانیکے مختلف زبانوں میں عالم میں تقسیم کر رہی ہے۔ جو اُن بیدین مولوی اور لیڈروں کی بات سنیگا اُسکو جہنم میں پھینکدینگے) میں نے عرض کیا حضور وہ کس صفت کے واعظ اور بلانیوالے ہوں گے فرمایا وہ ہمارے تیز طراروں سے

Marfat.com

ہو نگے ہمارے ہی زبان سے ملتی ہوئی باتیں کرینگے۔ (یعنے قرآن وحدیث ہی سے معانی بدلکر اپنے مقاصد باطلہ بیان کرینگے) مینے عرض کیا اگر وہ زمانہ مجکو پالے تو میرے لئے کیا حکم ہے۔ فرمایا جماعت کثیر اہل اسلام اور اُنکے امام کی اطاعت کولازم پکڑنا (نہ جماعت قلیل اور اُنکے امام کو) مینے عرض کیا اگر نہ بڑی جماعت رہے اور نہ انکا امام۔ فرمایا پھر کنارہ کش ہوجائیو ان تمام فرقوں سے گو تو کسی درخت کی جڑ میں دانت چبھولے یہانتک کے اسی حالت پر تجھے موت پالے۔

اور صـ۲۷۵ سنن ابوداؤد میں ہے عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِى سُفْيَانَ اَنَّهُ قَامَ فَقَالَ اَلَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْنَا فَقَالَ اَلَا اَنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِفْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَاَنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ۔ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِى النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِى الْجَنَّةِ وَهِىَ الْجَمَاعَةُ۔

ترجمہ۔ حضرت معاویہؓ نے ایک موقعہ پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہوکر فرمایا۔ خبردار رہو تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقے ہوگئے تھے اور بلاشبہ تم تہتر فرقوں پر متفرق ہوجاؤ گے جنمیں سے بہتر جہنمی ہونگے اور ایک فرقہ جنتی۔ اور جنتی فرقہ سب سے بڑی جماعت والا ہوگا (اسواسطے کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ جماعت سے مراد تمام حدیثوں میں بڑی جماعت مراد ہے ورنہ چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے توکوئی بھی فرقہ خالی نہیں ہوتا)۔

اور منتخب کنزالعمال میں ہے۔ عَنْ اَبِى اُمَامَةَ وَاَبِى الدَّرْدَاءِ وَاَنَسٍ وَوَاثِلَةَ بْنِ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَرُوا الْمِرَاءَ فَاِنَّ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ اِفْتَرَقُوْا عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَالنَّصَارٰى عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً وَاَنَّ اُمَّتِىْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهَا عَلَى الضَّلَالِ اِلَّا السَّوَادُ الْاَعْظَمُ

Marfat.com

مَنْ کَانَ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ وَمَنْ لَمْ یُمَارِ فِی الدِّیْنِ دِیْنِ اللّٰہِ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوامامہ اور ابوالدرداء اور واثلہ بن معاذ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا چھوڑ دو بے سود جھگڑنے کو اس واسطے کہ انہیں بے سود جھگڑوں سے بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے تھے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے اور میری امت کے تہتر فرقے ہو جاویں گے۔ سب فرقے گمراہ ہونگے مگر بڑی جماعت والا گروہ جو اس طریق پر ہوگا جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب اور وہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے عطا کئے ہوئے دین میں نفسانی باہم جھگڑے نہ پھیلاویں گے۔

آیۃ مذکورہ پارہ والمحصنات سے تو حجت شرعی ہونا اجماع اور قیاس کا اور واجب ہونا پیروی کسی ایک مجتہد کا مجتہدوں سے اچھی طرح ثابت ہوچکا مگر یہ سب حدیثیں فقط اجماع امت کے حجت ہونیکے متعلق تھیں جو بنظر اختصار بطریق نمونہ بیان ہوچکیں اب کسیقدر وہ آیتیں اور حدیثیں بھی قابل ملاحظہ ہیں جنکا تعلق اجتہاد اور قیاس کے حجت شرعی ہونیکے متعلق ہے اور وجوب پیروی کسی ایک مجتہد کے مجتہدین امت سے تعلق رکھتی ہیں اور جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مجتہد بصورت خطا بھی اپنی کوشش کا ثواب پاتے ہیں اور ایسے ہی انکے پیرو۔ اور مجتہد بصورت خطا بھی مستحق ملامت کے نہیں ہوتے۔

تفسیر سورۃ انبیاء درمنثور میں ہے۔ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ مَرْدُوْیَہ وَالْحَاکِمُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ وَلَفْظُہٗ لِلْبَیْہَقِیْ قَالَ کَرْمٌ الَّذِیْ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ اِنَّمَا کَانَ نَفَشَتْ فِیْہِ غَنَمُ الْقَوْمِ فَلَمْ تَدَعْ فِیْہِ وَرَقَۃً وَلَا عُنْقُوْدًا مِنْ عِنَبٍ اِلَّا اَکَلَتْہُ فَاَتَوْا دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَعْطَاہُمْ اِیَّاہَا فَقَالَ سُلَیْمَانُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ صَاحِبَ الْکَرْمِ قَدْ بَقِیَ لَہٗ اَصْلُ اَرْضِہٖ

وَاَصْلَ اَرْضِهٖ بَلْ تُوْخَذُ الْغَنَمُ فَیُعْطَاهَا اَهْلُ الْکَرْمِ فَیَکُوْنُ لَهُمْ لَبَنُهَا وَصُوْفُهَا
وَنَفْعُهَا وَیُعْطٰی اَهْلُ الْغَنَمِ الْکَرْمَ فَیَعْمُرُوْنَهٗ وَیُصْلِحُوْنَهٗ حَتّٰی یَعُوْدَ کَالَّذِیْ کَانَ لَیْلَۃَ
نَفَشَتْ فِیْهِ الْغَنَمُ ثُمَّ یُعْطٰی اَهْلُ الْغَنَمِ غَنَمَهُمْ وَاَهْلُ الْکَرْمِ کَرْمَهُمْ وَفِیْ رِوَایَۃِ
اِبْنِ جَرِیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ دَاؤُدُ قَدْ اَصَبْتَ الْقَضَاءَ کَمَا قَضَیْتَ
فَفَهَّمْنٰهَا اللّٰهُ سُلَیْمٰنَ ۔

ترجمہ۔ تفسیر ابن جریر اور ابن مردویہ اور مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں ہے کہ
حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اور سند عبدالرزاق اور ابن المنذر اور ابن ابو حاتم میں ہے کہ حضرت
مسروق نے فرمایا کہ وہ کھیت جسکو ایک قوم کی بکریوں نے اجاڑ دیا تھا (جسکا ذکر سورہ انبیا
میں ہے) وہ انگوروں کا کھیت تھا بکریوں نے اس میں ایک پتہ بھی نہ چھوڑا نہ ایک انگور رہا
کھیت والے جب داؤد علیہ السلام کے پاس آئے آپ نے اپنے اجتہاد سے وہ سب بکریں کھیت والے
کو دلوادیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کھیت والے کی زمین اور انگور کے درخت
باقی ہیں لہذا انگور والا بکریوں کے دودھ اور بال وغیرہ سے اسوقت تک نفع اٹھاتا
رہے جبتک بکریوں والا پانی دیکر انگوروں کو ویسا ہی کر دکھاوے جیسے انگور وقت
کھانے بکریوں کے تھے۔ بعدہٗ بکریوں والے کو اسکی بکریاں دیدیجاویں اور انگور کے
کھیت والے کو انگوروں کا کھیت۔ اور روایت ابن جریر میں ہے جو عبداللہ بن عباس سے
ہے کہ بعد روایت مذکور حضرت عبداللہ نے فرمایا پس حضرت داؤد علیہ السلام نے سلیمان
علیہ السلام سے کہا کہ تم اس امر میں صواب پر ہو۔ اسیواسطے اللہ جلشانہ فرماتا ہے کہ ہم نے
اصل حقیقت سلیمان علیہ السلام کو سمجھادی تھی۔

مضمون آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے اجتہاد میں مخطی تھے
اور حضرت سلیمان علیہ السلام مصیب۔ مگر داؤد علیہ السلام کو اس اجتہادی خطا پر کچھ تنبیہ بھی
نہیں کی گئی۔ بلکہ دونوں کی شان میں بعد بیان فرمانے کے اس قصہ کو قرآن مجید میں اللہ جل

نے فرمایا تو یہ فرمایا فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا۔ کہ ہمنے سلیمان علیہ السلام کو اصل حقیقت سمجھا دی تھی اور علم اور حکمت تو ہمنے دونوں ہی کو عطا کی تھی

اور جلد دوم صفحہ ۱۰۹۲ بخاری شریف میں اور نیز مسلم شریف میں ہے عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ هٰكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَذٰلِكَ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ اَبْوَابِ الْاَحْكَامِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ۔ عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہم سے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب حاکم حکم کرے اور اپنے اجتہاد میں صواب کو پہونچ جاوے تو اسکو دوگنا ثواب ہے۔ اور اگر وقت حکم کرنیکے اپنے اجتہاد میں خطا کر بیٹھے تو اسکو اکہرا ثواب ملیگا۔ اسیطرح ترمذی میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور نیز عمرو بن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

اور تلویح شرح توضیح میں ہے کہ پیروی مجتہد اور حجت شرعی ہونے قیاس مجتہد میں اتنی صحیح حدیثیں بطریق احاد مروی ہیں جنکو بالمعنے متواتر کہہ سکتے ہیں منجملہ انکے ایک حدیث ہے جسکو تمام ہی کتب اصول فقہ میں علماء سلف وخلف نقل کرتے چلے آئے ہیں۔

باب العمل فی القضاء مشکوٰۃ شریف میں ہے۔ ترمذی شریف اور سنن ابو داؤد اور دارمی سے۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَأْیِیْ وَلَا اٰلُوْ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَدْرِهٖ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا یَرْضٰی بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ـ فقط

ترجمہ ـ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاکم یمن بناکر) یمن کیطرف بھیجا ـ فرمایا جب تپر کوئی مقدمہ پیش ہوگا تو تم اسکو کسطرح فیصل کروگے ـ مینے عرض کیا کتاب اللہ (قرآنمجید) کے ساتھ ـ فرمایا اگر کتاب اللہ میں اسکو تم نہ پاؤ تو کیا کروگے ـ مینے عرض کیا سنت رسول اللہ کے موافق فیصلہ کرونگا ـ فرمایا اگر سنت رسول اللہ میں بھی تمکو نہ ملے مینے عرض کیا بلا خوف اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا ـ آپنے میرے سینہ پر دست مبارک مارا اور فرمایا شکر ہے اس اللہ کا جس نے اپنے رسول کے رسول کو اس امر کی توفیق عطا فرمائی جس سے اللہ کا رسول راضی تھا ـ فقط ـ

اور جو عمل قول اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اُسپر عمل کرنا بعینہ قرآن پر عمل کرنا ہے اسواسطے کہ قرآنمجید میں اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یعنے جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم دیں اُسکو لے لو اور جس امر سے منع فرمادیں باز رہو ـ چنانچہ کتاب التفسیر بخاری شریف میں ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِیْ اَسَدٍ یُقَالُ لَهَا اُمُّ یَعْقُوْبَ فَجَاءَتْ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ لَعَنْتَ کَیْتَ وَکَیْتَ فَقَالَ وَمَالِیْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ کُنْتِ قَرَأْتِیْهِ لَقَدْ وَجَدْتِیْهِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰی عَنْهُ

Marfat.com

قَالَتْ مَالِیْ اَدْرِیْ اَھْلَكَ یَفْعَلُوْنَهٗ قَالَ فَاذْھَبِیْ فَانْظُرِیْ فَذَھَبَتْ فَنَظَرَتْ فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِھَا شَیْئًا فَقَالَ لَوْ کَانَتْ کَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا لعنت ہو اللہ کی گودنے والی اور گودوانے والیوں پر اور بالوں کو نچوانے والی اور دانتوں کو کشادہ کرانے والی اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت کو بدلنے والیوں پر۔ بنی اسد کی ایک عورت مسماۃ ام یعقوب اسبات کو سنکر حضرت ابن مسعود کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے سنا ہے آپ گودنے گودوانے وغیرہن پر لعنت کرتے ہیں۔ فرمایا جنپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعنت فرماویں اور جنپر قرآن مجید میں لعنت ہے میں کیوں نہ لعنت کروں۔ عرض کیا میں نے تو سارا قرآن پڑھا ہے کہیں ایسی عورتوں پر لعنت نہیں پڑھی۔ فرمایا اگر تو نے سارا قرآن پڑھا ہوتا ضرور یہ مضمون کو قرآن میں پالیتی۔ کیا تو نے نہیں پڑھا۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ الآیۃ۔ یعنے جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیں لے لو اور جس سے منع فرماویں باز رہو۔ اور آپنے ان امور مذکورہ سے منع فرمایا ہے۔ کہنے لگی آپ کے اہل وعیال ایسا کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا جاؤ دیکھو میرے اہل سے ایسا کون کرتا ہے۔ جب جاکر دیکھا تو ان امور سے کچھ نہ پایا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا اگر میرے اہل سے کوئی ایسا کرتا ہرگز میرے ساتھ نہ رہتا۔

ف۔ ان احادیث صحیحہ اور آیات کریمہ سے صراحۃً ثابت ہوگیا کہ مسائل اجماعی اور قیاسی سب حکم میں ان مسائل کے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہوں بلکہ جو مسائل فقط احادیث سے ثابت ہیں یا فقط اجماع یا فقط قیاس سے۔ اگر اجماع اور قیاس کا حجت ہونا فقط احادیث ہی سے ہوتا جب بھی وہ مسائل حکم میں انہی مسائل کے ہوتے جنکا ثبوت قرآن سے ہے۔ اسواسطے کہ جو اصول فقہ و مسائل فقہ کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں وہ سب احکام قرآنی ہی ہیں اور انہی احکام کے مجموعہ کا نام علم فقہ ہے اور جملہ کتب فقہ مثلاً شامی

در مختار ہدایہ بحر الرائق وغیرہ کتب فقہ اسی قسم کے احکام سے پر ہیں۔ کیا ان کتابوں کی بلکہ جملہ کتب فقہ حنفیہ کے بلکہ مذاہب اربعہ کی کتب فقہ کے ایک ہی مسئلہ کو کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ مسئلہ ان چاروں دلیلوں سے ایک ہی دلیل کے نیچے داخل نہیں اور مخالف کتاب و سنت اور اجماع امت اور قیاس شرعی کے ہے البتہ وہ فرقہ جسکو مدعی اس امر کا بنایا گیا ہے کہ فقط متبع قرآن کا ہے اور اسواسطے اس نے اپنا نام اہل قرآن رکھا ہے وہ فی الواقع منکر قرآن ہے اسواسطے کہ صحابہ کرام اور اہلبیت عظام کو قرآن کا کلام خدا ہونا جبھی ثابت ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے یہ بیان کیا کہ غار حرا میں میرے پاس جبرئیل علیہ السلام اس شان کے ساتھ نمودار ہوئے اور مجھسے کہا اِقْرَأْ (پڑھیے) مینے کہا میں تو امی ہوں پھر مجکو زور سے بھینچا اور پھر کہا پڑھیے۔ اسیطرح تین بار بھینچا اور ہر بار یہی کہتے رہے۔ اِقْرَأْ۔ آخر میں مجکو زور سے بھینچکر کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور جو کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا جو کام آپنے کیا اُسیکا نام حدیث ہے جسکا یہ فرقہ جسنے لوگوں کو دہوکا دینے اور منکر قرآن بنانیکی غرض سے اپنا نام اہل قرآن رکھا ہے سرے ہی سے منکر ہے۔ جس شخص کو ذرا سی بھی سمجھ ہے اُسپر یہ امر آفتاب کیطرح روشن اور ہویدا ہے کہ جبتک قرآن مجید کے لانیوالے سید البشر صلے اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی باتوں پر اور آپکے قول و فعل کی صداقت اور خوبی پر اول یقین کامل نہ ہو جسکو اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں تو قرآن مجید کا کتاب اللہ ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے بلکہ توریت اور انجیل کی صداقت تو پیغمبروں کی صداقت ہی پر موقوف تھی۔ اور پیغمبروں کی صداقت اُنکے معجزوں پر۔ اسیطرح قرآن مجید کا کلام اللہ ہونا اول مثل توریت و انجیل کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے نبوت اور اُسکی تصدیق ہی پر موقوف تھا اور آپ کی نبوت کے دعوے کی تصدیق آپکے بے شمار معجزوں پر جنکی خبر من حیث المجموع ہم تک

Marfat.com

مشہور نقل ہوتی چلی آئی ہے۔ اور نیز اُن معجزوں پر جو بصورت کرامت پردہ اولیاء اُمت میں اب تک پائے جاتے ہیں جنکا مفصل ذکر انشاء اللہ باب دوم میں کیا جاویگا۔ البتہ تمام پیغمبروں سے نرالے طریق پر قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسطرح نازل کیا گیا ہے کہ وہ اپنی فصاحت اور بلاغت اور دیگر صفات معجزہ کے ساتھ خود اپنی صداقت اور کلام اللہ ہونے پر آپ ہی دلیل ہے۔ اور چونکہ قرآن مجید قیامت تک کے لیئے تمام دنیا کے آدمیوں کے واسطے ہدایت نامہ کافی شافی نازل کیا گیا ہے قیامت تک اپنی صفات معجزہ کے ساتھ جنکا مفصل بیان باب سوم میں کیا جاویگا اپنی صداقت پر دلالت کرتا ہی رہیگا اور اولیاء اللہ کی کراماتیں جو فی الواقع قرآن مجید کے لانیوالے نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزے ہیں جنکا ذکر بھی عنقریب باب دوم میں آتا ہے اُس کی صداقت کی تائید کرتے ہی رہینگے اور اگر بفرض محال خلاف واقع یہ مان بھی لیا جائے کہ بغیر فرمانے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خود قرآن مجید نے اپنے کلام اللہ ہونیکا دعوے کیا اور اپنے دعوے کو اپنی صفات معجزہ کے ساتھ پایۂ ثبوت کو پہونچا دیا اور راضح یہ بتلایا کہ میرے لانیوالے اور مجھکو پڑھکر سنانیوالے اللہ کے سچے نبی ہیں۔ تو کیا کوئی چکڑالوی قرآن مجید میں ایسی آیت دکھلا سکتا ہے جسکا یہ مضمون ہو کہ میرے لانیوالے نبی اُمی کا فقط اتنا ہی کام ہے کہ وہ مجھکو پڑھکر سنادے سوا میرے انکا کوئی قول و فعل حجت نہیں یا بجز قرآن مجید کو پڑھکر سنا دینے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی قول و فعل ظہور میں نہیں آیا جسکو شاید کوئی مخبوط الحواس دیوانہ ہی تسلیم کرے۔ بلکہ قرآن مجید میں مخالف اس مضمون کے بہت سی آیتیں اس امر پر دال ہیں کہ علاوہ قرآن مجید کے جو بھی اقوال و افعال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں وہ سب قابل تسلیم اور واجب العمل ہیں اور بہت سی آیات قرآنی کا سمجھنا بیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور اقوال اور افعال اور بیان اور تفسیر مضامین قرآنی کا نام ہی حدیث ہے لہذا اس تقدیر پر بھی فرقہ

Marfat.com

چکڑالوی کو اہل قرآن اور سرتاپا فقط متبع قرآن مجید ماننا ایسا ہی ہے جیسے کوئی رات کا نام دن رکھدے اور کافر کا نام مسلمان۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے برعکس نہند نام زنگی کافور
اب ان آیتوں کو سنئے اور انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ فرقہ چکڑالوی علیہ ما یستحقہ اہل قرآن ہے یا منکر قرآن اور اس فرقہ کو مسلمان سمجھنے والے مسلمان ہیں یا کافر۔
(۲۸ ع ۴) قال اللہ تبارک وتعالیٰ ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا (۲۸ ع ۴) وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔
ولذا قال صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القراٰن ومثلہ معہ۔ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا القراٰن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ فما حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما حرم اللہ۔ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم ان یقروہ فان لم یقروہ فلہ ان یعقبھم بمثل قراہ۔ رواہ ابوداؤد۔ وروی الدارمی نحوہ۔ وکذا ابن ماجۃ الی قولہ کما حرم اللہ۔ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ۔ واخرج العلامۃ ولی الدین فی المشکوٰۃ عن العرباض بن ساریۃ۔ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وصحبہ وسلم فقال ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی ھذا القراٰن۔ الا وانی واللہ قد امرت ووعظت ونھیت عن اشیاء انھا لمثل القراٰن او اکثر وان اللہ لم یحل لکم ان تدخلوا بیوت اھل الکتاب الا باذن ولا ضرب نسائھم ولا اکل ثمارھم اذا اعطوکم الذی علیھم رواہ ابوداؤد۔ وقال اللہ تعالیٰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۵ ع ۸)، واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (۵ ع ۵)

Marfat.com

(پارہ اٹھائیس رکوع چہارم) جو تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیں لے لو اور جس امر سے منع فرماویں باز رہو۔ اور رکوع پنجم ستائیسویں پارہ میں ہے) ہمارے محبوب اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے جو کچھ وہ فرماتے ہیں بموجب اس کے ہے جو کچھ انکو وحی کیا جاتا ہے۔

اسواسطے سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خبردار رہو میں قرآن مجید دیا گیا ہوں اور مثل قرآن کی قرآن کے ساتھ اور علوم بھی دیا گیا ہوں (جنکے ساتھ بموجب آیہ کریمہ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ قرآن مجید کے مطالب کو میں واضح کر کے بیان کرتا ہوں جس بیان کا نام حدیث ہے) خبردار رہو قریب ہے کہ ایک پیٹ بھرا اپنی چارپائی پر پڑا ہوا کہتا ہوگا لازم پکڑو تم اس قرآن کو جو اس میں حلال ہے اسکو حلال جانو اور جو حرام ہے اسکو حرام اور سوا اسکے نہیں کہ جیسے اللہ نے بہت چیزوں کو حرام کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے میں نے بھی بہت کو حرام کیا ہے۔ تمپر پلا ہوا گدھا حرام ہے اور کل درندے دانتوں سے پھاڑنیوالے شکاری بھی تمپر حرام ہیں اور جو کافر معاہد یا ذمی ہو اسکی گری چیز بھی تمکو مثل مسلمان کی چیز کے جائز نہیں۔ مگر اگر وہ چیز ایسی ہے جس سے اسکا مالک بے پرواہ ہو اور اگر تم کسی ذمی یا معاہد قوم پر جاکر اترو اُنپر لازم ہے کہ وہ تمہاری ضیافت کریں اور اگر وہ ضیافت نہ کریں تو تمکو جائز ہے کہ بجبر اُن سے بقدر ضیافت لے لو روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد اور دارمی نے اور ابن ماجہ نے کما حرم اللہ تک مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے۔ اور علامہ ولی الدین نے مشکوۃ شریف میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا اُنہوں نے کھڑے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا آپ نے کیا اپنی چارپائی پر تکیہ لگائے ہوئے ایک تمہارا گمان کریگا یہ کہ اللہ نے جو کچھ حرام کیا ہے اسکا ذکر قرآن مجید میں ہے خبردار رہو بیشک میں نے بہت باتوں کا حکم دیا اور نصیحت کی اور بہت باتوں سے منع کیا ہے کہ وہ سب باتیں مقدار میں اور پیروی میں مثل قرآن کی ہیں یا اس سے زیادہ اور بیشک اللہ نے نہیں حلال کیا ہے تمکو یہ کہ داخل ہو اہل کتاب کے گھروں میں مگر اذن طلب کر کے اور نہیں جائز تمکو انکی

عورتوں کو مارنا اور اُنکے پھلوں کا کھانا جب وہ جزیہ ادا کرتے رہیں اور ذمّی بنکر تمہارے ملک میں سکونت کریں۔ روایت کیا اسکو ابو داؤد نے۔ اور رکوع ہشتم پارہ والمحصنات میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے جس نے ہمارے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور رکوع پنجم اسی سیپارہ میں ہے۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اللہ کے رسول کی اور اسکی جو تم میں سے کوئی صاحب حکم شریعت کا ہو۔

ان دونوں آیتوں سے ظاہر ہے کہ علاوہ احکام قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بہی احکام فرمائے ہیں کہ جنکی اطاعت کو بعض لوگ اطاعت احکام الہٰی نہیں سمجھتے ہیں لہذا فرما دیا کہ احکام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بعینہ ہماری ہی اطاعت ہے اور فرمایا ہمارے احکام کی ہی اطاعت کرو جو قرآن میں ہیں۔ اور ہمارے رسول کے احکام کی ہی اطاعت کرو جسکو وہ فرماویں اسواسطے کہ انکی ہر بات خواہ قرآن میں ہو یا نہ ہو وہ ہماری ہی مرضی اور ہماری وحی کے مطابق ہوتی ہے۔ بلکہ جبتک مخالف قرآن و حدیث نہو اولی الامر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام اور امرار اسلام اور علماء دین اور مجتہدین امت کا فرمان اور اسکی اطاعت بہی حسب بموجب ہمارے فرمانے کے ہے ہماری ہی اطاعت ہے۔ بلکہ اس سے بڑہکر دوسری جگہ تو بہت ہی صراحۃً فرما دیا کہ منافقوں کے قرآن مجید میں اختلاف بتانے کی علت یہ ہے کہ اپنی ناقص سمجھ کے موافق (مثل مرزائی اور چکڑالوی وہابی وغیرہم گمراہ فرقوں کے) قرآن مجید پر عمل کرتے ہیں اور انہی اپنے غلط معنے اور مطالب سمجھے ہوؤں کیطرف دوسروں کو بلاتے اور بہکاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا مجتہدین امت کے مانے ہوئے اور سمجھائے ہوئے مطالب کو نہیں مانتے۔ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف یا مجتہدین دین متین کیطرف قرآن مجید کے معنے اور مطالب سمجھنے میں رجوع کرتے تو کبھی گمراہ نہ ہوتے۔

(پ ۵ ع ۷) میں ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا

فیہ اختلافا کثیرا فاذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ
الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔ وقد مر
بیانہ فی بیان الاجماع والقیاس مستوعبا فانظر ثمہ۔

ترجمہ۔ کیا سوچتے سمجھتے نہیں قرآن کو اور اگر ہوتا وہ کسی غیر کا کلام سوا اللہ کے تو البتہ بموجب اپنے گمان کے اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے باعث اختلاف یہ ہے کہ جب انکے پاس کوئی بات امن کی یا خوف کی من جانب اللہ آتی ہے تو وہ بن سوچے سمجھے اسکو پھیلا دیتے ہیں لاچار اپنے بے سمجھے پر پردہ ڈالنے کو انکو کہنا پڑتا ہے کہ قرآن میں اختلاف بہت ہے اور اگر وہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اسکو پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لیتے یا مالکان احکام شریعت علما کیطرف رجوع کرکے اسکو سمجھ لیتے تو جنکو ان علما سے قوت اجتہاد و استنباط حاصل ہے وہ جانلیتے۔ (کہ ان آیتوں میں باہم موافقت کی کیا صورت ہے)

اور سورۃ قیامہ کے رکوع میں ہے۔ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ ثم ان علینا بیانہ۔

قال العلامۃ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ فی تفسیرہ الدر المنثور اخرج الطیالسی واحمد وعبد ابن حمید والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری فی المصاحف والطبرانی وابن مردویہ وابو نعیم والبیھقی فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعالج من التنزیل شدۃ وکان یحرک بہ لسانہ وشفتیہ مخافۃ ان ینفلت منہ ما یرید ان یحفظہ۔ فانزل اللہ لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرانہ قال یقول ان علینا ان نجمعہ فی صدرک ثم تقرأہ فاذا قراناہ یقول اذا انزلناہ علیک فاتبع قرانہ فاستمع لہ وانصت ثم ان علینا بیانہ

Marfat.com

بَيَّنَاهُ بِلِسَانِكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَالِكَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ وَفِي لَفْظٍ اِسْتَمَعَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَأَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ قَتَادَةَ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُ لِسَانَهُ بِالْقُرْآنِ مَخَافَةَ النِّسْيَانِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالتَّسَمُّعِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ يَقُوْلُ إِنَّ عَلَيْنَا حِفْظَهُ وَتَالِيْفَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ يَقُوْلُ اِتَّبِعْ حَلَالَهُ وَاجْتَنِبْ حَرَامَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ قَالَ بَيَانُ حَلَالِهِ وَحَرَامِهِ وَطَاعَتِهِ وَمَعْصِيَتِهِ وَقَالَ جَلَّ مَجْدُهُ فِي سُوْرَةِ النَّحْلِ فِي رُكُوْعِ الثَّانِي عَشَرَ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ قَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي تَفْسِيْرِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ قَالَ مَا أُحِلَّ لَهُمْ وَمَا حُرِّمَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ - نہ حرکت دیجئے آپ اپنی زبان کو تاکہ جلدی سے یاد کرلو۔ بیشک ہمارا ذمہ ہے کہ ہم اسکو تمہارے سینہ میں جمع اور پھر اسکو تمسے پڑھوادیں پھر ہمارے ہی ذمہ ہے کہ اسکے مضامین مشکل تمسے بیان کرادیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر درّ منثور میں فرماتے ہیں کہ طیالسی اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن انباری اپنے مصاحف میں اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی دونوں دلائل میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وقت نزول وحی کے یاد کرنے میں حضور بہت تکلیف اٹھاتے تھے اور اسکے یاد زبان اور ہونٹ ہلاتے جلاتے اس خوف سے کہ کبھی یاد سے کچھ چھوٹ نہ جاوے اور اچھی طرح یاد ہو جاوے۔ اللہ جلشانہ نے یہ آیت کریمہ نازل کی لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ الآیۃ۔ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں اللہ جلشانہ فرماتا ہے ہمارا ذمہ ہے کہ قرآن کو تمہارے سینہ میں جمع کردیں پھر تمسے اسکو پڑھوادیں۔ اسواسطے جب ہم

Marfat.com

واسطہ جبرئیل اسکو پڑہیں یعنے تمپر وحی نازل ہو اُسکے پیچھے لگے رہو اور کان لگا دو۔ اور چپ رہو پھر ہمارے ذمہ پر ہے کہ اسکا مفصل بیان تمہاری زبان سے کرادیں۔ چنانچہ اسکے بعد جب حضرت جبریل وحی لیکر آتے حضور گردن جہکا لیتے اور کان لگا لیتے۔ جب حضرت جبرئیل چلے جاتے بموجب وعدہ خداوند کریم آپ بلا تکلف پڑہتے۔ اور عبد بن حمید اور ابن المنذر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھول جانیکے ڈر سے وقت نازل ہونے وحی کے اپنی زبان کو ساتھ ساتھ پڑہنے کے ساتھ حرکت دیتے جاتے تھے لہذا اللہ جلشانہ نے یہ آیت کریمہ نازل کی لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ الآیۃ یعنے جو کلام وقت وحی کے تم سنتے ہو اسکا تمہارے سینہ میں جمع کر دینا یعنے یاد کرادینا اور اسکا تمسے پڑہوا دینا ہمارا ذمہ ہے اسواسطے بواسطہ وحی جب ہم پڑہیں تم کان لگا دو۔ اور حلال کی پیروی کرو اور حرام سے بچو ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ پھر اسکے حلال حرام کا تمسے بیان کرلوینا یعنی ہی طاعت اور معصیت میں تمہاری زبان سے فرق دکھادینا ہمارے ذمہ پر ہے۔

پھر سورہ نحل کے بارہویں رکوع میں اللہ جلشانہ فرماتا ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ اسکی تفسیر میں بھی صاحب تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہی نقل فرماتے ہیں کہ معنے اس آیت کے یہی ہیں کہ تمہاری طرف ہمنے قرآن مجید نازل کیا اس غرض سے کہ تم اس میں جو کچھ حلال حرام ذکر ہے اسکو خوب ظاہر کرکے دکھادو۔

جب تقریر مذکورہ سے یہ امر بالتصریح ثابت ہوگیا کہ تمام مسائل کتب فقہ بعض فقط قرآن مجید سے بلا واسطہ ثابت ہیں اور بعض بواسطہ احادیث صحیحہ اور اجماع اور قیاس کے ثابت ہیں تو تم میں اُنہی مسائل کے ہیں جو قرآن مجید سے ثابت ہیں تو ہر اُس شخص پر جو ذرا سی بھی سمجھ رکھتا ہے ظاہر ہوگیا کہ جملہ مقلدین چاروں مذہبوں کے حنفی۔ شافعی۔ مالکی حنبلی۔ فی الواقع پیرو اور تابع قرآن مجید کے ہیں اور علاوہ چاروں مذہبوں کے مقلدوں سے

Marfat.com

بتقلید شخصی سب فرقے گمراہ اور بدعتی بلکہ درپردہ منکر قرآن خصوصاً چکڑالوی تو صراحتہً منکر قرآن اور مرتد ہیں اور لوگوں کو دہوکہ دینے کی غرض سے اپنے فرقہ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔

لہذا اب اس امر کے بیان بیان کرنے کی ہمکو ضرورت ہی نہ رہی کہ تمام کتب ظاہر الروایات ہمارے پاس موجود ہیں اور بطریق شہرت ہم تک پہونچی ہیں۔ اسواسطے کہ کتب فقہ کے تمام مسائل زبان حال سے اہل علم وفہم کو بتلا رہے ہیں کہ ہمارا ماخذ من اولہ الی آخرہ قرآن مجید ہی ہے۔ اور علاوہ اُن مسئلوں کے جو عبارت النص یا دلالۃ النص یا اشارۃ النص یا اقتضاء النص آیات قرآنی سے ثابت ہیں جتنے بھی مسئلے ہیں اسی طریق پر یا عبارت النص حدیث سے ثابت ہیں یا اشارۃ النص اور دلالۃ النص اور اقتضاء النص حدیث سے علی ہذا اجماع سے یا قیاس سے جنکا حجت شرعی ہونا قرآن مجید سے ثابت تولا محالہ سارے ہی مسائل قرآن مجید سے ثابت ہوئے اور فی الواقع اُن مسائل پر حسب منشا قرآن کے بتقلید شخصی عمل کرنیوالے سب متبع قرآن رہے اور باقی سب منکر اتباع قرآن قصداً یا اپنی غلط فہمی سے۔ مگر تاہم بغرض تشفی عوام وخواص ہم اُن سب کتابوں کے مصنفوں کی سندیں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک بیان کئے دیتے ہیں تاکہ ہر شخص واضح ہوجاوے کہ ان کتابوں کے مصنفوں نے جتنے بھی مسائل لکھے ہیں وہ قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس سے وہ ترتیب وار انہیں قواعد کے موافق لکھتے ہیں جسکی سمجھ انہوں نے اپنے اساتذہ سے حاصل کی تہی اور انہوں نے اپنے استاذوں سے یہانتک کہ انہوں نے تابعین سے اور انہوں نے صحابہ کرام سے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

دیکھو سیدنا مولانا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند جو جامع ہیں مسائل متخرجہ امام اعظم ابو حنیفہ النعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے۔ آپنے فقاہت قرآن وحدیث حاصل کی حضرت حماد بن سلیمان سے اور حضرت حماد نے حضرت امام ابراہیم نخعی سے اور انہوں نے

مسعود اور سیدنا علقمہ سے اور اُن دونوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود سے رضی اللہ عنہم
اور اُنہوں نے جناب رسالتمآب حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بوساطت سیدنا جبرئیل اور نیز بلاوساطت بطرق مختلفہ
جناب باری تعالی عزاسمہ سے۔

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تک سند صاحب ہدایہ اور اُسکے تینوں شارح صاحب عنایہ
صاحب نہایہ اور صاحب معراج الدرایہ کے فوائد بہیہ مولانا عبدالحی مرحوم سے یہ ہے مع سند صاحب جامع الفصولین
عمر بن اسرائیل صاحب جامع الفصولین نے صاحب عنایہ علامہ اکمل الدین محمد بابرتی سے انہوں نے علم فقہ حاصل کیا صاحب معراج الدرایہ
قوام الدین کاکی سے۔ اور اُنہوں نے صاحب نہایہ حسام الدین حسن سغناقی سے اور
اُنہوں نے حافظ الدین محمد بخاری سے۔ اور اُنہوں نے شمس الائمہ محمد کردری سے اور
اُنہوں نے صاحب ہدایہ برہان الدین علی بن ابوبکر مرغینانی سے۔ اور اُنہوں نے صدر الشہید
عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن بازہ سے۔ اُنہوں نے اپنے والد ماجد عبدالعزیز سے۔ اور
اُنہوں نے شمس الائمہ محمد سرخسی صاحب مبسوط سے۔ اُنہوں نے شمس الائمہ عبدالعزیز
حلوائی سے۔ اُنہوں نے ابوعلی حسین النسفی سے۔ اُنہوں نے ابوبکر محمد بن الفضل سے
اُنہوں نے عبداللہ سیدمونی سے۔ اُنہوں نے ابوعبداللہ محمد بن ابوحفص کبیر سے۔ اُنہوں نے
اپنے والد ماجد علامہ ابوحفص سے۔ اُنہوں نے امام محمد بن حسن الشیبانی شاگرد حضرت امام
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے۔ رضی اللہ عنہم کلھم وعنہ۔

سند صاحب فتح القدیر شارح ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ از فتح القدیر و صاحب کفایہ و صاحب
کشف وتحقیق و کنز الدقائق۔ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد معروف با بن ہمام رحمۃ اللہ
علیہ صاحب فتح القدیر نے علم فقہ حاصل کیا علامہ سراج الدین عمر بن علی سے۔ اُنہوں نے
بہت سے مشائخ عظام خصوصاً شیخ الاسلام علاء الدین سیرامی سے۔ اور اُنہوں نے
علامہ جلال الدین خوارزمی صاحب کفایہ شرح الہدایہ سے۔ اُنہوں نے صاحب کشف وتحقیق

Marfat.com

علاء علاء الدین عبد العزیز بخاری سے اُنہوں نے علامہ حافظ الدین نسفی صاحب کنز الدقائق سے۔ اُنہوں نے شمس الدین محمد بن علی بن عبد الستار بن محمد کردری سے اُنہوں نے علامہ برہان الدین صاحب ہدایہ سے رحمہم اللہ تعالےٰ۔ اور سند صاحب ہدایہ کی امام محمد رحمۃ اللہ تک سند صاحب عنایہ میں گذر چکی۔

سند علامہ ابن عابدین المشہور بالشامی کی منقول اونکی کتاب رد المحتار سے جو بنام شامی مشہور ہے۔ مشتمل سند در مختار اور سند فتاوی خیریہ و نہر الفائق اور درر غرر و شرح نظم الکنز و شرح مجتبیہ و شرح اشباہ النظائر و تنویر و بحر الرائق و شرح وہبانیہ۔ علامہ محمد امین مشہور با بن عابدین نے علم فقہ حاصل کیا اور در مختار کو پڑہا شیخ سعید حلبی سے پھر دوبارہ اُنہی سے در مختار کو معہ اُسکے دونوں حاشیوں کے پڑہا جو ابراہیم حلبی رحمہ اللہ کے در مختار پر ہیں اور بحر الرائق کو بھی بہت غور و تامل سے اُنہی سے پڑہا اور اُنہی نے مجکو اجازت عام اپنی تمام مرویات کی عطا فرمائی۔ اور اُنہوں نے فقاہت حاصل کی شیخ علامہ سید محمد شاکر عقاد سالمی سے اُنہوں نے فقیہ زمانہ ملا علی ترکمانی مفتی شام سے۔ اُنہوں نے شیخ صالح علامہ عبد الرحمن مجلد سے اُنہوں نے علامہ علاء الدین مؤلف در مختار سے۔ اور میں نے در مختار کا کچھ حصہ بلا واسطہ شیخ شاکر عقاد سے بھی پڑہکر اُنسے اجازت حاصل کی تھی اور شیخ شاکر رحمہ اللہ کو شیخ مصطفےٰ رحمتی سے اجازت تہی جو محشی در مختار ہیں اور نیز ملا علی ترکمانی سے۔ اور ان دونوں کو محدث اور فقیہ شام شیخ صالح حسینی سے۔ اُنہوں نے اپنے والد ماجد علامہ شیخ ابراہیم جامع فتاوی خیریہ سے۔ اُنہوں نے شیخ الفتیا علامہ خیر الدین رملی سے۔ اُنہوں نے شمس الدین محمد حانوتی سے اُنہوں نے علامہ احمد بن یونس شلبی سے۔ اور میرے شیخ شاکر در مختار کو محشی در مختار علامہ حلبی مدرسی اور فقیہ زمانہ شیخ ابراہیم غزی سانجانی مفتی شام سے بھی روایت کرتے ہیں۔

اور علامہ احمد بن یونس اور علامہ ابراہیم غزی دونوں نے فقاہت و اجازت روایت مسائل فقہی کی حاصل کی تہی علامہ شیخ سلیمان منصوری سے اور اُنہوں نے شیخ عبد الحی شرنبلالی سے

اور انہوں نے فقیہ شیخ حسن بن عمار شرنبلالی صاحب الایضاح اور اسکی شرح مراقی الفلاح اور صاحب تالیفات مشہورہ سے۔ انہوں نے محمد یحییٰ سے انہوں نے ابن شبلی سے اور مجکو اجازت روایت مسائل فقہ کی دونوں بھائی عمر شیخ عبدالقادر اور شیخ ابراہیم لو بتون عبدالغنی نابلسی شارح ہدیہ وغیرہا سے بھی حاصل ہے اور انکو اپنے دادا عبدالغنی نابلسی سے اور انکو اپنے والد شیخ اسماعیل شارح درر وغرر سے انکو شیخ احمد شوبری سے۔ انکو بہت سے مشائخ اسلام خصوصاً شیخ عمر بن نجیم صاحب النہر اور علامہ شمس الدین حانوتی صاحب فتاوی مشہورہ اور نور علی مقدسی شارح نظم الکنز سے انکو ابن شبلی سے اور نیز اجازت روایت مسائل فقہ نعمانی کی مجکو حاصل ہے محقق ہبۃ اللہ بعلی شارح اشباہ والنظائر سے اور انکو شیخ صالح حسینی سے انکو شیخ محمد بن علی کتبی سے انکو شیخ عبدالغفار مفتی قدس سے اور انکو شیخ عبداللہ غزی صاحب تنویر و منح الفائق سے انکو علامہ شیخ ابن نجیم صاحب تنویر الابصار و فتاوی تمرتاشی و منح الغفار شرح تنویر الابصار شاگرد علامہ زین الدین ابن نجیم صاحب بحر الرائق رحمہ اللہ سے۔ انکو علامہ ابن الشبلی صاحب فتاوے مشہورہ و شارح کنز سے اور انکو سری عبدالبر بن الشحنہ شارح وہبانیہ سے انکو محقق کمال الدین ابن ہمام صاحب فتح القدیر سے انکو سراج عمر قاری الہدایہ صاحب فتاوای مشہورہ سے اور انکو علاء الدین سیرامی سے انکو سید جلال الدین شارح ہدایہ سے انکو صاحب الکشف و تحقیق عبدالعزیز بخاری سے انکو استاذ حافظ الدین نسفی صاحب کنز الدقائق سے اور انکو شمس الائمہ کردری سے انکو برہان علی مرغینانی صاحب ہدایہ سے اور سند صاحب ہدایہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تک اور امام محمد رحمہ اللہ سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ جناب باریتعالی عز اسمہ تک اوپر گذر ہی چکی۔

سند فتاوائے قاضیخان۔ حسن بن منصور بن محمود فخر الدین قاضیخان الاوزجندی رحمہ اللہ نے فقاہت حاصل کی ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سے انہوں نے برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ سے۔ انہوں نے محمود بن عبدالعزیز اوزجندی جد قاضیخان علیہ الرحمہ سے

Marfat.com

اُنہوں نے شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ صاحب مبسوط سے جو شرح ہے کافی حاکم شہید کی جو جامع ہے تمام مسائل چھ و دن ظاہر الروایت کی کتابوں کے جنکا نام جامع صغیر جامع کبیر سیر صغیر سیر کبیر مبسوط اور زیادات ہے اور جنکے جامع امام محمد رحمہ اللہ ہیں۔ اور شمس الائمہ سرخسی کی سند پوری امام محمد رحمہ اللہ تک بیان سند صاحب ہدایہ وغیرہم میں گذر چکی۔

سند فصل الخطاب خواجہ محمد پارسا رحمہ اللہ و شرعۃ الاسلام۔ محمد بن محمد الحافظی البخاری الشہیر بخواجہ محمد پارسا صاحب فصل الخطاب رحمہ اللہ نے علم فقہ حاصل کیا خواجہ ابو الطاہر سے اُنہوں نے محمد بن محمد بن حسن طاہری سے اُنہوں نے صدر شریعۃ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ مولف شرح وقایہ سے۔ اُنہوں نے اپنے دادا مؤلف وقایۃ الروایۃ و مختصر الوقایہ تاج الشریعۃ محمود رحمہ اللہ سے (جنکو برہان الشریعۃ بھی کہتے ہیں) اُنہوں نے اپنے والد ماجد احمد صدر الشریعۃ سے۔ اُنہوں نے اپنے والد ماجد عبید اللہ جمال الدین محبوبی سے۔ اُنہوں نے امام زادہ محمد صاحب شرعۃ الاسلام سے اُنہوں نے علامہ عماد الدین زرنجری سے اُنہوں نے اپنے والد شمس الائمہ بکر زرنجری سے۔ اُنہوں نے شمس الائمہ سرخسی سے رحمہم اللہ اجمعین جنکی سند امام محمد رحمہ اللہ تک بیان سند مبسوط میں گذر چکی۔

سند احکام القرآن شرح معانی الآثار و مشکل الآثار و مختصر و شرح جامع کبیر و جامع صغیر و کتاب الشروط الکبیر والصغیر والاوسط و محاضر و سجلات و وصایا و فرائض و کتاب مناقب ابیحنیفہ رضی اللہ عنہ و تاریخ نوادر الفقہیہ و حکم اراضی مکہ و قسم الفیئ والغنائم وغیر ذالک تالیفات امام طحاوی رحمہ اللہ۔ احمد بن محمد ابو جعفر الطحاوی الازدی نے علم فقہ حاصل کیا ابو حجفہ رحمہ اللہ پھر شام میں جاکر فقہ نعمانیہ حاصل کیا ابو حازم عبد الحمید قاضی القضاۃ شام سے اور اُنہوں نے فقاہت حاصل کی تھی عیسے بن ابان سے اور اُنہوں نے فقاہت حاصل کی امام محمد بن حسن شیبانی شاگرد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے وقدمر سندہ سند تتارخانیہ و احیاں روا فعات جنکے اکثر حوالے فتاوی عالمگیریہ میں ہیں۔

Marfat.com

احمد بن محمد صاحب فتاوی عثمانیہ نے فقہ حاصل کیا ابو عبداللہ جرجانی جو شاگرد تھے ابوبکر جصاص کے وہ شاگرد تھے علامہ کرخی کے وہ شاگرد تھے علامہ بردعی کے وہ شاگرد تھے قاضی ابو حازم کے اور وہ عیسے بن ابان کے اور وہ امام محمد رحمہ اللہ شاگرد امام اعظم رضی اللہ عنہ کے۔

سند قدوری۔ احمد بن محمد بن احمد ابوالحسن البغدادی القدوری نے علم فقہ حاصل کیا ابو عبداللہ فقیہ محمد بن یحیی جرجانی سے جو شاگرد قاضیخان علیہ الرحمۃ ہیں۔ باقی سند علامہ قدوری اور صاحب فتاوی عثمانیہ ایک ہے۔

سند خلاصۃ الفتاوے۔ علامہ افتخار الدین طاہر صاحب خلاصہ نے فقہ حاصل کیا حسن بن علی ظہیر الدین کبیر بن عبدالعزیز مرغینانی ملقب بظہیر الدین ابوالمحاسن سے اور انہوں نے فقہ حاصل کیا برہان الدین کبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ اور شمس الدین محمود اوزجندی صاحب فتاوے اوزجندی اور ولی الدین خطیب مسعود بن حسن کشانی سے اور ان سب نے شمس الائمہ سرخسی سے رحمہم اللہ اجمعین اور انکے ہی شاگرد ہیں ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاوی ظہیریہ اور فخرالدین حسن اوزجندی۔ اور سند شمس الائمہ سرخی رحمہ اللہ سند مبسوط میں امام محمد رحمہ اللہ تک پہلے نقل ہو چکی۔

سند کامل الفتاوے۔ جسکا حوالہ اکثر کتابوں میں ہے۔ حسام الدین علیابادی صاحب کامل الفتاوے نے علم فقہ حاصل کیا مجد الدین محمد بن محمود استروشنی سے انہوں نے ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری سے انہوں نے ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سے انہوں نے برہان الکبیر عبدالعزیز بن عمر بن مازہ سے۔ انہوں نے شمس الائمہ سرخسی سے رحمہم اللہ تعالی اجمعین۔ باقی سند سند مبسوط میں گذر چکی۔

سند بدائع۔ ابو بکر ابن مسعود بن احمد علاء الدین کاسانی ملک العلماء صاحب بدائع شرح تحفۃ الفقہاء نے علم فقہ حاصل کیا علاء الدین محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء سے

Marfat.com

انہوں نے احمد بن محمد ابو الیسر صدر الاسلام بن محمد عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسےٰ صدر الائمہ ابو المعانی بزدوی سے۔ اونہوں نے فقاہت حاصل کی اپنے والد ماجد محمد بن عبد الکریم رحمہ اللہ سے اور ابو المعین میمون بن محمد نسفی سے۔ اور علامہ محمد بن عبد الکریم صدر الاسلام خوارزمی نے علم فقہ حاصل کیا اسماعیل بن عبد الصادق سے۔ انہوں نے علم فقہ حاصل کیا علامہ عبد الکریم دادا علامہ ابو الیسر سے انہوں نے محمد بن محمد بن محمود ابو المنصور ماتریدی رحمہ اللہ سے انہوں نے ابو بکر جرجانی سے انہوں نے ابو سلیمان سے انہوں نے امام محمد رحمہ اللہ شاگرد امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے۔

اور باقی تمام کتب فقہ کی اگر سندیں جمع کی جاویں تو ایک بڑی ضخیم کتاب فقط سندوں کی بنجاوے اور بوجہ کثرت سے ہونے فقہ کی کتابوں کے سندیں ختم نہ ہوں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ فقہ کی تمام کتابوں میں وہی مسئلے ہیں جنکو امام محمد رحمہ اللہ نے بعد استنباط کرنے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اُن مسائل کو قرآن و حدیث سے ظاہر الروایت کی چھ کتابوں میں درج فرمائے تھے یا کتب نوادر سے جو مسائل قوی نظر آئے۔ یا بجسب ضرورت اور واقع ہونے نئے نئے واقعات کے پچھلے فقہا نے بموجب اصول و قواعد امام الائمہ تقلید اور پابندی اصول امام کے ساتھ استنباط فرمائے یا خود امام اعظم رحمہ اللہ کے قولوں سے جنکی مثال اسی سوال ہشتم کے جواب کے تحت میں گذر چکی اپنے زمانہ یا زمانے والوں کی حالت کے موافق جن قولوں کو مختار فرمایا۔ لہذا جو جو کتابیں فقہ کی ہمارے زمانہ میں معتبر و مشہور پائی جاتی ہیں اور اُنکے مصنفوں کی سندیں امام اعظم رحمہ اللہ تک بلکہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک کتب معتبرہ میں مسلسل ملتی ہیں اُن سے فتویٰ دینا بعینہ قرآن و حدیث کے موافق فتویٰ دینا ہے اور اُنکی مخالفت قرآن و حدیث کی مخالفت۔ اسواسطے کہ مسائل مستنبطہ ائمہ اربعہ انکے زمانہ سے ہم تک بطریق تواتر اور شہرت منقول ہوتے چلے آئے ہیں اور نیز بتقلید شخصی عمل کرنیوالے اور اُن مسائل کو اپنی کتابوں میں

یکے بعد دیگرے نقل کرنیوالے ہر زمانہ میں اُنکے زمانہ سے ابتک لاکھوں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر زمانہ کے فقہا کی تالیف کی ہوئی ہزاروں کتب فقہ بطریق مشہور و غیر مشہور موجود ہیں چنانچہ نسخے کتب ظاہر الروایت کے بجنسہٖ اگرچہ ہمارے زمانہ میں عزیز الوجود ہوگئے اور بہت کم نسخے بعض بڑے کتبخانوں میں ملتے ہیں مگر انکے مسائل ایسی مشہور کتابوں میں منقول ہوتے چلے آئے ہیں کہ جنکے اعتبار پر مسائل نوادر جو امام محمد رحمہ اللہ سے بطریق شہرت نقل نہیں کئے گئے وہ بھی قابل اعتبار ہوگئے۔ چنانچہ عقد الجید میں مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فصل تبحر فی المذہب میں بحر الرائق اور نہر الفائق اور امام رازی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو عالم اپنے مذہب کے مسائل کا حافظ اور فقہا کے طرز کلام کو جاننے والا اور اُنکے سمجھنے کی صحیح سمجھ رکھنے والا ہو اُسپر واجب ہے کہ جبتک طریق معتبر اور سند صحیح سے نہ معلوم ہو کہ یہ قول اور مسئلہ میرے ہی امام کا ہے جسکا میں مقلد ہوں یا اس مسئلہ کو مشہور اور معتبر کتابوں میں نہ دیکھ لے مثل ہدایہ و مبسوط۔ درمختار کی اور مسائل ظاہر الروایت کتب ستہ امام محمد رحمہ اللہ کی روایات نسخوں نوادر پر فتوے نہ دے کہ اُن روایات نوادر کو کتب معتبرہ ہدایہ وغیرہ میں اگر منقول پاوے تو نوادر پر بھی فتوے دینا جائز ہے اسواسطے کہ معتبر اور مشہور کتابوں کی روایتوں کا ثبوت ہر مذہب کے ائمہ مجتہدین تک مثل ثبوت خبر متواتر کے ہے جو فائدہ یقین کا دیتی ہے انتہی خلاصہ ترجمتہ اور ائمہ مجتہدین کے تمام قولوں کا قرآن اور حدیث کے مطابق ہونا معتبر اور مشہور تاریخ اور تذکروں سے اظہر من الشمس ہے۔ چنانچہ چاروں امام چونکہ اپنی بجد کوشش کے اعتبار سے اسی امر پر یقین رکھتے ہیں کہ ہمنے حتی المقدور کوئی قول مخالف قرآن اور حدیث اور قول و فعل صحابہ کرام نہیں کیا بار بار اپنے شاگردوں کو جو بایہ تحقیق رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا کوئی قول مخالف قرآن یا حدیث یا قول و فعل صحابہ کرام کا پاؤ اسکو تم سے پھینک کر مارے اور ہرگز اسپر عمل نہ کرنا اور جب تمکو کوئی حدیث یا قول صحابی امر حدیث اور قول سے زیادہ صحیح ملجاوے جسکے موافق ہمنے کوئی مسئلہ لکھا ہے

Marfat.com

یا میری معمول بہ حدیث کی کوئی ناسخ حدیث صحیح سند سے ملے تو اسکو میرا ہی مذہب جاننا نہ کہ عموماً پچھلی۔ خصوصاً ہمارے زمانہ کے مولویوں کو جنکا کل مایۂ ناز مشکوٰۃ شریف اور کتب صحاح ستہ بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ترمذی شریف۔ سنن ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ شریف وغیرہ ہیں جنکا انکے زمانہ سے ابتک بطریق تواتر و مشہور منقول ہوتے چلا آنا یقینی۔ مگر زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ان جملہ کتب احادیث کے جمع کرنیوالوں کے زمانے تک کیا کوئی ایک ہی حدیث بتا سکتا ہے کہ ان کتابوں کے مولفوں تک یہ حدیث لفظاً اور معنیً بطریق متواتر منقول پائی جاتی ہے۔ بخلاف اُن حدیثوں کے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو پہونچی تہیں کہ جو بوجہ قرب زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اکثر حدیثیں تو مثل متواتر مرتبہ یقین ہی کو پہونچی ہوئی تھیں اور پھر اس درجہ کی احتیاط تھی کہ علامہ ابن حجر خیرات الحسان میں تحریر فرماتے ہیں :۔ کہ جبتک اپنے اُستادوں سے جو علم حدیث کے چار ہزار تابعی اور بقول مختلف فیہ سات صحابہ کرام اور بلا اختلاف بقول متفق علیہ تین صحابہ ذوی الاحتشام تھے یہ دریافت نفرما لیتے تھے کہ یہ وہی لفظ ہیں جو زبان فیض ترجمان حبیب الرحمان صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے تھے یا بالمعنے کسیکی حدیث کو قبول نہیں فرماتے تھے اور اپنے شاگردوں سے وقت بیان حدیث یہ عہد لے لیتے تھے کہ میرے سے بیان کئے ہوئے الفاظ حدیث کے اگر تمہارے یاد نہیں تو پھر حرام ہے کہ تم اُس حدیث کو میری طرف نسبت کرو اور "حدثنا ابوحنیفہ" کہو۔ اسی وجہ سے کسی بڑے سے بڑے محدث کی ہمت نہیں پڑتی کہ حدثنا ابوحنیفہ کہے۔ ہاں آپکے زمانہ سے آجتک آپکے مسائل مستنبطہ کے اپنی کتابوں میں نقل کرنیوالے ہزاروں فقہا اور اُنپر عمل کرنیوالے بے انتہا آدمی ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں اور موجود ہیں خصوصاً بخارا ماوراء النہر ترکستان ہندوستان میں۔

اسی طرح وہ وحشت زا اصول کے معتقد ہی بیحد تھے اور اب عرب عرب شام و عراق

Marfat.com

ولوگوں میں موجود۔ اسواسطے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے قرآن و حدیث سے استنباط کئے ہوئے مسئلہ کے بیان کرنے میں اگر کسی سے غلطی ہو جاوے وہ بہت آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بیان کرنے میں غلطی کرے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندہنا بہ نسبت اسکے کہ کوئی میرے اوپر جھوٹ باندہے آسان ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَّبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ باندہے اسکو چاہئے کہ اپنی جگہ جہنم میں تلاش کرلے۔ لہذا جب یہ ثابت ہو گیا کہ مسائل مستنبطہ امام یقیناً قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں اور وہ تمام مسائل بطریق تواتر و شہرت کتب معتبرہ مشہورہ فقہ میں موجود۔ لامحالہ انپر تقلید شخصی عمل کرنا بلا شبہ بطریق یقین قرآن حدیث پر بلکہ فقط قرآن مجید پر عمل کرنا ہے اور ان کتب احادیث پر باوصف حاصل ہونے قوت اجتہاد کے بھی جو ہی زمانہ عنقا صفت ہے، قرآن و حدیث پر عمل کرنا بطرق ظن ہے نہ کہ بطریق یقین۔ اور ان کتابوں کی روایتیں بالمعنے ہیں نہ کہ باللفظ والمعنے اور بلا حصول قوت اجتہاد عوام الناس تو درکنار اسوقت کے مولویوں کو بھی قرآن و حدیث پر اپنی سمجھ اور خواہش کے موافق عمل کرنا اپنے آپ کو گمراہی کے گڑھے میں ڈالنا ہے اور اپنے اوپر بموجب خواہش نفسانی کفر و الحاد کا دروازہ کھول لینا۔ چنانچہ مرزائی چکڑالوی نیچری وہابی غیر مقلد جتنے مرتد یا گمراہ فرقے پائے جاتے ہیں سب کی بنا ترک تقلید ائمہ مجتہدین ہے اور اپنی سمجھ اور خواہش نفسانی پر عمل کرنا۔

جب اس جواب اعتراض ہشتم سے اچھی طرح ظاہر ہو گیا کہ تمام مسائل کتب فقہ بعینہٖ حکم میں انہی مسائل کے ہیں جنکا ثبوت قرآن مجید سے ہے اور تمام کتب فقہ کے تالیف کرنے والوں کی سند فقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک جا ملتی ہے تو اب کتب احادیث کو بھی لازم ہے کہ اپنی سند فقہ و حدیث کو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تک

بلکہ جناب باری عز اسمہٗ تک لکھکر دکھا دے اور یہ ثابت کر دکھاوے کہ ہر سنی حنفی عالم معتبر کی سند اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک برابر پہونچتی ہے اور ہر مسئلہ فقہ کی سند امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک اور امام سے جناب باری عز اسمہٗ تک برابر جا ملتی ہے۔

اسانید قرآن وحدیث وفقہ اور جملہ اعمال واذکار کے جو کاتب الحروف نے بہمراہی اپنے لخت جگر سعادتمند ازلی مقبول بارگاہِ صمد مولوی سید احمد کے مولانا احمد رضا خان صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے حاصل کی اور اپنے تمام اعمال اور اذکار اور جملہ مرویات فقہ وحدیث کے روایت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

مولانا وسیدنا قامع بدعت محی السنۃ جامع علوم ظاہری وباطنی مولانا احمد رضا خان صاحب قدس اللہ سرہٗ نے مجکو اور میرے قرۃ العین مولوی سید احمد زاد اللہ علمہ وعملہ وشوقہ الی اللہ وفی اللہ باللہ کو اجازت روایت جمیع کتب فقہ حنفیہ کی عطا فرمائی اور مولانا ممدوح نے اجازت روایت مسائل فقہ حاصل کی مفتی مکہ معظمہ مفتی احناف مولانا العلامہ شیخ عبدالرحمن سراج سے انہوں نے سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر سے۔ انہوں نے شیخ وقت علامہ محمد عابد انصاری مدنی سے۔ انہوں نے شیخ یوسف بن محمد بن علاء الدین مزجاجی سے۔ انہوں نے علامہ شیخ عبدالقادر بن خلیل سے۔ انہوں نے شیخ اسماعیل بن عبداللہ مشہور بعلی زادہ بخاری سے۔ انہوں نے عارف باللہ شیخ عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی سے جو مصنف حدیقہ ندیہ اور مطالب وفیہ اور دیگر تصانیف مشہورہ ہیں۔ انہوں نے اپنے والد ماجد اسماعیل بن عبدالغنی نابلسی سے جو مولف شرح درر غرر ہیں۔ انہوں نے شیخ وقت احمد شوبری اور حسن شرنبلالی سے جو محشی درر غرر اور مؤلف نور الایضاح اور اسکی شرح مراقی الفلاح اور امداد الفتاح اور دیگر تصانیف مشہورہ کے ہیں۔ اور انہوں نے اولاً شیخ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق اور شمس عانونی صاحب فتاوے۔ اور شیخ علی مقدسی شارح نظم الکنز سے اور بروایت ثانی شیخ عبد

ی اور شیخ محمد بن عبدالرحمٰن مسیری اور شیخ محمد بن احمد الحموی اور شیخ احمد مجی سے۔ اور ان
تینوں مشائخ وقت نے شیخ احمد بن یونس شبلی صاحب فتاویٰ سے اور انہوں نے سری الدین
عبدالبر بن شحنہ شارح وہبانیہ سے۔ انہوں نے کمال ابن ہمام صاحب فتح القدیر سے انہوں نے
سراج قاری الہدایہ سے۔ انہوں نے علاء الدین سیرافی سے۔ انہوں نے سید جلال الدین
خبازی شارح ہدایہ سے۔ انہوں نے شیخ عبدالعزیز بخاری صاحب کشف وتحقیق سے۔
انہوں نے جلال الدین کبیر سے۔ انہوں نے امام عبدالستار بن محمد کردری سے۔ انہوں نے
امام برہان الدین صاحب ہدایہ سے۔ انہوں نے امام فخرالاسلام بزدوی سے۔ انہوں نے
شمس الائمہ حلوانی سے۔ انہوں نے قاضی ابوعلی النسفی سے۔ انہوں نے ابوبکر محمد بن فضل
بخاری سے۔ انہوں نے امام ابوعبداللہ سندمونی سے۔ انہوں نے امام عبداللہ بن ابو
حفص بخاری سے۔ انہوں نے اپنے والد ماجد احمد بن حفص مشہور بامام ابوحفص کبیر سے
انہوں نے امام حجۃ اللہ ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی سے۔ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ سے
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور سند فقاہت امام اعظم رحمہ اللہ۔ اللہ جلشانہ تک اول بیان ہو چکی
اور سند کتب فقہ اور حدیث اور احادیث سے مسائل فقہیہ مطابق کرنیکی کہ جو
تمام کتب احادیث قراۃً وسماعۃً حضرت سید پیر مہر علیشاہ صاحب مداللہ ظلہ العالی سنداً
گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی اور مولانا وصی احمد صاحب مرحوم مغفور صورتی ثم پیلی بہیتی
اور تقریباً بیس پچیس طلبہ کے ساتھ حرفاً حرفاً مولانا احمد علیصاحب سہارنپوری مرحوم مغفور
پر ۱۲۹۲ھ میں پیش کرکے خاکسار نے حاصل کی تھی۔ وہ یہ ہے۔ مولانا احمد علی مرحوم
مغفور سہارنپوری نے مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی کے ساتھ تمام کتب
صحاح ستہ وغیرہا معہ طریق استنباط مسائل ضروریہ اور طریق موافق کرنے روایات فقہی
کے قرآن اور احادیث کے ساتھ پیش کی مولانا شاہ محمد اسحاق علیہ الرحمۃ پر۔ اور مولانا
شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اسیطرح تمام احادیث کی مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ

Marfat.com

اور مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ عجالہ نافعہ میں اپنی تمام سندیں اسطرح تحریر فرماتے ہیں (اسانید شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ)

اس فقیر نے علم حدیث اور باقی جملہ علوم اپنے والد ماجد سے لئے ہیں اور بعض کتابیں حدیث کی مثلاً مصابیح و مشکوٰۃ و مسوی شرح موطا (جو کہ انہی کی تصنیفات میں سے ہے) اور حصن حصین اور شمائل ترمذی تحقیق و تفتیش کے ساتھ قرأۃً و سماعاً انسے حاصل کیں اور اوائل بخاری سے بھی کسیقدر بطریق درایت انسے سنا ہے اور صحیح مسلم اور دیگر کتب صحاح ستہ کو غیر منتظم طریق پر بدیں طرح انسے سنا ہے کہ دوسرے طلبا آپکی خدمت میں پڑھتے تھے تو یہ فقیر بھی حاضر رہتا اور انکی تحقیقات و تنقیحات کو سنتا رہتا تھا۔ یہانتک کہ خدا کے فضل و کرم سے ادراک دقائق اسانید و معانی احادیث میں کافی سمجھ اور ملکہ حاصل ہوگیا۔ بعد ازاں آپ کے قابل اعتماد احباب شاہ محمد عاشق پھلتی و خواجہ محمد امین ولی اللّٰہی سے بطور رسم اجازت بھی حاصل کی۔ اور شاہ محمد عاشق پھلتی سماع و قرأۃ میں شیخ ابو طاہر قدس سرہٗ اور دیگر مشائخ محترم سے شریک اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق تھے۔ اور حضرت شاہ صاحب بعض حدیث کی کتابیں مثل مشکوٰۃ و صحیح بخاری کے پہلے اپنے ملک میں اپنے والد بزرگوار کے حضور میں عبور کرکے بطریق درایت یہ علم حاصل کر چکے تھے اور سند آپکی محمد زاہد مرحوم کے واسطہ سے ملا جمال الدین دوانی تک پہونچتی ہے اور آپ کی حدیث کی سند المونج العالم کی ابتدا میں مفصل مذکور ہے۔ اور فقیر کے والد بزرگوار نے حاجی محمد افضل صاحب سیالکوٹی سے بھی اجازت حاصل کی تھی جو کہ ان ممالک میں صاحب سند تھے۔ انکی سند بھی آپکے رسائل میں مذکور ہے۔ بالآخر والد بزرگوار نے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں اجلہ مشائخ حرمین شریفین سے اس علم کی بالاستیعاب تکمیل کی۔ اور آپنے زیادہ تر استفادہ حضرت شیخ ابو طاہر مدنی قدس سرہٗ سے کیا جو اس علم میں اپنے زمانہ کے یگانہ و فرید العصر تھے رحمۃ اللہ علیہ و علی اسلافہ و مشائخہ۔ اور یہ عجیب حسن اتفاقات سے ہے کہ شیخ ابو طاہر قدس سرہ صوفیائے کرام و عرفاء عظام سے شیخ زین الدین

Marfat.com

زکریا انصاری تک مسلسل سند رکھتے ہیں۔ اور انہوں نے سند حاصل کی تھی اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد شناوی سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ عبدالقدوس شناوی سے اور شیخ محمد بن ابی الحسن بکری اور شیخ محمد بن احمد رملی اور شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالقادر بن فہد سے بھی۔ اور یہ سب لوگ جلیل القدر مشائخ عارفین باللہ ہیں۔ اور شیخ عبدالقدوس نے سند حاصل کی شیخ ابن حجر مکی اور شیخ عبدالوہاب شعرانی سے۔ اور ان دونوں نے شیخ الاسلام ابن زین الدین زکریا انصاری اور شیخ محمد بن بکری سے انہوں نے اپنے والد عارف باللہ ابی الحسن بکری سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے اور ایسے ہی شیخ محمد رملی نے اپنے باپ اور زین الدین زکریا سے۔ لیکن شیخ عبدالرحمٰن بن عبدالقادر بن فہد نے اپنے چچا جاراللہ بن فہد سے اور انہوں نے شیخ جلال الدین سیوطی سے۔ اور شیخ ابوطاہر قدس سرہٗ نے شیخ حسن عجمی سے بھی استفادہ کیا ہے۔ اور شیخ حسن عجمی شیخ عیسےٰ مغربی کے شاگرد تھے۔ وہ شیخ محمد بن العلاء باہلی کے وہ شیخ سالم سنہوری کے اور سالم نے شیخ نجم الدین غیطی سے حاصل کیا۔ اور نجم الدین غیطی نے شیخ الاسلام زین الدین زکریا انصاری سے حاصل کیا۔ اور شیخ عیسےٰ مغربی نے بہت سے واسطوں سے شیخ جلال الدین سیوطی سے بھی حاصل کیا۔ اور شیخ ابوطاہر نے شیخ احمد نخلی سے بھی حاصل کیا جو اپنے زمانہ میں مکہ معظمہ کے سب سے بڑے عالم تھے۔ اور شیخ احمد نخلی نے سلطان مزاحی سے اور انہوں نے شہاب الدین خلیل سبکی سے اور انہوں نے شیخ محمد مقدسی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے۔ اور حضرت شیخ ابوطاہر نے شیخ عبداللہ بن سالم بصری سے بھی حاصل کیا تھا جو شیخ احمد نخلی کے ہمعصر تھے۔ اور شیخ احمد نخلی کے اساتذہ سے بھی تلمذ رکھتے تھے اور شیخ ابوطاہر نے شیخ محمد بن محمد بن محمد بن سلیمان مغربی سے۔ الغرض ان عزیزوں میں سے ہر ایک نے دو یا تین واسطوں سے بہت سے طرق پر حاصل کیا۔ اور شجرہ انکا شیخ زین الدین زکریا اور شیخ جلال الدین سیوطی اور شمس الدین سخاوی اور عبدالحق سنباطی اور سید کمال الدین محمد بن حمزہ حسینی

تک پہونچتا ہے اور ہر ایک انمیں سے صاحب سند اور اپنے وقت کا حافظ تھا اور انکی تصنیفات ملک میں جاری وساری اور انکی اسانید اکناف وآفاق عالم میں مشہور و معروف ہیں۔ اِسوقت چند ایک کتابوں کا بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے اور باقی ہر کتاب کے کئی کئی طرح سے مسانید وجوہات کثیرہ کے ساتھ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ کی مصنفہ کتاب الارشاد الی مہمات الاسناد پر ملتوی کیجاتی ہیں۔ کتاب موطا۔ کو والد ماجد نے شیخ محمد وفد اللہ مکی پر بالتمام پیش کیا اور اُنہوں نے اپنے باپ شیخ محمد بن محمد بن محمد بن سلیمان پر۔ اور سند شیخ ابن سلیمان کی کتاب صِلَۃ الخَلَف میں مذکور ہے۔ نیز شیخ محمد وفد اللہ نے اس کتاب کو شیخ حسن عجیمی سے حاصل کیا اور شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے بھی۔ اور ان دونوں بزرگوں نے شیخ مغربی سے اور اُنہوں نے شیخ سلطان محمد بن احمد مزاحی سے (اور مزاحہ تشدید زا سے دیہات متعلقہ مصر کے ایک گاؤں کا نام ہے) اور شیخ سلطان نے شیخ احمد بن خلیل سبکی سے (سبکہ مصر میں ایک گاؤں ہے) اور انہوں نے شیخ محمد نجم الدین بن احمد غیطی سے (غیط بھی مصر میں ایک گاؤں ہے) اور اُنہوں نے شیخ شرف الدین عبد الحق بن محمد السنباطی سے اور اُنہوں نے شیخ ابو محمد الحسن بن محمد بن ایوب الحسنی اعلم علم الانساب سے اور اُنہوں نے اپنے چچا حسن بن ایوب نسابہ سے اور اُنہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن جابر الوادیاشی سے (وادیاش دیار مغرب میں ایک شہر کا نام ہے) اُنہوں نے شیخ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ہارون قُرطبی سے (قرطبہ قاف مضموم اور طائے مہملہ اور بائے موحدہ سے اندلس میں ایک شہر ہے) اور اُنہوں نے قاضی ابو القاسم شیخ احمد بن یزید قرطبی سے اور اُنہوں نے شیخ محمد بن عبد الرحمٰن بن عبد الحق الخزرجی القرطبی سے اور اُنہوں نے شیخ محمد بن فرج مولی ابن الطلاع اور اُنہوں نے قاضی ابو الولید یونس بن عبد اللہ بن مغیث الصفار سے اور اُنہوں نے ابو عیسیٰ یحیی بن عبد اللہ بن یحیی بن یحیی سے اور اُنہوں نے اپنے باپ کے چچا عبید اللہ بن یحیی سے اور اُنہوں نے اپنے باپ یحیی بن یحیی لیثی مصمودی اندلسی سے جو حضرت امام مالک کے جلیل القدر

Marfat.com

شاگردوں سے تھے اور دیار مغرب میں اُنکے مذہب کے رواج پانیکا باعث وہی ہیں اور یحیی بن یحیی نے امام مالک سے اس کتاب کو حاصل کیا اور یہ نسخہ موطا کا اُنہی سے مروی ہے۔ (مصمودہ دیار مغرب میں قوم بربر کے ایک قبیلہ کا نام ہے)۔ اور اس کتاب کی سند ہذا کے علاوہ اور بہتری سندیں ہیں جو کتاب الارشاد الی مہات الاسناد میں مذکور ہیں لیکن یہ سند سماع اور قرأت میں مسلسل ہے بخلاف دوسری سندات کے کہ اُن میں اکثر مقامات پر محض اجازت پر اکتفا کیا گیا ہے۔

صحیح البخاری۔ حضرت شیخ ابو طاہر نے اپنے والد شیخ ابراہیم کردی سے پڑھی اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور اُنہوں نے شیخ ابوالمواہب احمد بن عبدالقدوس الشناوی سے اور اُنہوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور اُنہوں نے شیخ الاسلام ابو یحیی احمد زکریا بن محمد الانصاری سے اور اُنہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر کنانی عسقلانی سے (جو صاحب ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری کے) اور اُنہوں نے شیخ زین الدین ابراہیم بن احمد تنوخی سے اور اُنہوں نے ابوالعباس احمد بن ابی طالب الحجار (یعنے حجر فروش) سے۔ اور اُنہوں نے شیخ سراج الدین حسین بن مبارک جنبلی زبیدی سے۔ (زبید یمن میں دریائے شور کے کنارہ پر ایک مشہور شہر ہے) اور اُنہوں نے ابوالوقت عبدالاول بن عیسےٰ بن شعیب السجزی ہروی سے اور اُنہوں نے ابوالحسن عبدالرحمن بن مظفر بن محمد بن داؤد الداؤدی سے اور اُنہوں نے ابو محمد عبداللہ بن احمد سرخسی سے اور اُنہوں نے ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر الفربری سے (فربر بکسر فا و فتح را و سکون بائے موحدہ حوالی بخارا میں ایک گاؤں ہے) اور یہ محمد بن یوسف ارشد تلامذہ بخاری سے ہیں اور اُنہی کیطرف سے نسخہ بخاری نے شہرت پائی ہے۔ اور اُنہوں نے صاحب کتاب ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بردزبہ البخاری الجعفی مولی الجعفیین بالولاء (اور بردزبہ ساتھ فتح بائے موحدہ اور سکون را و کسرہ دال مہملتین اور سکون زائے معجمہ و فتح بائے موحدہ بعدہٗ ہا

قدیم پہلوی زبان میں کارندہ اور مزارع کو کہتے ہیں۔ جُعفی بضم جیم وسکون عین مہملہ وفا)
اور یہ سند بھی اوّل سے آخر تک مسلسل بسماع ہے۔
صحیح مسلم۔ حضرت شیخ ابو طاہر نے اُسے اپنے والد بزرگوار شیخ ابراہیم کردی سے
حاصل کیا اور اُنہوں نے شیخ سلطان مزاحی سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی اور
اُنہوں نے نجم الدین غیطی سے اور اُنہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے اور اُنہوں نے شیخ ابن حجر
عسقلانی سے اور اُنہوں نے شیخ صلاح بن ابی عمر المقدسی سے اور اُنہوں نے شیخ فخر الدین ابو
الحسن علی بن احمد بن عبد الواحد المقدسی معروف بابن البخاری سے اور اُنہوں نے شیخ ابو الحسن
موئید بن محمد طوسی سے اور اُنہوں نے فقیہ الحرم ابو عبداللہ محمد بن فضل بن احمد الفرادی سے
اور اُنہوں نے امام ابو الحسین عبد الغافر بن محمد الفارسی سے اور انہوں نے ابو احمد بن عیسیٰ الجلودی
نیشاپوری سے اور اُنہوں ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ جلودی (جلودی منسوب ہے طرف
جمع جلد کی اسلئے کہ وہ نیشاپور میں کوچہ چرم فروشوں میں رہتے تھے) اور اُنہوں نے مؤلف کتاب
ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری سے۔
سنن ابی داؤد۔ شیخ ابو طاہر نے اُسے شیخ حسن عجیمی سے حاصل کیا اور اُنہوں نے شیخ
عیسےٰ مغربی سے اور اُنہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی سے اور اُنہوں نے
بدر الدین حسن کرخی سے جو اپنے وقت کے مستند تھے اور اُنہوں نے حافظ ابو الفضل جلال الدین
سیوطی سے اور اُنہوں نے شیخ محمد بن مقبل حلبی سے اور انہوں نے شیخ صلاح بن ابی عمر المقدسی
سے اور اُنہوں ابو الحسن فخر الدین علی بن محمد بن احمد ابن البخاری سے اور اُنہوں نے مسند الوقت
ابو حفص عمر بن محمد بن طبرزد بغدادی سے اور اُنہوں نے دو شیخوں بزرگوار ابراہیم بن محمد
بن منصور الکرخی اور ابو الفتح مفلح بن احمد بن محمد الدومی (جو منسوب ہے طرف دومۃ الجندل کی اور وہ
شام وعراق کے درمیان ایک موضع بطور حد فاصل کے واقعہ ہے) اور ان ہر دو شیوخ نے
حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی مؤلف تاریخ بغدادی سے جنکی علم حدیث میں تصانیف مشہور
ہیں اُنہوں نے ابو عمر قاسم بن جعفر بن عبد الواحد ہاشمی سے اور اُنہوں نے ابو علی محمد بن احمد لؤلؤی سے اور اُنہوں نے حافظ

Marfat.com

صاحب کتاب علیہ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی سے۔

جامع ترمذی۔ حضرت شیخ ابوطاہر نے حضرت شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ سلطان مزاحی سے اور انہوں نے شیخ شہاب الدین احمد بن خلیل سبکی سے اور انہوں نے شیخ نجم الدین محمد غیطی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا بن محمد الانصاری سے اور انہوں نے شیخ عزالدین عبدالرحیم بن محمد بن الفرات القاہری حنفی سے اور انہوں نے عمر بن ابی الحسن مراغی سے (مراغہ بفتح میم ملک ایران میں ایک مشہور شہر کا نام ہے) اور انہوں نے شیخ فخر الدین ابن البخاری سے اور انہوں نے شیخ عمر بن طبرزد بغدادی سے اور انہوں نے شیخ ابوالفتح عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سہل الکروخی سے (کروخ فتح کاف اور ضمہ راء مہملہ مخففہ کے ساتھ نواح ہرات میں ایک گاؤں کا نام ہے) اور یہی شیخ ابوالفتح صاحب نسخہ ترمذی ہیں۔ اور انہوں نے قاضی ابوعامر محمود بن القاسم بن محمد ازدی سے اور انہوں نے شیخ ابومحمد عبدالجبار بن محمد بن عبداللہ بن ابی الجراح الجراحی مروزی سے (اور وہ مرو شاہجہان کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں ایک مشہور گاؤں ہے) اور انہوں نے ابوالعباس محمد بن محبوب المحبوبی المروزی سے اور انہوں نے صاحب کتاب ابوعیسے محمد بن عیسے بن سورۃ بن موسیٰ ترمذی رحمہ اللہ سے۔

سنن صغریٰ نسائی۔ حضرت شیخ ابوطاہر نے شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبدالقدوس شناوی سے اور انہوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور انہوں نے شیخ زین الدین زکریا سے اور انہوں نے شیخ عزالدین عبدالرحیم بن محمد بن الفرات سے اور انہوں نے عمر بن ابی الحسن المراغی سے اور انہوں نے فخر الدین بن البخاری سے اور انہوں نے ابی المکارم احمد بن محمد اللبان سے۔ (بجمع اللبنہ (اینٹ) کی طرف منسوب ہے) اور انہوں نے ابوعلی حسن بن احمد حداد سے اور انہوں نے قاضی ابونصر احمد بن الحسین الکسار سے اور انہوں نے حافظ ابوبکر المعروف بابن السنی احمد بن

Marfat.com

محمد بن اسحٰق الدینوری سے (جو معتمد محدثین میں سے ہیں اور کتاب مجالستہ للدینوری آپ ہی کی تصنیفات سے ہے) اور انہوں نے مولف کتاب حافظ ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی نسائی سے۔ (جو منسوب ہے بلدۂ نسا کیطرف اور وہ خراسان میں ابیورد کے قریب مشہور شہر ہے)

سنن ابن ماجہ۔ شیخ زین الدین زکریا تک اسکی وہی سند ہے جو سنن نسائی کی بیان ہو چکی اسکے بعد یعنے شیخ زین الدین زکریا نے ابن حجر عسقلانی سے اور انہوں نے ابوالحسن علی بن ابی المجد الدمشقی سے اور انہوں نے ابوالعباس الحجار سے اور انہوں نے انجب بن ابی السعادت سے اور انہوں نے حافظ ابو زرعہ طاہر بن محمد بن طاہر المقدسی سے اور انہوں نے فقیہ ابی منصور محمد بن الحسن بن احمد المقومی القزوینی سے اور انہوں نے ابوطلحہ قاسم بن المنذر خطیب سے اور انہوں نے ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سلمہ بن بحر القطان سے اور انہوں نے مولف کتاب ابوعبداللہ محمد بن یزید المعروف بابن ماجۃ القزوینی (قزوین۔ فتح قاف وسکون زائے معجمہ سے ایک مشہور شہر کا نام ہے جو عراق عجم میں واقع ہے اور ماجہ اسکے دادا کا نہیں بلکہ باپ ابوعبداللہ کا لقب ہے اور اسکی والدہ کا نام۔ اور اسے جیم کی تشدید سے بلکہ تخفیف سے پڑھنا چاہیئے۔ اسمیں بہت سی غلطیاں واقعہ ہوئی ہیں۔

مشکوٰۃ المصابیح۔ حضرت شیخ ابوطاہر نے شیخ ابراہیم کردی سے انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبدالقدوس شناوی سے اور انہوں نے سید غضنفر بن سید جعفر نہروانی سے اور انہوں نے شیخ محمد سعید معروف بمیر کلان سے جو اپنے وقت میں مکہ معظمہ کے شیخ تھے۔ اور انہوں نے سید نسیم الدین میرک شاہ سے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار سید جمال الدین عطاء اللہ بن سید غیاث الدین فضل اللہ بن سید عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے عالیقدر چچا سید اصیل الدین عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللطیف بن جلال الدین یحییٰ شیرازی حسینی سے اور انہوں نے مسند وقت اور محدث عصر خود شرف الدین عبدالرحیم بن عبدالکریم الجبری الصدیقی سے۔ اور انہوں نے علامہ عصر امام الدین مبارکشاہ

سخاوی صدیقی سے اور اُنھوں نے مؤلف کتاب ولی الدین محمد بن عبداللہ بن خطیب تبریزی سے۔

حصن حصین۔ حضرت شیخ ابو طاہر نے شیخ ابراہیم کردی سے اور انہوں نے شیخ احمد قشاشی سے اور انہوں نے شیخ احمد بن عبدالقدوس شناوی سے اور اُنھوں نے شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن محمد رملی سے اور اُنھوں نے شیخ زین الدین زکریا انصاری سے اور انہوں نے حافظ وقت تقی الدین محمد بن محمد بن فہد ہاشمی مکّی سے اور اُنھوں نے مؤلف کتاب ہذا ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد الجزری شافعی سے۔ خدا انکے درجات بڑہا اور بہاوے ہمپر انکی برکتیں۔ آمین۔

پھر خاکسار نے بعد بیعت ہونے کے حضرت قطب الوقت مقبول بارگاہ یزدان مولانا فضل الرحمن قدس سرہٗ سے خاندان نقشبندیہ اور قادریہ میں کچھ بخاری شریف اور موطا امام مالک اور کچھ شرح وقایہ حضرت مولانا شمس الدین احمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت مولانا ممدوح کے ساتھ حضرت مولانا قدس سرہ پر پیش کرکے آپ سے بھی اجازت حاصل کی اور حضرت مولانا قدس سرہ نے اجازت روایت احادیث معہ مطابقت مسائل فقہیہ حاصل کی تھی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہٗ سے پھر ایام قیام باندی کوی میں مولانا عبدالغنی بہاری مہاجر مدنی سے بہی جو حسن اتفاق سے باندی کوئی تشریف لائے تھے جملہ سلسلات مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اور کچھ مشکوٰۃ شریف سناکر اجازت فقہ و حدیث خاندان سے بھی حاصل کی۔ اور اُنھوں نے سند روایت احادیث وفقہ چالیس اکابر علما مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ سے حاصل کی تہی اور نیز مولانا و مقتدانا مجمع البحرین الجامع بین الطریقین حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی قدس سرہٗ اور مولانا عبدالرحمن صاحب مرحوم پانی پتیہ سے اور وہ اپنی ثبت بہیجنیکا وعدہ فرما گئے تھے جسمیں تمام اکابر علما حرمین مکرمین کی سندیں صحاب کتب احادیث تک تھیں مگر افسوس کہ وہ اپنے مقام تک نہ پہونچسکے

اور اثنائے راہ ہی میں انتقال فرما گئے۔ پھر سندِ فقہ اور اصول فقہ توضیح وتلویح حضرت قطب العارفین عمدۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا ارشاد حسین قدس سرہٗ رامپوری سے پڑھ کر اور ہدایہ حضرت مولانا عمدۃ الفضلاء زبدۃ الکملاء مولانا حافظ عنایت اللہ خاں صاحب رامپوری سے جو خلیفہ اور شاگرد رشید حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب قدس سرہٗ تھے سندِ فقہ اور اصول فقہ وغیرہ اُنسے حاصل کی۔ اور حضرت مولانا نے خلافت اور اجازت روایت فقہ واحادیث حاصل کی تھی حضرت سید الفضلاء مرشد الکملاء حضرت مولانا شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہ سے اور انہوں نے سندِ فقہ واحادیث حاصل کی تھی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے اور حضرت مولانا ممدوح کی سندیں عجالہ نافعہ سے اول ہی نقل ہو چکیں۔ اور دوسری سندِ فقہ وحدیث وتفسیر واصول فقہ وغیرہ حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہٗ نے حاصل کی تھی اپنے والد ماجد کے نامور شیخ اجل محدث وفقیہ حضرت مولانا سراج احمد عمری مجددی سرہندی ثم رامپوری سے اُنہوں نے اپنے والد ماجد زاہد ومتورع حضرت شیخ محمد مرشد عمری مجددی سرہندی رامپوری سے انہوں نے اپنے والد ماجد امام ہمام مولانا محمد ارشد عمری مجددی سرہندی سے اُنہوں نے اپنے والد ماجد امام الحجۃ مولانا فرخ شاہ عمری مجددی سرہندی سے اُنہوں نے اپنے والد ماجد خازن الرحمۃ خواجہ محمد سعید عمری مجددی سرہندی سے انہوں نے اپنے والد ماجد امام ہمام امام ائمۃ المعانی غوث صمدانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اُنہوں نے حضرت عمدۃ الاولیا وزبدۃ العلماء والکملاء حضرت یعقوب محدث صرفی کبیر کشمیری حنفی ابن شیخ حسن عاصی سے اُنہوں نے شیخ ابن حجر مکی ہیتمی سے اُنہوں نے زین الدین زکریا حافظ ابن حجر عسقلانی مصری سے۔ اور سند ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ عجالہ نافعہ سے بسلسلۂ ذکر سند نسائی۔ بخاری وابن ماجہ وغیرہم گذر چکیں۔

اب بعد نقل اسانید کتب متداولہ فقہ وحدیث مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک دو سند قرآن مجید کی بھی نقل کردی جاویں تاکہ ہر فرد بشر پر واضح ہو جاوے کہ اگرچہ بوجہ کثرت شہرت کے

Marfat.com

دنیا میں زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آجتک قرآن مجید محتاج سند نہیں مگر
ہیں اکثر اہل علم قرآن مجید کی سندیں بھی ساتوں قرأت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھتے
تھے چنانچہ میں اپنی سند قرآن وحدیث و فقہ تو عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خانصاحب
سے بھی اول ہی نقل کرچکا۔ اور دوسری سند قرآن مجید کی یہ ہے جو خاکسار نے سید اولاد رسول
محمد میاں قادری برکاتی مارہروی مدظلہ سے حاصل کی تھی محمد میاں صاحب سید اولاد رسول
صاحب نے اجازت قرآن مجید حاصل کی حجۃ السلف والخلف حافظ حاجی سید شاہ ابو القاسم
اسماعیل حسن ملقب بشاہ جی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے برادر مکرم سید شاہ
حسین احمد نوری سے انہوں نے اپنے جد اکرم شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ سے
انہوں نے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ سے انہوں نے اپنے والد ماجد شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے تمام قرآن مجید من اوّلہ
الی آخرہ بروایت حفص جو عاصم سے روایت کرتے ہیں پڑھا شیخ صالح اور ثقہ محمد فاضل
سندھی سے سنہ ۱۱۵۵ھ میں وہ فرماتے ہیں میں نے اسیطرح سارا قرآن مجید پڑھا شیخ عبد الخالق
القرا دہلوی سے خاص شہر دہلی میں وہ فرماتے ہیں کل قرآن میں نے ساتوں قراۃ کے ساتھ
شیخ احمد بقری سے اور اسیطرح علامہ احمد بقری نے پڑھا شیخ القرا عبد الرحمن یمنی سے
انہوں نے اسیطرح اپنے والد ماجد شیخ سجادہ یمنی سے اور شیخ سجادہ نے اسیطرح
شیخ ابو النصر طبلاوی سے اور علامہ طبلاوی نے اسیطرح پڑھا شیخ الاسلام زکریا سے
انہوں نے اسیطرح برہان الدین قلقیلی اور رضوان ابو نعیم عقبی سے اور ان دونوں
نے سیدنا ابو الخیر امام القراء والمحدثین محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب
کتاب النشر سے اور انہوں نے بہت سے مشائخ اور قاریوں سے جنکا مفصل ذکر
کتاب نشر میں کیا ہے مگر انکا خاص طریق جو تمام طریقوں سے ممتاز ہے جو تسلسل تلاوت و
قرأت اور ضبط کے ساتھ صاحب کتاب النشر [illegible] محمد جزری

[illegible]

فرماتے ہیں میںنے تمام قرآن معہ کتاب التیسیر کے پڑھا شیخ امام قاضی المسلمین ابو العباس احمد بن
امام ابو عبداللہ حسین بن سلیمان بن فزارہ حنفی سے شہر دمشق میں فرمایا انہوں نے پڑھا میںنے تمام
قرآن اپنے والد ماجد سے انہوں نے امام ابو محمد قاسم بن احمد موفق ورقی سے فرمایا انہوں نے
پڑھا میںنے تمام قرآن مجید معہ کتاب تیسیر کے بہت سے امام اور مشائخ اور قاریوں سے
جنکے اسمار گرامی یہ ہیں۔ ابو العباس احمد بن علی بن یحییٰ بن عون اللہ الحضارہ اور ابو عبداللہ
محمد بن سعید بن محمد المرادی اور ابو عبداللہ محمد بن ایوب بن محمد بن نوح الغافقی جو اندلسی ہیں
ان سب نے فرمایا کہ ہم سب نے معہ کتاب التیسیر پڑھا تمام قرآن مجید امام علی ابو الحسین علی بن محمد
بن ہذیل بلنسی سے فرمایا انہوں نے پڑھا میں نے معہ کتاب التیسیر کے ابو داؤد سلیمان بن
نجاح سے فرمایا انہوں نے پڑھا میں نے معہ کتاب التیسیر کے مؤلف تیسیر امام ابو عمر دانی سے
فرمایا انہوں نے پڑھا میںنے کل قرآن بروایت حفص ابو الحسن طاہر بن غلبون مقری سے
فرمایا انہوں نے پڑھا میں نے معہ قرأت سبعہ ابو الحسن علی بن محمد بن صالح ہاشمی قاری نابینا
سے بصرہ میں فرمایا انہوں نے پڑھا میں نے قرأت سبعہ کے ساتھ احمد بن سہل اشنانی سے
فرمایا انہوں نے پڑھا میں نے اسیطرح ابو محمد عبید بن الصباح سے فرمایا انہوں نے پڑھا
میں نے اسیطرح حفص سے فرمایا انہوں نے پڑھا میںنے اسیطرح امام عاصم سے اور عاصم
رحمۃ اللہ نے پڑھا ابو عبدالرحمٰن عبد بن حبیب سلمی اور زر بن حبیش سے اور حضرت ابو عبدالرحمٰن
نے پڑھا حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابیطالب اور حضرت ابی بن کعب
اور حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔
ان سب نے سرور عالم رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم سے۔ اور حضرت زر بن حبیش نے پڑھا فقط
حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور ان دونوں حضرات نے
سرور عالم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ واولیاء امتہ وجمیع
امتہ وسلم سے۔ اور مولانا عبدالغنی مرحوم ہمارے سے بھی کچھ قرآن مجید انسے سنکر اور کچھ

Marfat.com

اور خاکسار نے سند قرآن مجید حاصل کی اور انہوں نے سند قرآن مجید حاصل کی تھی مولانا
قاری عبدالرحمٰن مرحوم پانی پتی سے اور مولانا عبدالرحمٰن مرحوم پانی پتی نے بروایت
حفص سارا قرآن مجید من اولہ الی آخرہ پڑھا اپنے والد ماجد مولانا قاری محمد پانی پتی سے
اور انہوں نے ساتوں قرأت کے ساتھ تمام قرآن مجید پڑھا تھا قاری مصلح الدین پانی پتی سے
اور انہوں نے قاری عبید اللہ مرحوم سے اور خاکسار نے تمام قرآن مجید من اولہ
الی آخرہ پڑھا قاری قادر علی مرحوم سکنہ قصبہ رٹول سے بمقام ریاست الور اور کچھ انکے
شاگرد قاری عباد اللہ مرحوم الوری سے اور قاری قادر علی صاحب مرحوم نے پڑھا تھا
قاری قادر بخش صاحب مرحوم سے اور انہوں نے قاری مصلح الدین مرحوم سے اور انہوں نے
قاری عبید اللہ مرحوم سے مگر مولٰنا قاری عبدالرحمٰن مرحوم نے قاری عبید اللہ مرحوم تک
اپنی سند لکھکر آگے یہ لکھدیا کہ انکی سند مشہور ہے۔ پھر مینے بذریعہ خطوط مع جوابی
لفافہ قاری محی الاسلام پانی پتی وغیرہ سے کئی خط بھیجکر سند قاری عبید اللہ مرحوم کو
دریافت کیا مگر کچھ جواب نہ ملا۔ اگر بعد طبع مقدمہ ہذا کچھ پتہ ملگیا تو انشاء اللہ آخر مقدمہ
میں بطریق ضمیمہ منہیات کتاب میں نقل کردونگا۔ مگر قاری عبدالرحمٰن مرحوم پانی پتی نے
اپنے والد مولوی محمد مرحوم کی دوسری سند اسطرح رقم فرمائی ہے کہ انہوں نے بقرأت
سبعہ مکررہ متواترہ بقاعدہ جمع الجمع تمام قرآنمجید پڑھا۔ حاجی عبدالمجید مرحوم صوبہ ہند سے
اور انہوں نے حافظ غلام مصطفٰے سے اور انہوں نے مولوی محمد گجراتی سے اور انہوں
نے حافظ عبدالغفور دہلوی سے اور انہوں نے شیخ عبدالخالق سے اور انہوں نے
شیخ محمد بقری سے اور انہوں نے شیخ عبدالرحمٰن یمنی سے اور سند عبدالرحمٰن یمنی رحمہ اللہ
سند اول سید اولاد رسول مارہروی مرحوم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک
گذر چکی۔

اور خاکسار کاتب الحروف غفر اللہ لہ کی دوسری سند قرآن مجید کی یہ ہے کہ میں نے

Marfat.com

بعض قرآن مجید سنا اپنے شیخ طریقت واقف رموز شریعت عمدۃ الفضلا سید الکملا حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نقشبندی گنج مرادآبادی قدس سرہٗ سے انہوں نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ صاحب تفسیر عزیزی و تحفہ اثنا عشری سے اُنہوں نے اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ سے انہوں نے بروایت حفص حاجی صالح ثقہ محمد فاضل سندھی سے ۱۱۵۴ھ میں انہوں نے شیخ القرا عبدالخالق مرحوم سے دہلی میں انہوں نے شیخ احمد بقری سے اُنہوں نے شیخ محمد بقری سے اُنہوں نے شیخ عبدالرحمن یمنی سے۔ باقی سند مسند مولانا اولادرسول مارہروی سلسلہ میں گذرچکی۔

اور خاکسار سے آجتک جنہوں نے تمام کتب صحاح ستّہ وغیرہا پڑھ کے سند اجازت حاصل کی اور بفضلہٖ انکا مختلف جگہ فیض جاری ہے ان میں سے بعض مشاہیر کے اسمار گرامی یہ ہیں۔ مولانا ارشاد علی صاحب مرحوم الوری کچھ مولانا رکن الدین صاحب نقشبندی نے بھی۔ اور میرے دونوں لخت جگر مولوی ابوالحسنات محمد احمد اور مولوی ابوالبرکات سید احمد اور انہوں نے مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی سے بھی سند علوم معقول و منقول حاصل کی اور مولانا محمد اسلم صاحب جلال آبادی جو عرصہ سے مقیم ٹونک ہیں اور مولانا عبدالحق صاحب ولایتی اور مولانا عبدالرحمن صاحب ولایتی ہموطن مولانا عبدالحق مذکور اور مولوی سید فضل شاہ صاحب پنجابی ۔ مولوی مہردین صاحب پنجابی اور مولوی فیض اللہ خانصاحب سکنہ ہوتی مردان ۔ مولوی محی الاسلام بہاولپوری عبدالقیوم ہزاروی مولوی محمد رمضان بلوچستانی مولوی

باب دوم

بیان میں اُن پیشینگوئیوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت و انجیل و زبور میں باوصف تحریفات چند در چند اب تک موجود ہیں

بلکہ اُن جوگیوں کی کتابوں میں بھی موجود ہیں جو صاحب استدراج گذرے ہیں مع بعض بشارتوں کے جو قبل ہونے جنوں اور کاہنوں سے ظہور میں آئی تھیں اور بیان میں

Marfat.com

بعض اُن معجزات کے جو مثل معجزات انبیاء سابقہ اور اُن سے زائد آپکو عطا کیے گئے تھے اور اس بحث میں کہ آپ کی صداقت اور بیمثل دانائی پہلے سے عالم میں مشہور تھی اور اُبتک مخالفین اور ہنود اور یہود و نصاریٰ قائل ہیں۔ اور چونکہ یہ باب بعض قسم کے دلائل نبوت پر مشتمل ہے لہذا اس باب کو تین فصلوں پر منقسم کیا جاتا ہے۔

فصل اول

بیان میں پیشگوئیوں انبیاء سابقہ کے نبوت و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور بیان اُن بعض بشارات میں جو کہیوں اور استدراجیوں سے اور بیان اُن بشارتوں میں جو قبل ولادت جنوں اور کاہنوں سے ظہور پذیر ہوئیں۔

کتاب اجبار توریت اردو۔ پرانا عہد نامہ مطبوعہ برٹش مسیحی پریس لاہور کی پانچویں کتاب مسمی استثناء کے اٹھارہویں باب کی اٹھارہویں آیت سے اکیسویں تک یہ ہے اللہ جلشانہ موسے علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے (میں اُنکے لیئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو اُسکا حساب اُس سے لونگا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا مینے اُسے حکم نہیں دیا۔ یا دوسرے معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے" انتہیٰ بعینہٖ عبارتہ۔

اس پیشگوئی کے مصداق بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ یوشع علیہ السلام بن سکتے ہیں جیسا کہ یہود کا خیال ہے۔ اسواسطے کہ یوشع علیہ السلام بموجب روایت توریت موجودہ تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہی موجود تھے اور خود موسےٰ علیہ السلام نے بموجب فرمان خدا اپنی وفات سے چند روز پیشتر اُنکو اپنا سجادہ نشین کار تبلیغ کا فرمادیا تھا۔ یہ امر دسویں آیت چونتیسویں باب سفر استثناء سے جو عنقریب نقل کیجائیگی ظاہر ہے

Marfat.com

اور اس سے پہلے بابوں میں بہی مفصل ذکر ہے۔ اور نہ لیسوع یعنے عیسے علیہ السلام
اسواسطے کہ اخبار متواترہ اور تواریخ معتبرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت تک اُس نبی موعود کی جسکی موسی علیہ السلام نے بشارت دی تہی اور جسکا ذکر
سفر استثنار سے ابہی گذر چکا ہے یہود منتظر تھے اور بموجب اُنہی پیشگوئیوں کے بڑے
بڑے علمار یہود مثل حضرت عبداللہ بن السلام رضی اللہ عنہ کی اور بہت سے منصف
یہودی شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور عہد نامۂ قدیم کے چونتیسویں باب سفر استثنار
کی یہ دسویں آیت خاص توریت سے جو ذکر وفات موسیٰ علیہ السلام میں ہے اُنکے
اس دعوی کی تکذیب کر رہی ہے اور نون کا بیٹا (یشوع علیہ السلام) دانائی کی روح
سے معمور ہوا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اُسپر رکھے تھے اور بنی اسرائیل اسکے
شنوا ہوئے اور جیسا خداوند نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا تھا اُنہوں نے ویسا ہی کیا
اور ابتک بنی اسرائیل میں موسیٰ کی مانند کوئی نبی نہیں اُٹھا جس سے خداوند آمنے
سامنے آشنائی کرتا۔ فقط ان آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ بعد یوشع علیہ السلام
کے موسیٰ علیہ السلام کی مانند کسی نبی کے آنیکی بنی اسرائیل سے یہود منتظر تھے۔
مگر یہ انکی صریح غلطی تہی یا دانستہ خطار جو مخالف پیشگوئی مذکورہ باب ہیژدہم
کتاب استثنار بنی اسرائیل سے ایسے نبی کی آمد کے منتظر رہے اور اسی غلطی میں پڑکر
بہت سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے اور ابتک اُسی غلطی کے
میدان میں سرگرداں پھر رہے ہیں اب بہی اگر تعصب چھوڑکر خودغرضی اور خودپرستی سے
مونہہ موڑکر اس پیشینگوئی موسی علیہ السلام کو بغور دیکھیں تو عیسائی اور یہودی تو
بلا شبہہ فوراً شرف اسلام سے مشرف ہو جاویں اسواسطے کہ پیشینگوئی مذکورہ کے یہ
لفظ ہیں (میں اُنکے لئے اُنکے بھائیوں میں سے تجھسا ایک نبی برپا کرونگا) اور
ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل جنکی نسبت موسیٰ علیہ السلام کو جناب باری کا یہ ارشاد ہوتا ہے

Marfat.com

جب بنی اسحاق تھے اور بنی اسحاق کے بھائی بنی اسماعیل تھے لہذا بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ اگر موجب پیشینگوئی مذکورہ بنی اسماعیل میں اُس نبی موعود کو تلاش کرتے تو بجز محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کسیکو نہ پاتے اسواسطے کہ یوشع اور عیسے علیہما السلام دونوں بنی اسرائیل یعنے بنی اسحاق سے گذرے نہ بنی اسماعیل سے جو بنی اسحاق کے بھائی مشہور ہیں۔ علاوہ بریں جب پیشینگوئی مذکورہ میں اس امر کی تصریح ہے کہ جو نبی میرے حکم کے خلاف اپنی طرف سے کہے اور دوسرے معبودوں کے نام سے کہے وہ قتل کیا جاویگا اور بالاتفاق عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسے علیہ السلام جنکو وہ یسوع کے نام سے پکارتے ہیں سولی دیئے گئے اور قتل ہوئے۔ چنانچہ اس امر کی تصریح اُنیسویں باب یوحنا کی انجیل کی آیت سولہ سے آیت اٹھارہ تک میں موجود۔ لہذا پیشینگوئی مذکورہ کے اعتبار سے عیسائیوں کے نزدیک یسوع سچے پیغمبر ہی نہیں ہوسکتے۔ لامحالہ اس پیشینگوئی کا مصداق بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَور کوئی نبی ہوا نہ ہوسکتا ہے اسواسطے کہ موسیٰ علیہ السلام کی مانند نہ عیسے علیہ السلام ہوئے نہ یوشع علیہ السلام نہ کوئی اور بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دیکھو موسیٰ[1] علیہ السلام نے کافروں اور دشمنوں کے خوف سے شہر یثرب کیطرف جو اُسوقت اپنے بانی یثروں کے نام سے یثرب مشہور تھا جسکا نام اب مدینہ طیبہ ہے ہجرت کی تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بحکم خدا مشرکین مکہ کی شرارتوں سے اُسی شہر مدینہ طیبہ کیطرف ہجرت کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کلام خدا یعنی دال علی کلام اللہ نازل ہوا جسکو احکام عشرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسیطرح بعینہ کلام اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا مگر اتنی بات اس میں زائد ہے کہ یہ کلام بشان اعجاز نازل ہوا اور وہ خود بھی معجزہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں معجزے بھی ہوسکے

[1] رسالہ پیغمبر عالم میں یہ مضمون مفصل لکھا ہے اور توریت کے باب اول کتاب استثناء کی شروع آیتوں سے اس مضمون کا کچھ سراغ چلتا ہے (منہ)

Marfat.com

مصدق ہوئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام پر جو نازل ہوا تھا اُسکی صداقت فقط موسیٰ علیہ السلام کے معجزوں ہی پر موقوف تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کو کفار سے جہاد کا حکم دیا گیا تھا چنانچہ کتاب خروج کے سترہویں باب کی آٹھویں آیت میں ہے (تب موسیٰ نے یشوع سے کہا کہ ہم میں سے لوگ چن اور نکل اور جا کر عمالیق سے جنگ کر) اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کفار کے ساتھ مامور جہاد کے ساتھ ہونا شہرۂ آفاق ہے قرآن مجید میں ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ يُؤْتُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَّهُمْ صَاغِرُونَ۔ یعنے کافروں سے قتال کرتے رہو یہانتک کہ وہ ذلت کے ساتھ جزیہ دیں اور قومی بنکر سلطنت اسلامی میں رہنا قبول کرلیں۔ اور حدیث صحیح میں ہے اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کافروں سے لڑتے رہنے کے ساتھ میں مامور ہوں یہانتک کہ وہ کلمہ کا دل سے اقرار کرلیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے متفرق اور ذلیل قوم کو مصر سے نکالکر ایک جگہ جمع کرکے باہم شیر وشکر کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اوس اور خزرج جیسے باہمی بعید عداوت رکھنے والوں کو اور نیز اہل مکہ کے مہاجروں کو مکہ معظمہ اور مختلف مقاموں سے نکالکر مہاجرین وانصار کو باہم شیر وشکر کرکے متحد بنا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو توریت شرائع جدیدہ کے ساتھ من جانب اللہ ملی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرآن مجید شریعت جدیدہ کے ساتھ عطا کیا گیا۔ اور دلائل مذکورہ کے علاوہ مماثلت موسوی کی نسبت علامہ یوسف نبہانی مد اللہ ظلہ نے حجۃ اللہ میں اور مولوی رحمۃ اللہ صاحب مرحوم نے اپنی کتاب اظہار الحق عربی میں بہت کچھ دلائل لکھے ہیں جنکے بیان کی بخیال اختصار یہاں گنجایش نہیں۔ بشارت دوم بطریق پیشینگوئی سفر استثنا کے ۳۳ باب آیت دوم میں ہے اور اس نے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُنپر طلوع ہو کر فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔

Marfat.com

دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اسکے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے
تھی۔ انتہی۔ اور ظاہر ہے کہ فاران مکہ معظمہ کے جنگل اور پہاڑوں کا نام ہے۔ اسواسطے
کہ اکیسویں باب سفر تکوین میں ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے فاران کے جنگل میں سکونت
اختیار کی۔ اور بالاتفاق ثابت ہے کہ آپنے مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں سکونت اختیار
کی تھی اور وہ جنگل بنی جرہم سے جو آپکے سسرال والے تھے اور آپ کی اولاد سے
آباد ہوکر مکہ معظمہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور آتشی شریعت جو عبارت ہے احکام حدود
وقصاص اور جہاد سے اُسکا آپ کو ملنا ظاہر ہے۔ اور کوہ سینا سے خداوند کے
آنے سے مراد بالاتفاق موسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہے۔ اور بلا شک بوجہ مشتمل ہونیکے
حدود وقصاص وجہاد پر انکی شریعت بھی آتشی ہوسکتی ہے۔ مگر شعیر سے طلوع ہونیسے
مقصود ظہور عیسےٰ علیہ السلام کا اگرچہ ہوسکتا ہے مگر انکی شریعت بوجہ نہ ہونیکے
مامور جہاد وغیرہ کے ساتھ آتشی نہیں لہذا ایکے حق میں پیشگوئی ناتمام ہے البتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شریعت بوجہ مشتمل ہونیکے حدود وقصاص وجہاد پر مثل شریعت موسیٰ علیہ السلام
کے بلاشبہ آتشی شریعت ہے اور فاران سے بنی اسرائیل کے بھائیوں سے جو
بنی اسماعیل ہیں آتشی شریعت والا مثل موسیٰ علیہ السلام کی اولاد اسماعیل علیہ
السلام سے بہت برکت والا اور فضیلت والا کوئی اور نبی آیا ہو تو بتلاؤ۔ اسواسطے کہ
کتاب پیدائش پہلی کتاب موسیٰ علیہ السلام کے سترہویں باب آیت ۲۰ کا یہ مضمون ہے
اللہ جلشانہ ابراہیم علیہ السلام کو فرماتا ہے (میں نے تیری دعا اسماعیل کے حق میں
قبول کرلی یعنے اُسے برکت دی اور بارآور کیا اور اُسے بہت فضیلت دی۔ یہ
عبرانی توریت کا ترجمہ ہے مگر بہت فضیلت دی کی جگہ توریت مطبوعہ لاہور میں
اُسے بہت بڑا ہونگا لکھدیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ باوصف اسقدر تحریفات
کے پھر بھی اسماعیل علیہ السلام کی برکت کا مصداق بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

اور کون ہو سکتا ہے۔ بلکہ بموجب توریت عبرانی بہت فضیلت کا بہی مصداق آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وصحبہ وسلم کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

بشارت سوم۔ زبور پینتالیسویں باب میں داؤد علیہ السلام بطریق پیشینگوئی فرماتے ہیں (میرے دل میں اچھا مضمون جوش مارتا ہے میں اُن چیزوں کو جو مجکو بادشاہ[1] کے حق میں بنائی ہیں بیان کرتا ہوں۔ میری زبان ماہر لکھنے والیکا قلم ہے تو حسن میں (یعنے اے آنیوالے) بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف بٹھایا گیا ہے اسواسطے کہ خدا نے تجکو ابد تک مبارک کیا۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری کی ہے حمائل کر کے اپنی ران پر لگا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجکو بہت کام سکھلائیگا۔ تیرے تیر تیز ہیں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔ تیرا تخت اے خدا[2] ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا اسی کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ اس سبب سے تیرے خدا نے تجکو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔ تیرے سارے لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے کہ جس سے ہاتھی دانت کے محلوں کے درمیاں اُنہوں نے تجکو خوش کیا ہے بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت کرنیوالیوں میں ہیں ملکہ اوفیر کی سونے سے آراستہ ہو کے تیرے دہنے ہاتھ کھڑی ہے۔ اے بیٹے سن لے اور سوچ اور اپنے کان اوہر لگا اور اپنے لوگوں اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا تاکہ بادشاہ تیرے جمال کا نہایت مشتاق ہو کہ وہ تیرا خداوند ہے تو اُسے سجدہ کر اور صور کے بیٹے ہدیہ لائینگے

[1] حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بہ نسبت آنیوالے نبی کے وصیت فرما رہے ہیں ۱۲ منہ رحمہ اللہ
[2] یہاں لفظ تیرے کا غلط معلوم ہوتا ہے بلکہ یہاں لفظ اُسکے چاہئے تاکہ مضمون خبط نہ ہو۔ یہاں بھی تیرا کی جگہ اسکا چاہئے یا یوں سمجھنا چاہئے کہ دونوں جگہ بطریق صنعت التفات کے داؤد علیہ السلام آنیوالے بادشاہ کا ذکر بصیغہ غائب بیان کرتے ہیں اور کبھی خطاب۔ ۱۲ منہ

م کے دولتمند بڑی خوشامد کرینگے شاہزادی گہر کے اندر کل جلوہ گر ہے اسکا لباس سراسر
ش کا ہے وہ سوزنی کپڑے پہنکر بادشاہ کے پاس لائی جاتی ہے۔ کنواری عورتیں جو
اسکی سہیلیاں ہیں اُسکے پیچھے پیچھے تیرے پاس پہونچائی جاتی ہیں وہ بادشاہ کے
محل میں داخل ہوتی ہیں تیرے بیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گی۔
تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کریگا۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا
ہیں سارے لوگ ابدالآباد تیری ستایش کرینگے"۔ اور تمام اہل کتاب کے نزدیک یہ امر
مسلّم ہے کہ داؤد علیہ السلام کی اس پیشگوئی میں مراد آنیوالے بادشاہ سے وہ نبی
راد ہیں جنکا ظہور بعد زمانہ داؤد علیہ السلام کے داؤد علیہ السلام کے نزدیک بموجب الہام یا وحی کے
ہونیوالا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا نبی جو صفات مذکورہ کے ساتھ موصوف ہو یہود
کے نزدیک ابتک ظہور پذیر نہیں ہوا۔ البتہ نصاریٰ اس پیشگوئی کا مصداق عیسےٰ
علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اور پہلے پچھلے تمام مسلمانوں کے نزدیک اس پیشنگوئی کے
مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مگر غور طلب یہ امر ہے کہ یہ صفات جنکا ذکر اس
پیشینگوئی میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں علیٰ وجہ الکمال پائی جاتی ہیں یا
عیسےٰ علیہ السلام میں۔ جب ہمنے غور کیا تو وہ صفات یہ ہیں جن صفات کاملہ کو بجز آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی کسی بھی پیغمبر میں جو بعد داؤد علیہ السلام کے آئے اگر دکھا سکے میدان
میں آئے اور دکھاوے لو ہم تو علیٰ وجہ الکمال ان تمام اوصاف کو حضور میں بالتصریح
دکھائے دیتے ہیں۔ دیکھو جتنے صفات اس پیشینگوئی میں ہیں اونکا خلاصہ یہ ہے
صفت اول۔ اس آنیوالے بادشاہ کا صاحب حسن وجمال اور حسن وجمال میں افضل البشر
ہونا ہے۔ اور دوسری صفت اسکی ہونٹوں کا لطف ومہربانی سے بھرا ہونا۔ اور
تیسری صفت تلوار کے ساتھہ اپنے آپ کو مزین کرکے سوار ہونا۔ چوتھی صفت
صداقت اور نرمی کے ساتھ آگے بڑھنا۔ پانچویں صفت دہنے ہاتھ سے بہت کام کرنا

Marfat.com

بڑی حفاظت سے رکھیں یہ کتاب جو اسکو ضائع کرے اسکا خانہ خراب

چھٹی صفت تیز تیر رکھنے والا ہونا جو دشمنوں کے لگنے والے ہیں ساتویں صفت حضرت داؤد علیہ ال
فرماتے ہیں اے خداوند یعنے اے آنیوالے نبی تیرا تخت ابدالآباد رہنے والا
تیری لکڑی بعینہ خدا کی لکڑی ہے۔ آٹھویں صفت میں فرماتے ہیں اے آنیو
تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے اسیواسطے تیرے خدا نے
تیرے مصاحبوں یعنے دوسرے نبیوں کے تجکو خوشی یعنے کامیابی کے تیل سے
ملا ہے۔ نویں صفت اے آنیوالے تیرے سارے لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آ
دسویں صفت بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت کرنیوالی ہونگی یعنے تیری لو
بنکر خدمت کرینگی بادشاہ تیری خدمت میں تحفے بھیجیں گے۔ الی آخرہ۔ صاحب ان
صحیح کو جو بہت سی سندوں سے مروی ہیں ملاحظہ کیجئے اور صفات مذکورہ بالا کے
مطابق کرکے دیکھئے کہ یہ تمام صفات علی وجہ الکمال آنحضرت میں پائی جاتی ہیں
علیہ السلام ہیں۔ صفحہ ۲ شمائل ترمذی میں ہے جس سے آپکا حسین ترین مخلوقا

عن جابر بن سمرۃ قال رأیت رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی لیلۃ
اضحیان وعلیہ حلۃ حمراء فجعلت
انظر الیہ والی القمر فلھو عندی
احسن من القمر وعن ابی ھریرۃ رضی
اللّٰہ عنہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم ابیض کانما صیغ من فضۃ
وعن حسن بن علی قال سألت
خالی ھند (ھو ابن خدیجۃ الکبری
ربیب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم) ابن ابی ھالۃ

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے میں سرخ جوڑا پہنے ہوئے چاندنی را
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر کبھی
رخ انور کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو
نگاہ میں چاند نہیں سماتا تھا اور
اس سے بہتر نظر آتا تھا۔ حضرت
فرماتے ہیں آپ کا جسم اطہر ایسا گو
تھا جیسے چاندی سے ڈھلا ہوا ہو۔
امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ

Marfat.com

صافًا عن حِلْيَةِ رسولِ اللهِ صلّى
ليهِ وسلّم وأنا أشتهي أن يصف
ًا أتعلّق بهٖ فقال كان رسولُ اللهِ
اللهُ عليهِ وسلّم فخمًا مفخّمًا يتلألأ
هُ تلألؤَ القمرِ ليلةَ البدرِ أطول
لمربوعِ وأقصر من المشذَّب
الهامة رجِل الشعر إن انفرقت
فرق وإلّا فلا يجاوز شعرُه شحمةَ
إذا هو وفّره أزهر اللون واسع
ن أزجّ الحواجب سوابغ من غير
بينهما عرقٌ يدرّه الغضب أقنى
ين له نورٌ يعلوه يحسبه من
أمله أشمّ كثّ اللحية سهل
ين ضليع الفم مفلّج الأسنان
المسربة كأنّ عنقه جيدُ دميةٍ
اء الفضّة معتدل الخلق
متماسك سواء البطن
ل عريض الصدر بعيد ما بين
ن ضخم الكراديس أنور المتجرّد
ل ما بين اللبّة والسرّة بشعر
كالخطّ عاري الثديين والبطن

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ کے بیان میں
ماہر تھے اور مجھکو آپ کے حلیہ کے سننے کا شوق
تھا جب حضور کے حلیہ سے سوال کیا تو فرمایا کہ
آپ صاحب عظمت تھے جسکا اثر دوسروں پر
پڑتا تھا۔ آپکا چہرۂ انور چودھویں رات کے
چاند کیطرح چمکتا تھا۔ آپ کا قد مبارک
میانہ قد سے کچھ دراز تھا مگر بہت لمبا نہ تھا۔
سر مبارک بڑا تھا بال سیدھے تھے اگر شانہ سے چیر جاتے
تو جدا جدا ہو کر لمبے ہو جاتے ورنہ کانوں کی لو سے
تجاوز نہیں کرتے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ
پیچیدہ یعنی پرشکن تھے نہ کہ مثل حبشیوں کے گھونگریالے
جب شانہ کیا جاتا کانوں سے نیچے تک آجاتے
جسکو عربی میں جمہ کہتے ہیں اور کبھی کندھے تک بھی
پہونچ جاتے جنکو لمہ کہتے ہیں ورنہ شکن کھا کر کانوں
کی لو تک رہتے جنکو وفرہ کہتے ہیں اسی وجہ سے بیان رواۃ
میں اختلاف ہے۔ کسی نے کہا وفرہ تھے
کسی نے کہا جمہ یا لمہ۔ رنگ گورا بہت
کھلا ہوا تھا۔ پیشانی فراخ تھی۔ دونوں
ابرو پورے مثل کمان کے تھے۔
جن کے بیچ میں نورانی رگ تھے۔
جو غصہ کے وقت ابھر آتے تھے۔

Marfat.com

مِمَّا سِوٰى ذَالِكَ اَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ
وَالْمَنْكِبَيْنِ وَاَعَالِى الصَّدْرِ طَوِيْلِ
الزَّنْدَيْنِ رَحْبِ الرَّاحَةِ شَثْنِ الْكَفَّيْنِ
وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلَ الْاَطْرَافِ اَوْ قَالَ
شَائِلُ الْاَطْرَافِ خُمْصَانِ الْاَخْمَصَيْنِ
مَسِيْحِ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْ عَنْهُمَا الْمَاءُ اِذَا
زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفُّؤًا وَيَمْشِىْ
هَوْنًا ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا
يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ
جَمِيْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهٗ اِلَى الْاَرْضِ
اَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهٖ اِلَى السَّمَاءِ جُلُّ نَظَرِهِ
الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهٗ يَبْدَءُ مَنْ
لَقِىَ بِالسَّلَامِ۔

بینی مبارک لمبی اور پتلی درمیان سے ذرا اونچی تھی۔ مگر نیچائی میں ایسا نور چمکتا تھا کہ نہ جاننے والے جانیں کہ بیچ سے اونچی ہے۔ ریش مبارک کے بال گھنے تھے جن سے خط بھرا ہوا تھا۔ رخسارے ہلکے صاف اور دہن مبارک کشادہ دندان مبارک چھدرے سینہ مبارک پر باریک بال گردن مبارک تصویر کی سی گردن مثل چاندی کی صاف اور ہر عضو مبارک اعتدال پر تھا۔ جسم مبارک بھرا ہوا اور گٹھا ہوا تھا۔ سینہ اور شکم مبارک برابر تھا۔ مگر سینہ مبارک کشادہ اور چوڑا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان بوجہ فراخی کے بعد تھا اور تمام اعضا کے جوڑ بھاری اور مضبوط تھے جسم مبارک کی نورانیت کپڑوں میں سے چمکتی تھی۔ ہالس سے ناف تک بالوں کی ملی ہوئی مثل خط کے چھڑی تھی دونوں چھاتی اور پیٹ بالوں سے صاف تھے۔ بازو اور کندھوں پر بہت بال تھے سینہ برابر اور ابھرا ہوا تھا بازو لمبے تھے ہتھیلی چوڑی اور بھاری تھی اور دونوں قدم شریف بھاری اور چھوٹے تھے انگشت مبارک لمبی تھیں اور دونوں تلوے اٹھے ہوئے اور اول آخر حصہ قدم کا زمین سے لگتا ہوا جس سے پسینہ اکثر جاری رہتا تھا پانوں اٹھا کر چلتے تھے اور قدم جما کر رکھتے تھے آہستہ چلتے تھے اور قدم کشادہ رکھتے تھے گویا اوپر سے نیچے اترتے ہیں

جسکی طرف التفات فرماتے تو ہمتن اسکی طرف ہو جاتے نگاہ مبارک اکثر نیچے زمین کی طرف رہتی بہ نسبت اوپر دیکھنے کے اکثر راستہ میں کنکیوں سے دیکھتے تھے گھور کر صحابِ کرام کے ساتھ چلتے جو ملتا اُسکو اول السلام علیک فرماتے۔

اور بخاری شریف او رسلم شریف میں براءابن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْھًا وَاَحْسَنَھُمْ خُلْقًا لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ۔ ترجمہ فرماتے ہیں کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام آدمیوں سے زیادہ خوبصورت اور خوش خلق نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد۔

صفت دوم۔ آپکے لب مبارک اس درجہ لطف و مہربانی سے بھرے ہوئے تھے کہ آپکی ایک ایک بات امت کے حق میں لطف و مہربانی سے بھری ہوئی ہے۔ دیکھو

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ مَنْ یُّحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم کرنیوالوں پر اللہ رحم فرماتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کریگا جسکی حکومت آسمانوں میں ہے اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مومن وہ ہے جو اپنے مومن بھائی کے لئے وہ دوست رکھے جو اپنے واسطے دوست رکھتا ہے اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے آدمیونکا شکر نہ کیا وہ اللہ کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم

Marfat.com

قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ
اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ
وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ
عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ
کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ
وَلَا یَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ
مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِكَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ
وَعَنْہُ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ
بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ
قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ
قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ
اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ
اَدْنَاكَ وَاَدْنَاكَ وَاَدْنَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ
رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْكَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ
الْکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ
الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ
قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ یَشْتُمُ
الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ

وہ ہم سے نہیں ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے
ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ
صلے اللہ علیک میرے رشتہ دار ہیں میں اُنسے
سلوک اور میل جول کرتا رہتا ہوں اور وہ مجھ سے
قطع تعلق ہی کرتے رہتے ہیں میں اُنکے ساتھ
احسان کرتا رہتا ہوں اور وہ برائی کرتے رہتے
ہیں میں بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ
جہالت سے فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا
تم کہتے ہو تو تم اُنکے مونہہ میں بھوبھل ڈال
رہے ہو اور ہمیشہ تمہارے ساتھ اللہ کیطرف سے
مددگار رہے جبتک تم اسپر قائم ہو یہ روایۃ مسلم شریف
حضرت ابوہریرہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے
عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک زیادہ
حقدار میرے سلوک کا کون ہے فرمایا تیری
ماں عرض کی پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کی
پھر کون فرمایا تیری ماں عرض کیا پھر کون فرمایا
تیرا باپ پھر جو قریب تر رشتہ دار ہو پھر جو
قریب تر رشتہ دار ہو پھر جو قریب تر ہو۔ یہ حدیث
مرویہ بخاری و مسلم ہے۔ اور تین دفعہ فرمایا رسول
صلے اللہ علیہ وسلم نے گرد آلود ہو ناک اُسکی
عرض کیا گیا کسکی ناک۔ فرمایا جس نے اپنے والدین

Marfat.com

بِالرَّجُلِ فَيَسُبَّ اَبَاهُ وَيَسُبَّ اُمَّهُ
فَيَسُبُّ اُمَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ
عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ
وَمَنْعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ
وَكَثْرَةَ السُّوَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ
الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ
تُوُفِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ
اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ
وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ
اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ
مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً
مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ
سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ
اَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ

یا ایک کو بوڑھا پایا اور پھر وہ جنت میں داخل نہ ہوا
یہ روایت مسلم کی ہے۔ اور بخاری شریف اور
مسلم شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کبیرہ گناہوں سے ہے اپنے ماں باپ
کو گالی دینا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ
علیک وسلم کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟
فرمایا ہاں۔ فرمایا دوسرے کے باپ کو جب کسی نے
گالی دی اور اس نے اسکے جواب میں اُسکے باپ کو
گالی دی تو اس نے ہی اپنے باپ کو گالی دی ایسے
ہی جب تمنے کسیکی ماں کو گالی دی پھر اس نے تمہاری
ماں کو گالی دی تو حقیقتہً تمنے ہی اپنی ماں کو گالی دی
اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک
اللہ نے حرام کیا ہے ماؤں کی نافرمانی کو اور لڑکیوں
کے زندہ دفن کرنیکو اور دوسرے کی چیز لینے اور خود بخیلی
کرنے اور نہ دینے اور مکروہ ہے اللہ کے نزدیک قیل و
قال اور کثرت سوال اور ضائع کرنا مال کا۔ یہ حدیث
بھی متفق علیہ بخاری و مسلم ہے۔ اور مسلم میں ہے فرمایا
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد مرجانے اپنے باپ
باپکے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا ... کے صلہ رحمی
ہے اور بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی

Marfat.com

اَلْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَجَالِسِيْنَ فِيَّ وَلِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ رَوَاہُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ دوسرے مسلمان پر ظلم نہ کرے اور اُسکی صحت وسلامتی زائل نہ کرے اور جو کسی مسلمان کی حاجت میں رہتا ہے اللہ جلشانہٗ اسکی حاجت روائی میں رہتا ہے۔ اور جو مسلمان کسیکی کوئی سختی دور کردے اللہ اُسکی سختی قیامت کی سختیوں سے دور کریگا اور جو مسلمان کے عیب چھپاوے قیامت کے دن خدا اسکی عیب پوشی فرمائیگا اور کافی ہے آدمی کو اتنی شرارت کہ اپنے مسلم بھائی کو نظر حقارت سے دیکھے اور اسکی تحقیر کرے اور نہیں داخل ہوگا جنت میں وہ شخص جسکے شر سے پڑوسی مامون نہوں۔ اور موطا امام مالکؒ میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دو شخص میرے واسطے آپسمیں محبت رکھیں یا میرے واسطے ملکر بیٹھیں یا میرے واسطے آپسمیں ملیں اُنسے محبت رکھنا مینے اپنے اوپر واجب کرلیا ہے۔

بطریق نمونہ یہ تو وہ احکام تھے جنکا تعلق بادشاہ سے ادنیٰ غریب تک تھا اور جو تعلق سیاست مدن سے رکھتے تھے اور آپ کی مہربانی اور آپ کے مہربانی اور لطف کے بھرے ہوئے ہونٹوں سے ٹپکے۔ اب مشتے نمونہ از خروارے کچھ وہ احکام الطاف وشفقت بھی سن لیجیے جو ہمارے دین ودنیا کی بہتری کیواسطے آپکی مہربانی بھرے ہونٹوں سے نکلے۔ سنو اور بغور سنو اور اُنپر عمل کرکے بہبودی دین ودنیا حاصل کرو اور غور سے دیکھو کہ آپکے لب مبارک کس درجہ لطف ومہربانی سے بھرے ہوئے تھے۔

اَخْرَجَ الْعَلَّامَةُ وَلِيُّ الدِّيْنِ فِي الْمِشْكٰوةِ بِرِوَايَةِ النَّسَائِيِّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ

علامہ ولی الدین مشکوٰۃ میں تخریج فرماتے ہیں۔ نسائی شریف سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں۔ جب وہ بیمار ہو اُسکی عیادت کرنا اور جب وہ

Marfat.com

يَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهٗ اِذَا مَاتَ
وَيُجِيْبُهٗ اِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهٗ
وَيُشَمِّتُهٗ اِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهٗ
اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ
الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى
الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ مَنْ بَدَاَ بِالسَّلَامِ
رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ
عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَرَّ عَلٰى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ عَنْ اَنَسٍ
قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُجْزِئُ عَنِ
الْجَمَاعَةِ اِذَا مَرُّوْا اَنْ يُّسَلِّمَ وَيُجْزِئُ
عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَّرُدَّ اَحَدُهُمْ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ رَفَعَهٗ
حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ رَجُلٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ
اَبِيْ عَنْ جَدِّيْ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبِيْ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مرے اسکی تجہیز وتکفین میں شریک ہوتا اور جب وہ بلاوے
اور دعوت کرے اسکو قبول کرنا اور جب اس سے ملے
سلام مسنون کرے اور جب وہ چھینکے اور الحمد للہ کہے
رحمک اللہ کے ساتھ اسکا جواب دے اور حاضر
وغائب اسکا خیر خواہ رہے۔ اور بخاری ومسلم میں ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار کو چاہیئے کہ پیدل
چلنے والے مسلمانوں کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا
بیٹھے ہوؤں کو اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو۔ اور مسند احمد
اور ترمذی اور ابوداؤد میں ہے فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے بہترین آدمیوں کا وہ ہے جو اول
مسلمانوں کو سلام مسنون کرے اور بخاری شریف اور
مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عورتوں کی جماعت پر جو گذرے تو آپنے انکو سلام کیا
اور ایسے ہی لڑکوں کو جب ادہر آپ تشریف فرما ہوئے
اور فرمایا راستے چلتی جماعت میں سے ایک آدمی اگر
سلام مسنون کرے تو سب بری ہو جاتے ہیں ایسے ہی اگر
مجلس میں ایک آدمی جواب سلام کا دیدے تو سب
بری الذمہ ہو جاتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو بیہقی
اور ابوداؤد نے اور مرفوع کرکے روایت کیا ہے اس
حدیث کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے وہ ایک آدمی سے
روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا مجھے میرے باپنے کہا اور میرے باپنے

Marfat.com

فَقَالَ ائْتِهِ فَاقْرَأْهُ مِنِّي السَّلَامَ
قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَبِي يَقْرَئُكَ
السَّلَامَ فَقَالَ عَلَيْكَ وَعَلَى اَبِيْكَ
السَّلَامُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَا خَيْرَ فِي الْجُلُوْسِ فِي الطُّرُقَاتِ
اِلَّا لِمَنْ هَدَى السَّبِيْلَ وَرَدَّ التَّحِيَّةَ
وَغَضَّ الْبَصَرَ وَاَعَانَ عَلَى الْحَمُوْلَةِ
رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَعَنْ اَبِي
سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ
مُوْسٰى قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَيَّ
اَنْ اٰتِيَهُ فَاَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ
ثَلٰثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ
مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَنَا فَقُلْتُ اِنِّي اَتَيْتُ
فَسَلَّمْتُ عَلٰى بَابِكَ ثَلٰثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَيَّ
فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ
اَحَدُكُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ
فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ قَالَ
اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ
اِلٰى عُمَرَ فَشَهِدْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

میرے دادا سے روایت کیا کہ اُنہوں نے فرمایا کہ
میرے باپ نے مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں بھیجا اور کہا حضور کی خدمت میں
حاضر ہوکر میرا سلام عرض کر دینا مینے ایسا ہی کیا
تو حضور نے اسکے جواب میں فرمایا علیک و علی
ابیک السلام یہ حدیث ابو داؤد سے مروی ہے
اور شرح السنۃ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے وہ فرماتے ہیں فرمایا مجکو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ شاہراہ عام پر بیٹھنے میں
بھلائی نہیں ہے مگر اُس شخص کو جو راستہ چلنے والونکو
عند الضرورت راہ بتادے اور جو کوئی سلام علیک
کرے اسکا جواب دے اور لغویات اور مستورات
کے دیکھنے سے نگاہ نیچی رکھے اور جس بوجہ والے کو
ضرورت پڑے اُس بوجھ کے اُٹھانے میں اُسکی
اعانت کرے اور اُٹھوا دے ۔ اور بخاری شریف
اور مسلم شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ
تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
مجکو بلایا تہا مینے اُنکے دروازہ پر حاضر ہوکر تین بار
السلام علیک کہا مگر مجکو کچھ جواب نہ ملا میں واپس
چلا گیا ۔ پھر جب ملاقات ہوئی تو فرمایا تم ہمارے پاس

Marfat.com

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ
عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا
فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا
عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ
عَلٰى اُمِّيْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ
اِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ
عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ خَادِمُهَا
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا
عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ
عَلَيْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ
خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ
عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ
عَلَيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَا تَبْدَءُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى
بِالسَّلَامِ وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ

کیوں نہیں آئے میں نے عرض کیا میں حاضر ہوا تھا
مگر میں نے (بآواز بلند) تین بار السلام علیک کہا۔
جب جواب نہ ملا میں واپس چلا گیا اسواسطے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب
تین بار کسی کے دروازہ پر تم سے کوئی السلام علیک
کے ساتھ اذن طلب کرے اور اسکو کچھ جواب
نہ ملے چاہیئے کہ وہ واپس چلا جاوے۔ لہذا حضرت
عمر نے فرمایا کہ اس حدیث کی صداقت پر گواہ لاؤ
یہ سنکر ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ میں انکے ساتھ حضرت عمر
کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس حدیث کی صحت
پر گواہی دی اور نیز مشکوٰۃ شریف میں ہے موطا امام
مالک رحمۃ اللہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں کہ میرے والد کے ذمہ جو قرض تھا اسکے متعلق حضو
سے کچھ بات کرنیکو میں نے در اقدس پر حاضر ہو کر جب دروازہ
کھٹکھٹایا آپ نے فرمایا کون ہے۔ میں نے عرض کیا میں ہوں
اس میرے کہنے سے کراہت ظاہر فرمائی اور فرمایا
میں میں۔ یعنے تمکو اپنا نام بتانا تھا جواب میں میں نہ
کہنا چاہیئے۔ حضرت عطا فرماتے ہیں کہ ایک
شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاؤں جب بھی اجازت
طلب کر کے جاؤں۔ فرمایا ہاں۔ عرض کیا۔ حضور میری

Marfat.com

فَاضْطَرُّوهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ
الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ
الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ
فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ
مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ
فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا
الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ
قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى
وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ
وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
وَاِرْشَادُ السَّبِيْلِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ وَتُعِيْنُوا الْمَلْهُوْفَ وَتَهْدُوا
الضَّالَّ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا

اور میری ماں کی خوابگاہ ایک ہی ہے پھر بھی اذن طلب کرنے کی ضرورت ہے فرمایا ہاں اذن کی ضرورت ہے۔ عرض کی حضور میں تو ماں کا خادم ہوں فرمایا ضرور اذن طلب کر کے پھر مکان میں داخل ہو۔ کیا تو چاہتا ہے کہ ماں کو برہنہ دیکھے۔ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا۔ بس پھر اذن طلب کر کے جا۔ صحیحین میں ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کونسا اسلام بہتر ہے یعنے اسلام کی باتوں سے کونسی بات بہتر ہے فرمایا اول بات کھانا کھلایا کر اور جس مسلمان سے ملاقات کرے تو اُس سے السلام علیک کہکر خواہ اُس سے تیری معرفت سابقہ ہو خواہ نہو۔ اور مسلم شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے یہود اور نصاریٰ کو تم سلام نہ کرو اور ان میں سے جب کوئی تمکو راستہ میں ملجاوے تو سیدھے چلتے رہو اور انکو تنگ راستہ کیطرف مجبور کردو۔ اور صحیحین میں ہے جب اہل کتاب تمکو سلام علیک کریں تو جواب میں لفظ وعلیکم کہدو۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم راستوں پر بیٹھنے سے۔ اصحاب کرام نے عرض کیا بر سر راہ جو ہماری نشستگاہیں ہیں وہاں بیٹھنے کے سوا ہمیں کوئی چارہ نظر نہیں

Marfat.com

تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى
اِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ
تَسْلِيْمُ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ
بِالْاَكُفِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ ـ وَ
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى
هْلِهٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا
هْلَهٗ بِسَلَامٍ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
سَلَّمَ تَمَامُ التَّحِيَّةِ الْمُصَافَحَةُ
السَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ ـ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَافَحُوْا
يَذْهَبُ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا وَتَحَابُّوْا
تَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ
بَابُ الْقِيَامِ لِلتَّعْظِيْمِ اَوْ لِلتَّحِيَّةِ
قَادِمِ ـ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا
نَ اَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَ
لًّا وَفِيْ رِوَايَةٍ حَدِيْثًا وَكَلَامًا
سُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نْ فَاطِمَةَ رض كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ
لَيْهِ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا

وہاں بیٹھکر ہم ضروری بات چیت کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا وہاں بیٹھنے کے سوا جب کوئی چارہ نہیں تو راستہ کا حق ادا کرتے رہو۔ عرض کیا حضور راستہ کا کیا حق ہے فرمایا نامحرموں سے اور بری باتوں سے نیچی نگاہ رکھنا اور ایذا کی چیز راستہ سے دور کرنا سلام کا جواب دینا بھلی بات کا حکم کرنا بری بات سے منع کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے بھولے بھٹکے کو راستہ بتا دینا اور عاجز کی مدد کرنا اور بھولے ہوئے کو منزل تک پہونچا دینا اور ترمذی شریف میں ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے غیروں کے ساتھ مشابہت حاصل کرے وہ ہم سے نہیں ہے۔ مت مشابہت حاصل کرو یہود اور نصارٰی کے ساتھ (یعنے انگلیوں اور ہتھیلیوں کے ساتھ سلام نہ کرو) اسلئے کہ سلام یہود کا انگلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے اور سلام نصارٰی کا ہتھیلی کے اشارہ سے۔

فائدہ۔ جب سلام تک میں جو ادنیٰ سی مشابہت ہے حضور نے مشابہت کفار کو پسند نہ فرمایا تو لباس میں خواہ وہ ٹوپی ہو یا کوٹ پتلون یا بوٹ سوٹ مشابہت کفار کب جائز ہو سکتی ہے جیسے آجکل کے گمراہ مولوی (یا علماء سوء) منہ سے کہہ رہے اور رسالوں میں لکھ رہے ہیں۔ اسی بنا پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے پارسیوں کی ٹوپی

Marfat.com

فقبّلها واجلسها فی مجلسہ (متفق علیہ)
وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ
فاخذت بیدہ فقبّلتہ واجلستہ
فی مجلسہا رواہ ابوداؤد وعن
ابی سعید الخدری قال لمّا
نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد
بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الیہ وکان قریبا منہ فجاء علی
حمار فلمّا دنا من المسجد قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم للانصار قوموا
الی سیدکم متفق علیہ وعن ابی ہریرۃ
قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فاذا
قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل
بعض بیوت ازواجہ رواہ البیہقی
فی شعب الایمان۔

باب منع الوقوف بین ایدی الامراء کما یقومون الاعاجم۔

عن ابی امامۃ قال خرج رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکئا
علی عصا فقمنا لہ وبارادۃ الوقوف

پہنے کو شرح فقہ اکبر میں محیط وغیرہ کتب معتبرہ سے
کفر لکھا ہے۔)
اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی گھ
میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اور جب وہاں
رخصت ہو تو سلام کرکے اور بعد سلام کے آتے
جاتے وقت مصافحہ بھی کرو۔ اس سے رنجش باہمی
دل سے نکل جاوے گی اور آپسمیں ایک دوسر
کو ہدیہ دیتے رہاکرو اس سے باہمی محبت پیدا ہوگی
اور دل سے کینہ جاتا رہیگا۔ یہ حدیثیں موطا امام مالک
کی ہیں۔ **باب قیام تعظیمی اور قیام محبت کا**۔ ابوداؤ
میں ہے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں آنحضرت کے س
چال ڈھال انداز میں اور بات چیت میں زیادہ تر
مشابہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے میں نے کسیک
نہیں دیکھا جب وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتی
آپ بتقاضاء محبت کھڑے ہوجاتے اور انکا ہا
چومکر اپنی جگہ بٹھالیتے۔ ایسے ہی جب حضور انکے
پاس تشریف لاتے وہ تعظیماً کھڑی ہوجاتیں اور حض
کے دست مبارک چومکر آپکو اپنی جگہ بٹھالیتیں۔ اور صحیح
میں ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب
بنو قریظہ حضور سے امن لیکر اپنے معاملہ میں حضرت س
کے حکم پر راضی ہوکر حضور کی خدمت میں آگئے حض

Marfat.com

دلّ علیه سیاق الحدیث بتفسیرہ
الحدیث الآتی لئلا تتمنا فضل الاحاد
قال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم
یعظم بعضهم بعضا رواه ابو داؤد
عن معاویۃ قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم من سرہ ان
یتمثل له الرجال قیاما فلیتبوأ مقعده
من النار رواه الترمذی وابو داؤد
وعن انس قال لم یکن شخص احب
الیهم من رسول الله صلی الله علیه
وسلم وکانوا اذا راوه لم یقوموا لما
بارادۃ الوقوف لما یعلمون من
کراهیته لذلک رواه الترمذی۔
وقال هذا حدیث حسن صحیح
یمکن ان یکون المراد من کراهته
من القیام لما یقوم رسول الله صلی
الله علیه وسلم بارادۃ الرجوع
کما اخرج ابو داؤد عن ابی الدرداء
رضی الله عنه قال کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم اذا جلس و
جلسنا حوله فقام فاراد الرجوع

زیب ہی مقیم تھے آپ نے انکو جب بلایا وہ گدہے پر سوار ہوکر خدمت اقدس میں جب حاضر ہوئے آپ نے انصار کو فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوجاؤ اور شعب الایمان بیہقی میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سردار عالم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھکر باتیں فرماتے رہتے جب آپ تشریف بری کے ارادے سے کھڑے ہوتے ہم کھڑے ہوجاتے اور جبتک ہم نہ دیکھ لیتے کہ حضور حجرہ میں کسی کے ازواج مطہرات سے داخل ہوگئے ہم تعظیماً کھڑے رہتے

باب ممانعت کھڑے رہنے کا امیروں کے

سامنے جیسے اہل عجم اپنے بادشاہوں اور امیروں کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ ابو داؤد میں ہے حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ عصا مبارک پر ٹیکی لگائے ہوئے حضور ہماریطرف تشریف لائے ہم آپ کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہوگئے اس ارادے سے کہ آپ جب آجاویں ہم کھڑے رہیں جیسے اہل عجم کھڑے رہتے ہیں آپ نے فرمایا مثل عجمیوں کے مت کھڑے ہو جیسے آپسمیں انکے بعض اپنے بعض کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ معنے سباق حدیث کے بھی مطابق ہیں اسواسطے کہ مطلقاً قیام جو اہل عرب میں بطریق تعظیم مروج تھا اسی سے منع فرمانا مقصود ہوتا تو قیام کو عجمیوں کے ساتھ مقید کرکے منع فرماتے

Marfat.com

نَزَعَ نَعْلَهُ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهٗ فَيَثْبُتُوْنَ م

اور اس تقدیر پر قیام کی حدیثوں کے ساتھ تعارض نہیں ہوتا اور اگلی حدیثیں اس معنی کی تائید ہی کرتی ہیں۔ چنانچہ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ میرے سامنے آدمی تصویر کی صورت کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ جہنم سے ڈھونڈ لے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب صحابہ کرام کو کوئی نہ تھا مگر جب وہ آپ کو دیکھتے کھڑے رہنے کے ارادے سے نہیں کھڑے ہوتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے حضور کو ایسے قیام سے نفرت ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح ترمذی شریف کی ہے۔ اور اس حدیث کے یہ بھی معنے ہوسکتے ہیں کہ بار بار جب آپ بارادہ واپسی مجلس سے کھڑے ہوتے بار بار نہیں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ مصرح اس معنے کی یہ حدیث ابوداؤد کی ہے۔ حضرت ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ جب حضور بیٹھتے ہم حضور کی گرداگرد بیٹھ جاتے۔ پھر جب آپ کسی ضرورت سے بارادہ واپسی کھڑے ہوتے تو نعلین مبارک یا اپنا کوئی کپڑا چھوڑ کر کھڑے ہوتے جس سے ہم جان لیتے کہ آپ ابھی پھر واپس تشریف لاتے ہیں لہذا ہم بدستور ادب سے ویسے ہی بیٹھے رہتے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمُعَانَقَةِ لِاِظْهَارِ الْمَحَبَّةِ۔

عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ اَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ ذَرٍّ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَافِحُكُمْ اِذَا لَقِيْتُمُوْهُ قَالَ مَا لَقِيْتُهُ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ

باب استحباب معانقہ کا بغرض اظہار محبت۔ ایک شخص قبیلہ عنزہ کے فرماتے ہیں میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تم سے ملتے مصافحہ کیا کرتے تھے۔ فرمایا کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں آپ سے ملا اور آپ نے مصافحہ نہ فرمایا۔ اور ایک دن مجکو طلب فرمایا میں گھر نہ تھا جب میں آیا اور مجکو خبر ملی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ چارپائی پر رونق افروز تھے پس آپ مجھسے چمٹ گئے اور یہ امر مصافحہ سے بھی بڑھکر ہوا۔

فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ ابو داؤد

عَنْ اُسَیْدِ ابْنِ حُضَیْرٍ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ بَیْنَمَا ھُوَ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَکَانَ فِیْہِ مِزَاحٌ بَیْنَمَا یُضْحِکُھُمْ فَطَعَنَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خَاصِرَتِہٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِیْ[1] قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَیْکَ قَمِیْصًا وَلَیْسَ عَلَیَّ قَمِیْصٌ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِیْصِہٖ فَاحْتَضَنَہٗ وَجَعَلَ یُقَبِّلُ کَشْحَہٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُّ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ ـ

اور اسید بن حضیر انصاری فرماتے ہیں کہ میں باہم خوش طبعی کی باتیں کر رہا تھا۔ اور لوگوں کو ہنسا رہا تھا کہ ناگاہ حضور نے میرے پہلو میں لکڑی سے کوچہ مارا مینے عرض کیا حضور اس کوچہ کا بدلہ لینے پر مجکو اجازت دیجئے فرمایا بہت اچھا مینے عرض کی حضور تو کرتہ پہنے ہوئے ہیں اور میں ننگا تھا آپنے کرتہ اٹھا دیا اور میں حضور کے جسم اطہر سے جا چمٹا۔ اور مینے آپ کے پہلوئے مبارک پر بوسے دینے شروع کئے

[1] اے اقدرنی وامکنی من الاقتصاص قال صلے اللہ علیہ وسلم اصطبر اے امکنک القصاص ۱۲

سید دیدار علی عفی اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ ۔

بَابٌ جَوَازِ تَقْبِیْلِ اَیْدِیْ وَاَرْجُلِ الْعُلَمَاءِ وَالصُّلَحَاءِ ـ عَنْ زَارِعٍ وَکَانَ فِیْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَیْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَغَیْرُہٗ

باب بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنے کا۔ ابوداؤد میں ہے حضرت زارع جو شریک وفد عبد القیس تھے فرماتے ہیں جب ہمارا وفد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا ہم سب یکے بعد دیگرے حضور کی خدمت میں اپنے کجاووں سے جھپٹ جھپٹ کر حاضر ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو چومتے تھے روایت کیا اسکو ابوداؤد وغیرہ نے معتبر سندوں سے اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ نبی صلعم بعد نماز فجر اچھی طرح آفتاب کے روشن ہونے تک اپنی نماز کی جگہ چار زانو بیٹھے رہتے تھے۔

بَابٌ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِیْ مَجْلِسِہٖ حَتّٰی تَطْلُعَ

Marfat.com

الشَّمۡسِ حَسَنًا رَوَاہُ اَبُوۡدَاؤُدَ وَعَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضۡطَجِعًا عَلٰی بَطۡنِہٖ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجۡعَۃٌ لَّا یُحِبُّہَا اللّٰہُ رَوَاہُ التِّرۡمِذِیُّ وَعَنۡ جَابِرٍ قَالَ نَھٰی رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنۡ یَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَطۡحٍ لَیۡسَ بِمَحۡجُوۡرَۃٍ عَلَیۡہِ رَوَاہُ التِّرۡمِذِیُّ وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ خَیۡرُ الۡمَجَالِسِ اَوۡسَعُہَا رَوَاہُ اَبُوۡدَاؤُدَ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَحَدُکُمۡ فِی الۡفَیۡءِ فَقَلَصَ عَنۡہُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعۡضُہٗ فِی الشَّمۡسِ وَبَعۡضُہٗ فِی الظِّلِّ فَلۡیَقُمۡ رَوَاہُ اَبُوۡدَاؤُدَ وَزَادَ فِیۡ شَرۡحِ السُّنَّۃِ فَاِنَّہٗ مَجۡلِسُ الشَّیۡطَانِ عَنِ ابۡنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنۡ یَّمۡشِیَ یَعۡنِی الرَّجُلُ بَیۡنَ الۡمَرۡاَتَیۡنِ رَوَاہُ اَبُوۡ دَاؤُدَ وَعَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡعُطَاسَ

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین نشستگاہ نشستگاہوں سے وہ ہے جس میں آنیوالوں کو گنجائش دیجاوے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی سایہ میں بیٹھا ہو اور سایہ اُس سے ہٹ جاوے اُسکو چاہیے وہاں سے کھڑا ہو جاوے اور آدھا دہوپ میں اور آدہا سایہ میں نہ بیٹھے۔ شرح سنۃ میں بہ نسبت ابوداؤد اتنا زیادہ ہے کہ آدھا سایہ آدھا دہوپ میں بیٹھنا شیطان کی نشستگاہ ہے یعنی موجب مرض ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ منع فرمایا مردوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کے بیچ میں چلنے سے۔ اور ترمذی شریف میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص کو پیٹ کے بل اوندہا پڑا ہوا دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسطرح لیٹنے کو اللہ دوست نہیں رکھتا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسی چھت پر جسکی دیواریں نہ بنی ہوں اور صاف ہو سونے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔ اور بخاری شریف میں ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ دوست رکھتا ہے چھینک کو اور مکروہ رکھتا ہے جمائی کو

Marfat.com

يَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ
وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ
سَمِعَهٗ اَنْ يَّقُوْلَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا
التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطٰنِ
فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهٗ مَا
اسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاءَبَ
ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ
اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ مِنْهُ
وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى مِنَ الْبُخَارِيِّ
فَاِذَا قَالَ لَهٗ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ
يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ وَفِيْ
رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ
بِيَدِهٖ عَلٰى فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ
يَدْخُلُ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ
عَنْ فِرَاشِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ
فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ اِزَارِهٖ ثَلٰثَ
مَرَّاتٍ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهٗ

اسواسطے کوئی تم میں سے چھینکے اور الحمد للہ کہے تو
ہر سننے والے پر حق ہے کہ یرحمک اللہ کہے اور
جمائی شیطان کیطرف سے ہے لہذا تم میں
سے کسیکو جب جمائی آوے اپنی طاقت
کے موافق اسکو روکنا چاہیئے اسواسطے کہ جمائی
کی آواز سے شیطان ہنستا ہے (اور نہ روکنے
سے بعض اوقات جبڑا اتر جاتا ہے) اور مسلم
شریف کی بعض روایت میں ہے کہ جمائی لینے
کی آواز ھا سے شیطان ہنستا ہے۔ اور بخاری شریف
کی دوسری روایت میں ہے جب چھینک کے
جواب میں کوئی یرحمک اللہ کہے چھینکنے والیکو
چاہیئے کہ اسکے جواب میں کہے یہدیکم اللہ ویصلح
بالکم۔ اور ایک روایت مسلم میں ہے جمائی کو
ہاتھ سے روکنا چاہیئے ورنہ داخل ہوجاتا ہے شیطان اور موجب
مرض ہوجاتا ہے۔ اور ترمذی شریف کی حدیث حسن ہے
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے
کوئی اپنے بستر سے اٹھ جاوے اور پھر بستر پر آوے
اسکو چاہیئے کہ بستر کو تہ بند کے دامن سے تین
بار جھاڑ کر لیٹے اسکو کیا خبر ہے کہ اسکے اٹھ
جانیکے بعد کوئی ایذا کی چیز بستر پر آ پڑی ہو۔ پھر
لیٹ کر چاہیئے کہ یہ دعا پڑھے :-

Marfat.com

عَلَيْهِ بَعْدَهٗ فَاِذَا اضْطَجَعَ فَلْيَقُلْ
بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَ
بِكَ اَرْفَعُهٗ فَاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ
فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا
بِمَا تَحْفَظُهٗ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ
فَاِذَا اسْتَيْقَظَ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ
وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَاَذِنَ لِیْ بِذِكْرِهٖ
رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ
حَسَنٌ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجْنَحَ اللَّيْلُ
اَوْ قَالَ كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ فَكُفُّوْا
صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ
حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ
مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ
بَابَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِئْ
مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ
وَاَوْكِ سِقَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ
وَخَمِّرْ اِنَاءَكَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ
تَعْرُضُ عَلَيْهِ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ
وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(جو خطوں کے نیچے ہے) پھر جب جاگے چاہیئے کہ یہ دعا پڑھے جسپر خط کھینچ دیئے گئے ہیں ۔ اور بخاری شریف میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن چھپنے کے وقت جب رات اپنا بازو پھیلاوے اپنے بچوں کو باہر نہ پھرنے دو اسواسطے کہ اسوقت شیاطین زمین پر پھیل جاتے ہیں جب کچھ رات چلی جاوے پھر باہر نکلیں تو مضائقہ نہیں اور جب سونیکا وقت آوے بسم اللہ پڑھکر مکان کا دروازہ بند کردو ۔ ایسے ہی بسم اللہ پڑھکر چراغ گل کردو ۔ اور بسم اللہ کے ساتھ پانی کی مشکوں کا منہ بند کردو ۔ اور کھانے پینے کے برتن بسم اللہ کہکر ڈھانک دو ۔ کچھ بھی نہ ملے تو کھانے پینے کے برتن پر لکڑی ہی آڑی رکھدو ۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے بعد مضمون مذکورہ بے شک شیطان بند برتن اور مشکیزہ اور دروازے کو نہیں کھولتا ہے ۔ اور چراغ جلتا چھوڑ دینے سے فاسق جانور چوہے وغیرہ بتی گھسیٹ کر گھروں میں آگ لگا دیتے ہیں ۔

فائدہ ۔ کوئی بے سمجھ یہ خیال نہ کرے کہ آجکل تو بجلی اور لیمپ ہیں انکے جلتے رہنے میں کچھ حرج نہیں اسواسطے کہ بجلی اور لیمپ کے جلتا

Marfat.com

لّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْکُوْا
السِّقَاءَ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا
السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَحُلُّ
سِقَاءً وَّلَا یَفْتَحُ بَابًا وَّلَا یَکْشِفُ اِنَاءً
فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ اَحَدُکُمْ اِلَّا اَنْ یَّعْرُضَ
عَلٰی اِنَائِہٖ عُوْدًا وَّیَذْکُرَ اسْمَ اللّٰہِ
فَلْیَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَیْسِقَۃَ تُضْرِمُ عَلٰی
اَھْلِ الْبَیْتِ بَیْتَھُمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
لَہٗ قَالَ لَا تُرْسِلُوْا فَوَاشِیَکُمْ وَ
صِبْیَانَکُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ
حَتّٰی تَذْھَبَ فَحْمَۃُ الْعِشَاءِ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ
یُبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰی
تَذْھَبَ فَحْمَۃُ الْعِشَاءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
لَہٗ قَالَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْکُوا السِّقَاءَ
فَاِنَّ فِی السَّنَۃِ لَیْلَۃً یَّنْزِلُ فِیْھَا وَبَاءٌ
لَا یَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَیْسَ عَلَیْہِ غِطَاءٌ
اَوْ سِقَاءٍ لَیْسَ عَلَیْہِ وِکَاءٌ اِلَّا نَزَلَ
فِیْہِ مِنْ ذٰلِکَ الْوَبَاءِ وَعَنْ اَنَسٍ
قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
وَعَنْ ... رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

چھوڑنے میں قطع نظر فضول خرچی ہے چراغ سے
زیادہ نقصان ہے لیمپ کے تیل میں آگ لگی نہیں
بجھتی اور بجلی کا پور زیادہ آجاوے تو ہمنے بمبئی
میں مکان گرتا اور اس میں سخت آگ لگتی دیکھی ہے
اور ایک روایت میں ہے غروب آفتاب سے اندھیری
چھانے تک اپنے جانوروں (مویشیوں) کو بھی باہر
نہ نکالو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ برس دن میں
ایک رات وبا نازل ہوتی ہے اگر کھلا برتن
پاتی ہے اس میں داخل ہو جاتی ہے۔ صحیحین
میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تین
سانس میں پانی پیا کرتے تھے۔ اور آپ نے
مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا
اور مشک کا دہانہ لوٹا کر پانی پینے سے بھی منع
فرمایا۔ اور مسلم شریف میں ہے حضور صلے
اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے
منع فرمایا۔ مگر بیان جواز کو دوسری روایت میں
ہے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں مینے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو چاہ زمزم کا
پانی کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے۔ حضرت جابر فرماتے
ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر
ساتھ لئے ایک انصاری کے تشریف فرما ہوئے

Marfat.com

عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِخْتِنَاثُ الْاَسْقِيَةِ وَفِي رِوَايَةٍ وَ
اِخْتِنَاثُهَا اَنْ يُّقْلَبَ رَأْسُهَا
ثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ
نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ
فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ
وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ (اَبُوْبَكْرٍ) فَسَلَّمَ
فَرَدَّ الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي
حَائِطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ
وَاِلَّا كَرَعْنَا فَقَالَ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ
فِي شَنٍّ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ
فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ
فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ نے السلام علیک کہا۔ انصاری نے
جواب دیا اسی حالت میں کہ وہ اپنے باغ کو پانی
دے رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر تمہارے
پاس رات کا ٹھنڈا پانی ہے تو لاؤ ورنہ ہم اس
بہتے پانی سے منہ ڈالکر ہی پی لیں۔ انصاری نے
عرض کیا رات کا ٹھنڈا پانی موجود ہے۔ پھر وہ
اپنے چھپر میں گئے اور پیالے میں ٹھنڈا پانی
لیکر اُس پر بکری کا دودھ دوھکر خدمت میں حاضر
کیا۔ آپ نے نوش فرمایا۔ باقی اپنے ساتھی
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیدیا۔ اور فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص چاندی کے
برتن سے کچھ پئے گا جہنم کی آگ اُسکے پیٹ میں
جوش مارے گی۔ اور دوسری روایت میں ہے
سونے چاندی کے برتن میں کھانے پینے کا یہی
حکم بیان فرمایا۔ اور دوسری روایت متفق علیہ
میں ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم
اور دیبا مت پہنو اور چاندی سونے کے برتنوں میں
نہ کھاؤ نہ پیو کافروں کے لئے یہ چیزیں فانی دنیا میں
ہیں اور تمہارے لئے یہ نعمتیں آخرت میں عطا
کیجاویں گی اسطرح کہ ہمیشہ باقی رہیں۔ صحیحین میں
سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ

Marfat.com

ثُمَّ عَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ
مَعَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَشْرَبُ
فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي
بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي
رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّ الَّذِي يَاْكُلُ وَ
يَشْرَبُ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ
وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ
وَلَا تَشْرَبُوا فِي اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَ
الْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوا فِي صِحَافِهَا فَاِنَّهَا
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا (اَيِ الْفَانِيَةِ)
وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (الْبَاقِيَةِ)
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ
غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ
عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ
لِي اَنْ اُعْطِيَ الْاَشْيَاخَ فَقَالَ
مَا كُنْتُ لِاُوثِرَ بِفَضْلِي مِنْكَ
اَحَدًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا آپ نے اُس سے پیا۔ آپ کی دھنی طرف ایک لڑکا تمام حاضرین جلسہ سے کم عمر تھا اور بائیں طرف بڈھے آپ نے (بڈھوں کے مرتبہ کا لحاظ کرکے اگرچہ حقدار دھنی طرف والا ہوتا ہے) فرمایا اے لڑکے اگر تو اجازت دے تو بچا ہوا پیالہ بڈھوں کو دے دوں۔ لڑکے نے عرض کی۔ حضور آپ کے جھوٹے کو سوائے اپنے میں کسیکو دینا نہیں چاہتا۔ آخر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دھنی طرف والے کو زیادہ حقدار سمجھکر اُسی کو دیدیا اور ابو داؤد میں ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوٹے اور پیالے کے ٹوٹے کنارے سے پینے کو اور پینے کی چیز میں پھونک دینے کو ترمذی اور ابو داؤد میں ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کھاؤ تو یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ

مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شُرْبٍ مِّنْ
ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَاَنْ یُّنْفَخَ فِی
الشَّرَابِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ طَعَامًا فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ
بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ
وَاِذَا سُقِیَ لَبَنًا فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ
بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَاِنَّهٗ لَیْسَ
شَیْءٌ یُّجْزِیْ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ
اِلَّا اللَّبَنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ

بَابُ اٰدَابِ الطَّعَامِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا
فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَکَانَتْ تَطِیْشُ یَدِیْ فِی الصَّحْفَةِ
فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
سَمِّ وَکُلْ بِیَمِیْنِكَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْكَ
مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَهٗ فَذَکَرَ اللّٰهَ

اور بعد دودھ پینے کے یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا
مِنْهُ۔ اس واسطے کہ سوائے دودھ کے
کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے
اور پینے دونوں سے کافی ہو۔

باب آداب طعام کا

عمرو بن ابی سلمہ سے صحیحین میں ہے
وہ کہتے ہیں میں لڑکپن میں حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھکر آپ کے
ساتھ کھانا کھا رہا تھا اور میرا ہاتھ برتن
میں چاروں طرف پھرتا تھا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ میاں بسم اللہ کہکر
دہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھایا کرو
یعنے چاروں طرف ہاتھ نہ پھراؤ۔ اور
مسلم شریف میں ہے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب آدمی
اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت
ذکر اللہ کر لیتا ہے۔ ایسے ہی کھانے
کے وقت یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا درود شریف پڑھ لیتا ہے شیطان

Marfat.com

عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ (لِذُرِّيَّتِهٖ) لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ (لِذُرِّيَّتِهٖ) اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ بِثَلَاثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهِ الْبَرَكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهٖ

اپنی ذریات سے کہتا ہے یہاں تمکو کھانا ملے نہ شب باشی اور اگر وقت کھانے اور گھر میں جانیکے ذکر اللہ نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے اپنی ذریات سے یہاں تمکو کھانا اور سونے کی جگہ دونوں ملگئے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ نہ پیو اسواسطے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمایا کرتے تھے اور دھونے پونچھنے سے پہلے انگلیونکو چاٹ لیا کرتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلی اور برتن دونوں کو چاٹنے کا ارشاد فرمایا بن چاٹے فرمایا نہیں معلوم کونسے دانہ میں برکت تھی بہادو گر جاوے یا دُھل جاوے بخاری شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وصحبہ وسلم نے تمہاری ہر شے کھانے پینے تک میں شیطان آموجود ہوتا ہے لہٰذا اگر کوئی لقمہ

Marfat.com

حتى يحضره عند طعامه فاذا سقطت
من احدكم اللقمة فليمط ما كان بها
من اذى ثم ليأكلها ولا يدعها
للشيطان وقال النبي صلى الله
عليه وسلم لا اكل متكئا رواه
البخاري۔ وعن قتادة عن انس
قال ما اكل النبي صلى الله عليه
وسلم على خوان ولا في سكرجة
ولا خبز له مرقق قيل لقتادة على
ما يأكلون قال على السفرة رواه
البخاري۔ وعن ابي هريرة قال ما
عاب النبي صلى الله عليه وسلم
طعاما قط ان اشتهاه اكله وان
كرهه تركه متفق عليه وكان
النبي صلى الله عليه وسلم يحب الحلواء
والعسل رواه البخاري وقال صلى الله
عليه وسلم ان المؤمن يأكل في معى
واحد والكافر يأكل في سبعة امعاء
وقال صلى الله عليه وسلم نعم الادام الخل وقال
صلى الله عليه وسلم الكمأة من المن وماؤها
شفاء للعين متفق عليه

تمہارے ہاتھ سے گر پڑے تو اسکو پونچھکر صاف کر کے
کھالو اسکو شیطان کے لیئے نہ چھوڑو اور
بخاری میں ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا اور نہ
چوکی وغیرہ پر کبھی اونچا رکھکر آپ نے
کھانا تناول فرمایا اور نہ آپنے ذرا ذرا سی
پیالیوں میں مختلف کھانے رکھکر کھائے
اس حدیث کے راوی قتادہ رضی اللہ عنہ سے جب
پوچھا گیا کہ پھر کس چیز پر رکھکر کھانا تناول فرماتے
تھے فرمایا دسترخوان پر۔ اور صحیحین میں ہے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپنے
کبھی کسی کھانیکو برا نہیں فرمایا جسکو جی چاہتا
تناول فرما لیتے اور اگر اس سے طبیعت
کراہت کرتی تو چھوڑ دیتے اور آپ میٹھی
چیز اور شہد کو زیادہ دوست رکھتے تھے
اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مومن
ایک انتڑی میں کھاتا ہے یعنی کم کھاتا ہے
اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے یعنی
بمقتضائے حرص کھاتا ہی چلا جاتا ہے اور فرمایا سرکہ
اچھی ترکاری ہے یعنی جو ہر وقت بآسانی ملجاتی ہے
اور فرمایا کھنبی قسم من سے ہے یعنی بے مشقت ملجاتی ہے اور پانی اسکا

Marfat.com

بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْبَوْلٍ اَوْاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْاَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْبِعَظْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِّ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَخْرُجِ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

پاخانہ جانے کے آداب

مسلم شریف میں ہے سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منع فرمایا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر سے کہ ہم پیشاب پاخانہ کیواسطے قبلہ کیطرف منہ کرکے بیٹھیں اور اس امر سے کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کریں یا تین ڈھیلو سے کم کے ساتھ استنجا کریں اور منع فرمایا گوبر وغیرہ نجس چیز کے ساتھ اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے۔ اور ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخ میں کبھی پیشاب نہ کرو۔ دوسری روایت میں ہے مبادا اس سوراخ سے کوئی جانور نکلکر تمکو ستادے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے بچو تین لعنت کیے جانے کی جگہوں سے۔ مسافروں کے ٹھیرنے کی جگہ اور سایہ کی جگہ اور راستہ میں پاخانہ نہ پھرو ورنہ لوگ لعنت کرینگے۔ اور نیز علاوہ ان کے مسند احمد [illegible] میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ایسا نہ کرو کہ باہم برہنہ بیٹھکر پاخانہ [illegible] اور باتیں کرنے لگو بیشک اللہ اس حرکت سے غضب کرتا ہے

وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتْرُ مَا بَيْنَ أَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ أَنْ يَقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي وَعَنْ عُمَرَ قَالَ رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فِي تَوْرٍ أَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجٰى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِإِنَاءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ بِمَعْنَاهُ ـ

ترمذی میں ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک نجس جگہ پاخانوں وغیرہ میں خبیث روحیں اور خبیث جن حاضر رہتے ہیں لہٰذا پاخانہ میں جانیکے وقت یہ پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ اور اسکے بعد بسم اللہ کہکر پاخانہ میں جانیسے تمہاری شرمگاہوں اور جنوں کی آنکھوں کے درمیان پردہ حائل ہوجاتا ہے۔ ترمذی میں ہے پاخانہ سے باہر آنیکے بعد حضور فرماتے غُفْرَانَكَ تجھسے تیری بخشش طلب کرتا ہوں یا اللہ اور ایک روایت میں ہے یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذٰى وَعَافَانِي ترمذی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھکو کھڑے پیشاب کرتے دیکھکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ ترمذی نسائی دارمی میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں جب حضور پاخانہ تشریف لیجاتے ہیں کسی برتن میں پانی لیکر حاضر ہوتا۔ آپ طہارت فرماکر ہاتھ کو زمین سے ملکر دھوتے۔ پھر دوسرے برتن میں پانی حاضر کرتا اُس سے حضور وضو فرماتے۔

Marfat.com

یہ تھوڑا سا نمونہ تھا جو بقدر ضرورت بہت اختصار کے ساتھ یہانتک آپ کی لطف و مہربانی سے ہونٹوں کا جلوہ دکھایا گیا۔ اب اس علامت سوم کو ملاحظہ کیجئے اور مطابق کرکے دیکھئے داؤد علیہ السلام آنیوالے نبی کے متعلق فرماتے ہیں کہ تلوار کے ساتھ مزین ہو کر سوار ہونیوالا سچائی اور نرمی کے ساتھ آگے بڑھنے والا اور ظفریاب ہوگا۔ چنانچہ ان تینوں صفتوں کے ساتھ آپکا متصف ہونا۔

بیان غزوہ بنی قریظہ جلد دوم۔ انسان العیون معروف بہ سیرۃ حلبی وغیرہ کتب سے اظہر من الشمس ہے بخلاف عیسٰے علیہ السلام کے کہ آپ کو کبھی تلوار سے کام ہی نہیں پڑا۔

فی روایۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ منادیا یا خیل اللہ ای فرسان خیل اللہ ارکبی ثم سار الیہم قال وقد لبس صلی اللہ علیہ وسلم السلاح والدرع والمغفر والبیضۃ واخذ قناۃ بیدہ الشریفۃ وتقلد السیف ورکب فرسہ اللحیف والناس حولہ قد لبسوا السلاح و رکبوا الخیل وھم ثلاثۃ آلاف والخیل ستۃ وثلثون فرسا منہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا ثلاثۃ واستعمل علی المدینۃ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ وقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

ایک روایت میں ہے کہ وقت چڑھائی کے بنی قریظہ پر غازیوں کیطرف آپنے منادی روانہ فرمایا تاکہ وہ پکار دے اے اللہ کے راہ کے سوار و سوار ہوکر تیار ہو پھر حضور نے زرہ اور منہ پر چھٹکانے کی زنجیریں اور خود کو پہنا اور ہتھیار بدن پر سجائے برچھا دست مبارک میں لیا اور تلوار زیب گلو فرمائی۔ اور اپنے گھوڑے لحیف نامی پر سوار ہوئے اور تین ہزار پیادہ جان نثار ہتھیاروں سے سج کر (مثل ہالہ کی گرد چاند کے) آپکے گرداگرد ہوگئے جنمیں چھتیس سوار اور آپ کے خاص گھوڑے تین تھے اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم نابینا کو امیر مدینہ بناکر انتظام مدینہ طیبہ کیلئے چھوڑ گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں

بِرَأْيَتِهِ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ وَكَانَ اللِّوَاءُ
عَلَى حَالِهِ لَمْ يُحَلَّ مِنْ مَرْجِعِهِ مِنَ الْخَنْدَقِ
وَمَرَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَفَرٍ مِنْ بَنِي
النَّجَّارِ قَدْ لَبِسُوا السِّلَاحَ فَقَالَ هَلْ
مَرَّ بِكُمْ أَحَدٌ قَالُوا نَعَمْ دِحْيَةُ الْكَلْبِي
مَرَّ عَلَى بَغْلَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ عَلَى فَرَسٍ
أَبْيَضَ عَلَيْهِ السِّلَاحُ وَأَمَرَنَا بِحَمْلِ السِّلَاحِ
وَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ فَلَبِسْنَا
سِلَاحَنَا وَصَفَفْنَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ جِبْرِيلُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بُعِثَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ لِيُزَلْزِلَ
حُصُونَهُمْ وَيَقْذِفَ الرُّعْبَ فِي قُلُوبِهِمْ
إِلَى آخِرِ الْقِصَّةِ حَتَّى ظَفَّرَ اللهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِمْ
وَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَفِي الْمِشْكٰوةِ عَنْ
أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ
وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ
وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ
لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ

رائت اسلامی دیکر بنو قریظہ کیطرف پہلے روا
فرمایا۔ یہ جھنڈا جنگ خندق سے واپس آکر ابھی
کھولا ہی نہیں گیا تھا کہ اوسیطرح حضرت
شیر خدا کے ہاتھ میں دیدیا جب حضور قبیلہ
بنی النجار پر پہونچے اور انکو جان نثاری کے لئے
مسلح تیار پایا۔ فرمایا کیا کوئی تمسے تیاری کیلئے
کہتا ہوا گیا ہے۔ عرض کیا۔ ہاں حضرت دحیہ کلبی
سامان جنگ کے ساتھ آراستہ خچر یا سفید گھوڑے
پر سوار ہمکو حکم تیاری جنگ کا سناتے ہوئے
ابھی گئے ہیں اور کہہ گئے ہیں کہ حضور سرور
عالم صلے اللہ علیہ وسلم ابھی تشریف لاتے
ہیں تم سامان جنگ کے ساتھ تیار رہو۔ لہذا
ہم ہتھیاروں سے آراستہ صف باندھکر انتظاری
میں تشریف آوری حضور کے تیار کھڑے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبریل
علیہ السلام تھے بنی قریظہ کیطرف پہلے سے
منجانب اللہ اسواسطے بھیجے گئے ہیں کہ
انکے قلعوں کو ہلادیں اور انکے دلوں میں
اہل اسلام کا رعب ڈالدیں۔ بعد تمام قصہ کے
علامہ حلبی نقل فرماتے ہیں کہ اللہ نے اپنے
نبی کو بنی قریظہ پر فتحیاب کیا اور ہتھیار ڈال

Marfat.com

فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَةَ عُرْیٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

اس امر پر راضی ہوگئے کہ حضرت سعد ہمارے معاملہ میں جو حکم فرمادیں ہم اسپر راضی ہیں اور مشکوٰۃ میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے زیادہ حسین اور بخشش کرنیوالے اور بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ طیبہ میں لوگوں کو دشمن سے کچھ گھبراہٹ پیدا ہوا اور لوگ اس خوفناک آواز کیطرف روانہ ہوئے۔ آپ انکو سامنے سے آتے ملے اسواسطے کہ آپ سب سے پہلے اُسطرف پہونچ گئے تھے اور آپ فرماتے تھے مت گھبراؤ مت گھبراؤ اور آپ حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بلازین سوار تھے اور تلوار گردن سے لٹکا رکھی تھی۔ پھر آپنے فرمایا۔ مینے اس گھوڑے کو مثل دریا کی تیز رفتار پایا۔ روایت کیا اس حدیث کو صحیحین میں شیخین نے۔

علی ہذا القیاس صفت چوتھی یعنے دہنے ہاتھ سے بہت سے کام کرنا اور دہنے ہاتھ سے اچھے کاموں کا پسند کرنا بھی آپکا شہرۂ آفاق ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَامُنَ حَتّٰى فِی التَّنَعُّلِ وَالتَّرَجُّلِ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر اچھے کام کے دہنے طرف سے شروع کرنے کو دوست رکھتے تھے یہانتک کہ جوتی پہننے اور سر میں کنگھی کرنے میں بھی۔

چھٹی علامت تیر کھینے والے جو دشمنوں کے لگنے والے اور دشمنوں کو ہلاک کرنیوالے ہوں وہ بھی مطابق کرکے ملاحظہ کیجیئے۔ جلد سوم سیرۃ نبی کے باب بیان ہتھیاروں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ کہ آپ کی کمانیں پانچ تھیں۔ ایک کمان کا نام بیضا تھا جو

Marfat.com

شنوحط نامی ایک پہاڑی درخت کی تھی کہ جس سے اکثر کمان بنائے جاتے ہیں اور زیادہ
اس درخت کی کمان بنی قینقاع رکھتے تھے۔ اور دوسری کمان کا نام روحہ تھا
تیسری کمان کا نام صفرا تھا جو درخت نبع سے تھی جس سے اکثر کمانیں بنائی جاتی ہیں۔
اور اسکی شاخوں سے تیر۔ یہ کمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں پر بکثرت تیر چلانے
سے احد کے دن ٹوٹ گئی تھی۔ اور چوتھی کمان کا نام زوراء تھا اور دوسرا نام کتوم اسوا
کہ وقت تیر چلانے کے آواز بہت پست دیتی تھی۔ اور جنگ احد میں بعض کا قول ہے
کہ اسکا ایک کونہ کچل گیا تھا۔ اور پانچویں کمان کا نام سداد تھا۔ انتہی ترجمتہ۔

کیا اس روایت سے آپکے تیروں کا تیز ہونا اور دشمنوں کا انکے ساتھ ہلاک کیا جانا۔
بموجب پیشنگوئی داؤد علیہ السلام کے ظاہر نہیں ہے۔ جنکے اتنے کمان ہوں ظاہر ہے
کہ تیر کسقدر رکھتے ہوں گے۔

علامت ساتویں حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ فرمانا ہے کہ اے آنیوالے نبی تیرا تخت ابدالآباد
رہنے والا ہے۔ اور تیری لکڑی بعینہ خدا کی لکڑی ہے۔ بموجب آیات کلام اللہ بلاخوض
فکر بالبداہتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ سبا
وفی سورۃ الاحزاب:۔
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ اور تفسیر درمنثور کی جلد ۵ صـ۲۰۴ تحت تفسیر آیتہ کریمہ مذکورہ لکھا ہے
اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ

اور نہیں بھیجا ہمنے تمکو اے محبوب مگر تمام دنیا کے آدمیوں کیطرف جنت کی خوشخبری سنانیوالا اور دوزخ سے ڈرانیوالا۔ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں سے کسیکے باپ مگر اللہ کے رسول ہیں اور تمام پیغمبروں کے دفتر پیغمبری کے اخیر مہر۔ جس سے دفتر نبوت کا خاتمہ ظاہر کر دیا گیا
جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم سے تخریج

Marfat.com

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قال آخر نبي۔ واخرج عبد بن حميد عن الحسن في قوله وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قال ختم الله النبيين بمحمد صلى الله عليه وسلم وكان آخر من بعث واخرج ابن مردويه عن ثوبان قال قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ واخرج احمد عن حذيفة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قَالَ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَاِنِّيْ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ؎ اقول لما كان معنى الحديث ان لا يبعث بعدي احد بان يتشرف بالنبوة بعد بعثتي ولكن الذي كان متشرفا بالنبوة من قبل بعثتي كعيسى عليه السلام ازال ذالك الشبهة عائشة رضي الله عنها و صرح قول عائشة رضي الله عنها

فرماتی ہیں کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیۂ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ آپ سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں۔ اور عبد بن حمید حسن بصری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ اللہ جلشانہٗ نے نبیوں کے سلسلہ کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم کر دیا اور سب سے آخر میں یہ بھیجے گئے۔ اور ابن مردویہ ثوبان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت ثوبان نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری امت سے تیس آدمی کذاب ہوں گے۔ سب یہی گمان کرینگے کہ میں نبی ہوں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور مسند امام احمد میں ہے حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت سے ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے جنمیں سے چار عورتیں ہوں گی اور حق یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا۔ کاتب الحروف ابن النجف رحمہما اللہ

مغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ کما
روی السیوطی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرہ
الدر المنثور بعد الاحادیث المذکورۃ
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت
قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی
بعدہ واخرج ابن ابی شیبۃ
عن الشعبی قال قال رجل صلی اللہ
علی محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ
فقال المغیرۃ حسبک اذا قلت
خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث
ان عیسی علیہ السلام خارج
فان هو خرج بعدہ کان قبلہ وبعدہ
واخرج البخاری والمسلم والترمذی
والنسائی والمالک فی موطاہ و
الامام احمد فی مسندہ وابو
داؤد الطیالسی وابن سعد
والطبرانی والحاکم والبیہقی
وابو نعیم وغیرهم ولفظ البخاری
والمسلم عن جبیر بن مطعم
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم
اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ اَنَا اَحْمَدُ

کہتا ہے چونکہ اصل معنے ان حدیثوں کے یہی تھے
کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا۔ مگر لفظ لَا نَبِیَّ
بَعْدِیْ وہم اس امر کا تھا کہ کوئی یہ معنے سمجھ لے۔
کہ میرے بعد نہ کوئی نیا نبی ہو نہ کوئی ایسا نبی آوے
جو میرے زمانہ سے پہلے زمانہ کا نبی تھا۔ جیسے
عیسٰے علیہ السلام اور حالانکہ عیسٰے علیہ السلام کا تبع
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنکر قرب قیامت میں آنا
احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس احتمال کو حضرت
صدیقہؓ نے زائل فرمادیا اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے
حضرت صدیقہ کے قول کی پوری تشریح کردی۔
چنانچہ اسی تفسیر میں حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ
بعد ان سب احادیث مذکورہ کے نقل فرماتے ہیں کہ
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ ضرور کہو کہ حضور
خاتم النبیین ہیں اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی
نہ آئیگا۔ پھر اسکے بعد مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ سے
نقل فرماتے ہیں کہ شعبی فرماتے تھے ایک شخص نے
صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ کہا
یہ سنکر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے فرمایا اتنا کہنا تمکو کافی ہے،
کہ آپ خاتم الانبیا ہیں اسواسطے کہ صحابہ میں یہ تذکرہ
ہوتا رہا ہے کہ عیسٰے علیہ السلام قرب قیامت میں خروج
فرماوینگے لہذا جب وہ خروج فرماوینگے پھر تو یہ کہنا صادق ہوگا

Marfat.com

أَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ
الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ
النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ
الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ وَأَخْرَجَ
مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَمِّي
لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ
أَنَا أَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَ
نَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔
اقول واما الحديث الذي
اخرجه مسلم قال النبي صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَ
مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔ والحال
انه قد بنى بعد مسجده مساجد
فمعناه انا اخر الانبياء تكميلا لبناء
الدين حيث اكمل الله بي دينه
كما قال الله جل مجده اَلْيَوْمَ
أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا وكذا مسجدي باعتبار تكميل الدين آخر المساجد كما ان نبيه آخر الانبياء المعنى

کہ عیسٰے جو نبی برحق آپ سے پہلے ہی نبی تھے اور آپ کے
بعد بھی ظہور فرما ہوں گے۔ اور امام بخاری اور مسلم
اور ترمذی اور نسائی اور امام مالک اپنی موطا میں
اور امام احمد اپنی مسند اور ابو داؤد طیالسی اور ابن
سعد اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ
جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں مگر
لفظ بخاری شریف کی نقل کئے جاتے ہیں۔ فرمایا حضرت
جبیر نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے
بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں میں ماحی
ہوں کہ اللہ جلشانہ میرے ساتھ کفر کو مٹادے گا
میں وہ حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر حشر کے
دن جمع کئے جاوینگے اور میں وہ پیچھے آنیوالا نبی
ہوں کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہ آئیگا۔ اور مسلم
شریف میں ہے حضرت ابو موسٰی اشعری فرماتے
ہیں کہ حضور اپنے اسمائے گرامی ہمارے سامنے بیان
فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں
میں احمد ہوں میں سب سے پیچھے آنیوالا ہوں میں
حاشر اور نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔
کاتب الحروف (غفر اللہ لہ ولوالدیہ ومشائخہ) کہتا ہے
وہ حدیث مسلم شریف میں ہے۔ فرمایا نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے میں سب نبیوں سے پچھلا نبی ہوں

اور میری مسجد سب مسجدوں سے پچھلی مسجد ہے حالانکہ آپ کی مسجد کے بعد بے گنتی مسجدیں بن چکیں اور بن رہی ہیں۔ لہذا معنے اس حدیث کے یہی ہو سکتے ہیں کہ نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں کہ جسکے ساتھ محل اسلام کا مرتبہ کمال کو پہونچگیا اور میرے ساتھ اللہ جلشانہ نے اسلام کو کامل کر دیا۔ چنانچہ مولیٰ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ "آج کے دن ہمنے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تمپر پوری کر دیں اور راضی ہو گئے ہم واسطے تمہارے اس امر پر کہ اسلام تمہارا دین رہے"۔

وَاَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضو وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ عَنْ اُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَتَمَّهَا وَاَکْمَلَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَهَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ مِنْهَا وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَۃِ خُتِمَتْ الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کَذٰلِکَ مَسْجِدِیْ

اور بخاری و نسائی اور ابن مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ترمذی بتصحیح سند ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میری اور تمام پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک مکان بنایا اور اسکو تمام کر کے مرتبہ کمال کو پہونچا دیا مگر ایک اینٹ کی جگہ ناقص رہگئی لہذا جو لوگ اسمیں داخل ہوتے تھے تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کاش! یہ ایک اینٹ کا نقصان بھی نہ رہتا۔ بعد اس مثال کے آپ نے فرمایا اس نقصان کا پورا کرنیوالا میں ہوں۔ مینے تمام پیغمبروں کے سلسلے کو اختتام کو پہونچا دیا یعنے مکان نبوت کا اب اس مرتبہ کمال کو پہونچگیا کہ قیامت تک کسی نئے نبی کے آنیکی حاجت مطلقًا نہ رہی ایسی ہی میری مسجد نے اور مسجدوں کو

Marfat.com

المساجد تكميلا للدين وتقويته
فى ذروة الكمال فان الدين قبل
انه كان ضعيفا وقبل الهجرة ما كانوا
يصلون مامونين وبعد بناء هذا
المسجد كانوا يصلون بلاخوف
بالاذان والاقامة وقد شرع
الاذان بعد الهجرة وبناء هذا المسجد
وكذالك الجهاد فرض بعد بناء
هذا المسجد الى ان بلغ الاسلام
الى جميع اكناف العالم وذالك
ظاهر لاريب فيه ويمكن ان يقال
انا آخر الانبياء باعتبار لقاء الدين
والشريعة فان اديان الانبياء
وشرايعهم قد ضيعت بعدهم
فى مدة قليلة ودينى وملتى
باقى الى يوم القيمة كما قال النبى
صلى الله عليه وسلم لا يزال
طائفة من امتى ظاهرين على
الحق حتى تقوم الساعة رواه مسلم
وكذالك مسجدى آخر المساجد
او كما قال النبى صلى الله عليه

مرتبہ کمال کو پہونچا دینے اور قوی کر دینے میں سب
پہلی مسجدوں سے پچھلی مسجد ہے اسواسطے کہ قدیم سے
مسجد بیت المقدس بھی موجود ہے اور مسجد کعبہ بھی مگر
مسلمانوں کو امن کے ساتھ نماز پڑھنا بھی میسر نہ تھا
اور ہجرت سے پہلے بجد اسلام ضعیف تھا اور بعد
ہجرت کے اور بنجانے میری مسجد کے بے خوف اذان
اور اقامت کے ساتھ عموماً مسلمان نماز پڑھنے لگے
اور اتنا اسلام قوی ہوگیا کہ اب کفار کے ساتھ جہاد
کرنیکا حکم بھی نازل ہوگیا اور تمام اطراف عالم میں
اسلام پھیل گیا۔ اور یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ جسمیں کوئی
شک نہیں کرسکتا۔ اور یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ
میں سب نبیوں سے وہ پچھلا نبی ہوں جسکا دین اور جسکی
شریعت قیامت تک باقی رہیگی تمام پیغمبروں کے
دین انکے بعد تھوڑی ہی مدت میں ضائع ہوگئے مگر میرا
دین قیامت تک باقی رہیگا۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے
ہمیشہ رہیگی ایک جماعت میری امت سے حق پر
غلبہ کرنیوالی یہانتک کہ قیامت قائم ہو۔ ایسے ہی تمام
مسجدیں خراب ہو جاویں مگر میری مسجد قیامت تک
باقی رہے گی۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے
بسند صحیح۔ تمام اسلامی شہروں کے خراب
ہونے سے آخر میں جو خراب ہو وہ مدینہ [illegible]

Marfat.com

آخر قریۃ من قری الاسلام خراباً المدینۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب۔ وان قیل انا آخر الانبیاء فیتم ذالک فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن لایتم فی حق مسجدہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور اگر کہا جاوے معنے حدیث کے یہ ہیں کہ میں باعتبار فضیلت اور بزرگی کے آخر الانبیاء ہوں کہ مجھ جیسا صاحب فضیلت اور بزرگی ابتدار سے قیامت تک کوئی پیغمبر نہ آویگا۔ ایسے ہی میری مسجد جیسی صاحب فضیلت کے کوئی بھی نہ بنے۔ تو یہ معنے آپ کے حق میں تو صحیح ہو سکتے ہیں مگر آپ کی مسجد کے متعلق صحیح نہیں ہو سکتے اسواسطے کہ احادیث معتبرہ صحاح سے آپ کی مسجد کی فضیلت تمام ہی پہلی پہلی مسجدوں پر حتی کہ بیت المقدس تک بھی ثابت ہے۔ مگر کوئی ایسی حدیث نہیں پائی جاتی جس سے صراحۃً مسجد الحرام پر بھی فضیلت ثابت ہو بلکہ اسکے برخلاف صحاح ستہ بلکہ صحیحین کی حدیثوں سے ثابت ہے کہ سوا مسجد حرام کے آپ کی مسجد کو تمام مساجد دنیا پر فضیلت حاصل ہے۔ صحیحین سے مشکوٰۃ شریف میں ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز کا ادا کرنا اسکے سوا باقی تمام ہی عالم کی مسجدوں میں ہزار نماز ادا کرنے سے بہتر ہے مگر مسجد الحرام سے البتہ اگر یہ معنی کئی جاوین کہ ایسی فضیلت والی قیامت تک کوئی مسجد نہ بنیگی تو مسجد کے متعلق تو یہ معنی صحیح ہو جاوینگی مگر باعتبار بعض وجوہ فاسدہ مردود ہی بوجہ مخالفت احادیث مذکورہ کے یا انصاف

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و قال تعالے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

فرماد تجکے اے میرے پیارے مومنوں سے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمکو اپنا محبوب بنالیگا۔ اور فرمایا اللہ جلشانہ نے جس نے پیروی کی ہمارے رسول کی بلاشبہ اس نے اطاعت کی اللہ کی۔

آٹھویں علامت آپکا صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہونا۔ اور یہ اس درجہ شہرہ آفاق ہے کہ کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا۔ اور قرآنمجید سے بھی ظاہر ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔ وَفِي الْمِشْكٰوةِ بِرِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ ذَرٍّ يَا اَبَا ذَرٍّ اَيُّ عُرَى الْاِيْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔ قَالَ تَعَالٰى لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥

محمد رسول اللہ اور اُنکے ساتھی سختی کرنیوالے ہیں کافروں پر معاملات کفر ہیں اور آپسمیں رحم کرنیوالے ایک دوسرے پر دیکھتے ہو تم اُنکو رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے ڈھونڈھتے رہتے ہیں اللہ سے فضل وکرم کو اور اُسکی رضا اور خوشنودگی کو۔ اور مشکوٰۃ شریف میں ہے شعب الایمان بیہقی سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر کو۔ اے ابوذر ایمان کی دستگیوں سے کونسی دستگی زیادہ مضبوط ہے۔ عرض کی۔ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا اللہ کے واسطے باہم محبت رکھنا۔ محبت ہو تو اللہ کے واسطے اور بغض ہو تو اللہ کے واسطے۔ اور فرمایا اللہ جلشانہ نے جھکا دو بازو اپنے اے پیارے اُن مومنوں کے واسطے جو تمہاری پیروی میں سرگرم ہیں اور جو تمہاری نافرمانی کریں اُنسے کہدیں تمہاری کرنی سے بیزار ہوں۔

ایسے ہی آپکا سب نبیوں کی نسبت زیادہ کامیابی اور خوشی کے تیل سے ملا جانا بھی اظہر من الشمس ہے۔ دیکھو باب فضائل سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ شریف میں ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ

صحیحین سے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں وہ پانچ نعمتیں دیا گیا ہوں جو مجھسے پہلے کسیکو نہیں دی گئیں۔ میرے

Marfat.com

قَبْلِی نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ اَشْہُرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَہُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِیْ اَدْرَکَتْہُ الصَّلٰوۃُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِہٖ خَاصَّۃً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ بِرِوَایَۃِ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَہُوْرًا۔ وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

رعب ہی سے مجکو کافروں پر فتحیاب کیا ہے ایک مہینے کے راستہ کے فاصلہ سے۔ اور ساری زمین میرے واسطے میری امت کے لئے سجدہ گاہ بنا دیگئی جس بھی پاک جگہ پر وہ چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں بخلاف دوسری اُمتوں کے اسواسطے کہ انکی نماز انکے نبی کی نماز پڑھنے کی جگہ سے جبتک مٹی یا کپڑا وغیرہ انکی نماز کی جگہ نہ موجود ہو نہیں ہوتی تھی۔ ایسے ہی اگر پانی پر طاقت نہو میری امت کے لئے تمام اقسام زمین مٹی پتھر چونہ وغیرہ پر تیمم غسل اور وضو کا جائز کردیا اور زمین ہی کو موجب طہارت بنا دیا۔ لہذا جس جگہ جو بھی کوئی مسلمان نماز کا وقت پائے اور پانی پر قادر نہ ہو تیمم کرکے نماز پڑھ لے اور مال غنیمت کو میرے یعنے میری امت کے لئے حلال کردیا بخلاف دوسرے پیغمبروں کے کہ انکو مال غنیمت کے جلادینے کا حکم تھا اور اسکا اپنے خرچ میں لانا ان پر حرام تھا۔ اور مجکو مرتبہ شفاعت عام کا بالتخصیص عطا کیا گیا اور دوسرے نبی فقط اپنی قوم کی ہدایت کیلئے بھیجے جاتے تھے اور میں تمام دنیا کے آدمیوں کی ہدایت کیواسطے بھیجا گیا ہوں قیامت تک کیلئے اور مسلم شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْکُہَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْہَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ لَّا یُہْلِکَہَا بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ وَّاَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْہِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِہِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَہُمْ وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اِذَا قَضَیْتُ قَضَاءً فَاِنَّہٗ لَا یُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَیْتُکَ لِاُمَّتِکَ اَنْ لَّا اُہْلِکَہُمْ بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ وَّاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَیْہِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰی اَنْفُسِہِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَہُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِمْ مَنْ بِاَقْطَارِہَا حَتّٰی یَکُوْنَ بَعْضُہُمْ یُہْلِکُ بَعْضًا وَیَسْبِیْ بَعْضُہُمْ بَعْضًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھ نعمتوں کے ساتھ مجکو سب پیغمبروں پر فضیلت دیگئی ہے چار وہی نعمتیں جو پہلی حدیث میں بیان کیگئیں اور پانچویں نعمت یہ ہے کہ مجکو کلمات جامعہ عطا فرمائے گئے ہیں یعنی مختصر کلام جس میں تمام دین و دنیا کا انتظام اور دائرہ نبوت کو میرے ساتھ ختم کردیا۔ یا انبیاء کے دفتر پر میرے وجود کی مُہر لگا کر دفتر نبوت بند کردیا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مینے سوتے ہوئے دیکھا کہ خزانوں زمین کی کنجیاں لائی گئیں۔ اور میرے ہاتھ میں دیدیگئیں (جسکی تعبیر یہی تھی کہ وے زمین کی سلطنتیں آپکے اور آپکے غلاموں کے قبضہ میں آگئی تھیں اور آپکا دین عالم میں پھیل گیا) اور مسلم شریف میں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے ساری زمین لپیٹ کر مشرق سے مغرب تک مجھکو دکھادی لہذا میری امت کی سلطنت جہانتک مجھکو دکھائی گئی جا پہنچیگی اور مجھکو سرخ و سفید کسریٰ اور قیصر خزانہ دیئے گئے (چنانچہ ان دونوں باتوں کا ظہور ہوچکا) مینے اپنی امت کیواسطے اپنے رب سے مانگا کہ قحط عام کے ساتھ میری امت ہلاک نہ کیجائے اور انپر انکا غیر ایسا دشمن مسلط کیا جاوے جو انکے خون کو عام طور سے مباح سمجھ لے اور انکو ہلاک کردے تو میرے رب نے فرمایا اے میرے محبوب میرا حکم جو نافذ ہوچکا وہ رد نہیں کیا جاتا لہذا یہ دونوں دعائیں تو

تمہاری مقبول ہو چکیں۔ اگر تمہاری امت پر تمہاری امت کے سوا تمام روئے زمین کے دشمن تمام
اطراف میں سے بھی چڑھائی کرینگے انکو ہلاک نہ کر سکیں گے یہانتک کہ امت ہی کے بعض
گروہ بعض گروہ پر حملہ آور ہو کر آپسمیں ایک دوسرے کو ہلاک کر دیں۔ وفی المشکوٰۃ

عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِنِّيْ قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ[1] وَمُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلٰثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَلَا يَسْتَاْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَلَا يَجْمَعُهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

اور مشکوٰۃ ہی میں ہے دارمی سے حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ہم باعتبار ظہور کے سب سے پچھلے ہیں اور باعتبار مراتب اُخروی اور جنت میں داخل ہونیکے قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے اور بلافخر میں ایک بات کہتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں اور میرے ساتھ لوارحمد ہوگا قیامت کے دن اور بیشک اللہ نے میری امت کے متعلق مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ تین بلاؤں سے انکو ہمیشہ اپنے امن میں رکھیگا اول قحط عام کے ساتھ ہلاک نہ ہوگی۔ دوم انکو کوئی غیر دشمن کبھی جڑ سے نہیں کھیر سکیگا۔ سوم کبھی بھی میری ساری گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور ترمذی شریف میں ہے ابی بن کعب کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں بلافخر کہتا ہوں قیامت کے دن میں تمام پیغمبروں کا امام و خطیب ہونگا اور انکی شفاعت

[1] شفا میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں خلیل اُس عاشق کو کہتے ہیں جو اپنے محبوب کی رضا جوئی میں جان تک نذر کھے اور حبیب اُس عاشق کو کہتے ہیں جسکا رضا جو خود اسکا محبوب ہو۔ مگر بموجب دوسری حدیثوں کے آنحضرت صلی حبیب تو ضرور تھے مگر خلیل اللہ بھی تھے۔ اور مصطفےٰ یعنے صفی اللہ بھی۔ فقط منہ رحمۃ اللہ عز اللہ ولوالدیہ وللمشا

...ن جابرٍ رضي الله عنه قال
...بي صلى الله عليه وسلم
...الله بعثني لتمام مكارم
...خلاق وكمال محاسن الافعال
...ه في المشكوٰة عن شرح السنة
...ن شاء ان ينظر الكثر من هذا
خصائصه صلى الله عليه وسلم
...نظر الى خصائص كبرىٰ
...لحجة الله على العٰلمين ۔

یعنے جبتک میں بمقتضا اُس مرتبہ شفاعت کے جو اللہ مجھکو عطا فرما چکا شفاعت عامہ کیلئے سر سجدہ شفاعت میں نہ رکھوں اور شفاعت شروع نہ کروں مجھسے پہلے کوئی نبی ولی کسی کی شفاعت نہیں کرسکتا۔ اور شرح السنۃ سے مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اچھے خلقونکو اور نیک عملونکو انتہا تک پہنچانے اور کامل کر دکھانیکے لئے اللہ جلشانہ نے مجکو بھیجا ہے۔ اور اس سے زیادہ بسط کے ساتھ جو شخص اُن خصوصیتوں کو دیکھنا چاہیے ...ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سب پیغمبروں میں مخصوص تھے تو وہ خصائص کبریٰ اور ...اللہ علے العالمین کا مطالعہ کرے۔

نویں صفت آپ کی لباس سے خوشبو آنا اور آپکا معطر رہنا جیسا کہ حضرت داؤد ...السلام نے فرمایا تھا۔ مشکوٰۃ کے باب اسماء النبی وصفاتہ میں ہے۔ صحیحین سے۔

...ن انسٍ رضي الله عنه قال كان
...ول الله صلى الله عليه وسلم
...هر اللون كان عرقه اللؤلؤ
...ا مشى تكفأ وما مسست
...باجا ولا حريرا الين من كف
...ول الله صلى الله عليه وسلم
...ممت مسكا ولا عنبرا
...طيب من رائحة النبي صلى الله عليه

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلا شبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا (سرخ سفید) رنگ کھلا ہوا تھا آپکے جسم اطہر سے پسینا مثل دردانونکے معلوم ہوتا تھا جب آپ چلتے زمین سے پورا قدم اٹھا کر چلتے تھے اور میں نے تو آپکی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہ دیبا کو پایا نہ ریشم کو اور آپکی خوشبو جسمانی سے زیادہ خوش نہ میں نے مشک کی خوشبو کو پایا نہ عنبر کی خوشبو کو۔

Marfat.com

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔ وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے۔ اور میرے ہی یہاں قیلولہ فرماتے میں آپ کے آرام فرمانے کو ایک چمڑے کا ٹکڑا بچھا دیتی اور آپ کو پسینہ بہت آتا تھا میں حضور کے پسینہ کو جمع کر کے اپنی خوشبو میں یعنے اپنے عطر میں ملا لیتی یہ دیکھکر آپ نے فرمایا۔ یہ کیا بات ہے میں نے عرض کیا حضور کا پسینہ جو سب خوشبو وں سے زیادہ خوشبودار ہے میں اپنی خوشبو میں ملا لیتی ہوں۔

دسویں علامت۔ بادشاہوں کی بیٹیوں کا اُس آنیوالے نبی کی لونڈیوں میں یا بیبیوں میں داخل ہونا اور بادشاہوں کا آپ کو تحفے بھیجنا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یا بین من الامس ہے۔ کتاب النکاح بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے۔

عَنْ اَنَسٍ فِي حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ فَتْحِ خَيْبَرَ جَمَعَ السَّبْيَ فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيِّ ابْنِ اَخْطَبَ فَجَاءَ رَجُلٌ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

انس رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح خیبر قیدیوں کو جمع کیا تھا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر ایک لونڈی طلب کی آپنے فرمایا ان میں سے ایک لونڈی لے لو حضرت دحیہ نے حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو جو سردار خیبر کی بیٹی تھی لے لیا۔ ایک شخص نے صحابہ کرام میں سے عرض کیا۔ حضور حضرت صفیہ تو قبیلہ قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہے مناسب نہیں کہ سوا حضور کے اسکو کوئی لے

Marfat.com

طيت دحية صفية بنت
يي ابن اخطب سيد
ريظة والنضير ولا تصلح
لك قال ادعوه بها
ال فجاء بها فلما نظر اليها
النبي صلى الله عليه وسلم
ال خذ جارية من السبي
غيرها قال اعتقها وتزوجها

وفي السيرة النبوية
لعلامة سيد احمد دحلان
رحمة الله عليه في كتابه صلى
الله عليه وسلم لسلطان
المصر والاسكندرية
المقوقس فكتب المقوقس
في جوابه اليه صلى الله عليه وسلم
قد قرأت كتابك وفهمت
ما ذكرت فيه وقد علمت
ان نبيا قد بقي وقد كنت
ظن انه يخرج بالشام وقد
كرمت رسولك ودفعت له
دينار وخمسة اثواب

(سرداروں کی بیٹیاں سرداروں ہی کے لائق ہوتی ہیں)
حضور نے حضرت دحیہ کو بلا کر فرمایا کہ تم حضرت
صفیہ کے سوا اور کوئی لونڈی لے لو اور حضور نے
حضرت صفیہ کو آزاد کر کے انکو اپنے عقد نکاح
میں لیلیا۔ سیرت نبویہ سید احمد دحلان رحمہ اللہ میں ہے

بیان میں اس امر کے کہ حضور نے حب سلطان
مقوقس کو دعوت اسلام کا فرمان بھیجا۔ تو
مقوقس نے اسکے جواب میں یہ عریضہ لکھا۔

میں نے آپ کے فرمان کو پڑھا اور خوب
سمجھا۔ بے شک میں جانتا تھا کہ سلسلہ
انبیاء میں دنیا میں تشریف لانے والے ایک
نبی آخر الانبیا باقی ہیں مگر گمان یہ تھا کہ وہ
ملک شام میں ظہور فرما ہوں گے۔ اب
میں نے آپ کے قاصد کی بہت تعظیم کی
ہے۔ اور سو دینار اور پانچ جوڑے کپڑے
اسکو دیئے ہیں اور حضور کے واسطے بطریق
ہدیہ دو لونڈیاں بھیجتا ہوں جو قوم قبط
میں قیمتی بہت عظمت والی ہیں۔ ایک کا
نام ماریہ ہے اور دوسری کا نام سیرین۔
اور کچھ کپڑے جنکو قباطی مصر کہتے ہیں۔ اور
ایک روایت میں ہے کہ قباطی مصر کے ساتھ

Marfat.com

وَبَعَثَتْ لَكَ بِجَارِيَتَيْنِ لَهُمَا
مَكَانٌ عَظِيْمٌ فِي الْقِبْطِ وَهُمَا
مَارِيَةُ وَسِيْرِيْنُ وَثِيَابٌ
وَهِيَ عِشْرُوْنَ ثَوْبًا مِنْ قَبَاطِيْ
مِصْرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَرْسَلَ
لَهُ عَمَائِمَ وَقَبَاطِيْ وَطِيْبًا وَعُوْدًا
وَنَدًّا وَمِسْكًا مَعَ اَلْفِ مِثْقَالٍ
مِّنَ الذَّهَبِ وَمَعَ قَدَحٍ مِّنْ
قَوَارِيْرَ فَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَشْرَبُ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْدَيْتُ
لَكَ بَغْلَةً لِتَرْكَبَهَا وَلَمْ تَزِدْ
عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يُسْلِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ
اَنَّهُ اَهْدٰى لَهُ مَعَ الْجَارِيَتَيْنِ
جَارِيَةً اُخْرٰى اِسْمُهَا قَيْسُ
وَهِيَ اُخْتُ مَارِيَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ
ذِكْرُ جَارِيَةٍ رَابِعَةٍ اِسْمُهَا بَرِيْرَةُ
كَانَتْ سَوْدَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَهْدٰى
غُلَامًا اَسْوَدَ اَيْضًا يُقَالُ لَهُ
الْمَابُوْرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَهْدٰى مَعَ الْبَغْلَةِ
حِمَارًا اَشْهَبَ يُقَالُ لَهُ يَعْفُوْرُ وَفَرَسًا
يُسَمّٰى لِزَازًا وَكَانَ اِسْمُ الْبَغْلَةِ دُلْدُلَ الخ

عمامے اور خوشبو کی جنس سے عود اور عنبر اور مشک
اور ایک ہزار مثقال سونا اور کانچ کا پیالہ بھی بھیجا
تھا جس میں حضور پانی نوش فرمایا کرتے تھے
اور آپ کی سواری کے واسطے ایک خچر بھی
بھیجا تھا جسکا نام دلدل تھا مگر اسلام قبول نہ کیا
ایک دوسری روایت میں ہے کہ تیسری لونڈی
حضرت ماریہ قبطی کی بھن قیس نامی کو بھی بھیجا تھا
اور تیسری روایت میں ہے کہ چوتھی لونڈی
بریرہ نامی اور ایک غلام حبشی سیاہ فام مابور
نامی کو بھی بھیجا تھا۔ اور ایک روایت میں
ہے کہ خچر کے ساتھ ایک سفید گدھا بھی بھیجا
جسکا نام یعفور تھا اور اسی نام سے پکارا جاتا تھا
اور ایک گھوڑا بھیجا تھا جسکا نام لزاز تھا
اور ایک خچر بھی جسکو دلدل کہتے تھے۔

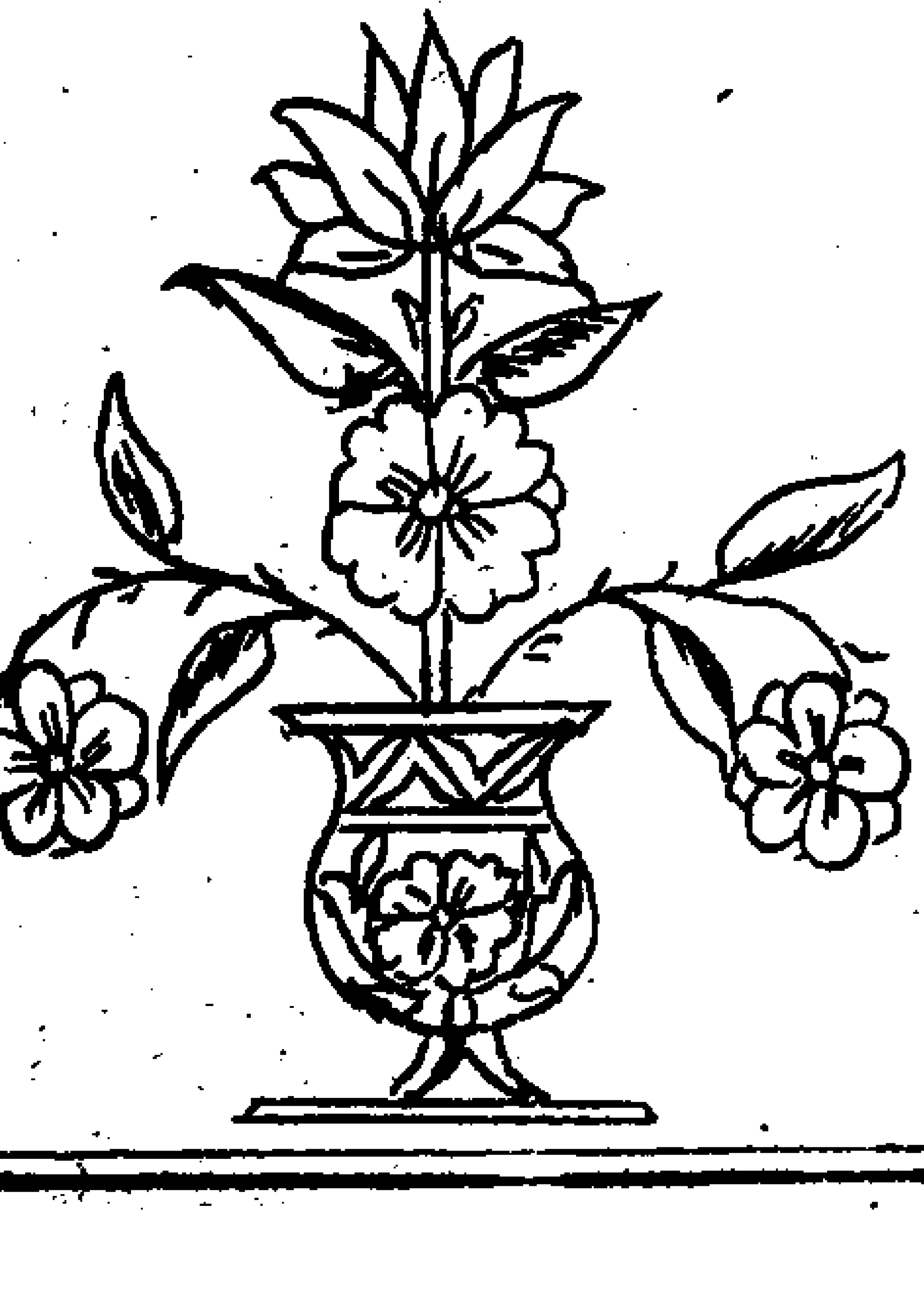

بشارت چہارم باب بیالیسواں یسعیاہ نبی کی کتاب میں دیکھو میرا بندہ جسے میں
سنبھالتا ہوں میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اُس پر رکھی
قوموں کے درمیان عدالت جاری کریگا وہ نچلا نہ بیٹھیگا اور اپنی صدا بلند نہ کریگا
اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا وہ ٹوٹی ہوئی سینٹھو نکو نہ توڑیگا اور دھکتی ہوئی
سن کو نہ بجھائیگا یعنی غریب اور ضعیفو نکو نہ ستائیگا وہ عدالت کو جاری کرائیگا اور
قائم رہیگا اسکا زوال نہ ہوگا اور نہ مسلا جاویگا جبتک راستی کو زمین پر قائم
کرے اور بحری ممالک اسکی شریعت کو تکیں گی۔ خداوند خدا جو آسمانوں کو خلق کرتا اور
انہیں تانتا اور زمین کو اور انہیں جو اس میں سے نکلتے ہیں پھیلاتا اور اُن لوگوں کو جو اُس پر ہیں
سانس دیتا اور اُن کو جو اُس پر چلتے ہیں روح بخشتا یوں فرماتا ہے میں خداوند نے تجکو صداقت
کے لئے بلایا میں ہی تیرا ہاتھ پکڑونگا تیری حفاظت کرونگا اور لوگوں کے اور قوموں کے لئے
تجھے دونگا تاکہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور بندھے ہوؤں کو قید سے نکالے اور انکو
جو اندھیری قید میں ہیں قید خانہ سے چھڑائے۔ یہ پیشینگوئی غالباً خلاصہ ہے اُس پیشینگوئی
کا جو مشکوۃ شریف میں توریت سے بروایت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ بخاری
شریف سے منقول ہے اور غالباً بعد تحریف چند در چند اسقدر رہگئی ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔

عطا فرماتے ہیں میں نے جب عبد اللہ بن عمرو ابن عاص سے جو عالم توریت تھے ملکر پوچھا کہ توریت میں جو صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُن سے مجکو خبر دو فرمانے لگے واللہ اُنہی صفات کے ساتھ توریت میں بھی آپ موصوف تھے جنہیں بعض صفتوں کے ساتھ قرآن میں بھی اللہ نے موصوف فرمایا ہے۔

Marfat.com

وحرزاً للاميين انت عبدي ورسولي
سميتك المتوكل ليس بفظ ولا غليظ
ولا سخاب في الاسواق ولا يدفع
بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويغفر
ولن يقبضه الله حتى يقيم به الملة
العوجاء بان يقولوا لا اله الا الله
ويفتح بها اعينا عميا واذانا صما
وقلوبا غلفا كذا رواه الدارمي
عن عطاء عن عبد الله ابن سلام
نحوه وايضا في المشكوة في باب اسماء
النبي عن كعب رضي الله عنه يحكي عن
التوراة قال نجد مكتوبا محمد
رسول الله عبدي المختار لا فظ
ولا غليظ ولا سخاب في الاسواق
ولا يجزي بالسيئة السيئة
ولكن يعفو ويغفر مولده بمكة وهجرته
بطيبة وملكه بالشام وامته
الحمادون يحمدون الله في السراء
والضراء ويحمدون الله في كل
منزلة ويكبرونه على كل شرف
رعاة للشمس يصلون الصلوة

اے نبی بیشک ہمنے بھیجا ہے تمکو شاہد اور
بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا اور امیوں کی
پناہ تم میرے بندے اور رسول ہو تمہارا نام
ہمنے متوکل رکھا ہے تمہاری شان یہ ہے کہ
نہ سخت مزاج ہو نہ تندخو نہ شور مچانیوالے بازاروں
میں نہ برائی کا بدلہ برا دینے والے بلکہ معاف کرنیوالے
اور بخشنے والے اس شان کے نبی کو اللہ
دنیا سے نہ اٹھاویگا جبتک انکے ساتھ
مذہب کی کجی کو سیدھا نہ کرلے بایں طور کہ وہ
سب کو موحد بناڈالے اور سب سے کہلوا دے
لا الہ الا اللہ اور جبتک اسکے ساتھ اللہ اندھوں
کی آنکھیں اور بہروں کے کان نہ کھولدے اور پردے
پڑے ہوئی غافل دلونکو نہ کھولدے اسیطرح بواسطہ
عطا دارمی میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہے
اور باب اسماء النبی علیہ السلام مشکوۃ میں ہے
حضرت کعب احبار توریت سے حکایت فرماتے ہیں
کہ ہم پاتے ہیں لکھا ہوا توریت میں محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے پسندیدہ ہیں
نہ سختی کرنیوالے تندخو اور نہ بازاروں میں شور
مچانیوالے اور برائی کا بدلہ برا دینے والے مگر
معاف کرنیوالے اور بخشنے والے ولادتگاہ انکی مکہ ہے

Marfat.com

بانا وقتها يتأزرون على انصافهم
يتوضئون على اطرافهم مناديهم
ينادي في جو السماء صفهم في القتال
وصفهم في الصلوة سواء لهم بالليل
دوي كدوي النحل وعن عبد الله
بن سلام قال مكتوب في التوراة
صفة محمد صلى الله عليه وسلم و
عيسى ابن مريم عليهما السلام
يدفن معه قال ابو مودود وقد
بقي في البيت موضع قبر رواه الترمذي

اور ہجرتگاہ طیبہ اور ملک انکا شام ہوگا اور
امت انکی حمد کرنیوالی ہوگی رنج و راحت میں
شکر کرنیوالی اور ہر منزل اور ہر اونچائی پر تکبیر
کہنے والی انتظار نماز میں آفتاب کی نگاہ
رکھنے والی وقت پر نماز پڑھنے والی آدھی
پنڈلیوں تک تہبند رکھنے والی بدن کے
اطراف منہ ہاتھ پاؤں دھوکر وضو کرنیوالی
موذن انکے کشادگی آسمان میں آواز بلند کرینگے
جہاد اور نماز میں انکی صفیں برابر ہوں گی
راتوں میں ذکر اللہ سے انکی آواز خشوع و
خضوع سے مثل بھنبھناہٹ شہد کی مکھیوں کے ظاہر ہوگی اور عبد اللہ بن سلام جو یہود
کے بڑے عالم تھے فرماتے ہیں کہ یہ بھی توریت میں ہے کہ عیسے علیہ السلام بعد نزول کے
آسمان سے انکے ساتھ مدفون ہوں گے ابو مودود راوی حدیث فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے

چنانچہ حضرت عبد اللہ بن سلام حضرت کعب احبار جیسے اکابر علماء یہود و نصاریٰ
نے آپکو ان صفات کا پورا مصداق پاکر آپ پر ایمان لائے تھے۔ اور باوصف اس کے
باقیماندہ یسعیا نبی کی پیشینگوئی کی بہت سی باتیں تو حضرت کعب اور عبد اللہ رضی اللہ عنہما
کی پیشنگوئی میں موجود ہی ہیں اور ان سب صفتوں کا ثبوت قرآن اور حدیث سے اور
سو صفت اول پسندیدہ اور برگزیدہ خدا اسدرجہ تھے کہ باب فضائل سید المرسلین
مشکوۃ شریف میں ہے۔

عن واثلة بن الاسقع قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے

إن الله اصطفى كنانة من ولد
إسماعيل عليه السلام واصطفى
قريشا من كنانة واصطفى من
قريش بني هاشم واصطفاني
من بني هاشم رواه مسلم
وبلغ في مرتبة الصفوة إلى أن قال
في حديث طويل إن إبراهيم
خليل الله وهو كذلك وموسى
نجي الله وهو كذلك وعيسى روحه
وكلمته وهو كذلك وآدم
اصطفاه الله وهو كذلك ألا
وأنا حبيب الله ولا فخر وأنا حامل
لواء الحمد يوم القيامة تحته آدم
فمن دونه ولا فخر وأنا أول شافع
وأول مشفع يوم القيامة ولا فخر
وأنا أول من يحرك حلق الجنة
فيفتح الله لي فيدخلنيها ومعي
فقراء المؤمنين ولا فخر وأنا أكرم
الأولين والآخرين على الله ولا فخر
رواه الترمذي والدارمي۔ قال
القاضي عياض رحمه الله في الشفاء

بیشک اللہ نے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے
کنانہ کو پسند کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور
قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھکو
روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
اور مرتبہ پسندیدگی خداوند کریم میں آپ
یہانتک پہونچے کہ دوسری حدیث طویل
میں فرماتے ہیں کہ بیشک ابراہیم علیہ السلام
خلیل اللہ ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام
نجی اللہ اور عیسےٰ علیہ السلام روح اللہ
اور کلمۃ اللہ اور آدم علیہ السلام
صفی اللہ مگر خبردار رہو میں حبیب اللہ
ہوں اور میں یہ فخر سے نہیں کہہ رہا ہوں
(بلکہ مقصود اللہ کا شکر ادا کرنا ہے) ایسے
ہی میں قیامت کے دن بلا فخر لواء حمد کا
اُٹھانیوالا ہوں جسکے نیچے آدم علیہ السلام
سے لیکر عیسےٰ علیہ السلام تک تمام پیغمبر
کھڑے ہونگے اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت
کرنیوالا ہوں قیامت کے دن اور سب سے
پہلے میری ہی شفاعت قبول کیجاوے گی
اور سب سے اول کنڈی جنت کی میں کھڑکاؤنگا
اور سب سے اول اللہ جلشانہ میرے ہی لئے

Marfat.com

خلیل مَن یَبْتَغِی رِضَاءَ الْمَحْبُوْبِ وَالْحَبِیْبُ مَنْ یَبْتَغِی رِضَاءَہُ الْمَحْبُوْبُ۔

دروازہ جنت کا کھولیگا اور مجکو جنت میں سب سے اول اس شان سے داخل کریگا کہ تمام مومن محتاج میرے ساتھ ہوں گے

اور میں اللہ کے تمام پہلے اور پچھلوں سے بزرگترین مخلوقات ہوں اور یہ سب باتیں میری فخر یہ نہیں ہیں بلکہ مقصود ادا کرنا شکر کا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی سے منقول ہے شفا میں قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیل اُس عاشق کو کہتے ہیں جو رضا جوئی محبوب میں مستغرق ہو۔ اور حبیب اُس عاشق کو کہتے ہیں جسکا رضا جو خود اسکا معشوق ہو۔

صفت دوم عدل تو بید الیشی طور سے آپ میں اسدرجہ تھا کہ اکثر کتب معتبرہ سیر سے ثابت ہے کہ جب آپکی دایہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کو گود میں لیکر دہنی چھاتی کا دودھ پلا کر بائیں چھاتی کا دودھ پلانا چاہا بائیں چھاتی آپ نے مُنہ میں نہ لی ہمیشہ اُسکو اپنے بھائی رضاعی کیواسطے چھوڑ دیتے تھے اور سخت مزاجی اور تند خوئی کی نفی تو اللہ جلشانہ آپ سے خود قرآن کریم میں اسطرح فرماتا ہے۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ یعنے اے میرے محبوب اگر تم سخت مزاج اور تند خو ہوتے تو لوگ تمسے اوچھٹ جاتے۔" علی ہذا القیاس بازاروں میں شور کرنا تو درکنار پہاڑوں میں بھی شور کرنے سے ذکر اللہ کے ساتھ بھی آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ کتاب الجامع بخاری شریف میں ہے کہ عرفات کو جاتے ہوئے جو اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کی آواز کا حجاج صحابہ سے آپنے شور سنا فرمایا اعتدال اختیار کرو اور درمیانی آواز سے تکبیر کہو شور نہ مچاؤ۔ غریب اور ضعیف ہی پر آپ رحیم نہیں تھے بلکہ عام مخلوقات کے واسطے موجب رحمت بھیجے گئے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ یعنے اے میرے محبوب نہیں بھیجا ہمنے تمکو مگر سبب رحمت کا واسطے تمام مخلوقات کے۔" اور باب الرحمۃ والشفقۃ علی الخلق مشکوٰۃ شریف سے تو آپکا عادل اور رحیم ہونا

Marfat.com

تمام دنیا پر تمام رحیموں سے اور عادلوں سے بے حد زیادہ قابل ملاحظہ ہے۔ دیکھو اور
دیکھو ترمذی شریف میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ
يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي
الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ
وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِيَدِهٖ شَيْئًا قَطُّ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِي
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا ضَرَبَ خَادِمًا وَلَا
امْرَأَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ. وَفِي شَمَائِلِ
التِّرْمِذِيِّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ
لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ
وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ
يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ وَاَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ
فِي الشَّمَائِلِ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَاَلْتُ اَبِيْ عَنْ سِيْرَةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
جُلَسَائِهٖ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمُ الْبِشْرِ

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں فرمایا رسول
صلے اللہ علیہ وسلم نے رحم کرنیوالوں پر رحمان رحم کرتا
تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر وہ رحم کریگا جسکی
حکومت آسمانوں میں ہے اور حضرت صدیقہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں مارا۔
نہ کسی بیوی کو نہ خادم کو مگر جہاد میں جو
فی سبیل اللہ ہوتا ہے۔ اور شمائل ترمذی میں ہے
حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ قصداً نہ بلا قصد
کبھی آپ کے منہ سے فحش بات نہیں نکلتی تھی
اور آپ بازاروں میں شور کرنیوالوں سے نہ تھے
اور آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے
تھے بلکہ معاف کردیتے اور درگذر فرما دیتے تھے
اور شمائل ترمذی میں ہے حسین بن علی رضی اللہ عنہما
فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد علی کرم اللہ وجہہ
سے پوچھا کہ آپکا برتاؤ اپنے ہمنشینوں سے کیسا تھا
فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ہمیشہ کشادہ پیشانی رہتے تھے

Marfat.com

سهل الخلق لين الجانب ليس
بفظ ولا غليظ ولا صخاب ولا
فحاش ولا عياب ولا مشاح
يتغافل عما لا يشتهي ولا يؤيس
منه ولا يخيب فيه قد ترك
نفسه من ثلاث المراء والاكبار
وما لا يعنيه وترك الناس من
ثلاث كان لا يذم احدا ولا يعيبه
ولا يطلب عورته ولا يتكلم
الا فيما رجا ثوابه واذا تكلم اطرق
جلساءه كانما على رؤسهم
الطير فاذا سكت تكلموا لا يتنازعون
عنده الحديث ومن تكلم عنده
انصتوا له حتى يفرغ حديثهم عنده
حديث اولهم يضحك مما يضحكون
ويتعجب مما يتعجبون ويصبر للغريب
على الجفوة في منطقه ومسئلته
حتى ان كان اصحابه ليستجلبونهم
ويقول اذا رأيتم طالب حاجة
يطلبها فارفدوه ولا يقبل الثناء
الا من مكافئ ولا يقطع على احد حديثه

بہت خوش خلق تھے ہر شخص سے نرمی سے
پیش آتے درشت خو تیز مزاج نہ تھے اور نہ
بازاروں میں شور کرنیوالوں سے اور نہ فحش بکنے
والوں اور بات بات پر ناراض ہونیوالوں
سے اور نہ خشک مزاج جس شے کی خواہش
نہ ہوتی اس سے تغافل فرماتے نہ نفرت ظاہر
فرماتے اور نہ اس میں عیب نکالتے اپنے
نفس سے تین باتوں کو چھوڑ دیا تھا جھگڑا
کرنیکو اور طلب زیادتی کو دنیا سے اور
بے سود باتوں کو۔ اور تین باتوں سے آدمیوں کو
چھوڑ دیا تھا کسیکی برائی کبھی نہ کرتے نہ کبھی
کسیکی عیب جوئی میں رہتے اوقات مفوضہ
میں بات چیت فرماتے تھے اور جب آپ
باتیں فرماتے اصحاب کرام ایسے گردنیں جھکاکر
بیٹھتے جیسا کسیکے سر پر جانور بیٹھا ہو —
یعنی ذراسی بے ادبی سے ڈرتے تھے کہ جنتا
کا پرند ہمارے سر سے نہ اڑجاوے جب
آپ بات ختم کر لیتے تب کچھ عرض کرتے آپکے
حضور میں کسی بات میں نہ جھگڑتے اور
کسی بات کرنے ... کی ...
بات اگلی آپ کے حضور میں ...

Marfat.com

حتیٰ یجوز فیقطعہ بنھی او قیام۔ | انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ ہوتے تھے۔

صحابہ کرام کے ساتھ ہنسی کی بات پر آپ ہنستے تھے اور تعجب کی بات پر تعجب بھی کرتے۔ اور مسافروں کے سوال اور انکی بات پر آپ صبر فرماتے اسیواسطے صحابہ کرام مسافرونکو حضور میں کھینچ لایا کرتے تھے (اسواسطے کہ صحابہ کرام کو زیادہ پوچھ گچھ کی اجازت نہ تھی اور مسافرونکو اجازت تھی لہذا مسافروں کے ذریعہ سے بہت مسائل حل ہوجاتے تھے اور صحابہ کرام کو ممانعت سوال کی اسوجہ سے تھی کہ انکی پوچھ گچھ سے کوئی سختی نہ نازل ہوجائے) اور آپ فرماتے رہتے تھے کہ اگر تم کسی حاجتمند کو پاؤ اُسکی حاجت برآری میں اُسکے ساتھ نرمی کرو اور جو کوئی حضور کی تعریف حد شریعت سے زیادہ کرتا اُسکو آپ قبول نہ فرماتے۔ اور آپ کسی بات کرنیوالے کو جبتک وہ حد سے نگذر جاوے بات کرنے سے نہ روکتے۔ اگر حد سے گذر جاتا تو منع فرما دیتے یا کھڑے ہوجاتے۔

وفی شمائل الترمذی عن جابر بن عبد اللہ یقول ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قط فقال لا۔ وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان رجلا جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسأل ان یعطیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما عندی شیء ولکن ابتع علی فاذا جاءنی شیء قضیتہ فقال عمر یا رسول اللہ صلی اللہ علیک اعطیتہ فما

اور شمائل ترمذی میں ہے جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کسی سائل کے جواب میں نہیں تو کبھی فرمایا ہی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور میں حاضر ہوکر کچھ مانگا آپنے فرمایا میرے پاس اسوقت کچھ نہیں ہے میری ضمانت پر خرید لے۔ جب میرے پاس کچھ آویگا میں ادا کر دونگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور جو موجود نہیں اوس پر اور جسکے دینے کی اِسوقت قدرت نہیں ہے اُسپر آپ کو اللہ نے

Marfat.com

فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا لَا تَقْدِرُ عَلَیْہِ فَکَرِہَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَوْلَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ بِقَوْلِ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ قَالَ بِھٰذَا اُمِرْتُ وَمَنْ شَاءَ الزِّیَادَۃَ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِیِّ وَحُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔

تکلیف نہیں دی۔ اس قول عمر رضی اللہ عنہ پر آپ نے کراہت ظاہر فرمائی۔ ایک انصاری نے عرض کیا حضور خوب خرچ کیجئے اور صاحب عرش سے تنگدستی کا خوف نہ کیجئے۔ اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور انصاری کی بات پر خوشی کے آثار چہرہ مبارک سے ظاہر ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا مجکو یہی حکم دیا گیا ہے جسکو اس سے زیادہ دیکھنا ہو چاہیئے کہ شمائل ترمذی اور حجۃ اللہ علی العالمین کو دیکھے۔

اور صفت پنجم آپکا قتل سے محفوظ رہنا یا وصف قائم رہنے حضور کے ایسے موقعوں پر جہاں بڑے بڑے بہادر بھاگ نکلے جیسے جنگ ہوازن وغیرہ میں صراحۃً قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (رکوع سورہ مائدہ)

اے پیارے نبی جو کچھ تمپر تمہارے رب کیطرف سے نازل ہوا ہے وہ اپنے امتیوں کو پہونچا دو اور اگر تمنے یہ نہ کیا تو تمنے گویا اپنا کار رسالت ادا کیا ہی نہیں

اور اللہ تمہاری جان کی لوگوں کے ارادوں سے حفاظت کرتا رہتا ہے۔ اور اس حفاظت کا ثبوت بہت سی حدیثوں سے ظاہر ہے۔ منجملہ انکے ایک دو حدیثیں بطریق نمونہ لکھی جاتی ہیں۔ باب التوکل والصبر مشکوۃ میں ہے:۔

Marfat.com

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ غَزٰی
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِبَلَ
نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَہٗ فَاَدْرَکَتْہُمُ
الْقَائِلَۃُ فِیْ وَادٍ کَثِیْرِ الْعِضَاہِ فَنَزَلَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَتَفَرَّقَ النَّاسُ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ
فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
تَحْتَ سَمُرَۃٍ فَعَلَّقَ بِہَا سَیْفَہٗ وَنِمْنَا
نَوْمَۃً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَہٗ اَعْرَابِیٌّ
فَقَالَ اِنَّ ہٰذَا اخْتَرَطَ عَلَیَّ سَیْفِیْ
وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَیْقَظْتُ وَہُوَ فِیْ یَدِہٖ
فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّیْفَ فَقَالَ مَنْ یَّمْنَعُكَ
مِنِّیْ فَقَالَ کُنْ خَیْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ
تَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ
اللّٰہِ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ اُعَاہِدُكَ
اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ وَلَا اَکُوْنَ مَعَ قَوْمٍ
یُقَاتِلُوْنَكَ فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ فَاَتٰی
اَصْحَابَہٗ فَقَالَ جِئْتُکُمْ مِنْ عِنْدِ خَیْرِ النَّاسِ

مثلنا فقال من یمنعك منی فقلت اللہ ثلاثا ولم یعاقبہ وجلس متفق علیہ وفی روایۃ ابی بکر الاسماعیلی فی صحیحہ فقال من یمنعك منی
م قال اللہ فسقط السیف من یدہ ۱۲م

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں
میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد
کی جانب بغرض جہاد گیا تھا وقت واپسی کے
جس جنگل میں بہت درخت تھے قیلولہ کا
وقت آگیا اصحاب کرام اور غازیان با احترام
منفرق درختوں کے سایہ میں جا لیٹے حضور نے
بھی ایک کانٹے دار درخت سے شمشیر مبارک
لٹکا دی اور درخت کے سایہ میں آرام
فرمانے لگے۔ ہم بھی سب سو گئے ناگاہ
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے کی
آواز ہمارے کانوں میں پہونچی اور حضور کو
میں نے دیکھا کہ ایک بدو حضور کے پاس
موجود ہے آپنے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ
اس نے میری تلوار درخت سے لیکر مجھپر ننگی سونت
لی میں یک لخت جاگ پڑا اور اسکو دیکھا کہ
ننگی تلوار مجھپر کھینچی ہوئی کھڑا ہے اور
کہتا ہے مجھسے آپکو اسوقت کون بچا سکتا
ہے۔ تین بار۔ میں نے کہا میرا اللہ پھر آپنے
اسکو نہ کوئی سزا دی نہ قید کیا۔ اور صحیح ابوبکر
بن ابی شیبہ میں اتنا زائد ہے کہ جب میں نے
کہا میرا اللہ۔ تو تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑی

Marfat.com

كَذَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِي وَالرِّيَامِن | اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تلوار

اٹھا کر فرمایا اب تجکو مجھسے کون بچا سکتا ہے۔ بدوی نے عرض کیا آپ قید یوں سے
اچھا سلوک کرنیوالوں سے رہیے۔ آپنے فرمایا تو اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان
محمدا رسول اللہ کہتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر میں آپسے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی
آپکے ساتھ قتل و قتال نہ کرونگا۔ نہ آپ سے قتل و قتال کرنیوالوں کا کبھی ساتھ دونگا
آپنے اسکو چھوڑ دیا اور وہ اپنے یاروں میں آکر کہنے لگا میں تمہارے پاس تمام
آدمیوں سے جو بہتر ہیں اُنکے پاس سے آیا ہوں۔ اسیطرح کتاب الحمیدی اور کتاب
الریامن میں یہ حدیث مروی ہے۔

بشارت پنجم باب دوم کتاب دانیال علیہ السلام میں بخت نصر بادشاہ بابل کا خواب ہے
جسکو وہ بھول گیا تھا اور دانیال علیہ السلام نے بموجب وحی الہی اُس خواب کو مع تعبیر
بیان کیا۔ باب دوم کتاب دانیال کے صفحہ ۲ میں ہے۔ " تو اے بادشاہ اپنی پلنگ پر
پڑا ہوا خیال کرنے لگا کہ آئندہ کیا ہوگا سو وہ جو رازوں کا کھولنے والا ہے تجپر ظاہر
کرتا ہے کہ کیا ہوگا لیکن یہ راز مجپر آشکارا کیا گیا تو نے نظر کی اور دیکھا کہ ایک بڑی
مورت تھی جسکی رونق بے نہایت تھی تیرے سامنے کھڑی ہوئی ہے اور اُسکی صورت
ہیبتناک تھی اُس مورت کا سر خالص سونیکا تھا اُسکا سینہ اور اُسکے بازو چاندی کے
اسکا شکم اور رانیں تانبے کے تھے اُسکی ٹانگیں لوہے کی اور اُسکے پانوں کچھ لوہے
کچھ مٹی کے تھے اور تو اُسے دیکھتا رہا یہانتک کہ ایک پتھر بغیر اسکے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹ کر
نکالے آپسے نکلا جو اس شکل کے پانوں پر جو لوہے اور مٹی کے تھے لگا اور اُنہیں ٹکڑے
ٹکڑے کیا تب لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے اور
تابستانی کھلیان کی بھوسی کی مانند ہوئے اور ہوا اُنہیں اُڑا کر لے گئی یہانتک کہ انکا
پتا نہ لگا اور پتھر جس نے اس مورت کو مارا ایک بڑا پہاڑ بنگیا اور تمام زمین کو بھر دیا۔ وہ خواب

Marfat.com

فراموشیدہ یہ ہے اور اسکی تعبیر بادشاہ کے حضور میں بیان کرتا ہوں۔ تو ہی بادشاہ
بادشاہوں کا بادشاہ ہے تو ہی وہ سونیکا سر ہے اور تیرے بعد ایک اور سلطنت
برپا ہو گی جو تجھ سے چھوٹی ہو گی اور اسکے بعد ایک اور سلطنت تانبے کی ہو گی جو
تمام زمین پر حکومت کرے گی اور چوتھی سلطنت لوہے کی مانند مضبوط ہو گی اور جسطرح
کہ لوہا توڑ ڈالتا ہے اور سب چیزوں پر غالب ہوتا ہے ہاں لوہے کیطرح جو سب چیزوں کو
ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے اسیطرح وہ ٹکڑے ٹکڑے کرے گی اور کچل ڈالے گی اور جو کچھ تونے
دیکھا کہ اسکے پاؤں اور انگلیاں کچھ تو کمہار کی ماٹی کی اور کچھ لوہے کی تھیں سو اس
سلطنت میں تفرقہ ہو گا مگر جیسا کہ تونے دیکھا کہ اسمیں لوہا گلانی سے ملا ہوا تھا سو لوہے
کی توانائی اس میں ہو گی جیسا کہ پاؤں کی انگلیاں کچھ لوہے کی اور کچھ ماٹی کی تھیں
سو وہ سلطنت کچھ قوی اور کچھ ضعیف ہو گی اور جیسا تونے دیکھا کہ لوہا گلائی سے
ملا ہوا ہے وہ اپنے کو انسان کی نسل سے ملائینگے۔ مگر جیسے لوہا مٹی سے میل نہیں
کھاتا ویسا وہ باہم میل نہ کھائینگے۔ اور ان بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک
سلطنت برپا کریگا جو تا ابد نیست نہ ہو گی اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضہ میں نہ پڑیگی
وہ ان سب سلطنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کرے گی اور وہ ہی تا ابد قائم رہیگی
جیسا کہ تونے دیکھا کہ وہ پتھر بغیر اسکے کہ کوئی ہاتھ سے اسکو پہاڑ سے کاٹ کر نکالے آپ سے
آپ نکلا اور اس نے لوہے اور تانبے اور مٹی اور چاندی اور سونیکو ٹکڑے ٹکڑے کیا
خدا تعالے نے بادشاہ کو وہ کچھ دکھایا جو آگے ہونیوالا ہے اور یہ خواب یقینی ہے اور
اسکی تعبیر یقینی۔

علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین کے بیان بشارت
میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس خواب میں بموجب تعبیر دانیال علیہ السلام مراد مملکت اولیٰ
سلطنت بخت نصر ہے اور مراد مملکت ثانی سے سلطنت مادیین ہے جو بعد قتل

Marfat.com

ناصر بن بالملکہ بخت نصر کی غالب آگئے تھے اور کلدانیوں کی سلطنت کی نسبت
ان سلطنت میں بموجب تعبیر خواب ضعف رہا اور مراد تیسری مملکت سے سلطنت کیانیین ہے،
اور چونکہ انکی سلطنت قاہرہ اور بہت غالب سلطنت تھی اسکو تمام روے زمین کی سلطنت
بیان کرکے دکھایا گیا جیسا کہ خواب اور تعبیر خواب سے ظاہر ہے اور مراد چوتھی سلطنت سے
سلطنت اسکندر رومی مراد تھی جو بموجب تعبیر خواب ظہور میں آئی اور قوت میں مثل لوہے
کے تھی۔ پھر مملکت فارس مختلف جماعتوں میں تقسیم ہوکر ساسانیوں کے زمانہ تک ضعیف
ہوتی رہی مگر کبھی قوی ہو جاتی تھی اور کبھی ضعیف۔ یہانتک کہ زمانہ نوشیروان میں سرور عالم
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور آپ کو اللہ جلشانہ نے سلطنت ظاہری
اور باطنی عطا فرمائی اور تھوڑی سی مدت میں آپکے پیرو اور غلام مشرق سے مغرب تک
بلکہ تمام ملک فارس وعرب کے مالک ہوگئے اور اس سلطنت ابدی اسلامی نے سونے
چاندی لوہے تانبے اور لوہے مٹی کی تمام سلطنتوں کو ذلیل اور خوار کرکے جو مثل ایک
غیبی پتھر کے ملک عرب سے ظاہر ہوئی تھی گنی دنوں میں مثل پہاڑ کی ہوگئی اور پھر یہ سلطنت
اسلامی ایسی قائم دائم ہوئی کہ گو کارندہ اس سلطنت کی قانون سلطنت یعنی شریعت
محمدی علی صاحبہا الصلوۃ پر عمل نہ کرنیکے جرم میں معزول ہوکر بموجب پیشگوئی سلطان عالم
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غیروں کے ماتحت اور دست نگر بنگئے مگر قانون اسلام
قرآن حدیث۔ تفسیر۔ فقہ جیسا تھا بلا تغیر اور کم وکاست موجود ہے اور انشاء اللہ
مغرب سے آفتاب طلوع ہونے اور توبہ کے دروازہ بند ہونے تک ایسا ہی باقی رہیگا۔
اور کچھ نہ کچھ اس قانون پر عمل کرنیوالے ایسے باقی ضرور رہینگے جو حق کے مقابلے میں
کسی کی بھی پرواہ نہ کریں اور بے دین بادشاہوں تک پر غالب رہیں اور ابدی سلطنت
تو قیامت تک قیام رہیگا۔ دیکھو مسلم شریف میں ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

لَا یَزَالُ طَائِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا تَزَالُ اَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِیْنَ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ۔

ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت کا غال حق پر۔ اور ایک روایت میں ہے ہمیشہ رہینگے اہل مغرب غالب حق پر یہانتک کہ قیامت قایم ہو۔

اور تفسیر در منثور میں ہے۔

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوَیْہِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَھْدَ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ عَدُوَّھُمْ وَمَا طَفَّفُوا الْکَیْلَ اِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَاُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ وَاَیْضًا فِیْ تَفْسِیْرِ الْبَیْضَاوِیِّ وَفِی الْحَدِیْثِ خَمْسٌ بِخَمْسٍ مَا نَقَضَ الْعَھْدَ قَوْمٌ اِلَّا سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ عَدُوَّھُمْ وَمَا حَکَمُوْا بِغَیْرِ مَا نَزَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا فَشَا فِیْھِمُ الْفَقْرُ وَمَا ظَھَرَ فِیْھِمُ الْفَاحِشَۃُ اِلَّا فَشَا فِیْھِمُ الْمَوْتُ وَلَا طَفَّفُوا الْکَیْلَ اِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَاُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ وَلَا مَنَعُوا الزَّکَاۃَ اِلَّا حُبِسَ عَنْھُمُ الْقَطْرُ وَھٰکَذَا رُوِیَ فِی الْمِشْکٰوۃِ۔

ابن مردویہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر اللہ نے اُنکا دشمن اُنپر مسلط اور ماپ تول میں جس قوم نے کمی کی قحط سالی میں گرفتار کیگئی۔ اور تفسیر بیضاوی میں ہے پانچ گناہوں کی دنیا میں پانچ سزائیں مقرر کی گئی ہیں جس قوم نے عہد شکنی کی اُن کا دشمن انپر مقرر کیا گیا اور جس قوم نے مخالف اللہ و رسول کے حکموں کے حکم کرنا شروع کیا فقر و فاقہ میں مبتلا کیگئی اور جنمیں زنا پھیلا اُن میں مرض موت (طاعون و ہیضہ وغیرہ) پھ گیا اور جنہوں نے ماپ تول میں کمی بیشی شروع کی وہ مبتلاء قحط کئے گئے اور جنہوں نے زکات دینا موقوف کیا اُن سے بارش یعنے نفع والا مینہ روکدیا گیا۔ اسی مضمون کی حدیث مشکوۃ شریف میں ہے

Marfat.com

بشارت ششم غزل الغزلات عبرانی معہ ترجمہ اردو موجودہ مشن لائبریری انارکلی لاہور
[حض]رت سلیمان علیہ السلام اپنے محبوب سے ملنے کے شوق میں خدا تعالیٰ سے مناجات
[کر]کے اپنے محبوب یعنے محبوب خدا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توصیف الفاظ ذیل
[کے] ساتھ کرتے ہیں جن میں باوصف تحریفات چند در چند کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا
[ن]ام ی م کے ساتھ جو زبان عبرانی میں تعظیم کے واسطے اضافہ کرتے ہیں اب
[بھ]ی موجود ہے۔

یہ اصل عبارت ہے

[د]ودی صحے وِادُوم دَغُول مِربابہ
[ر]وشوکیتم پاز قِصوتاو تلتلیم شحوروث
[ک]جوریب عناو کیونیم عل افیقی حصوث
[ب]الاب یُو شِبوُت عل ریلنت بحایا
[ل]کحروغت ھویم مِغدِل لوث مرتاحیم
[ش]سفتوتاو شوشنیم نطافوث مورعو
[ی]دیریاو روکلیلی زاھاب مھلا یم
[م]عیز میش سعاو عِشَت شین مغلِفت
[ش]پریم شوقاو عمودی شیش میتادیم
[ع]ل اَدنی پاز مر ئیھو گلیا نون باحور
[ک]ازیم حکویمقیم وَخلو محمد یم دہ
[د]ودی وزہ رعی بلوشد بیرو
[ش]لایم ـ

اور یہ اُسکا اردو ترجمہ ہے

میرا دوست نورانی گندم گوں ہزاروں میں
سردار ہے اوسکا بدن مثل ہیرے کے چمکدار ہے
اسکی زلفیں مسلسل مثل کوے کی کالی ہیں
اسکی آنکھیں ایسی ہیں جیسی پانی کے کنڈل
پر کبوتر دودھ میں دھلے ہوئے نگینہ کی مانند
جڑی ہیں اسکے رخسارے ایسے ہیں جیسے ٹٹی
پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی اور کیلی پر خوشبو
گری ہوئی اُسکے ہونٹ پھول کی پنکھڑیاں
جنسے خوشبو ٹپکتی ہے اُسکے ہاتھ سونے سے ڈھلے
ہوئے اور جواہر سے جڑے ہوئے اُسکا
شکم جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے
جڑی ہوئی اسکی پنڈلیاں ہیں جیسے سنگ مرمر کے
ستون سونیکی ٹھیکی پر جڑی ہوئی اسکا چہرہ مانند
[لبن]ان کے جوان مانند صنوبر کے اسکا گلا نہایت شیریں اور وہ محمد ہے یہ ہے میرا دوست اور محبوب اے بیٹیو یروشلیم کے۔

اس عبارت کا ترجمہ جو دوسری انجیلوں میں کیا گیا ہے اس میں محمدیم کا ترجمہ اول اسطرح کیا گیا تھا۔ ہاں وہ سراہا گیا ہے اے یروشلم کی بیٹیو۔ اسکے بعد کے ترجموں میں اسکو بھی بدلکر اسطرح ترجمہ کیا۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو۔ فقط۔

بشارت ہفتم۔ حبقوق نبی کی کتاب کے باب سوم کی آیت سوم میں ہے۔ اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا اسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اسکی حمد سے معمور ہوئی۔ اھ۔ اور پیشگوئی دوم میں انجیل ہی کی آیتوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ فاران مکہ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ اب اس شان کا کوئی ایسا پیغمبر جسکے حمد اور رہنمائی سے تمام زمین معمور ہو جائے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بتا سکتا ہے کہ مکہ سے ظاہر ہوا ہرگز نہیں لامحالہ یقیناً ہر صاحب فہم و انصاف پر ظاہر ہو گیا کہ صاحب رسالہ پیغمبر عالم نے ان آیتوں کو جسطرح لکھا ہے پہلی انجیلوں میں اسیطرح صحیح تھی جو پچھلی اصلاحوں کے بعد اس صورت میں رہگئیں اور عجب نہیں آئندہ یہ لفظ بھی اڑا دیا جاوے۔ صاحب رسالہ پیغمبر عالم کتاب حبقوق نبی سے دسویں بشارت میں تحریر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جبال مکہ سے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کریگا جسکی تعریف سے زمین بھری ہوگی اور زمین و گردونکا مالک ہوگا۔ اور انجیل برنباس جو زبان عبرانی میں پورانی کتب خانہ نصاریٰ واقعہ اٹلی سے برآمد ہوئی تھی۔ اور کسی پادری نے اسکا ترجمہ انگریزی میں کر کے یہ لکھدیا تھا کہ یہ جلد اور کاغذ عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کا نہیں معلوم ہوتا غالباً کسی مسلمان یا یہودی نے موقعہ پاکر اسکو لکھکر اس کتب خانہ میں رکھدیا ہے۔ اور پھر ایک فاضل ترکی نے اسکا ترجمہ عربی میں کر کے بہت سی معتبر تاریخوں سے یہ ثابت کردکھایا تھا کہ یہ جلد اور اسکے کاغذ بلاشبہ عیسےٰ علیہ السلام کے زمانے کے کاغذوں سے اور اسکی جلد عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کی جلدوں سے بلاشک ملتی ہوتی ہے جس سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ اصلی انجیل غیر محرف یہی ہے۔ اور پھر اسکا ترجمہ اردو میں حمید یہ سٹیم پریس لاہور میں جو چھپا ہے اس میں تو بہت سی پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت

Marfat.com

فصل اور مصرح موجود ہیں جن میں سے بطریق نمونہ کچھ لکھا جاتا ہے۔

صفحہ ۱۰ فصل ۳۹ انجیل مذکورہ میں ہے پس جبکہ آدم اپنے پیروں پر کھڑا ہوا اُس نے آسمان میں ایک تحریر سورج کیطرح چمکتی دیکھی جسکی عبارت یہ تھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تب آدم نے اپنا منہ کھولا اور کہا میں تیرا شکر کرتا ہوں اے میرے پروردگار اللہ کیونکہ تو نے مہربانی کی پس مجھکو پیدا کیا لیکن میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو مجھے خبر دے کہ ان کلمات کے معنے کیا ہیں یعنے محمد رسول اللہ کے۔ تب اللہ نے جواب دیا مرحبا ہے تجھکو اے میرے بندے آدم اور میں تجھسے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جسکو میں نے پیدا کیا اور یہ شخص جسکو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو اسوقت کے بہت سے سال کے بعد دنیا میں آئیگا اور وہ میرا ایسا رسول ہوگا کہ اسکے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے وہ رسول جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخشیگا۔ یہ وہ نبی ہے کہ اسکی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اسکے رکھی گئی تھی کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم نے منت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اُسکے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی داہنے ہاتھ کے ناخن کے انگوٹھے پر لآ الٰہ الا اللہ اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پوری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا اور کہا مبارک ہے وہ دن جسمیں تو دنیا کیطرف آئیگا۔

(صفحہ ۵۵ فصل ۳۶) میں عیسٰے علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تحقیق تمام انبیا بجز اُس رسول اللہ کے آچکے ہیں جو کہ جلد تر میرے بعد آئیگا کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اُسکے راستہ کو صاف کروں۔ بے فکری کے ساتھ بدوں ذرا سے بھی خوف کے۔

صفحہ ۷۴ فصل ۴۱۔

پس جبکہ آدم نے مڑکر نگاہ کی اُس نے فردوس کے دروازہ کی پیشانی پر لکھا دیکھا۔ لآ الٰہ الا اللہ

Marfat.com

محمد رسول اللہ۔ تب اُسوقت وہ رو دیا اور کہا۔ اے بیٹے۔ کاش! اللہ یہ ارادہ کرے کہ تو جلد آئے اور ہمکو اس کمبختی اور مصیبت سے چھڑائے۔

صفحہ ۶۵ فصل ۴۲

جب کاہنوں نے یسوع سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ تب یسوع نے اعتراف کیا اور کہا سچ یہ ہے کہ میں مسیا نہیں ہوں۔ پس اُن لوگوں نے کہا۔ آیا تو ایلیا ہے یا ارمیا ہے یا قدیم نبیوں میں سے کوئی نبی ہے۔ یسوع نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں۔ تو اُنہوں نے کہا تو کون ہے ہمسے بتا۔ تاکہ ہم اُن لوگوں کے پاس جاکر بیان کردیں جنہوں نے ہمکو بھیجا ہے۔ تب یسوع نے کہا میں ایک آواز شور مچانیوالی ہوں۔ تمام یہودیہ میں جو کہ چیختی ہے کہ پروردگار کے رسول کا راستہ درست کرو۔ جیساکہ اشعیا میں لکھا ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا جبکہ تو نہ مسیا ہے نہ ایلیا نہ کوئی اور نبی۔ پھر کیوں نئی تعلیم کی بشارت دیتا ہے اور اپنے آپ کو مسیا سے بہت بڑھکر شاندار بناتا ہے۔ رسول نے جواب دیا تحقیق خدا کی نشانیاں جو اللہ میرے ہاتھ سے نمایاں کرتا ہے وہ ظاہر کرتی ہیں کہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا کا ارادہ ہوتا ہے اور میں اپنے آپ کو اُسکا مانند نہیں شمار کرتا جسکی نسبت تم کہہ رہے ہو۔ کیونکہ میں اسکے لائق بھی نہیں ہوں کہ اُس رسول کی جوتی کے بند یا نعلین کے تسمے کھولوں جسکو تم مسیا کہتے ہو۔ وہ جو کہ میرے پہلے پیدا کیا گیا۔ اور اب میرے بعد آئیگا۔ اور بہت جلد کلام حق کے ساتھ آئیگا اور اُسکے دین کی کوئی انتہا نہ ہوگی۔ فقط۔ بیان اُس شہادت کا جسکو نصاریٰ علینی نسبت سمجھتے ہیں اور اسی پیشنگوئی کے قریب قریب انجیل مرقس اور انجیل یوحنا میں جو بشارتیں آنیوالے نبی کے متعلق منقول ہیں وہ بھی بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر صادق نہیں آسکتیں اسواسطے کہ بعد یوحنا علیہ السلام کے بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا نبی نہیں آیا جو یوحنا علیہ السلام سے زیادہ زور آور سمجھا جائے۔ اور اسکی ہدایت اسقدر عالمگیر ہو کہ جسکی نسبت یوحنا علیہ السلام یہ ارشاد فرماویں کہ میں اُسکے جوتے کے تسمے کھولنے کے

Marfat.com

ں بھی نہیں ہوں۔ دیکھو انجیل مرقس ساتواں باب چھٹی ساتویں آٹھویں آیت تک۔
(یوحنا) یہ منادی کرتا تھا کہ میرے بعد وہ شخص آنیوالا ہے جو مجھ سے زور آور ہے۔ میں
س لائق نہیں کہ جھک کر اسکی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔ میں نے تو تمہیں پانی سے
تسمہ دیا۔ مگر وہ تمہیں روح القدس سے بپتسمہ دیگا" اسواسطے کہ اول تو یسوع یعنے
سے علیہ السلام نے خود یوحنا سے بپتسمہ لیا۔ دوم یسوع علیہ السلام یوحنا ہی کے
انہ میں موجود تھے اور یوحنا کی بشارت اُس نبی کے متعلق ہے جو بعد یوحنا کے آویں۔
نچہ اسی انجیل مرقس میں بعد بشارت مذکورہ یہ ہے (اور اُن دنوں ایسا ہوا کہ یسوع نے
یل کے ناصرہ سے آکر یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا الخ) علاوہ بریں بموجب خبر انجیل
جودہ یسوع عیسائیوں کے نزدیک پیغمبر ہو بھی نہیں سکتے اسواسطے کہ یسوع انکے
دیک سولی دئے گئے اور قتل کیے گئے۔ اور انجیل ہی میں ہے کہ جو ٹانبی ہوگا وہ قتل
یا جاویگا۔ البتہ عیسےٰ علیہ السلام اہل اسلام کے نزدیک سچے نبی ہیں کہ اُنکے نزدیک وہ
سولی دئے گئے اور نہ قتل کیے گئے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے وَمَا قَتَلُوْهُ
مَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ یعنے یہود نے نہ عیسےٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ انکو
لی دی بلکہ اشتباہ میں ڈال دئے گئے۔ اور جو کچھ تہمتیں یہود و نصارےٰ نے عیسےٰ
لیہ السلام پر رکھی تھیں اُنسے قرآن شریف ہی نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یسے علیہ السلام کی برات بموجب پیشگوئی عیسےٰ علیہ السلام بیان کی۔ دیکھو انجیل یوحنا
ے پندرہویں باب میں ہے (جب وہ مددگار آویگا جسکو میں باپ کیطرف سے تمہارے
س بھیجونگا یعنی سچائی کا روح جو باپ کیطرف سے نکلتا ہے وہ میری گواہی دیگا اور تم
ی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ میں یہ باتیں تمسے اسلئے کہیں کہ تم ٹھوکر
ھاؤ۔ لوگ تمکو عبادتخانوں سے خارج کردینگے بلکہ وہ وقت آتا ہے کہ جو کوئی تمکو قتل
یادہ گمان کریگا کہ میں خدا کی خدمت کرتا ہوں۔ اور وہ اسلئے کرینگے کہ اونہوں نے

Marfat.com

نہ باپ کو جانا نہ مجھے لیکن میں نے یہ باتیں تم سے اسلئے کہیں کہ جب انکا وقت آئے تو تمکو
یاد آجائے کہ میں نے تم سے کہدیا تھا الخ۔ چنانچہ بعد عیسے علیہ السلام اور بعد یوحنا علیہ السلام
بجز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسا پیغمبر نہیں آیا۔ اور مثل مسیلمہ کذاب
اور اسود عنسی کے جس نے بعد عیسے علیہ السلام کے دعوے نبوت کا کیا وہ قتل کیا
گیا اور بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جنھوں نے دعوے نبوت کیا وہ چند روز میں بے نام
ونشان ہوگئے۔ چنانچہ تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ ایک بادشاہ نے دعوے نبوت کیا
کتاب الہی نام رکھکر کتاب بنائی اور اسکی سات پشت تک برابر یہ دعوے جاری رہا
مگر آخر بے نام ونشان ہوگئے۔ اسیطرح ہمارے زمانہ میں جنہوں نے دعوے نبوت کا
کیا انکے تابعین میں بھی بعد اختلاف اور انکی نبوت سے انکار تو پھیل ہی چکا اور وہ آثار
نمایاں ہیں کہ جنسے یقین ہے کہ چند روز میں انشاء اللہ بے نام ونشاں ہوئے جاتے ہیں
مگر بموجب بشارت عیسے علیہ السلام کے آنحضرت نے حضرت عیسے علیہ السلام کے
سچے نبی ہونے کی گواہی بھی دی۔ اور جن نصاریٰ نے عیسے علیہ السلام کی باتوں کو یاد
رکھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی لائے اور عیسے علیہ السلام پر جو تہمتیں
رکھی تھیں اُنسے تائب بھی ہوئے اور جو اُن باتوں کو بھول گئے تھے یا وہ باتیں سنی ہی نہیں
اُنہوں نے اُن باتوں کے یاد رکھنے والونکو عبادتخانوں سے ہی نکالا مگر وہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ویسا ہی مددگار دین سمجھتے رہے اور زورآور جیسا یوحنا اور یسوع علیہما السلام
نے فرمایا تھا اور مخالفین اُنکے قتل کو عبادت سمجھتے رہے اور آجتک سمجھ رہے ہیں تفسیر خازن
اور معالم اور دُرِّمنثور وغیرہ معتبر تفسیروں میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے
ہیں کہ جب مشرکین مکہ بوجہ سکھانے توحید کے سبق اور منع کرنیکے بت پرستی سے مسلمانوں
کے جانی دشمن بنگئے بموجب خبر انجیل مرقس و یوحنا نماز سے منع کرنے لگے مسلمانوں کو
عبادتخانوں سے نکالنے لگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے بہت سے

Marfat.com

مسلمان ہجرت کرکے اصحمہ نامی نجاشی لقب بادشاہ حبشہ کی سلطنت میں جو نصرانی تھا اور
کی رعیت بھی نصرانی تھی چلے گئے۔ اور جب مشرکین مکہ سے بعض مشرک کچھ تحفے لیکر
نجاشی کے پاس اس غرض سے گئے کہ مسلمانوں کو کچھ جھوٹ سچ بادشاہ سے کہکر اور
تحفے پیش کرکے سلطنت نجاشی بادشاہ سے نکلوادیں۔ نجاشی نے اُن مشرکوں کی اس
درخواست پر تمام مہاجر مسلمانوں کو جن میں حضرت جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی بھی تھے بلوا کر پوچھا کہ تم اور تمہارے نبی حضرت عیسٰے
علیہ السلام کی شان میں کیا کہتے ہو۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم انکو اللہ کا سچا
رسول اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ جانتے ہیں جنکو اللہ نے بغیر باپ کے حضرت مریم علیہا
السلام پارسا سے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا تھا جیسے آدم علیہ السلام کو بغیر باپ کے
پیدا کیا تھا۔ یہ سنکر نجاشی نے کہا کہ عیسٰے علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا اس میں اور تمہارے
نبی کے فرمان میں ذراسا بھی فرق نہیں۔ یہ سنکر مشرکین مکہ حواس باختہ ہو گئے اُسکے
بعد نجاشی نے کہا جو تمہارے رسول پر کلام اللہ نازل ہوتا ہے اس سے کچھ تمکو یاد ہے
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ اور سورۂ مریم پڑھنا شروع کی۔ تمام رہبان
اور قسیس اور جتنے نصاریٰ دربار نجاشی میں حاضر تھے سورۂ مریم سنکر بمقتضائے سچی
محبت عیسٰے علیہ السلام کے اور یاد رکھنے عیسٰے علیہ السلام کی باتوں کے بموجب
بیان مذکورہ انجیل یوحنا بے اختیار رونے لگے۔ پھر تمام مہاجروں کو بادشاہ نے فرمایا
کہ تم بے خوف امن سے میری سلطنت میں رہو اور وفد مشرکین مکہ کا خائب و خاسر
واپس مکہ معظمہ کو لوٹ گیا۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر رونق افروز
مدینہ طیبہ ہوئے اور تمام مہاجرین حبشہ نجاشی سے رخصت ہوکر مدینہ طیبہ میں ہو چکے
حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے مسمی ارھی کو حضور کی خدمت میں اس
صحیفہ کے ساتھ بھیجا جسکا یہ مضمون تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک میں گواہی دیتا ہوں

کہ بے شک آپ اللہ کے سچے رسول ہو تصدیق کیے گئے (پہلی کتابوں کی شہادت کے ساتھ) اور میں آپ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت قبولیت اسلام کر چکا ہوں اور آپ سے پھر اب بیعت کرتا ہوں اور اللہ رب العالمین کے واسطے مسلمان ہوتا ہوں اور اللہ رسول کی طاعت میں گردن جھکاتا ہوں اور اپنے بیٹے ارحی کو خدمت اقدس میں بھیجتا ہوں۔ اور اگر ارشاد ہو میں بھی خود حاضر ہوں الخ۔ چنانچہ اس جماعت کے متعلق جس نے عیسٰے علیہ السلام اور یوحنا کی بشارت کو یاد رکھا اور عیسٰے علیہ السلام اور اللہ کو یقیناً جان لیا تھا اور جس جماعت نے عیسٰے علیہ السلام اور یوحنا کی باتوں کو بھلا اور جنھوں نے نہ عیسٰے علیہ السلام کو جانا نہ خدا کو۔ اللہ جلشانہ سورہ مائدہ میں فرماتا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

اور البتہ پاؤگے اے ہمارے حبیب مومنوں سے محبت رکھنے میں زیادہ قریب اُن لوگوں کو جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں یہ اس واسطے کہ انھیں قسیسین (علما) اور رہبان (درویش) موجود ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اور جب وہ سنتے ہیں اُس کلام کو جو تجھپر اے ہمارے رسول نازل کیا گیا ہے اُنکی آنکھوں سے تم دیکھتے ہو کہ آنسو ٹپکتے ہیں بوجہ جان لینے امر حق کے وہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے ایمان لائے ہم پس لکھ تو ہمکو حق کی گواہی دینے والوں میں اور کیوں نہ ہم ایمان لائیں اللہ پر اور اُس امر حق پر جو ہمارے پاس آیا حالانکہ ہم طمع رکھتے ہیں جنت میں داخل

Marfat.com

نکی اللہ سے نیکوں کے ساتھ پس بدلے ہیں اسکے دیکھا اللہ انکو ایسے جنت کے باغ
نیچے سے نہریں جاری ہیں وہ انمیں ہمیشہ رہینگے اور یہی بدلہ ہے نیکوکاروں کا
جنہوں نے نصارے میں سے ناشکری کی (اور عیسے علیہ السلام اور یوحنا کی باتونکو
ل گئے نہ عیسے علیہ السلام کو جانا نہ اللہ کو) اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو یہی ہیں جہنمی۔ فقط
یہ چند پیشینگوئیاں معہ بیان مطابقت وہ نہیں جو بخوف طوالت بطریق نمونہ بیان
گئیں۔ ورنہ علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ نے تو اس قسم کی موجودہ محرفہ توریت
انجیل اور زبور سے بھی باوصف تحریفات چند در چند چوالیس ۴۴ پیشینگوئیاں اور
شارتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت معہ مطابقت نقل فرمائی ہیں۔ اور
پیشینگوئیوں کا وقت تشریف آوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبل آپ کے یہود ونصارٰی میں
درجہ چرچا تھا کہ بہت سے علماء یہود و نصارٰی مثل عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار رضی
اللہ عنہما اپنے وطن ترک کر کے حضور کی انتظار میں برسوں پہلے آپ کے ظہور سے آپ کی انتظار میں
ینہ طیبہ میں آبیٹھے تھے۔ بلکہ مدینہ طیبہ کی بنیاد ہی چارسو علما سے آپ کی انتظار میں رکھی گئی تھی

فصل

بیان میں ان علما اور حکما اور رہبان یہود ونصارٰی کے جو بموجب پیشینگوئیوں
ورہ کے جو ان سے زیادہ مصرح قبل تحریف توریت و انجیل اور زبور میں تھیں آپ پر ایمان لائے تھے
کتاب المستطرف فی کل فن مستظرف میں اور حجۃ اللہ علی العالمین علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ
تاریخ ابن عساکر میں ہے جسکی تمام روایتوں کو صاحب کشف الظنون معتبر لکھتے ہیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکہزار برس پیشتر جب تبع اول حمیری مرحوم بادشاہ ہفت اقلیم نے
سلطنت کا دورہ شروع کیا۔ بارہ ہزار حکیم اور عالم اور ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ
ہزار پیادہ اپنے ہمراہ لئے اور اس شان سے روانہ ہوئے کہ جہاں بھی قیام فرماتے تھے بسقدر
بھی دیکھکر مخلوق خدا چاروں طرف سے نظارہ کو جمع ہو جاتی تھی اور بادشاہ کی تعظیم و تکریم بجالاتی
تھیں مکہ معظمہ میں حبیب بادشاہ نے قیام فرمایا اہل مکہ سے کوئی دیکھنے کو بھی نہ آیا جب

Marfat.com

بادشاہ نے اسکا سبب وزیر اعظم سے دریافت کیا تو یہ جواب ملا کہ مکہ معظمہ میں ایک گھر ہے جسے
بیت اللہ کہتے ہیں۔ اسکی اور اسکے خادموں کی جو یہاں کے باشندے ہیں تمام لوگ بیحد تعظیم
کرتے ہیں اور جتنا تمہارا لشکر ہے اس سے کہیں زیادہ دور اور نزدیک کے لوگ اس گھر کی زیارت
کو آتے ہیں اور اسکی تعظیم بجالاتے ہیں اور ہر طرح سے یہاں کے خادموں کی خدمت کرکے
جاتے ہیں۔ پھر آپکا لشکر انکے خیال میں کیا آوے اور جو خود تعظیم کئے جانیکے عادی ہیں ان کو
کسیکی تعظیم کرنا کیونکر پسند آوے۔ یہ سنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور قسم کھائی کہ جبتک بیت اللہ
کی بنیاد تک نہ کھودوا دوں اور یہاں کے مردوں کو قتل کروا کے عورتوں کو قید نہ کرلوں
یہاں سے کوچ نہ کرونگا۔ یہ کہنا تھا کہ آنکھ اور ناک اور کانوں سے ایسا متعفن مادہ اور
پیپ بہنے لگا کہ کسیکو اسکے تعفن سے بادشاہ کے پاس بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رہی اور جتنا
علاج کیا گیا بیماری بڑھتی گئی۔ شام کے وقت ایک عالم ربانی بادشاہ کے ہمراہی عالموں میں سے
تشریف لائے اور بعد دیکھنے نبض کے فرمایا کہ نبض سے کوئی مرض نہیں معلوم ہوتا بالکل تندرستوں
کی سی نبض ہے لامحالہ کسی گناہ کی خداوند عالم کیطرف سے سزا ہے کہیں تمنے بیت اللہ اور
اسکے پڑوسیوں کے ساتھ تو کوئی برا ارادہ نہیں کیا ہے۔ بادشاہ نے اپنے برے ارادہ کا اقرار
کیا اور اپنی قسم کا ماجرا کہہ سنایا۔ فوراً ہی اس عالم ربانی نے فرمایا کہ اسکا علاج اس ارادہ سے توبہ
اور کچھ جناب باری کی حضور میں نذر ماننا۔ بادشاہ نے اسیوقت خداوند کریم کیطرف متوجہ
ہو کر عرض کیا کہ اے اس گھر کے مالک اگر مجھکو اسی رات میں صحت ہوگئی میں بیت اللہ پر دو ہرے
ریشمین غلاف چڑھاؤنگا اور سات سات اشرفی اور سات سات جوڑے ریشمین اہل مکہ کی نذر
کرونگا۔ بعد نذر ماننے اور توبہ کرنے بادشاہ کے یہ عالم ربانی بادشاہ سے رخصت ہو کر ابھی
خیمہ شاہی کے دروازہ تک پہونچے تھے کہ یکدم بادشاہ نے آواز دی کہ فی الواقع یہ مرض
نہ تھا بلکہ عتاب الٰہی تھا کہ میرے نذر مانتے ہی یکدم مرض کافور ہوگیا اور بیماری کا کوئی اثر
باقی نہ رہا۔ اسیوقت حکم دیا اور اسیوقت شبا شب دوہرے ریشمین غلاف تیار کئے گئے

Marfat.com

ج ہوتے ہی کعبہ شریف پر چڑھا دئے اور تمام اہل مکہ مرد و زن بچے بوڑھوں کو سات سات
نی اور سات سات جوڑے ریشمین نذر کئے اور پھر مکہ معظمہ سے چلکر جب اُس زمین مقدس
پہنچے جہاں اب مدینہ طیبہ آباد ہے اور بوجہ ایک پانی کے چشمہ کے شاہی لشکر نے وہاں قیام کیا۔
سو عالموں نے معہ اُس عالم ربانی کے جنکی تدبیر سے بادشاہ کو آرام ہوا تھا وہاں کی مٹی
ہی کنکریوں کو سونگھا اور ہجرت گاہ نبی آخر زمان کی جو علامتیں کتب سابقہ میں پڑھی تھیں
کے مطابق اُس زمین پاک کو پاکر باہم یہ عہد کر لیا کہ ہم یہاں ہی مر جائیں گے مگر اس زمین
کو چھوڑ کر کہیں نہ جاوینگے۔ اگر ہماری قسمت نے یاوری کی کبھی نہ کبھی جب نبی
زمان صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لاوینگے اور بموجب پیشگوئی توریت اور انجیل اور زبور
رہ ضرور ہجرت فرماکر اس زمین پاک پر تشریف لاوینگے جب تو ضرور مدعا ولی حاصل ہوگا اور
کی زیارت کا لطف اُٹھاوینگے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مراتب اُخروی حاصل کرینگے۔
نہ ہماری قبروں پر تو ضرور کبھی نہ کبھی انکی جوتیوں کی خاک اُڑکر تو پڑ ہی جاوے گی جو ہماری
بات کو کافی ہے۔

یہ بات سُنکر تبع اول حمیری بادشاہ نے اُن عالموں کے واسطے چار سو مکان بنوا دئے
ر اُس عالم ربانی کے مکان کے پاس ایک مکان بہ نیت سکونت جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم بنایا اور چار چار سال کیواسطے سب کے لئے کھانے پہننے کا سامان مہیا
دیا اور ایک عرضی لکھکر اسی عالم ربانی کے سپرد کی جنکی تدبیر سے مکہ معظمہ میں اُس مرض
لکھانی سے نجات پائی تھی اور اول کعبہ شریف پر دو ہرے غلاف ریشمین چڑھائے تھے اور ایسے مقبول
نے کہ جیسے ابتک کعبہ شریف پر ہر سال نئے غلاف پڑتے ہی رہتے ہیں مضمون اُس
ضی کا یہ تھا۔ کمترین مخلوقات تبع اول حمیری کیطرف سے بخدمت شفیع المذنبین خاتم
نبیین حبیب رب العالمین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔ بعد السلام علیک
گذارش ہے اے اللہ کے حبیب قیامت کے دن اپنی شفاعت سے مجھکو محروم نہ رکھنا۔

Marfat.com

اور اس عرضی کو ملفوف کر کے مہر لگا کر اُسی عالم ربانی کے سپرد کیا اور یہ وصیت کی کہ نسلاً بعد نسل برابر یہ وصیت جاری رہے کہ یہ عرضی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم محمد رسول اللہ تک جب ہی آپکا ظہور ہو آپ تک پہونچ جائے چنانچہ بعد ایکہزار سال کے اُس عالم ربانی کی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری رحمہ اللہ جب موجود تھے حضرت ابو ایوب رحمہ اللہ نے آپؐ کی خبر سنکر حضرت ابو لیلیٰ کے ہاتھ وہ عرضی مکہ معظمہ خدمت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روانہ کی اور درخواست مدینہ طیبہ میں بلانے کی پیش کی۔ جب حضرت ابو لیلیٰ مکہ معظمہ خدمت اقدس میں پہونچے۔ دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کیا تم ابو لیلیٰ ہو اور تمہارے پاس تبع اول کی عرضی میرے نام ہے۔ میں یہ سنکر حیران رہگیا۔ اور چونکہ میں حضور کو ابھی نہیں پہچانتا تھا مینے عرض کیا کہ آپ کی صورت جادوگروں اور کاہنوں کی تو نہیں معلوم ہوتی پھر بغیر جان پہچان کے آپ نے مجھکو کیسے پہچان لیا اور عرضی کا حال کیسے بتا دیا۔ آپؐ نے فرمایا میں ہوں شفیع المذنبین میں ہوں خاتم النبیین میں ہوں محمد رسول اللہ۔ لاؤ وہ عرضی تبع کی کہاں ہے۔ جب میں نے وہ عرضی پیش کی آپ نے اسکو پڑھکر تین بار فرمایا مرحبا بالتبع مرحبا بالاخ الصالح۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حسب درخواست اہل مدینہ بموجب فرمان جناب باری عز اسمہ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لیگئے حضرت تبع علیہ الرحمۃ کے بنوائے ہوئے مکان میں جو حضرت ابو ایوب انصاری رحمہ اللہ کے قبضہ میں تھا رونق افروز ہوئے اور بالہام الٰہی آپ کی اونٹنی بن بٹھائے اُسی مکان کے آگے چلتے چلتے جا بیٹھی۔ سیرۃ نبویہ میں ہے حضرت ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اوس اور خزرج تمام انصاری اُنہی چارسو عالموں کی اولاد سے تھے جنسے اول مدینہ طیبہ آباد ہوا تھا۔ اسیطرح اور بہت سے علما اور احبار ہیں جو بعد زمانہ ہجرت اور قبل زمانہ ہجرت وہ تمام علامتیں جو توریت اور زبور میں نبی آخر الزمان کی نسبت تھے آپ میں پا کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے جنمیں سے بڑے بڑے علما

Marfat.com

علماء یہود کے جو بموجب بشارت پہلے پیغمبروں کی شرف اسلام سے مشرف ہوئے
انکے یہ نام ہیں اور انکے اسلام کے مفصل واقعات کتاب حجۃ اللہ علی العالمین علامہ
نبہانی علیہ الرحمۃ وغیرہ بہت سی کتب سیر میں منقول ہیں۔ سب سے بڑے یہود کے عالموں سے
حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور
یہودیت میں انکا نام حصین تھا۔ دوم حضرت میمون بن بنیا مین رضی اللہ عنہ
تمام یہود کے سردار تھے مگر بعد اسلام یہود جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام کے دشمن
گئے تھے انکے بھی دشمن ہوگئے۔ تیسرے حضرت مخیریق رضی اللہ عنہ جو علماء یہود سے
متمول تھے اور توریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پڑھکر آپ کو نبی برحق
جانتے تھے لیکن اپنے دین کی محبت سے اظہار اسلام نہیں کرتے تھے مگر اُحد کے دن یکایک
اٹھے کہ اے یہودیو! آپ کی مدد تم پر واجب ہے اور اپنے ہتھیار لیکر مقام اُحد میں
آپ کی خدمت میں جا پہونچے اور یہود کو وصیت کر گئے کہ اگر اس جنگ میں میں مارا جاؤں
تو میرا کل مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدینا۔ آخر جب شہید ہوگئے اُنکے مال پر آپنے
قبضہ کرلیا اور فرمایا مخیریق یہود سے بہت اچھا آدمی تھا ایسے ہی دو عالم مدینہ طیبہ میں اپنے وطن
مالوف ملک شام سے آئے تھے مدینہ طیبہ کو دیکھکر کہنے لگے یہ تو بعینہ ایسا شہر ہے جو بموجب
علامتوں کتب سابقہ کے ہجرت گاہ نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا لوگوں
نے کہا نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر عرصہ سے
یہاں رونق افروز ہیں۔ یہ سنکر دونوں خدمت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ یہ بتلا دیں کہ بڑی سے بڑی شہادت کتاب اللہ
میں کیا ہے تو ہم ابھی آپ پر ایمان لاتے ہیں۔ اسیوقت آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ گواہی دی اللہ نے کہ بلاشک نہیں کوئی معبود
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ مگر وہ اللہ اور گواہی دی فرشتوں نے اور علم والوں نے

Marfat.com

الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ o اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ط
جو انصاف پر قیام کرنیوالے ہیں نہیں کوئی معبود مگر وہ غالب حکمت والا ۔ بیشک دین نزدیک اللہ کے اسلام ہے۔

اور سیرۃ نبوی میں ہے کہ یہ دونو عالم زبردست جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بالکل خبر نہ تھی اتفاقاً آئے تھے اور آپ نے یہ آیتیں جب انکو پڑھکر سنائیں فوراً وہ دونو شرف اسلام سے مشرف ہو گئے۔

ششم ابن صوریا جو بہترین علماء یہود سے تھے سہیلی ابن اسحاق وغیرہ اکثر اصحاب سیر تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اپنے سوالات کا جواب شافی پاکر مسلمان ہو گئے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ

ہفتم ابن اسحاق حضرت ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے ناقل ہیں کہ حضرت صفیہ کے باپ حیی بن اخطب اور انکے چچا ابو یاسر جب آپ سے ملکر آئے آپسمیں تصدیق تو دونو نے کی کہ بیشک وہی نبی ہیں جنکی علامتیں اور بشارتیں تورت وغیرہ میں موجود ہیں مگر اس جہالت سے کہ عرب میں نبوت کیوں چلی گئی حیی بن اخطب تو حضور کا دشمن ہی رہا مگر ابو یاسر حیی بن اخطب کے لحاظ سے مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا اور جبدن ابو یاسر مسلمان ہو گیا تھا اور حیی نے اسکی مخالفت کی ۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسی دن شام کو سنا کہ چند یہودنیں آپسمیں کہہ رہی تھیں کہ حیی نے اپنی بھائی کی مخالفت کر کے اچھا نہیں کیا۔ اتنے میں ایک بوڑھیا یہودن بولی کہ میرے باپ نے مرنیکے وقت میرے بھائیوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ عرب سے ایک نبی ہوں گے جنکا نام احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو گا ۔ ولادت گاہ انکی مکہ ہے اور ہجرت گاہ یثرب یعنے مدینہ طیبہ ۔ اگر تم انکے زمانہ تک زندہ رہو تو ضرور انپر ایمان لانا اور انکی اطاعت کرنا ۔ ہشتم ایسا ہی واقعہ حضرت سلمہ بن سلامہ بدری کا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی ہمارا پڑوسی تھا ہمیشہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات اور علامتیں بیان کیا کرتا تھا اور جنت دوزخ قیامت حشر و نشر

Marfat.com

عذاب قبر کے حالات بیان کرتا رہتا تھا اُسکے بیان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پاکر ہم تو آپ پر ایمان لے آئے اور وہ اپنی گمراہی سے کافر ہی رہا۔ علاوہ ازیں اور بہت سے واقعات ہو چکے ہیں۔ مگر اب کچھ واقعات علماء نصاریٰ کا بیان بھی بطریق نمونہ بہت ضروری ہے۔

کتاب حجۃ اللہ میں علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ ابن سعد بیہقی۔ ابو نعیم طریق ابن اسحاق سے اپنی سند کے ساتھ نقل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی نے اپنا واقعہ اسطرح بیان فرمایا کہ میں فارس کا رہنے والا تھا۔ اور میرے باپ زمیندار تھے اور مجھسے بیحد محبت رکھتے تھے کہ مجھکو مثل لڑکیوں کی اپنی نگاہوں سے ذرا جدا نہیں کرتے تھے۔ اور میں آتش پرستی کا اتنا شوق رکھتا تھا کہ گویا میں آگ کی روئی بنگیا تھا جو آگ کو اشتعال دیتی ہے اور کسی کام سے میں تعلق نہیں رکھتا تھا اور میرے باپ اپنی طرح مجھکو کاروبار دنیا میں مشغول رکھنا چاہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے مجھکو ایک ضروری کام کو بھیجا۔ اور تقاضا کر دیا کہ اس کام کو جلدی انجام دیکر واپس آؤ۔ میں جارہا تھا کہ راستے میں نصاریٰ کی عبادت کی آواز جو اپنے گرجے میں کر رہے تھے میرے کانوں تک پہونچی۔ مینے اس آواز پر گرجے میں جاکر دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنکا طریق نماز آتش پرستی کی نسبت مجھکو ایسا پسند آیا کہ شام تک میں وہیں بیٹھا رہا اور باپ میری تلاش میں پریشان تھے۔ جب میں شام کو گھر آیا اور وہ کام ہی نہ کیا جسکے واسطے مجھکو بھیجا تھا تو وہ غصے ہوئے اور کہا کہ اسوقت تک تم کہاں تھے۔ کیا میں نے تمکو سخت تاکید نہ کردی تھی۔ میں نے کہا۔ ابا جان رستے میں نصاریٰ اپنے گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ انکا طریقہ مجھکو ایسا پسند آیا کہ اپنے دین کی وقعت میرے دل سے نکل گئی۔ باپ نے جھڑک کر کہا۔ کہ نہیں ہمارے دین سے انکا دین اچھا نہیں ہے۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی وہ دین ایسا اچھا ہے کہ وہ فقط اللہ کی

Marfat.com

پوجتے ہیں اور اسی سے دعا مانگتے ہیں۔ اور ہم اپنے ہاتھوں سے جلائی ہوئی آگ کو پوجتے ہیں جسکو ذرا نہ سنبھالیں تو بجھ جائے۔ یہ سنکر باپ نے میرے پاؤں میں بیڑی ڈالدی اور مجھکو قید کر کے اپنے پاس ہر وقت رکھنا شروع کیا۔ میں نے پوشیدہ کسی آدمی کے ذریعہ سے نصاریٰ سے دریافت کرایا کہ تمہارے دین کی اصل کہاں سے ہے۔ اُنہوں نے کہا شام میں۔ میں نے کہلا بھیجا جب شام کا قافلہ آوے مجھکو فوراً خبر دینا۔ چنانچہ جب قافلہ آیا۔ اور واپس جانے لگا۔ اُنہوں نے مجھکو اطلاع دی۔ میں بیڑی توڑکر اس قافلے میں جا پہونچا اور اُنکے ساتھ ملک شام کیطرف روانہ ہوگیا۔ جب میں شام میں پہونچا۔ میں نے پوچھا کہ نصاریٰ کے بڑے عالموں اور درویشوں میں یہاں کون ہیں۔ جب مجھکو پتہ بتلا میں نے اس عابد و عالم کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ رہکر اللہ کی عبادت کرنا اور اسکی نزدیکی کا طریقہ سیکھنا چاہتا ہوں۔ اس سے اجازت حاصل کر کے میں نے اسکے پاس رہنا شروع کیا۔ اور اسکے طریقہ پر عبادت کرنا۔ مگر وہ آدمی بہت برا تھا۔ لوگوں کو صدقے کی ترغیب دے دیکر روپیہ جمع کرتا تھا اور مسکینوں کو کچھ نہ دیتا۔ تھوڑے دنوں میں جب وہ مرگیا اور لوگ اسکی تجہیز و تکفین کو آئے۔ میں نے کہا کہ یہ آدمی شریعت عیسوی کے موافق اس قابل ہے کہ اسکو گھسیٹ کر کہیں پھینکدیا جائے اسواسطے کہ شریعت عیسٰے علیہ السلام میں عالم اور درویشوں کو شام کے لئے کھانا بھی رکھنا درست نہیں اور اس نے کئی مٹکے روپے اور اشرفیوں سے بھر رکھے ہیں۔ جب اُنہوں نے میرے کہنے کو صحیح پایا۔ اسکی لاش کو سنگسار کیا اور ذلت کے ساتھ گھسیٹ کر پھینکدیا۔ اسکے بعد میں ایک دوسرے عالم ربانی کی خدمت میں بمقام موصل حاضر ہوا۔ اور انکو بہت اچھا پایا۔ جب انکا انتقال ہونے لگا اُنہوں نے مجھکو ایک دوسرے عالم باعمل راہب کے سپرد کیا۔ اسیطرح یکے بعد دیگرے کئی راہبوں سے میں نے فیض حاصل کیا۔ اخیر میں جب ابن عموریہ کے عالم اور راہب کی خدمت میں حاضر ہوا انکو سب سے اچھا پایا۔

Marfat.com

جب انکا انتقال ہونے لگا تو میں نے ان سے درخواست کی کہ اب آپ کے بعد میں کسکی خدمت میں حاضر ہوں۔ آنہوں نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تعلیم کے لائق اب مجھکو ہمارے درمیان کوئی نظر نہیں آتا۔ مگر اب زمانہ نبی آخرالزمان کا جو مکے معظمے میں پیدا ہونگے اور ہجرت فرما کر ایسی زمین کیطرف تشریف لیجائینگے جو دو پہاڑوں کے بیچ میں کنکریلی زمین ہے جس میں کثرت سے کھجوروں کے درخت ہیں۔ اور انکی نشانی یہ ہے کہ وہ ھدیہ تناول فرمائینگے اور صدقہ نہ کھائینگے۔ انکے دونوں شانوں کے بیچ مُہر نبوت ہوگی۔ اگر تم اس علاقہ میں جاسکو تو وہاں ضرور جانا۔ اسواسطے کہ انکا زمانہ بہت قریب آگیا ہے۔ آخر انکا انتقال ہوگیا۔ بعد تجہیز وتکفین کے ایک قافلہ جب عرب کے یہودیوں کا عرب کو جانے لگا۔ میں نے ان سے کہا کہ میری بکریاں اور گائیں تم لے لو اور مجھکو ملک عرب تک پہونچا دو۔ جب مقام وادی القریٰ پر پہونچے۔ اُنہوں نے مجھکو وادی القریٰ کے ایک یہودی کے ہاتھ بیچدیا۔ مگر وہاں کھجوروں کے درخت دیکھکر مجھکو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ شاید یہ وہی شہر ہے جسکی طرف مجھکو اس راہب نے بھیجا تھا۔ چند ہی روز گذرے تھے کہ اس یہودی سے خرید کر ایک دوسرا یہودی مجھکو مدینہ طیّبہ میں لیگیا۔ وہاں پہنچتے ہی اس زمین کو دیکھکر میں نے پہچان لیا کہ بیشک وہ بابرکت زمین جو ہجرت گاہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے وہ یہی ہے۔ پھر تو میں امید تشریف آوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس غلامی کی حالت میں بہت خوشی سے گذر کرتا تھا یہانتک کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے قبا میں رونق افروز ہوئے۔ میں اس یہودی کی کھجوریں درخت کھجور پر چڑھ کر توڑ رہا تھا کہ اس یہودی کا چچازاد بھائی آیا اور اس نے آکر اس یہودی سے کہا کہ اللہ قبا والوں کو ہلاک کرے۔ ایک شخص مکے معظمے سے آئے ہیں اور نبوت کا دعوے فرماتے ہیں۔ قبا والے سب ان پر ایمان لے آئے اور اُن کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سنکر تو مجھکو اتنی

Marfat.com

خوشی ہوئی کہ قریب تھا کہ میں درخت سے گر پڑوں۔ مگر اپنے آپ کو سنبھال کر میں نے ان کے چچازاد بھائی سے پوچھا کہ قبا میں کون آئے ہوئے ہیں۔ میرے مالک نے مجھے طمانچہ مارا اور کہا تجھکو ایسی باتوں سے کیا علاقہ۔ شام کو جب مجھے فرصت ملی جو کھجوریں مجھے ملا کرتی تھیں انکو لیکر جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبا میں جا حاضر ہوا اور یہ کچھ کھجوریں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیسی ہیں۔ میں نے عرض کیا صدقے کی ہیں۔ آپ نے سب کو تقسیم فرما دیا اور اس میں سے خود ایک کھجور کو بھی نہ کھایا۔ مجھکو یقین ہوا کہ الحمد للہ ایک نشانی تو صحیح نکلی۔ دوسرے دن پھر میں اپنے حصّے کی کھجوریں لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے کھجوریں نذر کیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیسی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور یہ ہدیہ ہے۔ آپ نے ان میں سے خود بھی تناول فرمایا اور دوسروں کو بھی تقسیم کیا۔ میں خوش ہوا کہ الحمد للہ دو نشانیاں تو صحیح ہوئیں۔ تیسرے دن میں آپ کے پس پشت گشت لگا رہا تھا کہ کسیطرح مُہر نبوّت کی زیارت کروں۔ آپ نے میری حالت دیکھکر قصداً چادر مبارک کو پشت سے علیحدہ فرما دیا۔ جونہی میری نگاہ مُہر نبوّت پر پڑی بے اختیار زار و قطار روتے ہوئے مُہر نبوت کو چوم لیا۔ میرے اضطرار کو دیکھکر حضورؐ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا اور ایک ایسے یہودی کو جو فارسی اور عربی دونوں زبانیں جانتا تھا بلا کر اسکے ذریعہ سے میرا سارا ماجرا سننا شروع کیا۔ جب وہ موقع آیا کہ یہودیوں نے مجھے ایک یہودی کے ہاتھ بیچدیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ قوم بری قوم ہے۔ پھر تو یہودی جلکر حضور کی خدمت میں کہنا شروع کیا کہ ابتو یہ آپ کو گالیاں دے رہے ہیں اُسی وقت حضرت جبرائیل علیٰ نبیّنا و علیہ السلام نے آکر حضور کو میرے واقعہ کی صحیح اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا۔ یہودی جھوٹ کیوں بولتا ہے وہ تو یہ کہہ رہے ہیں۔ اور تو کہتا ہے گالی دے رہے ہیں۔ یہ سنکر یہودی حیران رہگیا۔ اور کہا جب آپ خود فارسی جانتے ہیں تو مجھسے کیوں ترجمہ کرایا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو فارسی نہیں جانتا۔ مگر جبرائیل علیہ السلام نے مجھکو ابھی آکر اصل واقعہ سے خبر دی ہے۔ یہ سنکر یہودی کہنے لگا کہ جب یہ بات ہے تو بیشک آپ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

Marfat.com

[بِـ]اَنْ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل
[علیہ] السلام کو حکم دیا کہ سلمان کو عربی زبان سکہلا دو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضرت سلمان سے
[کہہ] دیجئے کہ آنکھ بند کرلیں اور منہ کھولدیں جب حضرت سلمان نے آنکھ بند کرکے مونہہ کھولدیا جبرائیل
[علیہ] السلام نے اُنکے منہ میں تھوک دیا وہ فوراً بزبان فصیح عربی میں باتیں کرنے لگے۔ پھر تو میں
[یہو]دی کی خدمت دن میں کرتا اور رات کو حضور میں آتا جاتا رہتا۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ
[یہ]ودی سے کتابت طلب کرلو۔ مین نے جب اپنے مولا یہودی سے اس امر کی درخواست کی
[تو] اس نے مجھکو چالیس اوقیے سونا اور تین سو پودے کھجور کے لگادینے پر اسطرح مکاتب
[کیا] کہ اگر ایک پودا کھجور کا بھی خشک ہوگیا تو دوبارہ پھر تمکو وہ پودا لگانا پڑیگا۔ میں نے آکر جب حضور
[م]یں عرض کیا تو آپ نے فرمایا۔ تین سو پودے کھودکر اور انکے گڑھے تیار کرکے مجھکو اطلاع دینا
میں انکو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔ اور اصحاب کرام نے دس دس بیس بیس پودے اپنے
باغوں سے مجھکو دے کر تین سو پودے مہیا کردئے اور گڑھے کھُدوانے میں بھی میری
[مد]د کی جب معاملہ طیار ہوگیا میں نے حضور کو اطلاع کی۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے
[س]ب پودوں کو جما دیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ سب ہرے ہوگئے۔ ان میں سے ایک بھی نہ سوکھا۔
پھر ایک دن ایک شخص کبوتر کے انڈے کے برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
سونا لیکر آیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا سلمان تم اس سے وہ چالیس اوقیہ سونا جو تمہارے مولیٰ
یہودی کا تمہاری آزادی کے عوض تمہارے ذمہ ہے اُسکو ہی اداکرآؤ۔ مینے عرض کیا حضور میرے
ذمہ تو چالیس اوقیہ سونا ہے (۴۶۶ چار سو چھیاسٹھ تولہ ۸ ماشہ) آپ نے فرمایا اللہ جلشانہ اسی سے
اداکرادیگا۔ مینے جاکر جب میرے مولیٰ یہودی کو بدل کتابتہ (بدل آزادی) تولکر دینا شروع کیا
[ت]و اسی کبوتر کے انڈے کی مقدار سونے سے ۴۶۶ چار سو چھیاسٹھ تولہ آٹھ ماشہ سونا میرے
[م]ولیٰ یہودی کا ادا ہوگیا اور اتنا ہی مجھکو بچ رہا۔ اور بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ
[ا]بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھسے حضرت ابوسفیان ابن حرب نے بیان فرمایا کہ جس

Marfat.com

زمانہ میں ہم بطریق تجارت قریش کے قافلہ کے ساتھ شام میں گئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس زمانہ میں کفار قریش سے اور مجھسے ایک مدت معین تک کے لئے معاہدہ کیا تھا کہ آپسمیں قتل وقتال نہ کیا جائے اور اُس قافلہ کا میں ہی امیر تھا۔ جب ہم مقام ایلیہ میں پہونچے۔ ہرقل نے جو نصارٰی کا عالم بھی تھا اور بادشاہ روم ہکو قاصد بھیجکر اپنی مجلس میں بلایا اُسکے گرد رؤسا روم بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس نے جب ہم پہونچے اپنے ترجمان کے ذریعہ سے جو ترکی عربی دونوں جانتا تھا ہمسے دریافت کیا کہ ملک حجاز میں جو نبوت کا دعوٰے فرما رہے ہیں تم میں اُنکا قریب تر رشتہ دار کون ہے۔ میں نے کہا میں ہی ہوں۔ اُس نے حکم دیا کہ انکو مجھسے قریب کردو اور انکے ساتھ والے انکے نزدیک پیٹھ پیچھے کھڑے ہوجاویں۔ پھر اپنے ترجمان کو حکم دیا کہ اگر ابوسفیان بیان حالات میں جو میں اُس سے دریافت کروں جھوٹ بولیں تو تم اسکو فوراً جھٹلا دینا۔ بات یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہرقل میرے ساتھیوں سے یہ نہ کہتا تو میں بیان حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ضرور جھوٹ بولتا (اسواسطے کہ میں اُسوقت میں کافر ہی نہیں بلکہ کافروں کا سرغنہ تھا) بادشاہ نے بذریعہ ترجمان اول مجھسے یہ سوال کیا کہ وہ نبی تم میں باعتبار نسب کے کیسے ہیں۔ میں نے کہا ہم سب سے شریف النسب ہیں۔ پھر کہا تمسے کسی نے پہلے بھی ایسا دعوٰے کیا تھا۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا اُنکے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے۔ مینے کہا نہیں۔ پھر پوچھا انکی پیروی زیادہ شریف اور دولتمند کر رہے ہیں یا ضعیف۔ مینے کہا ضعیف پھر سوال کیا کہ انکی جماعت بڑھتی جاتی ہے یا گھٹتی۔ میں نے کہا روزافزوں ترقی پر ہے۔ پھر سوال کیا کہ اُن میں سے کوئی اُنکے دین سے ناراض ہوکر پھر بھی جاتا ہے۔ میں نے کہا نہیں پھر کہا اس دعوٰے سے پہلے اُنکو تم جھوٹ بولنے کا عادی سمجھتے تھے یا نہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ کہا عہد شکن تو نہیں ہیں۔ مینے کہا نہیں۔ مگر اب ہمارے اور اُنکے درمیان باہم معاہدہ ہے دیکھئے اس میں کیا کرتے ہیں۔ یہی ایک موقعہ تھا جو مجھکو انکی نسبت برائی بیان کرنیکا ملا۔ کہا کہ تمسے اُنسے باہم لڑائی ہوتی رہتی ہے۔ مینے کہا ہاں۔ کہا پھر کون فتحیاب ہوتا ہے

نے کہا لڑائی کنوئیں کا ڈول ہے کبھی اُنکے ہاتھ کبھی ہمارے ہاتھ یعنے کبھی ہم کامیاب ہوتے ہیں کبھی وہ۔ پھر پوچھا کہ وہ تمکو کیا حکم کرتے ہیں۔ مینے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ فقط اللہ کی عبادت اور اُسکے ساتھ کسیکو ذرا بھی ساجھی مت بناؤ اور اپنے باپ دادوں (بت پرستوں) کا طریقہ چھوڑ دو ہمکو نماز کا اور سچ بولنے اور پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔ بادشاہ نے اپنے ترجمان کو حکم دیا کہ ابوسفیان سے کہو کہ میں نے تمسے جو اس نبی کی نسب کی نسبت سوال کیا تو تمنے جواب دیا کہ وہ بڑے شریف النسب ہیں اور نبی اپنی قوم میں ایسے ہی شریف النسب ہوتے ہیں پھر مینے پوچھا کہ ایسا دعوے تمسے پہلے بھی کسی نے کیا ہے مگر تمنے انکار کیا۔ اگر تم انکار نہ کرتے تو میں جانتا کہ وہ پہلے مدعی نبوت کی ریس کرتے ہیں اور اُنکے باپ دادوں میں سے کوئی بادشاہ ہونے کا بھی تمنے انکار کیا ورنہ میں جانتا کہ اپنی قدیمی بادشاہت لینے کی فکر میں یہ دعوے کیا ہے جب میں نے اُنکے سچے جھوٹے ہونے کی نسبت قبل دعوے نبوت سوال کیا تو تمنے صاف انکار کیا تو اب میں کیسے جانوں کہ جس شخص نے کبھی جھوٹ نہ بولا وہ خدا پر جھوٹ بولے پھر تمنے یہ بھی کہا کہ انکے پیرو ضعیف لوگ ہوتے ہیں۔ اور پیغمبروں کے پیرو قدیم سے ضعیف و کمزور ہی ہوتے آئے ہیں نہ کہ شریف و دولتمند۔ اور تمنے یہ بھی کہا کہ وہ گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں اور یہی شان ایمان کی ہوتی ہے۔ پھر تمنے یہ بھی کہا کہ انکے دین سے ناراض ہوکر کوئی نہیں پھرا۔ اور ایمان کی تازگی جب دل میں داخل ہوجاتی ہے ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور تمنے یہ بھی کہا کہ وہ عہد شکن نہیں ہیں۔ اور وہ اسبات کا حکم فرماتے ہیں کہ خالص اللہ کی عبادت کرو اور اُسکے ساتھ کسیکو ساجھی نہ بناؤ۔ اور بتوں کی پرستش سے منع فرماتے ہیں اور نماز کا اور سچ بولنے اور پاکدامنی کا حکم فرماتے ہیں۔ اگر یہ سب باتیں جو تمنے کہی ہیں سچ ہیں تو وہ عنقریب میرے قدموں کی زمین تک کے مالک ہوجائینگے۔ میں پہلے سے جانتا تھا کہ اس شان کے نبی پیدا ہونیوالے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہونگے۔ اگر میں وہاں تک پہنچ سکتا تو مزید انکی زیارت کرنیکا انتظام کرتا۔ اور اگر میں انکے پاس ہوتا تو انکے پاؤں دھوتا

Marfat.com

اسکے بعد ہرقل نے اس فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طلب کیا جسکو حضور نے حضرت دحیہ کلبی کے ہاتھ عظیم بصری کیطرف بھیجا تھا اور عظیم بصری نے اسکو ہرقل بادشاہ روم کے سامنے پیش کیا تھا۔ جب وہ پڑھا گیا تو اسکا یہ مضمون تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ مکتوب ہے محمد رسول اللہ کیطرف سے جو اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ ہرقل شاہ روم کیطرف جو بھی کوئی ہدایت کی پیروی کرے اسپر سلام ہو جو بعد حمد خدا اور سلام کے ہیں تجھکو اے بادشاہ اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اللہ کی اطاعت میں گردن جھکا دے اور اسلام قبول کرلے پھر تو سلامت رہیگا اللہ تجھکو دوہرا ثواب دیگا۔ اور اگر تو نے اسلام سے منہ پھیرا تو بلا شبہ تیری رعیت کا وبال بھی تیری ہی گردن پر رہیگا۔ اے اہل کتاب آؤ تم جو ہمارے تمہارے درمیان میں ایک بات ہے نہ پوجیں تم سوائے اللہ کے کسیکو اور نہ ساجھی بناؤ تم ساتھ اللہ کے کسیکو اور بعض تمسے بعض کو سوائے اللہ کے اپنا پرورش کرنیوالا نہ سمجھے پس اگر پھر جاویں وہ (اہل کتاب) پس کہو تم (مسلمانو) گواہ رہو تم کہ ہم بیشک مسلمان ہیں۔

ابوسفیان فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ جو کہتا تھا کہہ چکا۔ اور پڑھنے فرمان رسول اللہ سے فارغ ہوا شور مچا اور آواز بلند ہوئی اور ہم دربار شاہی سے نکال دئے گئے میں نے اپنے یاروں سے کہا کہ بیشک ابن ابی کبشہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام بہت بڑھ گیا کہ انسے روم کے بادشاہ بھی ڈرتے ہیں۔ جب سے مجھکو یقین تھا کہ آپ بلا شبہ سب پر غالب آوینگے یہانتک کہ اللہ نے اسلام میرے دل میں بھی داخل کردیا اور ابن ناطور حاکم شہر ایلیہ کا اور ہرقل یہ دونوں شام کے رہنے والوں سے نصاریٰ کے رئیس تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہرقل جب ایلیا میں آیا ایک دن صبح کو خبیث النفس اور پریشان اٹھا اسکے خاصوں نے اسکو پریشان دیکھا۔ ابن ناطور کہتے ہیں کہ ہرقل علم نجوم کا ماہر تھا جب اسکے خاصوں نے سبب پریشانی کا دریافت کیا۔ ہرقل نے کہا کہ میں نے جب نجوم میں غور کیا تو میں نے

Marfat.com

اس بادشاہ کو دیکھا کہ جو ختنہ کرانیوالی قوم سے ہے کہ غالب آگیا لہذا دریافت کرو کہ ہماری رعیت میں ختنہ کونسی قوم کراتی ہے اُسکے خاصوں نے کہا کہ بجز یہود کے کوئی ختنہ نہیں کراتا مگر انکا کوئی ڈر نہیں ہے تمام اپنی سلطنت کے شہروں میں حکم جاری کردو کہ سارے یہودی قتل کرا دئے جاویں۔ یہ گفت وشنید ہو ہی رہی تھی کہ بادشاہ غسان کیطرف سے ہرقل کو ایک شخص نے آکر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے کی خبر دی۔ ہرقل نے کہا کہ دریافت کرو کہ انکی قوم میں ختنہ ہوتی ہے یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ انکی قوم ہی نہیں بلکہ تمام عرب والے ختنہ کراتے ہیں۔ ہرقل نے کہا بیشک وہ رسول اس زمانہ والوں پر غالب آوینگے۔ پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو جو رومیہ میں رہتا تھا اور علم میں ہم پلہ ہرقل کا تھا اس امر کے متعلق لکھا اور خود حمص کیطرف روانہ ہوگیا۔ ابھی حمص میں نہیں پہونچا تھا کہ ہرقل کے پاس ہرقل کی رائے کے موافق اُس دوست کا خط آپہونچا جس میں حضور کے ظہور کی اور آپ کے نبی برحق ہونے کی خبر تھی۔ پھر تو ہرقل نے ایک مقام خاص میں بمقام حمص پہونچکر تمام رُوسا روم کو اکٹھا کرکے دروازے مکان کے بند کرا دئے اور کہا کہ اے روم والو! اگر تم اپنی بھلائی اور اپنے ملک کے قیام کو چاہتے ہو۔ تو اس نبی کی بیعت قبول کرو۔ یہ سنکر وحشی گدھوں کیطرح دروازوں کیطرف بھاگے دروازوں کو بند پاکر وہیں رہگئے۔ اور ہرقل نے اُنکی نفرت دیکھکر اُنکے ایمان سے مایوس ہوکر زوال سلطنت کے خیال سے سب کو اکٹھا کرکے کہا کہ میں کبھی اپنے دین کو چھوڑنے والا ہوں۔ مجھکو تو تمہاری مضبوطی کا امتحان کرنا تھا۔

اور نجاشی بادشاہ حبش کا اپنے تمام عالموں اور درویشوں کے ساتھ مسلمان ہونا اور اُنکی مدحت میں آیہ کریمہ وَاِذَا سَمِعُوْا الآیۃ۔ نازل ہونا ہم پہلے مفصل بیان کرچکے ہیں علاوہ بریں دوسرے اکابر نصاریٰ ویہود کے واقعات قبول اسلام کے اگر کسی کو شوق ہو تو حجۃ اللہ علے العالمین کا مطالعہ کرے۔ یہاں تو ہمکو بطریق نمونہ دکھانا تھا

کہ آپ کے تشریف لانے کی بشارتیں یہود و نصاریٰ میں اسقدر شائع و ذائع تھیں کہ بہت حق طلب منصف مزاج آپ پر آپ کی ولادت سے پہلے بھی ایمان لا چکے تھے اور بہت بالانصاف بموجب انہی بشارتوں کے بعد ظاہر ہونے آپ کی نبوت کے بلا طلب معجزہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی بشارتیں مع نشانیوں واضح کے اسقدر جہ عالم میں مشہور ہوئیں کہ انہی بشارتوں کو سن سنا کر یا بموجب اپنے استدراج کے ہنود کے جوگیوں اور مہاتماؤں کو بھی اپنی طرز پر آپکی بشارتوں کو اپنی معتبر کتابوں میں اپنی زبان میں اسطرح لکھنا پڑا کہ اگر بنظر انصاف بغور انکو دیکھا جائے تو ان بشارتوں کا مصداق بجز آپ کے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ چنانچہ کلگی پران بھاگوت در دویں ہے جب دنیا پاپ سے بھر جاوے برہمن نام فقط اشنان کرنیکا رہجاوے کلگی وتار ن کرکے نیلے گھوڑے پر سوار تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے پاپی اور ادہرمیوں کا ناس کرتے آویں انکے پتہ کا نام وشنو دیس ہو اور انکی مہتاری کا نام شومتی ہو۔ جسکے معنے عربی میں آمنہ کے ہوتے ہیں اور وشنو دیس کے معنے عربی میں عبد اللہ کے ہوتے ہیں اور کلگی کے معنے عربی میں ماحی الذنب ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آپکا نام نامی ماحی الذنوب مشہور ہے۔ علیٰ ہذا آپ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ۔ اور اگرچہ بخاری شریف سے آپ کے براق کا رنگ سفید ثابت ہوتا ہے مگر باب المعراج سیرت حلبی میں ہے کہ نیلا یعنے سیاہ اور سفید رنگ تھا جس سے نیلے گھوڑے پر آپکا سوار ہوکر احکام ایزدی کے ساتھ آنا ظاہر ہے اور تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے پاپی اور ادہرمیوں یعنی بت پرستوں بدکاروں کا ناس کرنا تو آپ سے اسقدر ظاہر ہے کہ جسکا کوئی انکار کرہی نہیں سکتا۔ اور کلکی پران میں کلکی اوتار صاحب کی پیدائش کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ پیر کے دن بارھویں (۱۲) تاریخ چاند کی سدی ماہ بیساکھ میں دو گھڑی دن چڑھے پیدا ہونگے چنانچہ اصلی اشلوک پران مذکور میں جسکا مضمون بیان کیا گیا اسطرح ہے دواودشی شام شکل پک شی شی ماس مادھوم سندہی ہرشنی جوکی کرنی بال با ہووے اور اسمیں دو گھڑی دن چڑھے باعتبار ملک ہندوستان کے خبر دی گئی ہے اسواسطے کہ ہندوستان کے

Marfat.com

وب کے طلوع وغروب میں ضرور اتنا فرق ہوتا ہے کہ یہاں دو گھڑی دن چڑھے ہے اور عرب میں
صادق کا وقت ہو۔ اسیواسطے مولانا محمد حسن صاحب امروہی نے بعض اپنے رسالہ جات
آپکی پشینگوئیوں کے متعلق کتب ہنود سے بہت کچھ تحقیقات کرکے کلکی پران سے
رح لکھا ہے کہ اول نشان آپکا پیر کے دن پیدا ہونا ہے اور دوسری بارھویں تاریخ
ند کے حساب سے۔ تیسرے اُس چاند کے مہینے کا مطابق ہونا سدی ماہ بیساکھ
ہے جو ہندی مہینہ ہے۔ چوتھے دو گھڑی دن چڑھے ہے باعتبار طلوع وغروب ہندوستان
کے۔ پانچویں باپ کا نام وشنو ولیس ہونا اور وشنو الله کو اور ولیس عبد کو سنسکرت میں
تے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کے والد ماجد کا نام عبد الله تھا۔ چھٹے والدہ کا نام سومتی ہونا
کے معنے امانتدار کے ہیں اور آپکی والدہ ماجدہ کا نام عربی میں آمنہ تھا جسکے معنے
امانتدار کے ہوتے ہیں۔ ساتویں یہ بھی لکھا ہے کہ کلکی اوتار صاحب پہلے پہاڑ کی غار
یں تپشیہ کرینگے اور ظاہر ہے کہ حضور ابتداء نبوت میں کئی کئی روز کا کھانا بقدر ضرورت حرا پہاڑ کی
ار میں جو مکہ معظمہ میں آجتک موجود ہے لیجایا کرتے تھے۔ اور کئی کئی روز عبادت میں وہاں
مشغول رہتے تھے۔ آٹھویں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ بعد اس زمانہ عبادت کے شمالی پہاڑونکی
ف ہجرت کرکے تشریف لیجاوینگے اور ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے پہاڑ شمال
ی ہی جانب ہیں۔ نویں آپ کی علامتوں سے یہ بھی لکھا ہے کہ تلوار کے زور سے شمالی
پہاڑوں میں جاکر ایمان اور توحید کا سبق دینگے۔ چنانچہ اس امر کا مصداق ہونا بھی جناب
رسالت مآب صلی الله علیہ وسلم سے ظاہر ہے۔ دسویں یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی تلوار
ہاں لگے گی پورا ہی کام کرکر چھوڑے گی۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کی تلوار ذوالفقار کی
ہی صفت تھی۔ گیارہویں یہ بھی لکھا ہے کہ شنبل دیپ کی رانی اپنے وکیل کی معرفت
پ کو اپنے نکاح کا پیغام دے گی۔ اور بوجہ کثرت سے ہونے سینبل کی روئی کے عرب
اور کنعان کے پہاڑوں میں عرب کو ہنود شنبل دیپ کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ

Marfat.com

کی رانی حضرت خدیجۃ الکبرےٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ رضی اللہ عنہ کی معرفت
آپ کو اپنے نکاح کا پیغام دیا اور حضورؐ کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں۔
بارہویں[۱۲] اسی کلکی پران میں ہے کہ کلکی صاحب پہاڑ کی کہوہ میں پرشرم سے تعلیم
پاویں اور ہندی میں پرش روح کو اور رام خدا کو کہتے ہیں۔ اگرچہ اُنکے یہاں راجہ جسرت
کے بیٹے کا نام بھی رام ہے جو سیتا کا شوہر تھا مگر اسکو اوتار جانتے ہیں نہ کہ خدا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غار حرا میں حضرت روح الامین کا وحی لانا ظاہر و باہر ہے
تیرہویں[۱۳] کلکی صاحب کی سواری کی صفت میں لکھا ہے کہ جہاں تک اسکی نظر پہونچیگی وہاں وہ
قدم رکھیگی۔ اور آپ کے براق کی یہ صفت شہرۂ آفاق ہے۔ چودہویں[۱۴] کلکی صاحب کی صفت سے
یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے سے پہلے سب اوتاروں کی یعنی پیغامبروں کے مداح ہوں گے
اور قرآن مجید میں آپ کی صفت میں اللہ جلشانہ اسطرح بیان فرماتا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ
مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَکُمْ الآیۃ یعنے یاد کرو اے مومنو اُسوقت کو جب اللہ نے سارے نبیوں اور رسولوں
سے عہد لیا کہ البتہ جو کچھ ہمنے تمکو کتاب اور حکمت سے دیا ہے اس سے غرض یہ ہے کہ تم سب کے
بعد ایک رسول مطلق آوینگے جنکی رسالت کسی ملک اور ولایت یا اہل زمین یا آسمان کے
ساتھ مقید نہ ہوگی۔ انکی پہچان یہ ہے کہ تمہاری سب کی تصدیق کرنیوالے ہوں گے تم اُنپر
ایمان لاتے ہو اور لاؤگے اور انکے مددگار بنتے ہو اور بنوگے یہ سنکر سب نے اقرار کیا۔ پندرہویں[۱۵]
اسی کلکی پران میں ہے کہ کلکی صاحب شنبل میں یعنے ملک عرب میں پیدا ہوں گے چنانچہ
آپکا پیدا ہونا وسط عرب میں بلکہ وسط تمام دنیا میں جو مکہ معظمہ ہے ظاہر و باہر ہے
اور تحقیق اس امر کی کہ شنبل سے مراد ملک عرب ہے یہ ہے کہ ہنود اس ربع مسکون
دنیا کو سات حصوں پر تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو دیپ کہتے ہیں۔ انمیں سے جمون دیپ
سندھ ندی سے یورپ کی آبادی تک کو برابر چھ حصے پر تقسیم کر کر انکو مغربی دیپ کہتے

واسطے کہ اسطرف (جموں) یعنے جامون کے درخت بہت ہوتے ہیں۔ دوسرا شاکت
دیپ ہے۔ شاکت شاخ کو کہتے ہیں اسواسطے کہ اس ملک کے درخت میوہ دار شاخ رکھتے ہیں
جسکا نام خراسان و ایران وغیرہ ہے جنکا مالک انوشیروان تھا۔ تیسرے دیپ کو شالمبل دیپ
کہتے ہیں جس سے مراد ملک عرب ہے۔ اسواسطے کہ شالمبل کی روئی مملکت عرب اور کنعان
میں کثرت سے ہوتی ہے۔ چوتھے دیپ کو کش دیپ کہتے ہیں جس سے مراد ملک مصر ہے
کش ڈاب کو کہتے ہیں جو ایک قسم کا گھانس ہے اور اُس ملک میں کثرت سے ہوتا ہے۔
پانچویں مملکت بلقان اور یونان کو کرونچ دیپ کہتے ہیں۔ اسواسطے کہ کرونچ یعنے بگلا وہاں
کثرت ہوتا ہے۔ چھٹے روم اور اٹلی وغیرہ کو سیدک دیپ کہتے ہیں اسواسطے کہ سیدک
پہاڑ کو کہتے ہیں اور ان ملکوں میں پہاڑ بکثرت ہیں۔ ساتویں اسپین وغیرہ کو جن ملکوں
میں پانی کی کثرت ہے پشکر دیپ کہتے ہیں اسواسطے کہ ہندی میں پشکر پانی کا نام ہے
پھر چھوٹے چھوٹے دیپ بہت ہیں جنکو اپدیپ کہتے ہیں جیسے سنگل دیپ لنکا دیپ۔
اور مولانا محمد حسن مرحوم ہی دیدوں سے حضور کی نسبت اپنی تحقیق اسطرح لکھتے ہیں کہ
العد سکتہ اتھربن وید سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جسکو اُس میں اپنے مذہب کی
وحدت وجود کے انداز میں لکھا ہے بجد ظاہر ہے۔ اس مضمون کے اوراق اتھربن وید کے
اتفاقاً ایک ہندو کالڑکا جو اجمیر شریف میں مجھسے پڑھتا تھا میرے پاس کہیں سے لے آیا
اور کہنے لگا یہ آپ کے کام کی چیز ہے۔ بعدہ ایک برہمن کنہیا لال اتھربن وید کا عالم علاقہ
جے پور کا رہنے والا اپنی بیماری کا علاج کرانیکو جو میرے پاس آیا اور میں نے وہ ورق اسکو
دکھلائے۔ اول تو وہ سرخ ہوگیا اور کہنے لگا کس نالائق نے یہ اوراق لاکر آپ کو دیئے
ہیں یہ تو ہمارا راز ہے کہ اہل اسلام سے اسکو پوشیدہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ مگر پھر چونکہ
علاج کو آیا تھا اور غرض مند تھا نرم ہوکر کہنے لگا کہ جب یہ ورق آپکے پاس آ
پہونچے تو خیر۔ اب اسکا راز میں آپ پر ظاہر کئے دیتا ہوں۔ میں خود اپنا اتھربن وید

Marfat.com

لاتا ہوں جسکو دکھن میں مینے بڑی محنت سے پڑھا ہے اور اسپر سات سو سال کی سند ہے اور اسکو ہم گاینتری یعنے ادم بھور بھو را سے بھی زیادہ پوشیدہ کرتے ہیں۔ اور وہ گاینتری یہ ہے۔ لَا اِلٰهَا ھَرتی پاپنگ اِلا اِلٰهَا جنم پدم پرم بیکنٹھم پراپ تیو رتی جوتی نام محمدم۔ اور اسکی شرح میں بہت سے اشلوک برہمن وید اتھرون میں ہیں اور یہ سب ادا اپنشدوں کا ہے جنمیں توحید کا بیان ہے کہ ایک ہستی کے سوا دوسرا کوئی موجود نہیں وہ اپنی اکائی کے ساتھ بصورت کثرت ظاہر ہے اور یہ وید اور بالخصوص یہ حصہ جس میں اللہ سکنتہ ہے اسطرف آپ کو کہیں نہ ملیگا۔ الحاصل اسکا ترجمہ مینے اس پنڈت سے جو لکھوا یا لکھ لیا پھر میں اپنے وطن امروہہ کو چلا گیا وہاں سے جب واپس آیا تو وہ برہمن مرگیا تھا۔ اسکے بعد میں نے ہر چند تلاش اس وید کے اس حصہ کی مگر کہیں حیدرآباد تک نہ ملا۔ دکھن میں مدراس کے قریب پنڈت نے بتلایا تھا وہ کہتا تھا کہ اہل اسلام کو ہرگز ہرگز کوئی برہمن نہ دیگا۔ اسکے بعد مجھکو بہت تلاش رہی پر وہ حصہ نہ ملا۔ مگر بعض وید کے جاننے والے برہمنوں سے جو میرے زیر علاج وقتاً فوقتاً رہے معلوم ہوا کہ ہر ایک وید کے دو دو حصے ہیں اور اتھروو وید کے بھی دو حصے ہیں ایک منتر دوسرے برہمن اور تینوں پہلے حصے ویدوں کے منتر نامی اور دو برہمن کے طبع ہو چکے ہیں پر اتھرون وید کے برہمن کا حصہ اور کچھ منتر کا ہنوز بقیہ طبع نہیں آیا جس میں اللہ سکنتہ ہے پھر مینے واچسپتی (لغت) سنسکرت کو ال کے لفظ کے ذیل میں دیکھا تو اس میں اللہ سکنتہ کو اتھرون وید کے سکنتہ کر کے لکھا ہے اور لغت سنسکرت مسمی کلپ درم مصنفہ راجہ رادھا کانٹ دیو بہادر میں بھی اللہ سکنتہ لکھی ہے جو ذیل میں ہم درج کرینگے۔ اور لکھا ہے کہ سکنتہ اتھرون وید کی ہے اسمیں کوئی قدح دونوں نے نہیں کی۔ اور یہ نہیں لکھا کہ یہ بنائی ہوئی بعد کی ہے اور نہ چھاپنے کی وجہ یہ ہے کہ چھاپنے والوں مثل مکسمول وغیرہ کو اول تو ملی نہیں دوسرے انکو یہانتک تعصب ہے کہ فہرست اپنشدوں میں الوپ نشد کا جو سوائے اللہ سکنتہ کے ہے اور اسمیں نام مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نام تک درج نہیں کیا بخلاف فرانس کی فہرست کے

Marfat.com

گیا ہیں اسکو لکھا ہے۔ گو اپنی نصرانیت کے تعصب سے لکھتا ہے کہ یہ جدید ہے پر اسکے جدید ہونے کی سند نہیں لکھی۔ پس جملہ معترضین کا یہ قول کہ اکبر کے وقت میں بنائی گئی ہے محض افترا ہے اور راجہ ٹوڈرمل نے جو شیخ جیون قوم برہمن کو اللہ سکتہ پڑھتے سنا تو تعصب مذہبی سے اودے پور کے راجہ کو لکھا کہ ایک شخص ایسی عبارت وید سے پڑھتا ہے جس میں لام مکتب ہیں اسکا دفعیہ لازم ہے اسوجہ سے بعض کا گمان بطور افترا بلا سند ہے جو کہتے ہیں کہ اللہ سکتہ اور الوپ نشد اکبر کے زمانہ میں بنائی گئی ہے اور اللہ سکتہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح بہت کچھ ہے جیسے الوپ نشد میں اور اللہ سکتہ کے معنے اللہ کی تعریف کے ہیں اور اللہ کے لفظ کی اصل جیسے اہل عرب اَلِاَلہ کہتے ہیں ویسے ہی سنسکرت میں اَلَّ کہتے ہیں اور اَلّانَک جیسے سنسکرت میں ہے اَلّانَک ایل و اَلُوہیم عبرانی میں ہے اور عربی میں اللہ و اللّٰھم ہے اور اللہ سکتہ میں اللہ کی تعریف جیسے ہے ویسے ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بھی ہے۔ اور وہ اللہ سکتہ یہ ہے جو معہ ترجمہ لکھوائی ہوئی کنہیالال برہمن مذکور کی ہے

اَسْمِ الّاَنَکَ اَلِّی اِیشْبرُوْ نَادِبَّیاَنِیْ
دَھَتِّیْ ۔ اِلّاَ اَلِّیْ بَرَنُوْکَجَاپِنُرْدَدُ
وھُیَا رِمِمِنْرُّو ۔

میں ہوں اللہ میں موجد میں مالک پانی یعنے اصل کا جہان کو عمدہ طور سے بنانیوالا۔ میں فنا کرنیوالا ہیں پانی یعنی مادہ کا راجہ پر قیامت میں لوٹانیوالا قربانی کا مالک ۔

اِلّاَ اِلّاَ اَلُّوْ اِلّاَ اِلّاَ نَکْ ۔ بَرَنُوْ
مِتْرُوْتَبِجَ کَامَہ ۔

میں موجد میں فنا کرنیوالا میں خداوند پانی کا راجہ میں تیز سے میں جہان ۔

ھوتَارِمِنْدرو ھوتَارِمِنْد روھوتَار
مِندرو مَھَاسُرِنْدرَاہ اَلُّوْجِیشُوْ
سَرِیشْٹَنْ پَرَمَنْ پُوْرنَنْ بِرھمَانَنْ ۔

میں ہستی کا اندر میں ہستی کا اندر میں ہستی کا اندر مہا اندروں کا اندر۔ میں موجد میں زور میں مہا ہیں عمدہ میں پورا میں ہستی۔

اَلّاَنُکْ اَلُرْسُلَہ مُحَمَّدْرَہ کَنْبَرَسْتَیّ ۔

میں اللہ ہیں موجد ہیں رسول اللہ ہیں محمد زور آور کون آکی برابر

Marfat.com

اَلُوْ اَلَانَکْ اَدَ الاَنکْ بُوکَنْ اِیکَنْ اَلُوْ
بو کن نِکھار تِکَنْ ✣
اَلُوْیکَیتّ ھُتْ ھُنُوْہ الانک ✣
سو دنی چند رسرب نکچھتر ا ✣
اَلُوْر شیْ نام سَہَبْ دِ بیّا ✣
اِنْدْ رالپُورب مایا پرمم آنْتِرکُشْنا ✣
اَلُوْ پرِتھبیا انْتِرکُشْنَ بِشْورُوْ بَنَ ✣
دِ بُبانی دھتیْ ✣ اِلاَلیَ بَرَنُوْراجہ
پُنْرَدَدُو ✣ اِلاَنکْ کَبَرا لانکے
کَبرِالَانَکْ اِلاَالیَ اِنیْ الا اللہ ✣

اَدُنکَ اَلا اِلاَ اللہُ انادی سروپا ✣
التھروںی شامانْ ھرونک ھربنک جنانْ
بِنُوْن سِدّھان جل چران اور شتْیَ
کُرُوکُروفْتْ ✣ اَسُرسنہاری ھرُوْنکْ
ھرِبنک رُسُلِہ محمد رہ کنبر شی ✣
اَلُوْ الَانکْ اِلَالِیْ اِنیْ اِلاَّ اللّٰہ ✣
اِنیْ اللہ سکتنہ سمپورنی

میں موجد ہیں اللہ میں خداعند مارنیوالا میراکون
ہیں ایک ہیں موجد مارنیوالا میرا کون جایا۔
ہیں موجد ہیں جگ کا مالک گردن کٹی میرے نام سے
ہیں اللہ ہیں سورج ہیں چاند ہیں سارے منازل
ہیں موجد ہیں رشی نام سارے آسمان
ہیں مالک ہیں پورب ہیں مایا ہیں پورا ہیں سب دو
ہیں موجد ہیں زمین ہیں سب کے قریب ہیں جہان
کا روپ ہیں جہان کو عمدہ طور سے بنانیوالا ہیں
فنا کرنیوالا پانی کا راجہ پھر قیامت میں لوٹانیوالا
ہیں خدا کون میری برابر ہیں خدا کون میری برابر ہیں خدا
ہیں فنا کرنیوالا بس ہیں فنا کرنیوالا۔
ہیں اللہ ہیں موجد ہیں فنا کرنیوالا بجد میرا روپ
ہیں اتھروَن کا روپ یہ دو لفظ بیج کہلاتے ہیں
آدمی چوپائے عمدہ لوگ پانی کی اشیا جو نہ
دیکھیں اثبات حق ہیں انکی نفی کرے ایمان کی گردن کاٹ
ان بیج سے جو ذیل میں ہے رسول اللہ محمد زور آور کے نام جپکی برابر کرکے
ہیں موجد ہیں اللہ ہیں مخفی ہیں فنا کرنیوالا۔
بس اللہ سکتنہ سب پورے ہوئے۔

تنبیہ دوم الوپ نشد کے حال میں۔ جاننا چاہئے کہ الوپ نشد باون ابہ نشدوں میں سے ہے ایک ابنشد اور ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کا ساختہ وپرداختہ نہیں اور باون ابنشد مشہور ہیں جو جملہ ایک سو آٹھ ہے۔ کہتے ہیں اور ویانند آٹھ وس کا ہی معتقد ہے پر انکی نسبت جو باون کے

متقدمین کہا جاتا ہے کہ انہیں سے پچاس کا ترجمہ دارا شاہ دہلی کے وقت میں ہوا تھا۔ ہر دو کا ترجمہ اخفا کرنے کی وجہ سے نکرا یا تھا انہیں سے ایک الوپ نشد ہے جسمیں کمال مدح حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ الوپ نشد۔

۱۔ ھری اونگ فرنو ذھبیان دانم اِلّی منترا ھنگ۔ اَسْم اَلّٰ نکّ۔ اِلّی مِترا اُورنا دِھبیان دھتّی اِلّی وَرُنُوْ راجا بُنردہ و مُیام مِتّرو۔ لَانکّ اِلّشکلی اِلّاَ نکّ ورنو مِتّرُونبیجے کا مد۔

۲۔ ھونگ ھوتارمند روھوتارا ند رو راما ھا سوا ند رالو جیشٹم سر یشٹم پرم پورن برھمن اَلّاَ نکّ۔

۳۔ ورانکّ اَلُو رسول مُحَمَّدَ رہ کنبر شیّ الو الانکّ اولا نکّ ملکنکّ الوبوکن نکھرتکن۔

۴۔ الوّیکنّ ھنوہ اَلّاَ سوربی چند ری سرب نچھترا الورشی نام سردار تَوِیّا اندرا بہ پو ربرمایا میرم اتترکشا۔

۵۔ الوپر تقبتیا دھتی اَلِّی ورنورا جاپنرد دو اللّی کبرا لا نک کبر الِیّی اَلّی

۶۔ ھری او نک اَسّی اَلّاَ نکّ اِلّی منترا ورنورا جا بنرد دو ھیا مِہتّر و الانگ کبر الانکّ کبر رسول محمد رہ کنبر شی اِلّیٰ اَلُو بیزد ھو۔

۷۔ ھری اونگ اِلّاَ اِلّاَ اِلّاَ نا دی سروپانی اتھر ونی شاکھان ہِ جنا نان پشو سِدّھان جل چران اور شٹن کرو کر وفٹ اسو رسنگھا دنیگ ھینگ الو رسول محمد رہ کنبر شم لی اِلُو اِلّی اتی لِلّا۔

الحاصل میری غرض اسکے لکھنے سے یہ نہیں کہ وید یا سمرتی یا اپنشد منزل من اللہ ہیں بلکہ میری غرض یہ ہے کہ متقدین وید اس مقام کو خیال کریں کہ انکے بزرگ اسلام کی اسقدر تعریف کر گئے ہیں پر باوجود اس تصریح کے اسلام سے دور ہیں یہ انکی بدقسمتی ہے۔

Marfat.com

کاتب الحروف ابو محمد محمد دیدار علی بن نجف علی (غفر اللہ لہ و لوالدیہ ولعمہ ولمشائخہ) کہتا ہے کہ جے پور سے اتھرون ویدی پنڈت جنکو اوجا کہتے ہیں مدت سے الور آئے ہوئے ہیں انہیں سے ایک پنڈت چنچل نامی جو اتھربن وید کی بیان کرن بھی خوب جانتے تھے اور زمانہ حال کے راجہ سے پہلے راجوں کے گرو بھی تھے۔ میرے چچا مخدوم و مکرم سے بہت کچھ عقیدت رکھتے تھے۔ بذریعہ چچا صاحب قدس سرہٗ میں نے جب پنڈت چنچل نامی مذکور کو یہ عبارت الوپ نشد اور اشلوک مذکورہ لا اِلٰہ ہرنی پاپنگ الی آخرہ سنائے تو پنڈت مذکور نے بھی اسکی تصدیق کی۔

جب میں نے کہا کہ اسکے بعض لفظ عربی سے ملتے ہوئے ہیں تو اس نے کہا کہ سنسکرت کے بعض الفاظ بے شک عربی سے ملتے ہوئے آتے ہیں چنانچہ اللہ عربی میں خدا کو کہتے ہیں اور سنسکرت میں اَلاَ کہتے ہیں اس واسطے کہ اَلاَ کے معنے سنسکرت میں دیوی کے ہیں کہ جس کو دیبی بھی کہتے ہیں۔ اسواسطے کہ سنسکرت میں بے کے عوض واو اور واو کے عوض بے کا استعمال ہوتا ہے۔ اور دیبی ذات بے مثل اور بے مانند کو کہتے ہیں۔ اور اُسی ذات کو مسلمان اللہ کہتے ہیں۔ اور اس تحقیق سے اُس نے اس وجہ سے بیان کیا کہ اسکو کچھ اہل اسلام کے علم و کتاب سے بھی شدھ بدھ تھی۔ پھر میں نے دیکھا کہ دیانند نے بھی الوپ نشد کو اتھروید سے اپنی ستیارتھ پرکاش میں بھی لکھدیا ہے مگر بوجہ بیحد تعصب اور ہٹ دھرمی کے ترجمہ بالکل نہیں لکھا جسکو ہم بعینہ ہندی میں بغرض تصدیق نقل کئے دیتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

(ملاحظہ ہو صفحہ ۱۹۳)

Marfat.com

अथोऽल्लोपनिषदं व्याख्यास्यामः।

अस्मः ल्लां इल्ले मित्रावरुणा दिव्या नि धत्ते॥ इल्ल
वरुणो राजा पुनर्ददुः॥ह्या मित्रो इल्लां इल्लल्ले इ
वरुणो मित्रस्तेजस्कामः॥१॥ होतारमिन्द्रो होता
रमिन्द्र्ः महाः सुरिन्द्राः॥ अल्लोज्येष्ठं श्रेष्ठं परमं पूर्णं
ब्रह्माणं अल्लाम्॥२॥ अल्लोरसूलमहामदरकबरस्
अल्लो अल्लाम्॥३॥ आदल्ला-बूक मेककम्॥ अल्ला
बूक निखातकम्॥४॥ अल्लो यज्ञेन हुतहुत्वा॥अ
सूर्य चन्द्र सर्व नक्षत्राः॥५॥ अल्ला ऋषीणां
सर्वदिव्यां इन्द्राय पूर्वं माया परमन्त रिक्षाः॥६॥
अल्लः पृथिव्या अन्तरि क्षं विश्वरूपम्॥७॥इल्लाँ
कबर इल्लाँ कबर इल्लाँ इल्लल्लेति इल्लल्लः॥८॥ ओम्
अल्ला इल्लल्ला अनादिस्वरूपाय अथर्वणश्यामा हुं
जनानपशूनसिद्धान् जलचरान् अदृष्टं कुरु कुरु
फट्॥९॥ असुर संहारिणी हुं ह्रीं अल्लो रसूल
महमदरकबरस्य अल्लो अल्लाम इल्ल ल्लेति इल्ल
॥१०॥

इत्यल्लोपनिषत् समाप्ता।

الام الی مترا و رونا دیبانی دھتے ۔ ال للی برو نو را جا پنرھد
یا متر الام ال للے الام و رو نو متر س یجس کا مہ ہو تار

Marfat.com

مِنْدْ رُوْھُوتَارَ مِنْدْ رَا مِھَا سُرِنْدْ را اَلُوْ جَیْشْٹُمْ سِہ بَیْشمْ پَرَمْ پُوْرنمْ
بَرْھَامَمْ اَلاَّمْ۔

اَلُوْ رَسُوْلْ مُحَمَّدْ رَکْ بَرَسِیّے اَلُوْ اَلاَّمْ۔ ادَالاَّ بُوْکْ مِیکْ کَمْ
اَلاَّ بُوْکْ نِکھَاتَکمْ۔

اَلُوْ یَکِّیْن ھُتْ ھُتْ نُوَا۔ اَلاَّسُوْرِیْ چَنْدْ رَسَرْبْ نَکْچھَتْرَاہ اَلُوْ
دِشِیْ نَامْ سَرْبْ دِیَّامْ اِنْدْرَای پُوْربَمْ مَا یا پَرَمْ انْتْ رِیْکْ چَھاہ
اَلاَّپِرْ تِھِیّا انْترِکچُھو۔

بِشُوْرُوْپَمْ۔ اَلَہ پِرِیْ تِھِیّا اَنْتَرِکْچھَمْ بِشُوْرُوْپَمْ۔ اِلاَمْ کَبَرْ
اِلاَمْ کَبَرْ اِلاَمْ اِلَّلْ لَیْنِیْ اِلاَّ اللہُ۔ اَوْمْ اَلاَّ اللہ اَنَادِیْ سَرُوَنْشَرچِہْ
اَتھَرْ وَنَا شْیَامَا ھُوْمْ ھِرِیْمْ جَنَانْ پِشُوْنْ سِدّھَانْ جَلْ چَرَانْ اَدِرِشْٹَمْ
کُوْرُوْ کُوْرُوْ پھَٹْ۔

اَسُوْرَسَنْکْھَارِیْ نِی ھُوْمْ ھِرِیْمْ اَلُوْ رَسُوْلْ مُحَمَّدْ رَکْ بَرَسِیّے
اَلُوْ اَلاَّمْ اِلَّلْ لَیْنِیْ اِلاَّ اللہُ۔

اب دیانند کا اس اشلوک کو لکھکر یہ کہنا کہ ہمارے قیاس میں یہ اکبر بادشاہ کا بنایا ہوا ہے فقط دیانند کا متعصبانہ خیال ہے تصدیق اس امر کی یہ ہے جو اس نے بعد میں خود سوال کیا ہے اور اسکا لچر سا جواب دیا ہے وہ سوال وجواب خود تصدیق کرتے ہیں کہ یہ قول سوائے دیانند کے کسی منصف نے نہیں کیا۔ انہی وجوہات سے تمام معتبر پنڈتوں نے اسکے بنائے ہوئے وید کے ترجمہ کو رد کر دیا اور لکھدیا کہ یہ دیانند کا بنایا ہوا نیا وید ہے اسواسطے کہ دیانند کے ہر ایک ترجمہ وید میں علاوہ دوسری غلطیوں کے بہت کچھ تحریفات ہوگئی ہیں جسکی تفصیل ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور دیانند کا ستیارتھ پرکاش میں یہ قول بھی اس امر کا گواہ ہے۔ چنانچہ وہ اسی مقام پر لکھتا ہے کہ جیسے

Marfat.com

وپ نشد اکبر کا بنایا ہوا ہے ایسے ہی اُپ نشد بہت سے متعصب لوگوں نے
بیدوں میں داخل کر دئے ہیں۔ مثلاً سورو پ اُپ نشد نرسنگ پاانی رانم پنی
پال تاپنی وغیرہ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دیانند کے نزدیک بھی ویدوں
میں بہت کچھ تحریفات ہوگئیں۔اور دیانند کا یہ کہنا کہ میرے زمانہ کے ویدوں
میں جنکو وہ بیس کانڈ کمیت منتر سنگھنا اتھر وید کرکے تعبیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ
اس وید میں الوپ نشد وغیرہ بالکل نہیں ہیں۔ اسکی تکذیب پنڈت کنہیالال اور
پنڈت چنچل جی اوجہ کے اقوال مذکورہ سے ظاہر ہے۔اور پھر دیانند کا جسکو کنہیا
لال پنڈت الا شکستہ کہتا ہے اور دیانند نے اسکو الوک نشد کے نام سے ہندی
میں بلا ترجمہ لکھکر یہ لکھا ہے کہ اس میں اللہ اور محمد رسول اللہ کا بالکل ذکر نہیں ہے
تو پھر کس ڈر سے ترجمہ نہیں کیا۔اور یہ کیوں لکھا کہ یہ اکبر کا بنایا ہوا ہے۔اس سے
صاف ظاہر ہے کہ دیانند کی مرضی کے مخالف جو بھی کچھ ویدوں میں تھا اُسکو نکالنا
چاہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ متعصب لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں لہذا اگر یہ قول
دیانند کا مان بھی لیا جائے تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ویدوں میں دیانند کے نزدیک
بھی بہت کچھ تحریف ہوگئی اور دیانند کو بھی تحریف کرنا جائز ہوا جب ہی تو وہ ان نشدونکو
بنایا ہوا کہہ رہا ہے اور باوجود اسکے پھر بھی ان میں تحریف کرتا ہے چنانچہ پنڈت کنہیالال
کے لکھائی ہوئی الا شکستہ میں جسکو وہ الوپ نشد کہکر ہندی میں لکھتا ہے۔ اسمیں دونوں
جگہ بجائے الو رسلے محمد رہ کے الو رسول مہامد لکھتا ہے۔ یہ تحریف کا طریقہ اس نے
اہل انصاری سے سیکھا کہ جیسے انہوں نے عبرانی زبان کی انجیل میں محمد کا ترجمہ سراہا گیا
لکھدیا اور پھر جب اس ترجمہ پر یہ اعتراض ہوا کہ سراہا گیا نام نامی محمد کا ترجمہ ہے تو
انہوں نے دوبارہ جب اُس انجیل کو چھاپا تو اس میں بجائے لفظ "وہ سراہا گیا ہے"
"وہ بہت عشق انگیز ہے" لکھدیا۔ دیانند جی کو تحریف کرنے میں یہ تو سوجھا نہیں

کہ مہامد سے نام محمد کا پتہ لگ جائیگا لہذا اُس لفظ ہی کو بدل دیتے اور مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ یہ الوپ نشد ہی اکبر کا بنایا ہوا ہے جس سے وید کا محرف ہونا یقینی طور سے ثابت ہوگیا۔ "فَرّمن المطر ووقف تحت المیزاب" یعنے مینہ سے تو بھاگا تھا مگر پرنالہ کے نیچے آکھڑا ہوا۔ فقط

اب بغرض تکمیل اپنی اور مولانا محمد حسن مرحوم امروہی کی تحقیق کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مقیم الدین صاحب مرحوم کے رسالہ "صداقت اسلام" سے اُنکی منقولہ پیشینگوئیں توریت و انجیل اور کتب ہنود کی بھی نقل کردیجائیں اور وہ یہ ہیں۔

صداقت اسلام از کتب الہامی مذہب عیسائی و یہود۔

ترجمہ عربی توریت سفرالاستثار مطبوعہ ۱۸۴۴ء باب ۳۳	جَاءَ الرَّبُّ مِنْ سَیْنَاءَ اَشْرَقَ لَنَا مِنْ سَاعِیْرَ اِسْتَعْلَنَ لَنَا مِنْ جَبَلِ فَارَانَ یعنی آیا رب پہاڑ سیناسے اور روشن ہوا ساعیر سے اور ظاہر ہوا پہاڑ فاران سے یعنی نازل ہوئی توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہِ طورسینا میں اور نازل ہوئی انجیل حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر ساعیر میں اور نازل ہوا قرآن شریف حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر فاران میں۔ فاران مکے شریف کے پہاڑ کا نام ہے۔
ایضاً ترجمہ اردو	خدا سینا سے نکلا اور ساعیر پر چمکا اور فاران کے پہاڑوں پر ظاہر ہوا اور اُس کے دائیں ہاتھ میں شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا۔
کتاب حبقوق باب ۳-۳ ترجمہ کتاب اشعیا بزبان عربی مطبوعہ ۱۸۲۳ء درمطبع ابتونی پرتونی۔ باب ۴۲	آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو جلال سے چھپادیگا اُسکی ستائش سے زمین بھر جائیگی اثر سلطنتہ علیٰ ظھرہٖ واسمہٗ احمد یعنی مہر نبوّت (یعنی نشان بادشاہیت) اُس کی پشت پر ہو گی اور نام اسکا احمد ہو گا۔

Marfat.com

انجیل یسعیاہ نسخہ عربی ۱۸۱۱ء مطبوعہ کلکتہ	اَلنُّبُوَّۃُ فِی الْعَرَبِ وَبَنِیْ قِیْدَارِ۔ یعنی نبوت عرب اور بنی قیدار میں ہوگی۔
انگریزی ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ لندن صفحہ ۱۴۰ بحوالہ اعمال باب سیل نوٹیس بیل	کمنگ آف محمّد دی مسنجر آف گاڈ۔ یعنے آئیگا محمدؐ پیغمبر خدا کا۔
انجیل برنباس مندرجہ ترجمہ قرآن مجید مترجمہ سیل پادری مطبوعہ ۱۸۵۰ء مقدمہ	وَیَظُنُّ کُلُّ شَخْصٍ اِنِّیْ صُلِبْتُ لٰکِنْ ھٰذِہِ الْاِھَانَۃُ وَالْاِسْتِھْزَاءُ تَبْقِیَانِ اِلٰی اَنْ یَّجِیْءَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَاِذَا جَاءَ فِی الدُّنْیَا یُنَبِّہُ کُلَّ مَنْ ھُوَ عَلٰی ھٰذِہِ الْغَلَطِ وَتَرْفَعُ ھٰذِہِ الشُّبْھَۃَ مِنْ قُلُوْبِ النَّاسِ۔ یعنی گمان کریگا ہر شخص کہ میں سولی دیا گیا ہوں لکن یہ اہانت اور مسخرے پن باقی رہیں گے یہانتک کہ آئیگا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پس جب آئیگا دنیا میں خبردار کریگا اور تنبیہ کریگا اسکو جو کوئی اس غلطی پر ہوگا اور اُٹھا دیگا یہ شبہ لوگوں کے دلوں سے۔

انجیل برنباس کی بزبان انگریزی جو کہ حضرت کے زمانہ سے پیشتر لکھی گئی ہے اس انجیل کے معتقدین تھیٹ مشن چرچ نمبر ۱۰۷ تربت سوسائٹی ہول بورن اسٹریٹ لنڈن میں موجود ہیں۔ یہ گروہ موحد ہیں تمام نبیوں کو مع حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مانتے ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نبی کہتے ہیں خدا کا بیٹا نہیں کہتے اور فرقہ عیسائی رومن کیتھلک و پراٹسٹنٹ وغیرہ انکو براہِ عداوت یونی ٹرین کہتے ہیں۔

صحیفہ سلیمان غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۰ زبان عبرانی میں۔	خِلْوُ مُحَمَّدٌ یِمْ ذِہْ دُوْدِیْ وَزِہْ رَعِیْ یَا بَنُوْتُ یَرُوْشَلَایِمْ۔ یعنی وہ نہایت خلیق ہیں وہ بالکل محمد ہیں وہ میرے دوست ہیں وہ میرے محبوب ہیں اے دختران بیت المقدس اِس صحیفہ میں حلیۂ مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا لکھا ہے۔ لیکن طوالت کی وجہ سے پورا نقل نہیں کیا۔

Marfat.com

یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۱ء	وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاَبِ فَیُعْطِیْکُمْ فَارَقْلِیْطَ۔ یعنی میں مانگونگا اپنے باپ سے پس دیگا تمکو فارقلیط مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب نے لکھا ہے کہ فارقلیط جسکی خبر مسیح نے یوحنا میں دی ہے محمدؐ صاحب ہیں۔ مسٹر گاڈفری ہنگسن صاحب نے اپنی کتاب موسومہ (اپاچی دی محمدؐ) جسکا ترجمہ حمایت اسلام ہے ایسے معنے لکھے ہیں جسکا مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ باقی عیسائی روح القدس مراد لیتے ہیں مگر بنتا نہیں۔ کہاں تک کتنی آیتوں سے روح القدس مراد لینگے۔ جہاں صاف نام محمدؐ اور حلیہ مبارک کا پورا ذکر ہوگا وہ نام اور حلیہ روح القدس سے کہاں تک ملائینگے۔

اردو انجیلوں میں بجائے فارقلیط کے کہیں لفظ شافع کی کہیں لفظ وکیل کی کہیں لفظ تسلّی دینے والے کی علیٰ ہذا مختلف طور پر تاویل کی گئی۔ مگر مصداق شافع اور وکیل اور تسلّی دہندہ کا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کون ہوسکتا ہے اور آجتک کون اُنسے بڑھ کر شافع اور تسلّی دہندہ آیا

انجیل متی باب ۴ آیت ۱۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۳۹ء	توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے۔
انجیل متی باب ۱۳ نسخہ سنہ ۱۸۱۹ء آیت ۴	آسمان کی بادشاہت مثل رائی کے دانہ کے ہوگی الیٰ آخرہ۔ یہ مثال مطابق ہے اُس مثال کے جو قرآن شریف میں اصحاب کبار کی تعریف میں مذکور ہے۔ وہ یہ آیت ہے مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ۔ الیٰ آخر الآیۃ۔
انجیل متی باب ۳ آیت ۱۱	میں تو تمہیں توبہ کے لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے مجھ سے زور آور ہے کہ میں اُسکے جوتے اٹھانیکے لائق نہیں ہوں۔

اب کون نبی سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آجتک ایسا زور آور آیا اور کس نے ایسا ملک کو شرک کی نجاست سے صاف کرکے ملک میں توحید کا ڈنکا بجادیا تمام ملک کو

Marfat.com

[مش]رق اور مغرب تک ہلا دیا۔ تمام عیسائی صاحبان کو لازم ہے کہ اپنے پیشواؤں کی نصیحت [قبو]ل کریں کہ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی تسلیم کر کے نجات حاصل [کر]یں ورنہ غضبِ جلیل وجبار سے مطمئن نہ رہیں۔ موت قریب ہے ملک الموت سر قت [پ]ر سوار ہے پھر یہ وقت ہاتھ آنا مشکل ہے سوائے ندامت اور پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا

[ص]داقت اسلام از کتب ہنود ونصائح پیشوایان ہنود :-

[ک]تاب حوالہ ناصح	مضمون ومقاصد
[..]رین بید	بِرْهَمَانَ اِلْاَمَرَالِرُّ رَسُوْل مُحَمَّدَ دَہْ کَمْ بَرْشِیْ یعنی پیدا کرنیوالا اللہ رسول محمد زور آور کا کون ہے برابر کا رگ بید کے منتر میں نام احمد اور یجروید کے منتر میں نام محمد ہے۔
[..]ارت لکھی جو ہندوؤں [..] مشہور ہے اور اسکو [..] لوان بھی کہتے [ہ]یں۔	لَاالٰہَ هَرلِیْ پَاپَنْ اِلْاَاللہ پَرَمْ پَدَمْ جَنَمْ بَیکُنْٹَہ پَرَایَتْ هُوِیْ تُوجَپِیْ نَامْ مُحَمَّدَمْ ۔ یعنی لَاالٰہ کہنے سے جرم بدم ملتے ہیں جنم بیکنٹھ ہونا چاہو تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ کرو۔
[ک]تاب کھیل بن حصہ اول دہیا [..]ربویں شٹ [..]ونت جھپی اس [ک]تاب میں کل حالات [ح]ضرت صلعم کے صحیح حا[لات] [..] یہ مذکور ہیں [لیک]ن بوجہ طوالت نہیں ذکر کیا	مُکَشَنْ اَوْتَارِیْنَا اَوْتَ پَنَّ بِنْتُوْ پَرْهَوِیْ مِدّهِمْ اَدَنْ سَیَلْبَارَ نْتُرْ بَلْوَنْتْ سُوْدَ نَمْ پَرْهَوِیْ مَدِّهِیْ سَرَبْ اَوْنَمَا سَنْ گِرَامْ پَرْسَنْ پَرْپَرْ سُوْ نَمَدْ ھَنْ کَرَابَتْ جَهَاكَ کَوْرُوْ دَمْ سِنْ کِرَامْ ۔ یعنی نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا بیچ در بیچ زمین کے (یعنے مکۂ معظمہ میں) دشمن کا مارنیوالا زور والا بڑا بھاری بیچ و بیچ زمین کے نام اسکا تعریف کیا گیا یعنی محمد ہوگا بذریعہ لڑائی کے اپنا دین پھیلائیگا۔ انکے پاک دین میں دیوتا ہوں گے۔

Marfat.com

چھٹی کانڈ بارہویں اسکند پوتھی راما سنگ رام جو کہ بیاس جی نے لکھی ہے اور گوشائیں جی تلسی داس نے ترجمہ اسکا زبان بھاکا اور پرجا شیہ کے لکھدیا ہے،	یہاں نہ کچھ بات ہیں راکھوں۔ یعنی آپکی طرفداری اور جانب داری کچھ میں نہ کرونگا وید پران سنت مت بھاکوں۔ یعنی جو وید نے کہا ہے پرانوں میں لکھا ہے کہونگا۔ برکھ سس دس سندرم ہوئی۔ یعنی برس دس ہزار تک ولایت تمام ہو گی۔ تہ کے بعد نپائے کوئی۔ یعنی بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پاسکتا ہے (یعنی سالت ختم ہوگی دیس عرب میں بھرکتا سہائی۔ یعنی دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا۔ سنو تھل بھوم گت سنو کھٹائی۔ اچھی شان کی زمین ہو گی۔ سمنبھو سمت تاکر ہوئی۔ یعنی ان ہونی بات یعنی معجزے اُس سے ظہور میں آئینگے سندرم ادیس تھنتھہ سوئی۔ یعنی ولی اللہ قائم کیا جائے گا سمت بکرم کے دودانگا۔ یعنی سمت بکرماجیت کے سمندروں کی تعداد کے مطابق ہو گا۔ یعنی ساتویں صدی میں پیدا ہوگا۔ کیونکہ سمندر سات ہیں مہاکوک نس چتر پتنگا۔ نہایت اندھیری رات میں مثل چار آفتاب کے چمکیگا راج نیت بھوپریت دیکھائے۔ یعنی بادشاہی قاعدہ کے مطابق خوف دلاکر خلق و محبت ظاہر کریگا اپن مت سبکو سمجھائے۔ یعنے اپنا دین سب کو سمجھاوے گا۔
تلسی داس جی نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے [illegible]	خیر سندرم ست چاری۔ یعنے اُسکے خلیفہ چار ہوں گے۔ تنگی بنس ہوئی بھو بھاری۔ یعنے اُن سے نسل بہت بھاری ہونگے تب لگ جو سندرم چہ کوئی۔ یعنے اُس دین کے جاری رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچا ہے بنا محمدؐ پار نہ ہوئی۔ یعنے بغیر ذریعہ محمدؐ کے پار نہیں ہو گا۔ تب ہووے سنگ لنگ اوتارا۔ یعنے تب ہو گا ایک مرد کامل۔ مہدی کہیں سکل سنسارا۔ امام مہدی کہیں گے اُسکو سب جہان والے۔ پھر سندرم نمان نہیں ہوئی۔ بعد ان کے ولایت نہیں ہو گی۔ تلسی بچن ست ست کوئی۔ یعنی تلسی داس یہ بات سچ سچ کہتا ہے۔ ؎۱

؎۱ بشارات احمدی اور فضائل احمدی میں بشارات بہت مذکور قابل ملاحظہ ہیں۔

Marfat.com

بابانانک کی نصیحت	باجھ محمد بھگت آجائیں۔ یعنے بغیر توسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت ضائع ہے۔
ایضاً	پہلا نام خدا دوجا نام رسول۔ تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگہ پویں قبول یعنے پہلا نام خدا دوجا نام رسول کا تیسرا کلمہ پڑھ لے نانکا جو کہ اللہ کی درگاہ میں قبول ہو جاوے
گوسائیں جی تلسی داس کی نصیحت	کاشی کروپ بعد ہیں تیرتھ سب کا نام ۔ بیکنٹھ باسنا پائے بنا محمدؐ نام۔
گورو کبیر داس کی نصیحت	لاالہ کا تانا کر کے الا اللہ کا بانا داس کبیر بُنکو بیٹھو اوجھا سوت پرانا

اب بطریق نمونہ وہ واقعات لکھے جاتے ہیں جو قبل ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے کاہنوں اور نجومیوں اور جنوں سے ظہور میں آئے تھے۔

فصل۔ فصل چہارم حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے مسامرات شیخ اکبر رضی اللہ عنہ سے۔ شیخ علیہ الرحمۃ اپنی سند متصل کے ساتھ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد عمر رضی اللہ عنہ نے حاکم قادسیہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے نام فرمان بھیجا کہ نضلہ بن معاویہ رحمہما اللہ کو حلوان عراق کے اطراف فتح کرنیکے لئے روانہ کرو ولہذا حضرت نضلہ حضرت سعد نے تین سو سواروں کے ساتھ حلوان عراق کیطرف روانہ کر دیا۔ چنانچہ حضرت نضلہ وہاں پہونچکر فتحیاب ہوئے اور وہاں سے بہت کچھ غلام لونڈے اور مال غنیمت کا حاصل کر کے واپس آرہے تھے کہ ایک پہاڑ کے قریب شام ہوگئی۔ حضرت نضلہ نے تمام مال غنیمت دامن کوہ میں جمع کر کے اذان کہنا شروع کیا۔ ناگاہ اذان کے جواب کی آواز پہاڑ سے آنے لگی۔ جب انہوں نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ آواز آئی۔ کَبَّرْتَ کَبِیْرًا یَا نَضْلَۃُ۔ جب حضرت نضلہ نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ آواز آئی۔ اے نضلہ یہ کلمہ اخلاص کا ہے۔ جب انہوں نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ آواز آئی

Marfat.com

یہ سچا دین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہی نبی ہیں جنکی ہمکو عیسےٰ بن مریم علیہا السلام نے بشارت سنائی تھی - اور فرمایا تھا کہ انہی کی امت پر دنیا کا خاتمہ ہوگا - یعنے انکے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیگا - جب اُنہوں نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ آواز آئی خوشخبری ہو جیو اسکو جو نماز کیطرف چلے اور اسپر ہمیشگی کرے - جب اُنہوں نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ - جواب مِلا کہ فلاح پائی اس شخص نے کہ قبول کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس امت کی بقا اسی کلمہ کے ساتھ ہے - جب کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ جواب مِلا کَبَّرْتَ کَبِیْرًا پھر جب حضرت نضلہ نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آواز آئی کہ کلمہ اخلاص کہا تو نے اے نضلہ اللہ نے حرام کردیا جسم تیرے کو جہنم پر - فرمایا حضرت نضلہ نے جب میں آذان سے فارغ ہوا میں نے کہا اے شخص اللہ تمپر رحم کرے تم کون ہو - فرشتے ہو یا کوئی جن یا کوئی اور شخص اللہ کے بندوں میں سے - جیسے تمنے اپنی آواز ہمکو سنائی ہے اپنا دیدار بھی دکھادو اسواسطے کہ ہم اللہ و رسول کے وفد ہیں اور حضرت عمر کے - کہ یکایک پہاڑ چرا اور شل چکی کی پھرا - اور اس میں سے ایک شخص سفید ریش جنکے سر کے بال بھی سفید تھے اونی کپڑا پہنے ہوئے نمودار ہوئے اور کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ - ہمنے بھی کہا وعلیکم السلام آپ کون ہیں - فرمایا میں ذریب ابن مرثملہ بندہ صالح عیسےٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں اُنہوں نے مجھکو اس پہاڑ میں رہنے کا حکم فرمایا تھا اور یہ دعا دی تھی کہ جب تک میں آسمان سے اُتروں اللہ تمکو زندہ رکھے جب وہ آوینگے سؤروں کو قتل کردینگے - صلیب کو یک قلم توڑ دینگے جو انکی نسبت نصاریٰ کہتے ہیں - اسے بیزاری ظاہر فرماوینگے - پھر پوچھا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں - ہمنے کہا انتقال فرما گئے - یہ سُنکر بڑی دیر تک روتے رہے یہانتک کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی تر ہوگئی - پھر فرمایا انکے بعد کون خلیفہ ہوا - ہمنے کہا حضرت ابوبکر - فرمایا وہ کیسے ہیں - ہمنے کہا وہ بھی انتقال فرما گئے - پوچھا انکے بعد پھر کون ہوئے - ہمنے کہا حضرت عمر - کہا خیر - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت سے تو نہیں محروم رہ گیا مگر حضرت عمرؓ کی خدمت میں تو میرا اسلام عرض کر دینا
اور کہدینا کہ ہر کام میں راست روی اور درمیانہ روی اختیار کرو۔ قیامت قریب آچکی ہے
جسکی علامتیں امت مرحومہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان باتوں کا پھیلنا ہے
ایسے لوگوں سے بھاگیو۔ بھاگیو۔ مرد مردوں کے ساتھ بدفعلی کریں۔ اور عورتیں عورتوں
کے ساتھ۔ اور نسب بدلنے لگیں۔ اپنے سرداروں کو چھوڑ کر غیروں کی غلامی اختیار
کریں۔ بڑے چھوٹوں پر رحم نہ کریں۔ اور چھوٹے بڑوں کا وقار نہ رکھیں۔ امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر ترک کر دیں۔ علم کو درہم اور دنانیر حاصل کرنیکے لئے پڑہیں۔ مینہ بطریق
عذاب کے برسنے لگے اور اولاد باعث رنج و تعب ہو۔ منبر بڑے اونچے بناویں۔
اور قرآن مجید کو چاندی سے سجاویں۔ مسجدیں ظاہری زیب و زینت سے آراستہ
کی جائیں۔ رشوت کھلم کھلا لیں مکان بڑے پائدار پختہ بناویں۔ خواہش نفسانی
کے پیچھے لگ لیں۔ دین کو دنیا کے عوض بیچیں۔ خون کرنے کو ہلکا سمجھیں۔ باہم رشتہ دار
قطع تعلق کریں۔ حکمت کی بات بیچی جاوے یعنی حکم خلاف شریعت روپے لیکر دینے لگیں
بیاج کھاویں۔ دوسروں کے مال دبا بیٹھنے پر فخر کریں۔ باہمی قتل و قتال کو جہاد سمجھیں۔
اہل علم و فضل اپنے سے ادناؤں کی تعظیم کریں۔ عورتیں گھوڑے پر سواری کریں۔ یہ کہکر غائب
ہوگئے۔ جب یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہونچی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو لکھا کہ آپ کو چاہیے
کہ تمام مہاجرین اور انصار کو ساتھ لیکر اُس پہاڑ پر پہونچو۔ اور جب اُنسے ملاقات
کرو تو میرا بھی اُن سے سلام کہدینا۔ اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ جانب عراق جو ایک پہاڑ ہے اس میں بعض وہ لوگ رہتے ہیں جنکو حضرت
عیسٰی علیہ السلام نے میری نسبت وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت سعد چار ہزار آدمیوں
کے ساتھ اُس پہاڑ پر تشریف لیگئے۔ اور چالیس دن تک اذان پنجگانہ برابر کہتے رہے
مگر اُن سے ملاقات نہ ہوئی۔ اور نیز حجۃ اللہ میں ہے بروایت ابن سعد اور ابو نعیم

Marfat.com

عامر ابن ربیعہ فرماتے ہیں کہ زید بن عمر بن نفیل ملکے معظمے سے حرا کیطرف جا رہے تھے اثناء راہ میں مجھکو ملگئے فرمانے لگے کہ مکے معظمے سے میرے نکلنے کی وجہ یہ ہے کہ میری قوم کئی وجہ سے میری مخالف ہو گئی ہے۔ اول تو میں نے انکے بتوں کی عبادت سے انکار کیا جو اُن کے آبائی معبود تھے۔ دوئم مذہب ابراہیمی کا میں پیرو بنکر ایک نبی کے انتظار میں ہوں جو اولاد اسماعیل علیہ السلام سے عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں گے۔ نام انکا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ مگر مجھکو امید نہیں کہ انکا زمانہ پاؤں۔ مگر میں اُنپر ایمان لاتا ہوں اور انکی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ بیشک وہ نبی ہیں۔ اگر تمہاری عمر دراز ہو اور تم انکو پاؤ تو انکی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا۔ مگر میں تمپر انکی نشانیاں پورے طور پر ظاہر کیئے دیتا ہوں تاکہ تمکو اُنکے پہچاننے میں شک نہ ہو۔ وہ نہ زیادہ لمبے ہوں گے نہ پست قد اور نہ وہ زیادہ بال والے ہوں گے اور نہ کم بال والے۔ انکی آنکھوں سے سرخی جدا نہ ہوگی۔ مُہرِ نبوّت انکے دونوں شانوں کے درمیان ہوگی اور نام انکا احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ اور اسی شہر مکہ میں وہ پیدا ہوں گے۔ اور دعوئے نبوّت فرمائیں گے۔ جب انکی قوم انکی ہدایت سے ناراض ہوگی۔ اور مکے معظمے میں نہ رہنے دے گی وہ ہجرت فرما کر یثرب تشریف لیجائینگے۔ وہاں جا کر انکا امر نبوت زور پر ہوگا اور سب پر غالب آتے چلے جائینگے۔ خبردار اُنکو دھوکا نہ دینا۔ میں دین ابراہیمی کی طلب میں تمام شہروں میں پھرا ہوں اور یہود اور نصاریٰ اور مجوس سب سے میں نے حق کی راہ ڈھونڈی اور دین حق طلب کیا سب نے یہی کہا کہ ان صفات والے پیغمبر جنکو میں نے بیان کیا کچھ دن بعد ظاہر ہونیوالے ہیں۔ دین حق انہی کا دین ہے انکے بعد قیامت تک پھر کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت عامر فرماتے ہیں۔ جب بموجب خبر حضرت زید کے میں نے مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوئے نبوت کرتے ان صفات کے ساتھ موصوف پایا تو میں ایمان لے آیا اور حضرت زید کا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے انکے واسطے دعاء رحمت کی اور فرمایا کہ میں نے انکو جنت میں چلتا پھرتا اور دراز دامن دیکھا ہے۔

Marfat.com

اور اس قسم کے بہت واقعات ہیں جنکو علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ... اللہ علی العالمین میں لکھا ہے۔ ان سب کے لکھنے کی اس مختصر میں گنجائش نہیں جو زیادہ دیکھنا ... ہے کتاب مذکور کا مطالعہ کرے۔

اب بطریق نمونہ کچھ خبریں جنوں کی اور کاہنوں کی نقل کی جاتی ہیں جو احادیث صحیحہ اور ... اریخ معتبرہ سے ثابت ہیں۔

بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے ... ہی کسی چیز کو دیکھکر یہ نہیں فرمایا کہ میں اسکو ایسا گمان کرتا ہوں مگر آپکا گمان صحیح ہی نکلا۔ ... دن آپ تشریف فرما تھے۔ آپ نے ایک خوبصورت آدمی کو جاتا ہوا دیکھا اور فرمایا ... اگمان یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ ہمارے دین پر تھا یا کاہن تھا۔ فوراً اسکو بلایا جب ... آیا آپ نے فرمایا کہ تو زمانۂ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ... انے جاہلیت میں جو بڑی تعجب خیز خبر تیرے پاس تیرا جن لایا ہو اسکو بیان کر۔ کہنے ... میں ایک دن بازار میں تھا کہ میرا جن گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا۔

... تر الجن وابلاسها ویاسها من	کیا نہ دیکھا تونے جنوں کو اور حیرت انکی کو
... انکاسها ولحوقها بالقلاص و	اور نا امیدی انکی کو سننے آسمان کی خبروں سے
... حلاسها۔	بعد لوٹنے انکے کے آسمان کی جانب سے۔

اسکے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ بات سچ ہے۔ میں بھی ایام جہالت میں ایک ... کے بت کے پاس جسکو ہمنے معبود بنا رکھا تھا سویا ہوا تھا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک ... ص ایک بچھڑا لایا اور اس نے اسکو اس بت کے سامنے ذبح کیا۔ ناگاہ ایک چیخنے والا ... ہی زور کی آواز سے چیخا کہ ایسی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ کہتا تھا۔

جلیح امر نجیح رجل فصیح	اے خبر دریافت کرنیوالے حیرت زدہ ایک کام ظاہر
... ول لا الہ الا انت۔	ہونیوالا ہے نجات کا ایک فصیح کہہ رہا ہے نہیں کوئی معبود مگر تو

یہ سنکر قوم کے لوگ دہشتناک ہوکر بھاگ گئے۔ مگر میں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں ہٹونگا جب تک تحقیق نہ کرلوں کہ یہ کون ہے۔ پھر دوبارہ آواز آئی۔

یاجلیح امر نجیح رجل فصیح ❊ اے خبر دریافت کرنیوالے حیرت زدہ ایک
یقول لا الہ الا اللہ۔ ❊ کام ظاہر ہونیوالا ہے نجات کا۔ ایک مرد

فصیح کہہ رہا ہے۔ نہیں کوئی معبود مگر اللہ؛

یہ سنکر میں چل دیا تھوڑے دن نہیں گذرے تھے کہ کہا گیا محمد رسول اللہ سچے نبی ہیں

حضرت خزیمۃ ابن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو عامر بن ربیعہ قبل ظاہر ہونے نبوت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے اوصاف بیان کیا کرتے تھے اور یہ ابو عامر شرک سے متنفر ہوکر توحید کا دم بھرتے تھے اور راہ راست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طالب تھے۔ اس تلاش میں اہل کتاب یہود اور نصارلی سے ملنے بہت دور دور گئے اور جس سے پوچھا انکے علماء نے یہی خبر دی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنکا قریب ظہور ہونیوالا ہے وہ مذہب ابراہیمی کے متبع ہونگے اور انہوں نے اوصاف اور علامتیں آپ کی ابو عامر سے بیان کیں۔ پھر ابو عامر نے ایک دن اوس اور خزرج کی جماعت میں بیٹھکر جو مدینہ طیبہ میں دو قبیلے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور آپ کے ظاہر ہونے اور مدینہ طیبہ میں ہجرت کرکے تشریف لانیکا ذکر کرکے آپکے بہت اوصاف بیان کئے۔ ابوالہیثم ابن التیہان قضاعی نے جو بنی عبدالاشہل کے حلیف اور معاہد تھے اور موحد مثل ابو عامر کے طالب راہ راست۔ اوصاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سنکر کہا۔ ابو عامر اگر تم انکو دیکھ بھی لیتے تو اس سے زیادہ بیان نہ کرتے ابو عامر نے کہا۔ میں کیوں نہ اسطرح بیان کروں میں نے تو انکے اوصاف آدمی اور جنوں سے سُنے ہیں۔ یہ سنکر ابوالہیثم نے کہا کہ آدمی تو انکے اوصاف اللہ کی کتابوں میں دیکھکر جو بیان کرتے ہیں میں بھی سنتا رہا ہوں۔ مگر جنوں سے میں نے نہیں سنا تم

Marfat.com

سنا ہے تو کچھ بیان کرو۔ ابو عامر نے کہا کہ مجھکو یہ خبر پہونچی کہ ایک کاہن یمن میں آئندہ
ہونیوالی باتوں کی خبر دیتا ہے۔ یہ سنکر تنہا میں اسطرف روانہ ہو گیا۔ ایک دن چاندنی
رات میں میں چل رہا تھا کہ میرے اوپر نیند نے غلبہ کیا اور یکایک میری اونٹنی بُری
طرح چمکی اور میں خوف سے گھبرا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مثل ستاروں کی بہت سی آگ
مشرق چمک رہی ہے۔ میں نے بجبر اونٹنی کو اُسطرف اتنا ہانکا کہ اُس آگ سے نزدیک
ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آگ جمع ہو گئی اور اُسکے گرد بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ جنکا آدمیوں
سے مشابہت نہیں رکھتے نہ انکے وہاں گھر معلوم ہوتے ہیں اور نہ چارپائے۔ فقط کچھ شور سا
معلوم ہوتا ہے۔ اس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اونٹنی کھڑی رہ گئی۔ پھر کودی
میں اونٹنی سے کود پڑا اور چند نیلگون آدمی میری طرف آئے۔ میں چیخا کہ میں پناہ مانگتا ہوں
ان جنوں کے سردار کے ساتھ۔ ناگاہ ان میں سے چند آدمی مجھکو اشارے اور آواز سے
اپنی طرف بلانے لگے۔ اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا کہاں کا قصد ہے۔ پھر ان میں سے
چار آدمیوں نے آکر مجھکو سلام علیک کیا اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ جنکی شکلیں وحشتناک
تھیں ان میں سے ایک نے پوچھا کہ تم کہاں کے آدمیوں میں سے ہو۔ میں نے کہا۔
میں ایک آدمی غسان کا ہوں جو قبیلہ بنی قبیلہ کی شاخ ہے۔ کہا تمہارا کہاں کا ارادہ
ہے۔ میں نے کہا۔ کیا یہاں کے جنوں کے حاکم کے امن میں میں نہیں ہوں۔ کہا کیوں نہیں
کسی سے نہ ڈرو۔ میں نے کہا میرا ارادہ یمن کے کاہن کے پاس جانیکا ہے۔ اور
ان آدمیوں سے ہیں کہ جو کاہنوں کی بات پر یقین رکھتے ہیں اور کاہن جو کچھ خبریں
علم حاصل کرتے ہیں تمسے کرتے ہیں اور میں اب براہ راست تمہیں سے آملا لہذا
ہونیوالی بات سے کچھ خبر بیان کرو۔ ان میں سے تین نے چوتھے کیطرف اشارہ کیا اور کہا
یہ سب سے خبردار ہے تم آملے۔ میں نے اُس چوتھے سے سوال کیا اور اپنی رغبت کا حال
سید کیطرف اور ملت ابراہیمی کی جانب بیان کیا۔ اُس نے کہا تم کسکے باپ ہو۔ میں نے کہا میں

Marfat.com

ابو عامر ہوں۔ اُس نے ایک قافیے بند کلام خوشنما ہیں مجھکو بشارت جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنائی۔ میں نے کہا کچھ انکی صفتوں سے مجھکو خبر دو۔ کہا اُنکا رنگ نہایت کھلا ہوا ہوگا۔ نہ بہت لمبے ہونگے اور نہ پستہ قد کنکیوں دیکھنے کی عادت ہوگی اور جو کوئی انکو ستائیگا اس سے پہلوتہی کرینگے اور درگذر فرمائینگے۔ آنکھیں انکی نہایت کشادہ اور خوشنما ہوں گی۔ انکے دونوں شانوں کے درمیان مُہر نبوت ہوگی۔ وہ آسمان اور سید ہاراستہ بتائینگے۔ بہت نیک بخت وہ ہے جو انکی پیروی کرے۔ میں نے یہ کلام فرشتوں سے سُنا ہے۔ یہ کہکر اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور میں تمام رات اُسی جگہ ٹھہرا رہا۔ صبح ہوتے ہی اپنے مطلب کیطرف روانہ ہوا۔

حضرت خزیمہ فرماتے ہیں کہ اتنا بیان کرکے ابو عامر راہب تو روانہ ہوئے اور میں بعدہٗ قصبتہ الیمامی کی نشستگاہ جس میں آئے گئے آدمی ٹھہرتے تھے جا بیٹھا۔ ایک آدمی ان آدمیوں سے جو نشستگاہ میں بیٹھے تھے کہنے لگا کہ میں ایک دن ہوذہ بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک دربان آیا اور کہا کہ دمشق کا راہب آپ کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ بادشاہ نے اجازت دی۔ جب وہ راہب آیا۔ مرحبا کہکر بہت محبت سے اُسکو بٹھایا۔ اور دونوں باہم باتیں کرنے لگے۔ پھر راہب نے کہا کہ تمہارے ملک کے شہر کیا اچھے ہیں۔ ہوذہ نے کہا بیشک ہمارے شہر بہت اچھے اور سارے عرب کیلئے موجب زینت ہیں۔ راہب نے کہا تمہارے شہروں سے وہ کونسا شہر ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے اس شہر میں آکر اور اپنی ولادت گاہ سے ہجرت فرماکر اُس شہر میں قیام فرماکر اپنے دین کیطرف لوگوں کو بلائینگے۔ ہوذہ نے کہا اُس شہر کا نام یثرب ہے جو ہمسے بہت نزدیک ہے۔ اُنکا فرمان میرے پاس آچکا ہے وہ مجھکو اپنے دین کیطرف بلاتے تھے مگر میں نے انکا دین قبول نہیں کیا۔ راہب نے کہا

Marfat.com

ہوں۔ ہوذہ نے کہا بادشاہت کی محبت سے۔ میں ڈرا کہ کبھی مجھکو میری قوم سلطنت سے معزول نہ کردے۔ راہب نے کہا اگر تو انکی تابعداری کرتا تو وہ تمہاری بادشاہت بدستور قائم رکھتے۔ اور تمہاری بھلائی انہیں کی پیروی میں ہے۔ بیشک وہ وہی پیغمبر ہیں جنکی تشریف آوری کی بشارت عیسےٰ علیہ السلام نے سنائی تھی اور انجیل میں انکے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ ہوذہ نے راہب سے پوچھا کہ پھر تم نے اُنکی تابعداری کیوں نہ کی۔ کہا مجھکو شراب سے محبت ہے اور وہ شراب کو حرام فرمادینگے۔ اسوجہ سے اُنکے ساتھ مجھکو حسد ہے۔ ہوذہ نے کہا۔ میرا تو ارادہ اُنکی تابعداری کا ہے۔ اور میرا اُن سے یہی سوال ہے کہ مجھکو میرے ملک پر بدستور قائم رکھیں اور اس امر کا اُنکے قاصد مجھسے وعدہ بھی کر گئے ہیں۔ پھر ہوذہ نے اپنے کاتب کو بلاکر جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عریضہ لکھواکر اپنے قاصد کے ہاتھ مع تحفوں کے روانہ کیا۔ جب اس امر کی خبر بادشاہ کی رعیت کو پہونچی۔ بادشاہ سے ناراضگی ظاہر کی۔ اور کہا اگر تم انکی تابعداری کروگے تو ہم تمکو معزول کردینگے۔ قاصد یہ سنکر کانپ گیا۔ اور روانگی کے ارادہ سے باز رہا اور راہب بادشاہ کے پاس نہایت عزت کے ساتھ ٹھہرا اسواسطے کہ وہ راہب ہر سال بادشاہ ہوذہ کے پاس آیا کرتا تھا۔ پھر کچھ مدت بعد وہ راہب روانہ ملکِ شام ہوا۔ میں نے کہا جو تو نے ہوذہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا ہے۔ کیا سچ ہے۔ راہب نے کہا ہاں سچ ہے تجھکو چاہئے کہ انکی پیروی کر۔ وہ شخص بیان کرتا تھا کہ راہب سے یہ سنکر اپنے گھر آکر مینے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کا سامان کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ پر ایمان لایا اور جو کچھ راہب سے سُنا تھا وہ سب کہہ سنایا۔

اور اسی حجۃ اللہ کے صفحہ ۱۶۵ میں ہے کہ حضرت عروۃ ابن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس زمانہ میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کرکر

بعد فتح جب ارادہ واپسی کا فرمایا میں غیلان بن سلمہ سے ملا اور میں نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بہت بلند ہو گیا۔ تُونے دیکھا نہیں آدمی کس کثرت سے اُنکے پیرو ہوئے جاتے ہیں۔ غیلان نے کہا کیوں نہیں۔ میں اچھی طرح سے اس امر کو دیکھ رہا ہوں۔ تم کہو تمہارا کیا ارادہ ہے۔ عروہ نے کہا اہل عرب اپنے آپکو عقلمند سمجھتے ہیں مگر ہم اُنپر اگر ایمان نہ لائے اور اُنکی پیروی نہ کی تو ہمسے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں۔ غیلان نے کہا میں ایسی بات تمسے سننا پسند نہیں کرتا اگرچہ تم سردار قوم کے ہو مگر مجھے خوف ہے کہ اس ارادہ سے کبھی تم ہلاک نہ ہو۔ میں نے کہا سچی بات میں کوئی جہالت کرو کرو اس میں شک نہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور میرا اُنپر اعتماد اور بھروسہ ہے میں ضرور اُنکی پیروی کرونگا اور اُنکے معاملہ میں جو کچھ میں نے سُنا ہے اور ابتک کسی سے بیان نہیں کیا اب میں تمسے کہتا ہوں کہ میں نے بغرض تجارت اس سے پہلے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امر ظاہر ہوا اور اُنکی کوئی مخالفت کیے نجران کا ارادہ کیا تھا اثناء راہ میں ایک درخت کے نیچے اپنے قافلہ سے جدا ہو کر میں جا لیٹا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو لڑکیں اُسی درخت کیطرف چلی آرہی ہیں۔ پس وہ دونوں آکر بیٹھ گئیں اور میں نے سوئے ہوئے کا سا انداز ظاہر کیا۔ اُنمیں سے ایک نے دوسری سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے دوسری نے کہا یہ عروہ بن مسعود اپنی قوم کا سردار ہے۔ جو سب پر غالب آگیا ہے۔ اور اتنا سخی ہے کہ اکثر تنگدست رہتا ہے۔ دوسرے نے کہا بیشک۔ مگر یہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں کا ارادہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ طائف کے قبیلہ ثقیف کے پاس سے آیا ہے اور نجران جانیکا ارادہ رکھتا ہے جہاں کے لوگ سب اسکے مخالف ہیں۔ کہا سچ ہے۔ پھر اس جانے میں اسکی بہتری ہے یا نہیں۔ دوسری نے کہا اسپر راستہ آسان ہو جائیگا اور یہ سب پر غالب آجائیگا۔ اس نے کہا یہ سچ ہے مگر انجام اسکا کیا ہوگا۔ کہا سردار بنکر رہیگا اور ایک نبی کریم کا پیرو رہیگا اور بڑا مرتبہ پائیگا۔ دوسری نے کہا وہ نبی کون ہے کہا۔

Marfat.com

داعٍ مجاب له امر عجاب یأتیه من السماء کتاب یبھر الالباب و یقھر الارباب۔

یعنے وہ اللہ کیطرف ایک بلانیوالا ہے کہ جسکی بات قبول کیجائیگی اور امور عجیب اُس سے ظاہر ہوں گے۔ آسمان سے اُسکے پاس ایک کتاب اُترے گی جو عقل والوں کی عقلوں کو روشن کردے گی اور سرداروں کی گردنیں نیچی۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں پھر وہ دونوں چپ ہوگئیں اور میں ایسا سویا کہ جب قافلہ کی طیاری ہوئی اور اونٹ بولنے لگے تو جاگا۔ اُن دونوں لڑکیوں کو نہ پایا جب میں نجران پہونچگیا تو وہاں کے بڑے پادری کے پاس ٹھہرا جو میرا دوست تھا وہ مجھ سے کہنے لگا۔ عروہ یہ زمانہ نبی آخرالزمان کے ظاہر ہونیکا ہے جو تمہارے حرم مکہ سے ظاہر ہوں گے اور حق کی رہنمائی کرینگے۔ میں نے کہا تم کیا کہتے ہو۔ اُس نے کہا ہاں قسم مسیح کی بیشک وہ سب پیغمبروں سے بہتر ہیں اور سب سے آخر نبی کہ اُنکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر ہوجائیں سب سے اول تم انکی پیروی کرنا اور اُنپر ایمان لانا۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس راز کو ابتک پوشیدہ رکھا تھا اپنے قبیلہ ثقیف سے اسواسطے کہ میں دیکھتا تھا کہ اُنکا تشدد و مقابلہ حضور سے انتہا کو پہونچ چکا تھا اور میں خود اُنہی میں سے تھا اور تمہارے خبر دینے سے پہلے جنوں سے میں انکی خبر سُن چکا تھا مگر اب تمہارے کہنے سے اُس خبر کا مجھکو پورا یقین ہوگیا اور اب ضرور میں انکی پیروی کرونگا اور انکی تابعداری میں بہت کچھ حصہ لونگا مگر میرے اس ارادہ کو ابھی تم کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ غیلان نے کہا بہت اچھا۔ اب آپ بسم اللہ کہکر اُنکی خدمت میں حاضر ہوجئے اُسکے بعد میں خدمت حضور میں حاضر ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ اور اللہ نے مجھے اسلام کامل عطا فرمایا۔

Marfat.com

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مدینہ طیبہ سے باہر حضور کی خدمت میں حاضر تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ضعیف العمر عصٰی ہاتھ میں لئے چلے آرہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھکر فرمایا اس شخص کی چال تو جنوں کی چال کے مشابہ ہے اتنے میں وہ حاضر حضور ہو ہی گئے اور بعد ادائے سنت سلام وہ کچھ باتیں کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا یہ طرز تو جنوں کی باتوں کا سا ہے۔ اس ضعیف العمر نے عرض کیا کہ حضور میں ہامہ ہوں میرے باپ کا نام ہام تھا اور ہام لاقیس کی بیٹی تھی [کا بیٹا تھا] اور لاقیس ابلیس کا بیٹا تھا آپ نے فرمایا تم تک ابلیس سے دو ہی پشت ہیں۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا تمہاری کیا عمر [ہے] عرض کیا حضور میں ایک طویل زمانہ دیکھ چکا ہوں۔ قابیل نے جب حضرت ہابیل کو قتل کیا میں چند سال کا بچہ تھا اکثر ٹیلوں پہ چڑھ کر شکار کیا کرتا تھا اور لوگوں کو خرابی میں ڈالتا تھا۔ آپ نے فرمایا تو برا کام کرتا تھا۔ عرض کی حضور پھر میں نوح علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بد دعا سے جب میں نے ناراضگی ظاہر کی تو آپ نادم ہو کر رونے لگے یہانتک کہ میں ساتھ میں رونے لگا اور یہی معاملہ مجھکو حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا جب انہوں نے بد دعا کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر میں انپر بھی ایمان لایا تھا اور جب انکو آگ میں ڈالا گیا میں انکے ساتھ تھا۔ اسیطرح جب یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا میں انسے پہلے کنوئیں میں اتر گیا تھا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی خدمت سے بھی میں نے شرف حاصل کیا اور عیسٰے علیہ السلام پر بھی میں ایمان لایا۔ انہوں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائے تو میرا سلام عرض کر دینا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں اسکے جواب میں آپؐ نے فرمایا علیک وعلیہ یا ہامۃ۔ اب اپنا مدعا بیان کرو۔ عرض کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے توریت پڑھائی تھی اور عیسٰے علیہ السلام نے انجیل اب میری آرزو ہے کہ حضور مجھے قرآن کریم سکھا دیجئے۔ آپؐ نے اسے سورہ واقعہ عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت اور قل یا ایہا الکافرون

Marfat.com

سورۂ اخلاص اور فلق و ناس سکھا کر رخصت کیا بعد اسکے اُسکے انتقال کی خبر حضور سے ہم نے نہیں سنی۔ میرا گمان ہے کہ ابھی وہ زندہ ہوں گے۔

اس قسم کی بہت سی صحیح روایتیں جنّ اور کاہنوں سے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت علامہ نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین میں نقل کی ہیں سب کا نقل کرنا اس مختصر میں متعذر ہے لہٰذا اس بحث کو مسلم شریف کی فقط ایک روایت پر جس میں دجال سے صداقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے ختم کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان اور عیسےٰ علی نبیّنا علیہ الصلوۃ والسلام اس وقت تک نہیں آسکتے جب تک دجال کا خروج نہ ہو اور اسکے خروج کا پہلا دن ایک سال کا ہو اور دوسرا ایک ماہ کا اور تیسرا ہفتہ کا اور باقی دن حسب معمول ہوں گے اور قبل ظہور اس امر کے جو بھی کوئی دعوے مہدویّت یا عیسویّت کا کرے وہ کذّاب و دجّال ہوگا۔

مسلم شریف کی کتاب الفتن اور اشراط الساعۃ میں ہے۔ کہ حضرت نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر اس جوش و خروش کے ساتھ بیان فرمایا کہ ہمنے یہ سمجھ لیا کہ دجال مدینہ طیبہ کی کھجوروں میں آپہونچا ہے۔ جب شام کو خدمت اقدس میں ہم حاضر ہوئے تو آثار ذہنی حضور نے ہمارے چہروں سے ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ تمہاری کیا حالت ہے۔ ہمنے عرض کیا حضور نے دجال کا ذکر بلند اور پست آواز میں ایسا فرمایا کہ ہمکو تو یہ یقین ہو گیا کہ وہ مدینہ کی کھجوروں میں ہی آپہونچا۔ آپ نے فرمایا علاوہ دجال کے اور بہت سے فتنوں کا تمہارے اوپر مجھے زیادہ خوف ہے۔ وہ تو اگر میرے سامنے آگیا تو میں تمہارا ناصر و مددگار ہوں اور اگر میرے بعد آیا تو ہر شخص اپنے نفس کی حفاظت کرنیوالا ہے اور اللہ میری طرف سے ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ وہ جوان ہے گھٹے ہوئے بدن کا ایک آنکھ اسکی باہر اُٹھی ہوئی ایسے ہی جیسے ٹینٹ ہوتا ہے۔ عبدالعزیٰ بن قطن جو ایک یہودی تھا اس سے تشبیہ دیسکتا ہوں جو شخص

Marfat.com

اُسکو تم میں سے پاوے اُسے چاہیئے کہ (اُس سے امن حاصل کرنیکو) سورۂ کہف کی ابتدا
آیتیں اُسپر پڑھے ۔ شام اور عراق کے مابین جو ایک راستہ ہے وہاں سے نکلیگا اور دا
بائیں چلنے کا اور فساد پھیلانیکا ارادہ کریگا ۔ اے بندگانِ خدا اُسوقت ثابت قدم رہنا
ہمنے عرض کیا حضور وہ زمین پر کتنے دن ٹھہریگا فرمایا چالیس دن ۔ پہلا دن برس دن کا
اور دوسرا دن مہینہ کا اور تیسرا ہفتہ کے برابر اور باقی ایام مثل معمولی ایام کے ۔ ہمنے عر
کیا حضور وہ دن جو برس دن کا ہوگا یا مہینہ اور ہفتہ کا اس میں کیا ہمکو پانچوں ہی وقت
کی نماز کافی ہوگی ۔ فرمایا نہیں اندازہ کرکے برس دن کی ہی نماز پڑھنا اور ایسے ہی ا
سے مہینہ کی اور ہفتہ کی ۔ ہمنے عرض کیا حضور چالیس دن میں وہ تمام زمین پر کیسے پھ
فرمایا جیسے ابر ہوا کے ساتھ دنیا میں پھر جاتا ہے ۔ پھر وہ ایک قوم پر آکر اُسکو اپنی خدائی کی
دیگا وہ اسپر ایمان لے آوے گی اور اُسکی دعوت قبول کرلے گی ۔ پھر وہ جب آسمان کو حکم با
کا کریگا تو اتنا مینہ برسیگا کہ زمین سرسبز ہو جائیگی اور اُس قوم کے مویشی خوب موٹے تاز
ہوکر دودھ سے تھن بھرے ہوئے واپس آئینگے ۔ پھر وہ ایک دوسری قوم پر آکر اپنی خدائی
دعوت دیگا وہ اُسکی دعوت کو رد کردینگے تو انکے پاس جو بھی کچھ رہا سہا تھا نیست و نابود ہو
اور انکے پاس کچھ نہ رہیگا ۔ پھر وہ جنگل میں جاکر زمین کے خزانوں کو باہر نکلنے کا حکم نافذ ک
جب بہت سے خزانے اسکے پیچھے اسطرح ہو جائینگے جیسے یعسوب شہد کی مکھیوں کے بادشا
کے پیچھے شہد کی مکھیاں لگی رہتی ہیں ۔ پھر وہ ایک جوان موٹے تازہ آدمی کو بلاکر تلوار سے
قتل کردیگا اور اُسکے دونوں ٹکڑوں کو ایک تیر کے نشانہ کے اندازہ پر علیحدہ علیحدہ پھینک کر بلا
وہ زندہ ہوکر نہایت خوشی اور فرحت سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ واپس آئیگا ۔ و
حالت میں ہوگا کہ اللہ عیسٰے ابن مریم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجیگا اور وہ سفید منارہ مش
دمشق پر دو عصے بغل میں لگائے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہتھیلی رکھے ہوئے اس شا
اُترینگے کہ جب وہ سر نیچا کریں بالوں سے پانی ٹپکیگا اور جب سر اونچا کرینگے موتیوں کے

Marfat.com

ے گرینگے اُسوقت جس کافرکو انکی سانس کی ہوا پہونچیگی مرجائیگا اور انکا سانس وہانتک
یگا جہانتک انکی نگاہ پہونچے۔ جب عیسے علیہ السلام کی خبر دجال کو پہونچے دجال بھاگے
ک کہ حضرت عیسے علیہ السلام اُسکو مقام باب اللّد پر (جو مکہ معظمہ کے قریب ہوگا) قتل
گے۔ الیٰ آخر الحدیث۔

حضورؐ کے اس بیان کے بعد بعض مسلمان متعجب تھے اور بعض منافق دلوں میں منکر
اللہ جلشانہ نے آپ کی صداقت اسطرح ظاہر فرمائی۔

امام مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ اپنی مسلم شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت
مہ بنت قیس رضی اللہ عنہا جو ضحاک بن قیس کی بہن اور مہاجرات اول سے ہیں فرماتی ہیں
رے شوہر مغیرہ کا جب انتقال ہوگیا اور بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ام عدۃ میں نے اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عمر بن ام مکتوم کے گھر پورے کر لئے۔
رے کان میں منادی رسول اللہؐ کی آواز پہونچی جو الصّلوٰۃ جامعۃ کے ساتھ لوگونکو
کے لئے جمع کر رہی تھی۔ لہذا میں بھی بغرض نماز مسجد کیطرف نکلی اور اول صف میں عورتوں
پہونچگئی۔ جب حضور نماز سے فارغ ہوئے ہنستے ہوئے منبر پر رونق افروز ہوئے اور
شاد فرمایا اپنی اپنی جگہ سب بیٹھے رہو۔ میں نے تمکو کسی خوشخبری سنانیکو جمع کیا ہے نہ
ی امر سے ڈرانیکو۔ فقط اسواسطے جمع کیا ہے کہ تمیم داری جو قوم نصاریٰ سے ایک
رانی ہیں انہوں نے آکر مجھ سے بیعت کی اور اسلام قبول کیا اور خود گذشتہ وہ واقعہ
ن کیا (جس میں تم متعجب تھے) اور جو مسیح دجال کے متعلق میں تمسے بیان کیا کرتا تھا۔ وہ
ہ اس میرے بیان کی پوری تصدیق کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک کشتی میں تیس
میوں کے ساتھ جو قبیلہ لخم اور جزام سے تھے سوار تھا کہ اتفاقاً ایک مہینے تک کشتی موجوں میں
ی رہی یہانتک کہ بعد ایک ماہ کے ایک جزیرہ سے غروب آفتاب کے وقت جا لگی۔
م اس سے اترکر جب جزیرہ میں داخل ہوئے تو ہمنے ایک جانور دیکھا جو بالوں میں

Marfat.com

سر سے پاؤں تک ایسا چھپا ہوا تھا کہ ہم اُسکے آگے پیچھے کا امتیاز نہیں کر سکتے تھے ہم نے
اُس سے کہا تجھے خدا کی مار تو کون ہے۔ کہا میں جساسہ ہوں۔ سب نے کہا جساسہ کون
ہوتا ہے۔ کہنے لگا یہ سندر سا جو بنا ہوا ہے اس میں ایک آدمی ہے وہ تم لوگوں کے آنیکا
بہت ہی مشتاق ہے۔ جو کچھ پوچھنا ہے اُس سے پوچھ لو۔ یہ سنکر ہم ڈرے کہ کبھی وہ کوئی
شیطان نہ ہو۔ مگر جلد سے ہم اُس مکان میں داخل ہو ہی گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص
بڑا قوی الہیکل زنجیروں میں سر سے پاؤں تک جکڑا ہوا مشکیں بندھی ہوئی اُس مکان
میں موجود ہے۔ ہمنے اُس سے کہا تجھے خدا کی مار تو کون ہے۔ کہنے لگا جب تم مجھ تک
آپہونچے تو پہلے مجھکو یہ بتاؤ کہ تم کون ہو۔ ہمنے کہا ہم چند عرب کے آدمی ہیں کشتی میں سوار
ہو کر جا رہے تھے کہ ہماری کشتی ایک ماہ تک موجوں میں پھنسی رہی اور کل رات تمہارے
جزیرہ میں آکر پہونچی۔ اور ہمنے ایک جانور بالوں میں چھپا ہوا دیکھا اُس سے جو اُسکا حال دریافت
کیا تو اس نے ہمکو تیرے اس مکان کیطرف روانہ کر کر کہا کہ اس مکان والا تمہارا بہت
مشتاق ہے اسواسطے ہم ڈرتے ہوئے یہانتک پہونچے کہ کہیں کوئی شیطان نہ ہو (اور
ہمکو نقصان نہ پہونچائے) دجال نے کہا نخل بیسان کی تو خبر کہو۔ ہمنے کہا کیسی خبر پوچھتا ہے۔
کہا اُسکی کھجوروں میں ابھی پھل آنے لگے یا نہیں۔ ہمنے کہا ہاں آتے ہیں۔ کہا ایک زمانہ
قریب ہے کہ وہاں کی کھجوروں کا پھلنا موقوف ہو جائیگا۔ مگر بحیرہ طبریہ کا کیا حال ہے۔ ہمنے
کہا کونسا حال دریافت کرتے ہو۔ کہا اُس میں پانی ہے یا نہیں۔ ہمنے کہا بہت پانی ہے
کہا قریب ہے کہ اس سے پانی قطعاً جاتا رہیگا چشمہ زغل کی حالت بیان کرو۔ ہمنے کہا
اس میں بھی بہت پانی ہے اور اُسکے پانی سے وہاں کے لوگ کثرت سے کاشت کرتے
ہیں۔ کہا اب یہ بتلاؤ کہ اُمیوں کے نبی جو مکہ معظمہ سے ظاہر ہوں گے اور یثرب میں جا کر
ٹھہریں گے وہ ابھی ظاہر ہوئے یا نہیں اور اگر ظاہر ہوئے تو انکا کیا حال ہے اور
عرب کا معاملہ اُنکے ساتھ کیسا ہے اور تمنے انکے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ ہمنے کہا کہ وہ ظاہر ہو گئے

Marfat.com

[اور] اپنے نزدیک کے عرب والوں پر غالب آگئے اور اُنہوں نے اُنکی اطاعت کرلی۔ کہنے [ل]گا کیا وہ ظاہر ہوگئے۔ ہمنے کہا ہاں۔ کہا اُن لوگوں کے واسطے بہتر یہی ہے کہ انکی اطاعت [قب]ول کرلیں۔

اور میں اب تمکو اپنی حالت سے مطلع کرتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں۔ اب قریب ہے [ک]ہ مجھکو بھی یہاں سے نکلنے کا حکم ہوگا۔ پھر میں اس تیزی کے ساتھ تمام زمین کا سفر کرونگا۔ [ک]ہ سوائے مکہ اور مدینہ طیبہ کے کوئی زمین مجھ سے خالی نہ رہیگی۔ یہی دو شہر ہیں کہ جن میں [د]اخل ہونا مجھپر حرام کیا گیا ہے۔ جب میں ارادہ اِن دونوں سے کسی بھی شہر میں داخل ہونیکا کرونگا اللہ کا فرشتہ ننگی تلوار سے مجھے روک دیگا اور اِن دونوں شہروں کے [ہ]ر راستہ پر کثرۃ سے محافظ فرشتے مقرر ہوں گے۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں کہ بعد اس بیان کے [ر]سول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصار مبارک کو منبر پر مارنا شروع کیا اور تین بار فرمایا هٰذِهٖ طَيِّبَةٌ هٰذِهٖ طَيِّبَةٌ یہ یعنی مدینہ پاک ہے پاک ہے۔ پاک ہے [ک]یا میں نے دجال کی خبر تمکو نہیں بیان کی تھی۔ سب نے عرض کیا۔ بیشک بیشک آپنے [ف]رمایا اسی امر کی تصدیق کے واسطے تمیم کا یہ واقعہ سنانیکو مینے تمہیں جمع کیا ہے۔ بیشک وہ جزیرہ دریا شام میں ہے یا دریا یمن میں مشرق کی طرف۔ انتہیٰ۔

اسکے علاوہ اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جنکو تفصیل سے علامہ نبہانی علیہ [ال]رحمۃ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں نقل کیا ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ کچھ آپ کے معجزات جو بعد ظہور شان نبوت مشرکین کے [مع]بوروں سے جو پتھر کے بت تھے ظاہر ہوئے اُسی کتاب سے بطریق نمونہ نقل کریں۔ [و]ہ یہ ہیں۔ خصائص کبریٰ سے علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ راشد بن [عب]د اللہ راوی ہیں کہ سواع نامی ایک بت مقام معلاۃ میں چند قبائل کا تھا اُنمیں سے [قب]یلہ بنی ظفرہ نے کچھ چڑھاوا اُس بت کے لئے میرے ہاتھ بھیجا۔ میں صبح کے وقت اُس

Marfat.com

بت کے پاس پہونچا۔ اچانک اُس بت کے اندر سے یہ آواز میرے کان میں آئی :۔

العجب کل العجب من خروج نبی من ۔ بنی عبد المطلب یحرم الزنا والربو ۔ والذبح للاصنام وحرست السماء ۔ ورمینا بالشهب ۔

تعجب ہے پورا تعجب بنی عبد المطلب سے ایک نبی کے نکلنے کا جو زنا اور بیاج کو اور بتوں پر جانور ذبح کرنیکو حرام کریگا اور (اُسکی برکت سے آسمان کیطرف جو ہم جاتے تھے) آسمان کی حفاظت کیگئی اور ہم پر شعلے پھینکے گئے۔

پھر دوسرے بُت سے بیٹے سُنا کہ یہ آواز آرہی ہے۔

ترك الضمار و کان یعبد ۔ وخرج احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ۔ نبی یصلی الصلوٰۃ ویامر بالزکوٰۃ ۔ والصیام والبر والصلۃ للارحام

ضمار جو پوجا جاتا تھا اُسکی پرستش چھوڑ دیگئی اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی پیدا ہوئے ہیں جو نماز و زکوٰۃ و روزہ اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم جاری فرماتے ہیں۔

پھر تیسرے بت سے آواز آئی :۔

ان الذی ورث النبوۃ والهدی ۔ بعد ابن مریم من قریش مهتدی ۔ نبی یخبر بما سبق وما یکون فی غد

نبوّت اور ہدایت کے جو مالک ہیں وہ مطلبی پس عیسیٰ وہ آئے ہیں وہ بے شک و شبہ قرشی خبر دیتے ہیں پہلی پچھلی ساری آجکی کل کی وہ ہادی ہیں وہ مہدی ہیں وہ راشد ہیں وہ ہیں عربی +

حضرت راشد فرماتے ہیں کہ میں نے سواع بت کو دیکھا کہ دو لومڑیں اُسکے گرد جو چڑھاوا پڑا ہے اُسکو کھالیتی ہیں اور بُت کو چاٹتی رہتی ہیں پھر اُس بُت پر چڑھ کر پیشاب کرتی ہیں۔ یہ دیکھکر میں نے یہ شعر پڑھا ؎

ارب یبول الثعلبان براسه ۔ لقد ذل من بالت علیه الثعالب۔

(کیا وہ ہو سکتا ہے معبود کہ جسکے سر پر ۔ لومڑی کرتی ہیں پیشاب وہ ہے ارذل تر

Marfat.com

یہ واقعہ اُسوقت کا ہے جب حضور مدینہ طیبہ تشریف لیگئے تھے۔ یَں تنوں کے اس معاملہ کو دیکھکر حضور کی خدمت میں مدینہ پہونچا اور شرفِ اسلام سے مشرف ہوا۔ پھر آپ سے میں نے ایک احاطہ زمین بطریق انعام طلب کیا۔ آپ نے عطا فرمایا اور ایک برتن پانی کا بھرا ہوا عطا فرمایا اور اسمیں اپنا لعاب دہن ڈالدیا اور فرمایا اسکو اپنی زمین میں ڈال دینا۔ اور جو کچھ اس زمین سے تمہاری ضرورت سے زیادہ پانی نکلے لوگوں کو نہ منع کرنا۔ اس سے ایسا چشمہ موجزن ہوا کہ آجتک موجود ہے اور اُس پر بہت سی کھجوریں لگا دیگئیں اور وہ چشمہ سارے احاطہ کی زمین کو آجتک کافی ہے۔ لوگوں نے اس چشمہ کا نام ماء الرسول رکھا ہے اُس سے غسل کرتے ہیں اور اُس غسل سے لوگ شفایاب ہوتے ہیں۔

حضرت عباس ابن مرداس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دوپہر کے وقت اپنی اونٹنیاں چرا رہا تھا ناگاہ ایک شخص شترمرغ پر سوار سفید کپڑے پہنے ہوئے آیا اور مجھ سے کہنے لگا۔

الم تر الی السماء قد تعب حراسہا	کیا تو نے نہیں دیکھا آسمان کیطرف کہ رنج و تعب میں پڑے ہیں آسمان سے خبروں کے چرانیوالے
وان الحرب قد حرقت انفاسہا	
وان الخیل وضعت احلاسہا	اور باہمی خانہ جنگیوں سے جانیں جلگئیں اور گھوڑوں کے پالان اتار لئے گئے۔ اور
وان الذی نزل علیہ البر والتقوی	تحقیق وہ شخص کہ جسپر باہمی سلوک اور
صاحب الناقۃ القصوی۔	پرہیزگاری کا نزول ہوا ہے قصوٰی اونٹنی والا ہے۔

یہ سُنکر میں گھبرایا اور اپنے معبود ضماد کے پاس آیا جسے میں پوجتا تھا جبکہ میں اُسکو چوم رہا اور پوج رہا تھا ناگاہ اُس میں سے یہ آواز آئی۔

قل للقبائل من سلیم کلہا	بنی سلیم کے سارے قبیلوں سے کہدو
اَوْدٰی ضماد عاش اھل المسجد	ضماد مرنے لگا مسجدیں ہوئیں آباد

Marfat.com

ان الذی ورث النبوة والهدیٰ	نبوت اور ہدایت کے وارث آئے ہیں
بعد بن مریم من قریش مهتدی	قریش میں پس عیسےٰ جو ہیں کریم نہاد
اُو ذی ضمار کان یعبد مرةً	ضمار خطرہ میں ہے جسکو پوجتے تھے لوگ
قبل الکتاب الی النبی محمد	نبی کے لانے سے پہلے کتاب بار شاد

میں نے یہ سنکر بت توڑ دیا اور اپنی قوم بنی حارثہ کو ساتھ لیکر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہونچا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو حضور نے مجھے دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا عباس! کس چیز نے تمہیں اسلام کیطرف متوجہ کیا۔ میں نے تمام واقعہ گذشتہ حضور سے عرض کیا۔ آپ نے تصدیق فرمائی اور میں معہ اپنی قوم کے مشرف باسلام ہوا۔

حضرت مازن بن قصر یہ فرماتے ہیں کہ شہر عمان کے قریب بادر نامی بت کا میں پجاری تھا۔ ایک دن ایک چڑھاوے کا بکرا اسکے سامنے میں ذبح کر رہا تھا کہ اس میں سے یہ آواز آنے لگی۔

یامازن اسمع تسر۔ ظهر خیر البشر	سن اے مازن بشارت نیک خیر محض کی خوشتر
بعث نبی من مضر۔ بدین دین الله بر	مضر سے ایک نبی ظاہر ہوئے ہیں دین حق لیکر
فدع نجیتا من حجر۔ تسلم من حر سقر	یہ پتھر کے کھدے جو بت ہیں انکو چھوڑ دے یکسر

نجات دائمی حر سقر سے جلد حاصل کر۔

مازن کہتے ہیں۔ اس آواز کو سنکر میں گھبرا ہی رہا تھا کہ اسی بت سے یہ دوسری آواز آئی۔

اقبل الی اقبل مستمعا لا تجهل	آ آ ادھر نگر تو جہالت سن لے فنا۔
هذا نبی مرسل جاء بحق منزل	آئے ہیں حق کو لیکے یہ پیغمبر خدا

یہ تعجب خیز بات سنکر مجھے یقین ہوا کہ میرے ساتھ اللہ نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے

اسی خیال میں تھا کہ ایک شخص حجاز سے آئے۔ میں نے کہا وہاں کی کچھ خبر بیان کرو۔ کہنے لگا ایک شخص جنکا نام نامی احمد ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) حجاز میں ظاہر ہوئے ہیں جو انکے پاس جاتا ہے اس سے کہتے ہیں اللہ کے بھیجے ہوئے حکم کو سنو اور قبول کرو۔ یہ سنکر مجھکو یقین ہوگیا کہ یہ ظہور اسی خوشخبری کا ہے جو میں نے بادر نامی بت سے سنی تھی۔ لہذا میں بت کے ٹکڑے کرکے اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور خدمت اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ اور خود گذشتہ قصہ ان اشعار میں حضور پر پیش کیا

کسرت باورا جذاذا وکان لنا	باور کے ٹکڑے کرکے میں آیا ہوں سیدا
ربا نطیف به ضلا بتضلال	رب جسکو کہکے پھرتا تھا گرد اسکے میں سدا
یا الهاشمی هدینا من ضلالتنا	اُس گمرہی سے ہاشمی تمنے لیا بچا
ولم یکن دینه شیئًا علی بال	وہ دیں ذلیل میری نگاہوں میں ہوگیا
یا راکبا بلغن عمرا واخوتها	پہونچا عمر کو بھائیوں اُس کے کو فا صدا
انی لما قال ربی باور قال	باور کے حکم سے ہے کیا میں نے ہو گیا

پھر میں نے حضور سرور انبیاء میں عرض کیا کہ حضور گانے بجانے اور شراب خواری اور زنا کاری کا میں عادی ہوں اور مدت سے بوجہ قحط سالی کے میں مفلس ہوگیا ہوں اور میرا کنبہ تباہ اور میں لاولد ہوں دعا کیجیے کہ یہ بلائیں خود بخود مجھ سے جاتی رہیں اور اللہ اولاد بھی عطا فرمائے اور شرم وحیا دے۔ آپ نے فرمایا۔

اللهم ابدله بالطرب قرأة القران و	الٰہی اسکے گانے بجانے کو قرائۃ قرآن کے
بالحرام الحلال وبالخمر ريا لا اثم فيه	ساتھ بدل دے اور حرام کاری کی جگہ حلال
وبالعهر العفة واتنه بالحيا	کی اسکو توفیق دے اور شراب کی بدل میں تر و
وهب له ولدا۔	تازگی وہ عطا کر جسمیں کوئی گناہ نہ ہو اور بچا

Marfat.com

زنا کے عفت اور پارسائی عطا فرما اور دولت حیا کے ساتھ مشرف فرما اور اولاد صالح نصیب کر
آپ کی دعا کی برکت سے وہ سب عیوب مجھ سے رفع ہو گئے اور کئی حج کئے اور قرآن یاد
کر لیا اور ہمارا شہر اور اسکے گرد کے گاؤں سب سرسبز و شاداب ہو گئے اسکے بعد میں نے چا
آزاد عورتوں سے نکاح کیا اور اللہ نے حسان جیسا نیک بیٹا عطا فرمایا اسکے شکریہ میں میں
یہ نعت خدمت اقدس میں پیش کی۔

الیك رسول الله جنّت مطیبی	عمان سے عرج تک طے کر کے دشت وصحر
تجوب الفیافی من عمان الی العرج	ہو کر سوار دیکھا یاں آکے تمکو شاہا
لتشفع لی یا خیر من وطی الحصی	ہو جاؤ تاکہ میرے تم روزِ حشر شافع
فیغفرلی ذنبی وارجع بالفلج	تنگی میں ہو فراخی بخشے گناہ مولا
الی معشر خالفت فی الله دینهم	آسودہ جاؤں اُن میں جو ہیں مرے مخالف
ولا رایهم رائی ولا شجهم شجی	دیندار میں بنا ہوں اب چھوڑ دین جنکا
وکنت امرء بالعهر والخمر مولعا	تھا میں حریص بادہ اور تھا زنا کا عادی
شبابی حتی آذن الجسم بالنهج	کھویا شباب اس میں ہو کر خراب صہبا
فبدلنی بالخمر خوفا وخشیة	بدلے شراب کے اب پیتا ہوں جامِ وحدت
وبالعهر احصانا فحصن لی فرجی	اور چھوڑ کر زنا کو ہوں محو دید مولا
فاصبحت همی فی الجهاد ونیتی	ہر دم جہاد کرنا راہِ خدا میں مرنا۔
فلله ما صومی ولله ما حجی	اور ہے نماز روزہ حج مشغلہ ہمارا

خلاصہ ترجمہ اشعار مذکورہ بطریق دیگر

عمان سے عرج تک پھر پھر کے بادیوں میں	پایا انہیں کو شافع طیبہ کے زاویوں میں
آسودہ ہوں شہ دیں ناجی ہوں ہر بلا سے	ہوں تنگیوں سے ناجی اب ہوں فراخیوں میں
ام الخبائث اپنی تھی مادرِ رضاعی	اب نام میرا لکھا جاتا ہے عابدوں میں

Marfat.com

پی کے جامِ اُلفت ہوں محو رُوئے وحدت — تھا نام میرا نامی افواج زانیوں میں
گشتگانِ رہِ کفر و ضلال ہیں اب — جاتا ہوں تاکہ لاؤں وحدت کی وادیوں میں
زہ نماز و حج ہے اب مشغلہ ہمارا — بڑھا ہوں میں مجاہد میدان غازیوں میں

حضرت مازنؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضورؐ سے رخصت ہو کر جب اپنی قوم میں پس آیا میری قبولیت اسلام کی خبر سنکر میری قوم نے مجھکو بہت کچھ بُرا بھلا کہا گالیں یں۔ اپنے شاعروں سے میری ہجو کرائی مجھسے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ مینے اُنکو ترکی بہ ترکی اب دینا مناسب نہ سمجھا لہذا اُنسے کنارہ کر کے مینے ایک مسجد بنالی اُس مسجد میں جو کوئی ظلوم آکر تین دن رہتا جو دعا کرتا وہی قبول ہو جاتی اور جو کوئی بیمار یہانتک کہ برص ر کوڑھی بھی اگر آکر دعا مانگتے اللہ انکو صحت عطا فرماتا۔ مسجد کی اس کرامت کو جو فی الواقع ضورؐ کا معجزہ تھا میری قوم کے لوگ دیکھکر سب شرفِ اسلام سے مشرف ہو گئے اور سب نے توں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینکدیا۔

اور عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے فرماتے تھے ایک آدمی قبیلہ خثعم کا بیان کرتا ھا کہ ہمارے قبیلہ کے لوگ بت پرست تھے حلال اور حرام کی انکو کچھ تمیز نہ تھی اسی حالت ں ہم اپنے بت کے پاس اپنا باہمی جھگڑا پیش کر کے اُس سے اُسکے فیصلہ میں مدد لب کر رہے تھے کہ اچانک اُس بت کے پیٹ سے یہ آواز نکلنے لگی۔

ایہا الرکبان ذو الاحکام — ہو مالک احکام تم اے قافلے والو سبھی
ا انتم وطائش الاحکام — لیکن نہیں آمادہ فہم و خرد تم میں کوئی
مسند والحکم الی الاصنام — تم سونپتے ہو حکم کو پتھر کی مورت کیطرف
ما ترون ما اری امامی — جو ہے میرے پیش نظر تمنے نہ دیکھا اسطرف
ن ساطع یجلو دجی الظلام — وہ نور چمکا ہو گئیں جس نور سے کل ظلمتیں
ذا نبی سید الانام — روشن وہ ہے نور نبی جس سے مٹی ہیں تہمتیں

Marfat.com

من هاشم فی ذروة السنام	سردار عالم ہاشمی عالی مراتب حقنما
یصدع بالحق و بالاسلام	بانی اسلام اور وہ جس نے دکھایا حق کھلا
اعدل ذی حکم من الاحکام	ہر حکم انکا عدل ہے اعلان عدل اور اتقا
منتحلن بالبلد الحرام	مکہ میں ظاہر اُنسے ہے عدل و ہدایت اتقا
قد طهّر الناس من الآثام	زنگ گنہ سے ایک دم لوگوں کو پاکیزہ کیا
جاء بهدم الکفر بالاسلام	ڈھایا بناء کفر کو اسلام آیا بر ملا۔

خثعمی مذکور کہتے تھے بت سے یہ اشعار سُنکر میں گھبرایا اور مکہ معظمہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر میں مسلمان ہو گیا۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کو واقدی نے بھی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

فصل اس بحث میں کہ غیبی طور سے پتھروں اور درختوں پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا گیا

یہ امر تو سب پر ظاہر ہے کہ آسمان سے بارہا وزنی پتھر گرے ہیں چنانچہ غالباً ۱۳۰۱ھ سنہ میں گیارہ بجے دن کے قریب میں مسجد دائرہ واقعہ محلہ نواب پورہ شہر ریاست الور میں مولوی ارشاد علی صاحب مرحوم کو بخاری شریف پڑھا رہا تھا کہ اچانک توپ کی سی آواز آئی۔ گھڑی کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بارہ بجے کی توپ کی آواز نہیں ہے۔ اسواسطے کہ ابھی گیارہ بجنے میں کچھ دیر تھی۔ دوسرے دن معلوم ہوا کہ قصبہ بانسور علاقہ الور کے جنگل میں آسمان سے تقریباً من بھر کا پتھر گرا تھا جو الور لایا گیا ہے اور وہاں کے عجائب گھر یا کارخانہ میں ابتک رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح سیرۃ حلبی میں ہے کہ سنہ چارسو چھ میں بمقام خراسان ایسی سخت ہوا چلی کہ لوگوں کو گمان ہوا کہ قیامت ہی قائم ہونیوالی ہے۔ لوگ گریہ وزاری کر رہے تھے دعائیں مانگ رہے تھے کہ یکایک معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ پر آسمان سے بہت سا نور اُتر رہا ہے۔ سب لوگ اُسکیطرف روانہ ہوئے جب پہاڑ پر پہونچے دیکھا کہ ایک پتھر آسمان سے

Marfat.com

ایک گز لمبا اور تین انگل چوڑا اگرا ہے جسکا یہ نور ہے اور اُسپر قلم قدرت سے یہ دو سطر لکھی ہوئی تھیں۔

سطر اول۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاعْبُدُوْنِیْ یعنی کوئی معبود نہیں ہے سوا اللہ کے پس میری ہی عبادت کرو۔

سطر دوم۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الْقُرَشِیْ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشی ہیں اللہ کے رسول ہیں

ابھی تقریباً تین سال کا عرصہ ہوا رائی سینا نام جو انگریزوں نے حال میں نئی دہلی پہاڑ گنج سے منصور کے مقبرے سے آگے تک آباد کی ہے وہاں ایک پتھر موٹا پہاڑ کا جو چیرا گیا اُسکے دونوں طرف بخط جلی لکھا ہوا تھا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر اُن دو ٹکڑوں کو جو چیرا تو اُنپر اسی طرح یا محمد لکھا ہوا نمودار ہوا جو ایک نمائشگاہ میں انگریزوں نے اسطرح لگوائے ہیں کہ جنکی جو چاہے آکر زیارت کرے۔ سنہ ۱۳۴۵ ہجری کے بہت سے اخباروں میں ایسا ہی ایک واقعہ درج تھا جسکو رسالہ سواد اعظم ماہوار مراد آباد سے بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے

اول شعبان سنہ تیرہ سو پینتالیس میں بعد مغرب ہندوستان کے مختلف مقامات پر بکثرت لوگوں نے حضور پرنور سید یوم البعث والنشور خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین سرور امجد سرور سرمد سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم پاک آسمان پر لکھا ہوا دیکھا جو معتد بہ عرصہ تک قائم رہا۔ یہ تحریر سبز ستاروں سے بنی معلوم ہوتی تھی مولانا مولوی قاضی محمد احسان الحق صاحب نعیمی مفتی بہڑائچ رسالہ تحریر فرماتے ہیں۔ میں اُس روز فتحپور ہسوہ بسلسلہ تبلیغ گیا ہوا تھا جس جگہ یہ نام نامی ظاہر ہوا تھا وہاں کے احباب میں سے بہت سے میرے شناسا ہیں جنہوں نے اُس نام اقدس کی زیارت کی۔ پھر اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اضلاع متوسط میں اسی تاریخ اور اسی وقت اس نام پاک کی زیارت ہوئی۔ ہمارے مدرسہ دینیات مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے طلبہ میں سے مولانا حافظ قادری محبوب علی خانصاحب لکھنوی فرماتے ہیں کہ میں اس تاریخ بانس بریلی میں تھا میں اور بہت ہندو مسلمانوں نے بعد مغرب یکایک دیکھا کہ روشن ستارہ

Marfat.com

مثل دمدار ستارہ کی بہ رنگ سبز نمودار ہوا۔ جب لوگ اُسکو دیکھنے لگے اول حرف میم پیدا
پھر اُسی ستارہ کی شکل حا ظاہر ہوئی پھر میم پھر دال اور پھر یہ نام پاک دیر تک قائم رہا۔ پھر
اسی طرح ایک ایک حرف بترتیب یکے بعد دیگرے نگاہوں سے چھپ گیا صلی اللہ علیہ
وسلم اور حکیم عصر مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب سلمہا اللہ بریلوی صاحبزادہ اعلیٰ حضرت
عظیم البرکت آیتہ من آیات اللہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے
ہیں کہ اس واقعہ سے چند روز پیشتر میں نے چند ستاروں کا اجتماع کچھ دیر تک بشکل نام محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کچھ رات گئے ایکبار دیکھا تھا مگر میں اُس میں ایسا محو ہوا کہ کسیکو نہ دکھا
سکا۔ اور چونکہ لوگ سو گئے تھے بعد کسیکے دکھانیکا خیال بھی نہ رہا۔

تقریباً آٹھ دس سال گذرے ہونگے کہ اکثر اخبارات اور انگریزی اخباروں میں شائع ہوا تھا کہ
بعض سواحل پر ایک مچھلی دیکھی گئی کہ جسکی ایک جانب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا ہوا تھا اور دوسرے پہلو
پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ مچھلی مصالح سے درست کرکے تاکہ سڑنے نہ پائے
عجائب خانہ لندن میں رکھدی گئی۔ واللہ اعلم۔

لو میں ایک نکتہ توحید و رسالت سب پر آشکارا کئے دیتا ہوں جسکو ہر منصف مزاج
بشرط انصاف مرد عورت چھوٹا بڑا اپنے جسم سے دیکھ سکتا ہے۔ کیا دنیا میں کسی مشرک کا
کوئی ایسا معبود ہے جسکا نام انسانی اعضا کی کسی حالت پر رکھنے سے ظاہر ہوجاوے سوا
مسلمانوں کے ہادی اور معبود کے کہ حا کے ساتھ اللّٰہ کا نام اور بموجب اللّٰہ شکتی وید الآ بغیر
جسکے معنے سنسکرت میں بعینہ اللہ کے ہیں۔ اگر انسان لیٹ کر یا کھڑا ہوکر اور دہنا ہاتھ چھوڑ
اور بایاں کمر پر رکھ کر دیکھے تو دہنا ہاتھ بمنزلہ الف اور دونوں پاؤں بشکل لا اور کمر پر بایاں ہاتھ
رکھنے سے صاف اللّٰہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور بغیر کمر پر ہاتھ رکھنے کے الا۔ اور دونوں ہاتھ لیٹ
دونوں کانوں پر رکھنے اور کمر سمیٹ کر لیٹنے سے صاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
ظاہر ہوتا ہے۔ ہمنے جہانتک غور اور تتبع کیا معبودہا باطلہ اور گمراہ راہنماؤں سے کسیکا

Marfat.com

ی ہیئت انسانی پہ نہیں ظاہر ہوتا۔ ہاں شکل صلیب یا مورت کی صورت انسان سے
ہر ہو جاتی ہے جو یہ بتاتی ہے کہ وہ معبود معبود نہیں جسکا ہم مثل موجود ہے بخلاف
د حقیقی کے کہ اسکی صورت نہ صورت انسانی سے ظاہر ہو سکتی ہے اور نہ اور کسی صورت
سے جو صاف دلیل ہے اس امر کی کہ معبود حقیقی بے مثل بے مانند ہے۔ اور ہادی اہل اسلام
گرچہ اپنی صفات میں بے مثل ہیں مگر ہیں جنس بشر سے لہذا انکی صورت انسانی گو ہر انسان
سے ظاہر ہے۔ مگر انکا نام بھی ہر ایک انسان کی بعض ہیئتوں سے جلوہ گر ہو کر انکے بے
مثل ہونے کی دلیل ہے۔

ایک اور عجیب و غریب قاعدہ ملاحظہ کیجئے جس سے دنیا بھر کے تمام اشیاء کے نام
سے جیسے اللہ کا نام ظاہر ہوتا ہے ایسے ہی دنیا بھر کی ہر چیز کے نام سے نام محمد رسول اللہ
بھی آشکارا ہوتا ہے۔ نظم

ہے اللہ ہر شے سے ظاہر مدام ہر اک لفظ میں ہے محمد کا نام

وہ قاعدہ جس سے ہر چیز کے نام سے اللہ کا نام ظاہر ہوتا ہے۔ جس لفظ کے دنیا بھر
کے لفظوں سے چاہو عدد نکالو اُس عدد کو چار میں ضرب دو۔ پھر حاصل ضرب میں
دو ملا کر اسکو پانچ میں ضرب دو پھر حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کر کے باقیماندہ کو تین سے ضرب
دیکر حاصل ضرب میں سات ملا دو تو اسم ذات اللہ کے ۳۷ عدد ظاہر ہونگے۔ مثلاً اعلیٰ
کے عدد تین سو انتیس ۳۲۹ ہیں انکو چار میں ضرب دیا اور دو بڑھائے تو تیرہ سو اٹھارہ ہوئے
انکو پانچ میں ضرب دیا تو (۶۵۹۰) چھ ہزار پانسو نوے ہوئے۔ انکو بیس پر تقسیم کیا تو باقی
دس رہے دس کو تین میں ضرب دیکر سات بڑھائے جو دو لوں [illegible] طاق ہیں
(۳۷) سینتیس نمودار ہوئے جو عدد اسم ذات اللہ کے ہیں کہ ان اللہ وتر یحب
الوتر حدیث صحیح ہے۔

قاعدہ دوم۔ اسیطرح ہر لفظ مفرد مرکب ذو معنے و مہمل سے کسی بھی زبان میں ہو اُس

Marfat.com

لفظ کے عدد لیکر چار میں ضرب دو پھر حاصل ضرب میں دو ملا کر اسکو پانچ میں ضرب دو پھر حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کر کے باقیماندہ کو نو سے ضرب دیکر حاصل میں اور دو ملا دو تو اس قاعدے سے ہر لفظ سے (۹۲) بانویں نکلینگے جو عدد ہیں محمد کے (صلے اللہ علیہ وسلم) کلما ذکرہ الذاکرون وکلما غفل عن ذکرہ الغافلون بعدد کل معلومات اللہ کما یحبہ اللہ ویرضی۔

مثال دیدار علی کی عدد مثلاً ۳۲۹ ہیں انکو حسب چار میں جو عدد خلفاء راشدین ہے ضرب دیا تو ۱۳۱۶ ہوئے۔ اسمیں دو کو ملایا جو عدد ارکان ایمان کے ہیں یعنی ایک اللہ پر معہ اسکے احکام کے ایمان لانا۔ دوم اسکے رسول پر معہ انکے تمام فرمانوں کے ایمان لانا تو ۱۳۱۸ ہوئے پھر اسکو پانچ میں ضرب دیا جو عدد پنجتن پاک پر دال ہے تو ۶۵۹۰ ہوئے اسکو بیس کے عدد ودود پر جو نام خدا محبت وداد سے تعلق رکھتا ہے تقسیم کیا تو باقی دس رہے اسکو ۹ میں ضرب دیا جو نہ طبق آسمان کیطرف مشیر ہے۔ ۹۰ ہوئے ۹۰ میں ۲ کو ملایا جو عدد علوی وسفلی دو قسم کی مخلوقات پر دال ہے۔ ۹۰ دو سے ملکر ۹۲ ہوئے جو مالک ملک خدا بادشاہ علویات وسفلیات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کے عدد ہیں۔ پھر ۹۲ عدد لفظ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے اگر ۵۳ عدد نام احمد (مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم) علیحدہ کر دئے جاویں تو انتیس باقی رہتے ہیں۔ پھر انتیس سے ۲ کے عدد کو جو دوئی پر دال ہے جدا کر دیا جاوے تو ۲۷ عدد اللہ کے نمودار ہونگے۔ اور ۵۳ عدد احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے چالیس کا عدد جو بموجب حدیث من اخلص للہ اربعین صباحًا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ۔ ظہور حکمت کا عدد ہے۔ جدا کر کے دیکھا جاوے تو احد ہی احد باقی رہجاتا ہے۔ علی ہذا ۹۲ سے جو عدد اسم محمد ہے (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر ۵۳ کا عدد ونڈ کو رجدا کر کے الف اللہ کا اسمیں داخل کر دیا جاوے تو نام نامی اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہو جاتا ہے اور اس قاعدے سے تمام دنیا کی

ہر چیز کے نام سے خواہ کسی ہی زبان میں ہو یہ سارے جلوے جلوہ گر ہوتے ہیں
بموجب مناسبات مذکورہ یہی ایک قاعدہ ہے جسمیں بعد تقسیم مابقی کو احاد میں ضرب
یا احاد میں سے کوئی عدد بڑھا دینے سے اُنکے نام پیدا ہوسکتے ہیں جو اپنی نشان
میں یکتا اور احد ہیں اور عشرات مآت میں ضرب دیکر عشرت مآت بڑھانے سے ایسوں کے
نام بھی نکل سکتے ہیں جنکے ہم مثل دنیا میں ہزاروں ہیں لہذا یہ قاعدہ ہمیتلوں کی ہمیتلی اور
یگانگت ہی بتاتا ہے اور بنے اور بنا ہوئے معبود اور بزرگوں کی ہنا دٹ اور جعلسازی
کا ہی پتہ دیتا ہے۔

فصل بیان مختصر اُن واقعات کا جو آپکے سچے نبی ہونیکے مصدق ہیں

اور اُن صفات کاملہ کا جنکے ساتھ آپ بچپن ہی سے منجانب اللہ موصوف تھے
اور اُن صفات کے ساتھ بلاکسب بجُز رسول برحق کے کوئی موصوف نہیں ہوسکتا

حیا اور شرم آپ میں بچپن ہی سے منجانب اللہ اسقدر پائی جاتی تھی کہ جسکا پایا جانا بجز نبی کے
عام لوگوں میں قبیل محالات سے ہے سیرت حلبی سے علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب
حجۃ اللہ میں ناقل ہیں حضرت ابو اسحاق سے وہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے تھے زمانہ لڑکپن میں جب اہل عرب سے شرم و حیا بالکل مفقود ہوچکے تھے
ہم تمام ہم عمر قریشی بچے بطریق کھیل کے اپنے اپنے تہبندوں کو کندھوں پر اکھٹا رکھکر
نے اپنے تہبند پر رکھکر کھیلنے کو پتھر جمع کر رہے تھے کہ ناگاہ بہت نرمی سے کسی غیر ان
شخص نے مجھپر ہاتھ مارا اور کہا تہبند باندھ کر کھیلو تمکو ننگا رہنا مناسب نہیں۔ اور اسی
قسم کا واقعہ مجھکو جب پیش آیا جب چاہ زمزم کی درستی کے لئے ہم سب پتھر اُٹھا رہے تھے
اور جب کعبہ شریف کو بوجہ بوسیدہ ہوجانے عمارت کعبۃ اللہ کے شہید کرکے کعبہ شریف کو از سر
نو بنا رہے تھے۔ میرے چچا حضرت عباس نے بمقتضائے شفقت میرا تہبند کھولکر چاہا کہ میرے

کندھے پر رکھدیں تاکہ پتھر اُٹھانے میں کندھے کو ایذا نہ پہونچے فوراً مجھپر غشی کی سی حالت پیدا ہوئی اور میں کہتا تھا میرا تہبند باندھو۔ میرا تہبند باندھو۔ جب تہبند باندھ دیا گیا جب وہ حالت رفع ہوئی۔ پھر تو آخر عمر تک اسدرجہ شرم وحیا غالب حال رہی کہ باوجود جائز ہونے اس امر کے کہ بیوی اپنے شوہر کو برہنہ دیکھ سکتی ہے اور شوہر اپنی بیوی کو۔ قَالَ اللّٰہُ تعالیٰ۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ باوجود غایت محبت کے میرے ساتھ نہ حضور نے مجھکو کبھی برہنہ دیکھا اور نہ میں نے کبھی آپکو۔ یعنی نہ کبھی میں نے آپ کی شرمگاہ دیکھی نہ آپ نے میری صلے اللہ علیہ وسلم سچائی آپ کی بچپن ہی سے اسدرجہ مشہور تھی کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ یعنے اپنے کنبے والے نزدیکیوں کو ڈراد واور سنا دو کہ بغیر اسلام کے فقط رشتہ داری کا تعلق تمہارے کچھ کام نہ آئیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل صَبر پر چڑھکر قریش کے ایک ایک بطن کو آواز دیکر پکارا جب وہ سب جمع ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمکو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے بہت سے سوار تیر چھاپہ مارنے کو طیار ہیں کیا تم مجھکو سچا مانوگے۔ سب نے بالاتفاق عرض کیا کہ جب ہم نے آپ سے آجتک کبھی کوئی جھوٹ نہیں سنا ہم آپ کی تصدیق ممکن ہے کہ نہ کریں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ میں تمکو بوجہ کفر کے عذاب الٰہی سے اس سے زیادہ ڈراتا ہوں۔ یہ سنکر اپنی ہٹ دہرمی سے منتشر ہو گئے۔ پیدائشی طور سے شرک اور کفر سے اسدرجہ بچے ہوئے تھے کہ اس زمانہ شرک میں کہ مشرکین قریش نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ بت قائم کر رکھے تھے آپ نے باوجود ناراضگی اپنے رشتہ داروں کے کبھی کسی بت کیطرف قدم نہ رکھا۔ ابن سعد وغیرہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بوانہ کے قریب ایک بت تھا جسکو قریش پوجتے تھے اور اسکی بہت

Marfat.com

تعظیم کرتے تھے اور اسکے قریب بہت ذبیحہ ذبح کرتے تھے اور ایک ایک دن کامل ہر برس اسکے پاس گوشہ نشینی کو تمام قریش پر لازم سمجھتے تھے لیکن حضور کبھی اُسکے قریب نہ گئے۔

ایک بار جب ابو طالب اور آپ کی پھپھیوں نے اس امر سے ناراض ہوکر آپ پر زیادہ غصہ ظاہر کیا مجبور آپ تشریف لیگئے۔ ابھی اسکے پاس نہیں پہونچے تھے کہ دہشت ناک ہوکر سب کے سامنے آپ واپس بھاگ آئے۔ آپ کی پریشانی کو دیکھکر سب نے آپ کی پریشانی کا سبب آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا مجھکو خوف ہے کہ اسکے قریب جانے سے کسی شیطان کی جانب سے نہ ستایا جاؤں۔ سب نے کہاکہ آپ کے اخلاق حمیدہ اور صفات ستودہ ہرگز اسبات کو نہیں چاہتے کہ آپ کسی شیطان کی جانب سے ستائے جائیں۔ آخر بتاؤ تو تمنے کیا دیکھا جو ایسے وحشتناک ہوکر بھاگے۔ فرمایا کہ جب میں اس بُت کے قریب ہونے لگا تو مینے دیکھا کہ ایک شخص گورا چٹا لمبے قدوالا مجھکو چیخ کر کہتا ہے کہ خبردار اسکے قریب نہ آؤ اور اسکو ہاتھ نہ لگاؤ بعد اس واقعہ کے پھر کبھی مجھکو کسی بت کی جانب جانیکا اتفاق نہیں ہوا۔ علی ہذا جس کام کا ارادہ کرکر ایام طفولیت میں آپ تشریف لیجاتے تو وہ کام پورا ہو ہی جاتا۔ حاکم ابن سعید تصحیح سند کے ساتھ اپنے باپ سعید سے نقل فرماتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں میں حج کو گیا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ خانہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور یہ شعر پڑھتا ہے۔

رُدَّ الیَّ راکبی محمدا — میرے سوار محمدؐ کو پھیر لا مجھپر

یارب ردّہ واصطنع عندی یدا — اے میرے رب انہیں لا اور کرم مجھپر

مینے کہا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ عبدالمطلب ہیں کہ آجتک اُنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی کام کے واسطے نہیں بھیجا کہ اس میں ناکام رہے ہوں مگر اس دفعہ اپنے اونٹ کی تلاش میں بھیجا تھا لیکن دیر ہوگئی اور آپ ابتک تشریف نہیں لائے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ یکایک آپ اونٹ پر تشریف لارہے تھے۔

اسیطرح برکت آپ کی اسدرجہ مشہور تھی کہ آپ کے چچا ابو طالب قلیل المال اور کثیر العیال تھے

Marfat.com

یہ سب جب تنہا یا جمع ہو کر کھاتے ہمیشہ بھوکے رہ جاتے اور جب حضور کے ساتھ کھاتے سب شکم سیر ہو کر کھا لیتے اور بچ رہتا۔ لہٰذا ابو طالب جب صبح یا شام کھانے بیٹھتے تو سب سے پہلے حضور کو بلا لیتے۔ اسیطرح جب اپنے گھر کی بکری کا دودھ نکال کر پیتے پہلے حضور کو بلا لیتے پھر سب پیتے تو سب سیراب ہو جاتے اور بغیر آپ کے اگر پینا شروع کر دیتے تو ایک ہی آدمی سب کو پی لیتا اور سیراب نہ ہوتا۔ اسی سبب سے ابو طالب نے آپکا نام مبارک رکھا تھا۔

زمانہ بچپن میں اور کنبے کے تمام بچے جب صبح کو اٹھتے پریشان بال ہوتے اور آنکھوں میں چیپڑ مگر آپ جب سوتے ہوئے اٹھتے قدرتی طور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ منہ دھلا ہوا آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا ہے بالوں میں تیل پڑا ہوا ہے (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

آپ کے زمانہ طفولیت میں جب کبھی قحط کی صورت نمودار ہوتی اور مینہ نہ برستا آپ کی برکت سے جب آپ کو ساتھ لیجا کر دعا مانگتے تو بارش ہوتی اور کامیاب ہو جاتے کرتے۔

ابن عساکر محدث نامی گرامی جلہمۃ ابن عرفطہ سے ناقل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایکبار جب مکہ معظمہ میں پہونچا تو لوگوں کو مبتلاء قحط پایا۔ اور بارش نہ ہونے کی وجہ سے سب لوگ سختی میں سخت مبتلا تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ لات اور عزیٰ سے مدد طلب کرو۔ کوئی کہتا کہ منات بت کے پاس چلو۔ ناگاہ ایک بڈھے خوبصورت دانشمند جو سب میں بڑے ممتاز تھے بولے یہ کیا باتیں بنا رہے ہو۔ کیا تم میں بقیہ خاندان ابراہیم علیہ السلام اور برگزیدہ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام نہیں ہیں۔ سب نے کہا وہ تو ابو طالب ہیں اور سب دروازہ ابو طالب پر جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ قحط سے سب پریشان ہیں۔ جنگل خشک ہو گئے۔ چلئے ہمارے واسطے دعا کیجئے۔ ابو طالب آپ کو ساتھ لیکر کعبہ شریف کیطرف روانہ ہوئے انکے گرد تمام قریش کے بچے تھے مگر آپ سب میں ایسے معلوم ہوتے تھے کہ جیسے ٹھنڈا آفتاب نکلا ہوا ہے۔ ابو طالب نے

Marfat.com

آپ کی پیٹھ کعبہ شریف سے لگایا اور آپ نے آسمان کیطرف نہایت عجز اور نیاز کے ساتھ اشارہ فرمایا
آسمان پر نام کو ابر نہ تھا کہ فوراً ابر محیط پیدا ہوا اور اتنا برسا کہ جنگل اور شہر سب سیراب ہو گئے اور اہل بطحا
خوش ہو کر آپ کی شان میں یہ شعر پڑھنے لگے (رباعی)

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ	وہ گورے گورے منہ والے کہ جنکے منہ کی برکت سے
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل	برستا مینہ ہے۔ اور ہیں پناہ بیوہ یتیموں کے۔
یلوذ بہ الھلاک من آل ہاشم	پناہ لیتے ہیں انسے آل ہاشم سخت صدموں میں
فھم من عندہ فی نعمۃ وفواضل	ہیں صاحب فضل انسے اور ہیں مالک نعیموں کے

یہ دونوں شعر ابو طالب کے ہیں جو اس سے پہلے زمانہ عبد المطلب میں آپکی برکت دعا سے
مینہ برستا دیکھکر ابو طالب نے کہے تھے چنانچہ علامہ خطابی اسکے ضمن میں بڑی حدیث نقل فرماتے
ہیں کہ زمانہ عبد المطلب میں جب قریش سخت بلاء قحط میں مبتلا ہوئے آپ کے دادا عبد المطلب
آپ کو ساتھ لیکر تمام قریش کے ساتھ جبل ابو قبیس پر چڑھ گئے اور آپکا بازو پکڑ کر آپ کو کندھے پر
چڑھا کر جب دعا مانگنے لگے فوراً بارش شروع ہو گئی اور ابو طالب کے منہ سے اشعار مذکورہ بالا بے
اختیار نکلے۔

اور یعقوب ابن سفیان اور بیہقی اپنی سند سے ابن شہاب سے نقل فرماتے ہیں کہ قریش نے
جب کعبہ شریف کو از سرِ نو بنایا جب حجر اسود رکھنے کے مقام پر پہونچے باہم قبیلوں میں حجر اسود
رکھنے کی نسبت بہت جھگڑا ہوا۔ آخر کار اس امر پر صلح ٹھہری کہ جو شخص اول ہمارے دربار میں
آوے وہ جو فیصلہ کرے ہم سب کو منظور ہے کہ یکایک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سب سے
اول تشریف لائے اور سب نے آپکو اپنا حکم مقرر کیا۔ آپ نے اپنی چادر مبارک بچھادی اور
سب سے اجازت لیکر سب کی وکالت سے حجر اسود کو چادر کے بیچ میں رکھدیا اور تمام قبیلہ
والوں سے کہا کہ اس چادر کے کنارے تم سب پکڑ کر اس پتھر کو دیوار کعبہ تک لے چلو تاکہ سب
حجر اسود کے اٹھانے کے شرف سے مشرف ہو جاؤ۔ اس فیصلے پر بڑی بڑی عمر والے خوش ہو گئے

Marfat.com

اور آپکا نام امین رکھا۔ اسوقت آپ کی عمر ۳۵ برس کی تھی۔ دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب چادر میں اُٹھا کر سب قبیلے والوں نے حجر اسود کو اس کونے پر جا رکھا جہاں اُسکے رکھنے کی جگہ تھی۔ آپ نے سب کی وکالت سے اس پتھر کو اپنے دست مبارک سے اُسکی جگہ پر قائم کر دیا۔ روایت ابن سعد اور ابو نعیم میں عبداللہ بن عباس اور محمد ابن جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وقت رکھنے حجر اسود کے ابلیس لعین بشکل شیخ نجدی ظاہر ہوا اور چیخا کہ اے لوگو! تمہاری عقلیں کہاں گئی ہیں۔ تم میں بڑے بڑے عزت والے اور عقل والے اور مال والے حجر اسود کے رکھنے کے شرف سے محروم رہ گئے اور ایک چھوٹی عمر کے آدمی کو کہ جو مال میں عمر میں عزت میں تم سب سے کم ہیں (نعوذ باللہ) تمنے اپنا پیشوا بنا لیا اور تمنے اُسکے ہاتھوں سے اس پتھر کو جو تمہارے لیئے موجب شرف ہے رکھوا دیا اور تم انکے سامنے مثل غلاموں کے کھڑے ہو گئے قسم ہے اللہ کی یہ تم سے اب عزت میں بہت بڑھ جائینگے۔ مگر چونکہ آپ نے حجر اسود کے اُٹھانے میں سب کو شریک کر لیا تھا اور خود انکی وکالت سے حجر اسود کو اپنے موقعہ پر رکھا تھا۔ اس لیئے شیخ نجدی یعنے ابلیس کے کہنے کی کسی نے پروانہ کی۔

فصل آپ کی وعدہ وفائی کے بیان میں

ابو داؤد اور ابو یعلیٰ اور ابن مندہ اور خرائطی حضرت عبداللہ ابن ابی الحمساء رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ زمانہ نبوت سے پہلے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ خرید فروخت کی تھی اور کچھ آپکا حق میرے ذمہ باقی رہگیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہیں تشریف رکھیں آپکا باقیماندہ حق میں لاتا ہوں۔ مگر گھر جانیکے بعد میں اتنا بھولا کہ تیسرے دن مجھکو خیال آیا اور آپ کے حق کو لیکر میں اسی مقام پر پہونچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ہیں تشریف فرما ہیں۔ مجھکو دیکھکر فرمانے لگے کہ تمنے ہمکو سخت تکلیف دی اسواسطے کہ چونکہ

Marfat.com

ں نے یہاں شہر سے رہنے کا تم سے وعدہ کر لیا تھا آج تین دن سے میں یہاں ہی بیٹھا ہوں
ہ یہود و نصاریٰ کے راہب اور عالم تو آپ ہیں وہ علامتیں جو نبی آخر الزمان کی نسبت
لی کتابوں میں تھیں آپ میں پا کر متواتر یہی کہتے تھے کہ وہ نبی آخر الزمان جنکے آنیکا وعدہ
تب سابقہ میں ہے وہ یہی ہیں۔ چنانچہ حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے بروایت ماوردی
کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس کی تھی آپ کی سچائی
امانتداری خوش خلقی جوانمردی تواضع بردباری کی اہل عرب میں اسدرجہ شہرت تھی کہ تمام
اہل عرب آپ کے دل و جان سے فریفتہ تھے۔ ایک دن ابو طالب آپ کے چچا آپ کی
خدمت میں عرض کرنے لگے کہ ہمارا کام بغیر تجارت کے چل نہیں سکتا اور آپ کی
وجہ سے تجارت شام کی چھوڑ دینے سے ہم بہت تنگی سے گذران کرتے ہیں۔ حضرت
خدیجہ بہت بڑی مالدار ہیں اور ہر سال قریش کے لوگوں کو بطریق مضاربۃ اپنا مال اسباب
دیکر ملک شام کو بھیجتی رہتی ہیں اور وہاں سے مال بھی منگواتی رہتی ہیں اور اس مضاربت
میں قریش کو بہت نفع ہو جاتا ہے۔ اگرچہ تمہارے بھتیجے کو بخوف یہود کہ وہ تمکو نبی
موعود سمجھتے ہیں اور درپے قتل بوجہ حسد رہتے ہیں تمکو ہمراہ لیکر ملک شام کیطرف جانا
مناسب نہیں سمجھتا۔ مگر کیا کروں تنگی رزق سے بہت تنگ آگیا ہوں اگر حضرت خدیجہ سے
آپ ہی بطریق مضاربۃ ملک شام کیطرف جانے کی درخواست کریں تو میں امید کرتا ہوں کہ وہ
آپ کو بطریق تجارت ضرور شام کیطرف روانہ کر دیں گی اور میں بھی آپ کے ساتھ چلونگا۔ یہ سنکر
آپ نے کچھ تامل فرمایا۔ مگر اس مشورہ کی خبر جب حضرت خدیجہ کو پہونچی۔ حضرت خدیجہ نے فرمایا
کہ مجھکو انکے اس ارادہ کی خبر نہ تھی ورنہ ایسا امانتدار سچا وعدہ کے پورا کرنیوالا ان سے بہتر کون
ہے۔ اگر وہ جانا چاہیں میں بہ نسبت اور قریشیوں کے دوچند نفع دونگی اور خود حضور کو بلایا
اور مال تجارت دیکر اپنے غلام میسرہ نامی کے ساتھ ملک شام کو روانہ کر دیا اور حضرت
میسرہ سے کہدیا کہ خبردار کسی امر میں انکی مخالفت نہ کرنا اور ہمیشہ انکے ساتھ غلامانہ پیش آنا

Marfat.com

جب حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم بغرض تجارت حضرت میسرہ اور ابو طالب کو ساتھ لیکر روانہ
ہوئے حضرت میسرہ حضور کے ارہاصات (یعنے وہ معجزے جو قبل نبوت اثنا راہ میں آپ سے
ظہور میں آئے) دیکھکر آپ کے عاشق زار اور غلام بے درہم بنگئے۔ ارہاص اول تو یہی تھا
کہ سب قافلے والے دہوپ میں چلتے تھے اور آپ پر ابر مکہ معظمہ سے روانہ ہوتے ہی سایہ
افگن مثل چتر بر داروں کی رہتا تھا یہانتک کہ جب آپ راستہ میں بازار بصریٰ تک پہونچے۔
اور وہاں نسطورا راہب کے مکان کے قریب ایک درخت کے نیچے آپ نے قیام فرمایا نسطورا
نے اپنے مکان سے حضرت میسرہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھکر بمقتضائے
پہلی پہچان کے جو حضرت میسرہ سے رکھتا تھا حضرت میسرہ سے حضورؐ کی نسبت پوچھا
کہ یہ کون ہیں حضرت میسرہ نے فرمایا قبیلہ قریش کے ایک آدمی ہیں۔ نسطورا نے کہا کہ
بعد عیسےٰ علیہ السلام کے اسطرح اس درخت کے نیچے آجتک کوئی آکر نہیں ٹھہرا اور نہ ٹھہر
سکتا تھا اسواسطے کہ عیسےٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میرے بعد اس درخت
کے نیچے کوئی نہ ٹھہر سکیگا بجز انکے جو آخر زمانہ کے نبی موعود ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ
بعد اسکے نسطورا راہب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام علامتیں نبی آخر الزمان
کی بموجب کتب سابقہ باعتبار حلیہ وغیرہ کے آپ میں پاکر آپ کے سر مبارک اور قدمونکو
چومتے ہوئے کہنے لگے میں آپ پر ایمان لایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی موعود نبی ہیں
جنکا ذکر اللہ جلّشانہٗ نے کتب سابقہ میں کیا ہے اور جب پشت مبارک پر مُہر نبوت کو دیکھا تو بے
اختیار چوم لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کہنے لگے اے محمد صلی اللہ علیک میں نے تمام
نبی آخر الزمان کی نشانیوں کو آپ میں پایا۔ مگر ایک نشانی کے دیکھنے کا منتظر ہوں لہٰذا ذرا
اپنا دہنا شانہ کھولکر دکھاؤ حضور نے شانہ مبارک کھولا تھا۔ کہ نسطورا نے مہر نبوت کو چمکتا دیکھکر
فوراً چوم لیا اور کہنے لگا اشھد انک رسول النبی الامی الذی بشر بک عیسےٰ علیہ السلام
میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ وہی نبی امی ہاشمی اور عربی و مکّی ہیں جنکی بشارت عیسےٰ علیہ السلام

Marfat.com

دی تھی۔ حضرت میسرہ سے انہی واقعات کو سنکر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضور کی عاشق زار ہوگئیں اور حضرت نفیسہ بنت منبہ فرماتی ہیں کہ مجکو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور کی خدمت میں بھیجا اور اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ حضور انکو اپنے نکاح میں قبول فرمالیں۔ حضور نے انکی درخواست قبول فرمائی اور داخل زمرۂ امہات المومنین ہوئیں (اسوقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس کی تھی اور حضور کی عمر مبارک پچیس برس کی)۔ ہکذا فی سیرۃ الحلبیۃ۔

پھر جب آپ کے نبی ہونے کی علامتیں عالم میں اسدرجہ مشہور ہوئیں کہ عام طور سے یہود و نصاریٰ تو اس حسد سے کہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر خاندان قریش میں گئی آپ میں بموجب کتب سابقہ تمام علامتیں نبی موعود کی پاکر اور آپ کے نبی موعود ہونے کا یقین کر کے آپ کے خون کے پیاسے ہوگئے۔ مگر اللہ جل شانہٗ نے آپ کو اپنے امن حفاظت میں محفوظ رکھکر آپکو منازل نبوت اسطرح طے کرانا شروع کیا۔

منزل اول آپ کو ایسے خواب آنے شروع ہوئے کہ جو امر خواب میں دیکھتے ہو بہو اسکا ظہور اسیدن ہو جاتا۔ چنانچہ بخاری شریف وغیرہ کتب احادیث میں منقول ہے اور یہ الفاظ بخاری شریف کے ہیں۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت اول ما بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ فی النوم فکان لایری رؤیا الاجاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء	یعنے حضرت صدیقہ فرماتی ہیں اول آپ پر وحی کا آنا اسطرح شروع ہوا کہ سوتے سوتے ایسے اچھے خواب دیکھتے کہ اسکا ظہور فوراً روز روشن کیطرح ہو جاتا تھا۔ بعدہ آپکو گوشہ نشینی اور خلوت کا شوق پیدا ہوا الخ۔ اور رحمۃ اللعالمین ہے

حضرت برہ بنت ابی عزہ فرماتی ہیں کہ پھر تو آپ جس درخت اور پتھر کیطرف سے گذرتے

وہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک۔

منزل دوم۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ابتداء نبوت میں حضور کو کیا معاملہ پیش آیا۔ فرمایا میں میدان مکہ معظمہ میں جارہا تھا۔ مینے دیکھا ایک فرشتہ معلق ہوا میں ہے اور ایک زمین پر۔ انمیں سے ایک دوسرے سے کہنے لگا کیا وہ یہی ہیں۔ دوسرے نے کہا ہاں وہی ہیں۔ انکو کسی دوسرے آدمی کے ساتھ تولو۔ جب تولا تو میں غالب آیا۔ پھر کہا دس آدمی کے ساتھ تولو۔ پھر بھی میں غالب رہا۔ پھر کہا سو آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ پھر بھی میں ہی وزن میں غالب رہا پھر کہا ایک ہزار آدمی کے ساتھ تولو۔ پھر بھی میرا ہی وزن غالب رہا۔ پھر انہیں سے ایک دوسرے فرشتہ سے کہنے لگا اگر تم انکو انکی ساری امت کے ساتھ تولوگے جب بھی یہی غالب رہینگے۔ پھر انہیں سے ایک نے دوسرے سے کہا انکے شکم مبارک کو چاک کرو پھر میرا پیٹ چاک کرکے کہا انکے دل کو بھی چاک کرو چنانچہ دل کو چاک کرکے اُسمیں سے شیطان کی کوچی لگانے کی جگہ اور خون منجمد کو نکالا پھر پیٹ کو برتن کیطرح دہو کر مانجکر صاف کیا اور دل کو کپڑے کیطرح دہویا۔ پھر اطمینان اور سکون اور سکینہ سے میرے دل کو بھر دیا جسکا اثر ابتک موجود ہے اور وہ حالت اطمینان اور سکون میری آنکھوں میں ابتک سما رہی ہے۔ اور اسی مضمون کے قریب قریب حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ مگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں میدان مکہ میں جانیکا ذکر بالکل نہیں ہے اور شق صدر کا معاملہ معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں اس دفعہ واقع ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔ اور ممکن ہے کہ جسکا بیان حضرت انس فرماتے ہیں یہ واقعہ دوسرا ہو

منزل سوم۔ شعبی اور داؤد ابن عامر سے مروی ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام تین برس تک آپ کی خدمت میں اسطرح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ انکو دیکھتے تھے نہ اُنکی آواز سنتے تھے مگر وہ خاص طور سے آپکو یقین دلاتے تھے کہ آپ اللہ کے

Marfat.com

رسول ہیں۔ اور آپکو یکے بعد دیگرے علاوہ قرآن مجید کے حکمت کی باتیں سکھاتے رہتے تھے
تاکہ رفتہ رفتہ فرشتوں سے بات کرنے اور وحی کے سننے سمجھنے کے عادی ہو جاویں۔
منزل چہارم۔ حضرت زہری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر
مجھسے کہا کہ تم اللہ کے رسول ہو۔ یہ سنکر میں بیدار ہو گیا اور دو زانو بیٹھ گیا اور خوف سے میرے
بازو کانپتے تھے۔ پھر میں اپنی بیوی خدیجۃ الکبرے کے پاس آیا اور میںنے کہا مجھکو چادر اڑھا دو
مجھکو چادر اڑھا دو۔ جب مجھسے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دیکھنے کا گھبراہٹ جاتا رہا پھر
حضرت جبرئیل علیہ السلام ظاہر بحالت بیداری تشریف لائے اور فرمایا کہ میں جبرئیل ہوں۔
اور آپ اللہ کے رسول ہیں پڑھیے۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یہ دیکھکر میںنے
اپنی بیوی خدیجہ سے یہ واقعہ بیان کیا اور میںنے کہا مجھکو ان واقعات سے اپنی جان کا خوف
ہے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا آپکو خوش خبری ہو اس امر کی کہ اللہ آپکو رسوا نہ کریگا آپ تو
خویش و اقربا کے ساتھ سلوک کرتے رہتے ہیں سچ بولنے میں شہرۂ آفاق ہیں امانت داری
میں مشہور لوگوں کی حاجت روائی کرتے رہتے ہو۔ مہمان نواز ہو۔ حق بات میں لوگوں
کی مدد کرتے رہتے ہو۔ یہ کہکر مجھکو اپنی چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئیں یہ
توریت اور انجیل کے عالم تھے تلاش حق میں نکل کر اوس زمانہ میں سب دینوں سے اچھا
دین نصاریٰ سمجھکر نصرانی ہو گئے تھے۔ اور کہا بھائی اپنے بھتیجے کی سرگذشت سنئے میںنے
تمام قصہ کہہ سنایا۔ سنتے ہی کہنے لگے یہ تو وہ فرشتہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس
آتا تھا یعنی جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ خدا کرے اُسوقت تک میں زندہ رہوں جس وقت
تمہاری قوم تمکو نکالنا چاہیگی۔ اگر میں اُسوقت تک زندہ رہا تو کمر کس کے تمہاری مدد
کرونگا۔ بعدہٗ اس ایک آیت اقرأ کے بعد جو آیت آپ پر نازل ہوئی یہ تہی اور یہ آپکی
منزل پنجم نبوت ہے۔ کہ جس میں آپ کو یقین دلایا گیا کہ آپکو مجنون کہنیگے شاعر بتائینگے

Marfat.com

کسیکی نہ سننا اور منصب رسالت کو پورے طور سے انجام دینا۔

نٓ ۔ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝

ہم نٓ ہیں یعنے تمہارے ناصر اور مددگار ہیں قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی کہ لکھتے ہیں۔ نہیں ہو تم ساتھ نعمت رب اپنے کے دیوانے اور تحقیق واسطے تمہارے ثواب ہے غیر منقطع (ہدایت اور تبلیغ کا) اور تحقیق تم موصوف ہو خلق عظیم کے ساتھ پس بہت جلد دیکھ لوگے تم مآل منکرونکا اور وہ بہی دیکھ لینگے اپنے انجام کو کہ فتنہ میں کون گرفتار ہوتا ہے۔

یہ آیتہ اس غرض سے نازل ہوئی تاکہ آپ کو اپنی رسالت میں کوئی شک نہ رہے اور شکر اس نعمت کا بکثرت بجالاویں اور کسی کے کہنے سے منصب رسالت میں کوتاہی نہ واقع ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے دیکھنے سے جب آپ پر خوف غالب ہوا حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ جسوقت حضرت جبریل علیہ السلام آویں آپ مجھکو بتا سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر جب جبریل علیہ السلام تشریف لائے آپنے فرمایا خدیجہ یہ جبریل تشریف فرما ہیں۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا آپ میرے بائیں ران پر آبیٹھے جب آپ بائیں ران پر جا بیٹھے تو حضرت خدیجہ نے عرض کیا اب بہی آپکو نظر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ عرض کیا اب آپ میرے دھنے ران پر آبیٹھئے۔ جب آپ دھنے ران پر آبیٹھے پوچھا کہ اب بھی نظر آتے ہیں آپنے فرمایا ہاں۔ پھر عرض کیا آپ میری گود میں بیٹھ جایئے جب آپ گود میں بیٹھ گئے عرض کیا اب بہی نظر آتے ہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا ہاں۔ حضرت خدیجہ حضور کو گود میں بٹھائے ہوئے برہنہ سر ہوگئیں اور عرض کیا اب بہی نظر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اب تو نظر نہیں آتے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کیا آپ ثابت قدم رہیئے۔ اور آپ کو بشارت ہو کہ بلاشبہ جو آپ کو نظر آتے ہیں یہ فرشتے ہیں۔ اس امر کا وہم بھی نہ کیجئے کہ یہ کوئی شیطان ہے (اسواسیہ

شیطان ہوتا مجھکو برہنہ دیکھکر غائب نہ ہوتا) اور حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ جو آپ کو نظر آتے ہیں انکے جبریل ہونے پر اور آپ کے رسول ہونے پر میں ایمان لاتی ہوں۔ اور اظہار ایمان حضرت خدیجہ نے اپنی بہتری سمجھ کر کیا نہ کہ حضور کو دعوے نبوت پر دو دینے کو۔ اور سب سے اول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا شرف اسلام سے مشرف ہوئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ورقہ ابن نوفل کی تصدیق اور دوسرے راہبوں کی متواتر صدا قتوں اور حجر اور شجر کے یا نبی اللہ کہکر آپ کو سلام علیک کرنے سے یقین کامل ہوگیا کہ بے شک یہ میرے پاس آنیوالے اللہ جلشانہ کی طرف سے جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اسکے بعد آپکو تبلیغ احکام کے ساتھ مامور ہونے سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ یعنے اللہ نے جو تمکو شرف رسالت کے ساتھ مشرف فرمایا ہے اس نعمت کا شکر یہی ہے کہ سب کو کہہ سناؤ کہ اللہ نے مجھکو شرف رسالت سے مشرف فرمایا ہے اور اپنے کرم سے مجھکو خلعت نبوت کا پہنایا ہے۔ ہشام ابن محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے ابتک حضرت جبریل علیہ السلام کی آمدورفت خدمت اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں شب ہفتہ کو ہوتی رہی یا شب اتوار کو مگر جب آپ بعد طے فرمالینے ان پانچ منزلوں کے اور یقین حاصل کر لینے کے اپنے مرتبۂ رسالت پر خاص طور سے مامور تبلیغ کیساتھ ہوئے آپکی منزل ششم منزل نہی منصب رسالت کی۔ اور اسدفعہ حضرت جبریل علیہ السلام خدمت اقدس میں حاضر ہوئے رمضان شریف کی اٹھارہ یا چوبیس تاریخ کو پیر کے دن اور یہ آیۃ کریمہ جانب اللہ خدمت اقدس میں پیش کی۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ	اے میرے چادر کا کمبل مارنیوالے بالے جھٹ مارنیوالے کھڑے ہو جئے پھر اللہ سے لوگونکو ڈرائیے اور اپنے رب کی نمازیں اور غیر نمازیں

میں ثنائی بیان کیجئے اور اپنے بدن اور کپڑوں کو اور دل کو پھر پاک کرو اور نجاست بتوں سے بھر علیحدہ ہو جئے

Marfat.com

اور کسی پر ہدایت کا احسان نہ رکھو اور اللہ سے اسکی نعمتوں کی کثرت طلب کرو اور سوا اللہ کے
کسی سے ہدایت کا بدلہ نہ طلب کرو۔

اسی سبب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے چنانچہ
مسلم شریف میں ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ہمیشہ پیر کو روزہ کیوں رکھتے ہیں
فرمایا پیر کے دن ہی میں پیدا کیا گیا ہوں اور پیر ہی کے دن میرے اوپر نزول قرآن مجید
شروع ہوا تھا۔ یعنے وہ حصہ قرآن کا جسکا تعلق تبلیغ احکام اور ہدایت اسلام کے ساتھ تھا
اور دوسرے دن منگل کو جب حضور مکہ معظمہ کی اونچی جانب تشریف لیجا رہے تھے جنگل کیطرف
حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور زمین پر اپنی ایڑی اسطرح
ماری کہ زمین سے صاف شفاف پانی کا چشمہ جاری ہوگیا اور آپکو وضو کرکے دکھایا۔
پھر اُسیطرح آپ نے وضو فرمایا پھر دو رکعت کھڑے ہوکر نماز ادا کی اور آپ نے بھی حضرت
جبریل علیہ السلام کے ساتھ اُسیطرح نماز ادا کی بعد نزول اس آیت کریمہ کے اور مامور ہونیکے
ساتھ وضو اور نماز کے۔ اول نابالغوں سے آپ پر حضرت اسد اللہ علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے
اور بڑی عمر والوں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
اور غلاموں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ چونکہ بہت بڑے تاجر
تھے اور خوش خلق کریم النفس سخی مہمان نواز شریف النسب اکثر لوگ آپ کی خدمت میں آتے رہتے
تھے لہذا آپ کی کوشش سے آپ کے ہاتھ پر بہت مسلمان ہوئے۔ منجملہ انکے ایک حضرت
عثمان ابن عفان تھے اور طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر ابن العوام اور سعد بن ابی وقاص اور
عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین۔ جب یہ قابل اطمینان مسلمان ہوگئے پوشیدہ طور سے
حضرت صدیق اکبر انکو ہمراہ لیکر حاضر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ اس حساب سے
سب سے اول جو مسلمان ہوئے یہ آٹھ بزرگوار تھے۔ تین پہلے حضرت خدیجہ اور حضرت علی
اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم اور پانچ یہ۔ اور بعض کا قول ہے کہ سعید بن العاص اور حضرت

Marfat.com

وذر غفاری رضی اللہ عنہما بھی اسی جماعت سے تھے اور پھر پے در پے لوگ مسلمان ہونے
لگے مگر ابھی علی الاعلان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسلام کیطرف نہیں بلاتے
تھے اگرچہ قریش میں آپکا اسلام کیطرف بلانا مشہور ہوچکا تھا۔ پھر آپ کی یہ ساتویں منزل
نبوت کی تھی کہ بعد تین برس کے ابتدا نبوت سے آپ علی الاعلان دعوت اسلام کے ساتھ
مامور فرمائے گئے اور یہ آیتہ کریمہ نازل ہوئی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یعنے بلا خوف اور بلا کسیکی رعایت کے جن باتوں کے ساتھ تم حکم کیئے گئے ہو دو ٹوک کر کے لوگوں کو سنادو اور مشرکوں سے منہ پھیر لو اور اُنکے مُنہ مت لگو۔

اسکے بعد یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور جہنم کے عذاب سے ڈراؤ اُن اپنے کنبہ والوں کو جو تم سے رشتہ میں زیادہ نزدیک ہیں اور جھکا دو اپنا بازو کرم کا اُن لوگوں کے واسطے جو ایمان لا کے تمہاری پیروی کریں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بعد نزول اس آیت کے جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھکر بموجب فرمان جناب باری عزاسمہ ایک ایک قبیلہ قریش کا نام لیکر سب کو بلایا جب سب جمع ہوگئے آپ نے ارشاد فرمایا اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے بہت سارے سوار جمع ہوگئے ہیں تاکہ چھاپہ ماریں تم پر اس سے پہلے تم اپنا انتظام کرلو ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم لٹ جاؤ۔ کیا تم میری اس بات کی تصدیق کروگے سب نے کہا کیوں نہ تصدیق کرینگے اسواسطے کہ ہمارا تجربہ ہے آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے کبھی جھوٹ کبھی آپ سے ہمنے جھوٹ نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا جب تم مجھے ایسا سچا جانتے ہو تو اگر میں بطور پیغام الٰہی تمکو بتلاتا ہوں کہ تمکو عذاب سخت سے ڈراتا ہوں

Marfat.com

جو تمپر آنیوالا ہے۔ یہ سنکر ابولہب ملعون نے کہا جو آپکا حقیقی چچا تھا تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا اَطْلَبْتَنِيْ تمکو پوری پوری ہلاکت ہو جیو کیا اسیواسطے تمنے مجکو بلایا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک ابولہب کا یہ کہنا تھا کہ سورۃ تبت یدا ابی لھب وتب ابولہب ملعون کی شان میں نازل ہوئی پوری سورۃ جسکے یہ معنے ہیں۔ ہلاک ہو جائیو دنیا اور آخرت ابولہب کے اور ہلاک ہو ہی گیا نہ بے پرواہ کیا اسکو اس ہلاکت سے مال اسکے نے اور اسکی کمائی نے اب بہت جلد پہونچ جاویگا شعلوں والے جہنم کی آگ میں اور اسکی بیوی بہی جو کانٹوں کا گٹھا سرپر رکھکر اور کھجور کی رسی سے باندھکر باقی رسی گلے میں ڈالکر باوصف مالدار ہونے کے بوجہ بخل اور بجہد دشمنی کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور کے راستہ میں اور اصحاب رسول اللہ کے راستہ میں بکہیرنے کو لاتی رہتی ہے۔ اس سورۃ مبارکہ کو سنکر ام جمیل بنت حرب بن امیہ ابولہب کی بیوی بہت بڑا پتھر ہاتھ میں لیکر حضور کو سخت سست کہتی ہوئی آپ کو ایذا رسانی کی غرض سے آپکیطرف آئی۔ آپ بموجب فرمان ایزد سبحان علی الاعلان لوگوں کو قرآن سنا رہے تھے مگر حضور اس اندھی کو نظر نہیں آتے تھے اور جب وہ آپکی آواز پر جاتی وہی آواز اسکو دوسریطرف سے آنے لگتی۔ علیٰ ہذا القیاس یہانتک کہ اسی طرح حیران و پریشان ہر طرف آپ کی تلاش میں پھر کر خائب و خاسر واپس چلی گئی۔ اور آپ علی الاعلان تبلیغ احکام اسلام میں مشغول رہے جو ابہی تک تین حکم تھے۔ توحید۔ تصدیق رسالت۔ طہارت اور نماز دوگانہ صبح کے وقت اور عصر کیوقت یا عشا کے وقت جنکی پوری تفصیل معہ بیان اختلاف شان نزول سورۃ فاتحہ کے بیان شان نزول میں عنقریب آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ پھر شرف نبوت سے مشرف ہونے کے نو سال بعد آپ جب معراج جسمانی کے ساتھ مسجد حرام سے عرش معلی تک سرفراز فرمائے گئے۔ آپ پر اور آپ کی تمام امت پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی اور ہجرت معراج سے تین سال بعد فرمائی جب حضور بموجب فرمان جناب باری عزاسمہ ہجرت فرمانے کے و[illegible]

Marfat.com

مدینہ طیبہ ہوئے پھر ہجرت سے دوسرے سال کے ماہ شعبان میں ماہ رمضان کے روزے آپ پر اور آپ کی تمام امت پر فرض کیے گئے اور اسی دوسرے سال میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ اور بیت المقدس سے مونہہ پھیر کر کعبہ شریف کیطرف مونہہ کر کے نماز پڑھنیکا حکم نافذ ہوا۔ اور اسی سال میں صدقہ عید الفطر اور نماز عید الفطر اور عید الضحیٰ کا حکم نافذ ہوا اور نماز جمعہ بعوض نماز ظہر تو اول سال ہجرت ہی میں فرض ہو چکی تھی۔ پھر تیسرے سال ہجرت کے بعد زکوٰۃ فرض کی گئی یعنے حکم ہوا کہ جب سونا کسی کے پاس کم از کم ساڑھے سات تولہ اور چاندی ساڑھے باون تولہ یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا کوئی ہی مال تجارت کا ہو بعد گذر جانے برس دن کے اسپر واجب ہے کہ چالیسواں حصہ مال کا اللہ واسطے بہ نیت زکوٰۃ نکالکر یک لخت یا آہستہ آہستہ بتدریج غریب مسلمانوں کو دیتا رہے جو خود علاوہ حوائج ضروریہ اور قرض وغیرہ کے اسقدر مال مذکور کے مالک یعنی صاحب نصاب نہوں پھر حج اور عمرہ فرض کیا گیا۔ اور علاوہ عبادات مذکورہ کے احکامات جو عقلاً اکثر اصحاب عقول کے نزدیک پسندیدہ اور واجب العمل تھے جیسے حرمت قتل کرنے کسی جان کی بلا وجہ اور حرمت زنا و لواطت کی۔ وہ تو آپ نے مکہ معظمہ ہی میں نافذ فرما دئے تھے اور باقی احکامات کو جنکی حکمت و مصلحت سے عقول بشریہ عاجز تھیں مدینہ طیبہ میں تشریف لانیکے بعد جب اسلام خوب پھیل گیا اور شوکت اسلامی مرتبہ کمال کو پہونچ گئی نافذ فرمایا اور جب ہی حکم جہاد نافذ ہوا۔

فصل بیچ بیان معجزات سید المرسلین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

معجزہ شق القمر۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝

Marfat.com

و فی صفحہ ۵۱۳ من باب علامات النبوۃ للبخاری۔ عن قتادۃ عن انس رضی اللہ عنہ انہ حدثہم ان اھل مکۃ سألوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یریہم اٰیۃ فاراھم انشقاق القمر۔ واخرجہ البخاری رحمہ اللہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بطرق شتّٰی۔ یعنی دلائل نبوت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معجزہ شق القمر کا ہے جسکا شاہد قرآن مجید ہے جسکی زمانہ نبوت سے آجتک محفوظ رہنے پر بلا کم وکاست ایک زمانہ شاہد ہے۔ بخلاف تاریخوں مدوّنہ ہنود ونصارٰی کے جو مدتوں بعد لکھی گئیں اور پھر اُنکے غیر محفوظ رہنے پر اُنکے مختلف نسخے شاہد عدل اللہ جلشانہٗ اپنے قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ نزدیک ہوگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔ اور بخاری شریف کے باب علامات نبوت میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے یہ محال سمجھکر کہ آسمان پر کسی جادوگر کا تصرف نہیں ہوسکتا۔ حضور سے سوال کیا کہ آسمان سے آپکو کوئی نشانی اپنی نبوت کی صداقت پر دکھلائیں لہٰذا آپ نے اُنکو چاند کے دو ٹکڑے ہوجانیکا معجزہ دکھلایا۔ اور بخاری شریف میں یہی روایت مختلف سندوں کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں تحریر فرماتے ہیں۔ بموجب اسی قسم کی صحیح حدیثوں کے تمام مسلمانوں کا اس امر پر اجماع منعقد ہوچکا کہ بموجب آیہ کریمہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ اور ہونے صیغہ ماضی کے آیہ کریمہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوجانیکی خبر بطریق معجزہ حضور کے زمانہ میں واقع ہوچکی۔ اور مواہب لدنیہ سے اور شرح مختصر علامہ نبہانی رحمہ اللہ حجۃ اللہ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایسا معجزہ بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پیغمبر سے وقوع میں نہیں آیا۔ اسیواسطے اس معجزے کو امہات معجزات سے شمار کیا ہے اور علامہ تاج الدین سبکی شرح مختصر ابن حاجب میں فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بات صحیح ہے کہ یہ معجزہ اتنے صحیح طریقوں سے منقول ہے کہ جنسے اس حدیث کے متواتر

Marfat.com

ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ صحابی سے نقل فرماتے ہیں کہ جب بطریق معجزہ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر نظر آنے لگا اور ایک دوسرے پہاڑ پر۔ مشرکین مکہ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ مگر پھر خود ہی کہنے لگے کہ جادو کرتے تو فقط ہماری آنکھوں پر کرتے تمام آدمیوں کی آنکھوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تو مشرک کہنے لگے ابن ابو کبشہ (یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے تم پر جادو کر دیا ہے (نعوذ باللہ منہا) لہذا بہت دور دور کے سفر کرنیوالوں سے پوچھو کہ انمیں سے بھی کسی نے اُسوقت معین پر چاند کو دو ٹکڑے ہوتا دیکھا۔ جب اُنسے دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے بھی تصدیق کی کہ بیشک فلاں وقت فلاں جگہ ہمنے بھی دیکھا تھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس حدیث کو ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں اور بعض عرب سے بہت دور دور کے ملک والوں کا یہ کہنا کہ کبھی چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے ہماری طرف کسی نے نہیں دیکھا۔ اور اخبار غریبہ لکھنے والوں سے کسی نے ایسا نہیں لکھا قابل اعتراض نہیں اسواسطے چاند گہن کے بعض اوقات کسیکو خبر نہیں ہوتے۔ بسا اوقات کہیں چاند گہن نظر آتا ہے اور کہیں مطلقاً نہیں آتا حالانکہ گھنٹہ دو گھنٹے تک چاند گہن ہوتا ہے یہ واقعہ تو ذرا دیر بطریق معجزہ واقعہ ہوا۔ اور پھر فوراً مِلگیا۔ پھر اس واقعہ کی اگر دور والوں کو خبر نہ ہو تو کونسا محل تعجب ہے۔ شرح ہمزیہ ابن حجر رحمہ اللہ سے حجۃ اللہ میں ہے کہ معجزہ شق القمر کا ہجرت سے پانچ برس پہلے مکہ معظمہ میں واقع ہوا تھا۔

معجزہ ردّ الشمس ۔ حجۃ اللہ میں ہے مواہب لدنیہ سے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود

Marfat.com

میں سر رکھکر لیٹے ہوئے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آفتاب غروب ہونے لگا حضرت شیر خدا نے ابھی نماز عصر نہیں پڑھی تھی مگر بادب شان رسالت اوسیطرح بیٹھے رہے بعد اختتام نزول آپنے پوچھا کہ تمنے نماز عصر بھی پڑھلی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا نہیں۔ آپنے یہ دعا مانگنی شروع کی کہ اے میرے اللہ علیؓ تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت کی مشغولی سے نماز عصر قضا کر بیٹھے تو آفتاب کو لوٹا دے تاکہ علیؓ عصر پڑھ لیں۔ حضرت اسمار فرماتی ہیں میں آفتاب کو دیکھ چکی تھی کہ بالکل غروب ہوگیا۔ لیکن حضورؐ کے دعا فرماتے ہی مینے دیکھا کہ آفتاب یکدم واپس لوٹ آیا اور مقام صہبا خیبر میں زمین اور دیواریں دھوپ سے روشن ہوگئیں۔ اس حدیث کو علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے نقل فرمایا۔ اور علامہ طحاوی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ابن منذر اور ابن شاہین نے بھی اپنی اپنی سند سے اس حدیث کو حضرت اسمار ہی سے نقل فرمایا ہے۔ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے معجم کبیر میں ساتھ سند حسن کے حضرت اسمار سے کچھ تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ۔ اور بعد ظہور شان رسالت شیاطین جنوں کا آسمان کی خبروں سے روکے جانے اور انکا انگاروں کے ساتھ مارے جانیکا اور جنوں کے ایمان لانیکا ذکر تو سورہ جنّ میں ہی مفصل مذکور ہے۔ اللہ جلشانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ	فرما دیجئے اے ہمارے محبوب وحی کیگئی ہے طرف میری اس امر کی کہ سنا تمہارے قرآن پڑھنے کو چند شخصوں نے جنوں سے۔ پھر کہا انہوں نے (اپنی قوم میں جاکر) بلاشک سنا ہمنے ایک قرآن عجیب (بڑا ہی عجیب) جو بھلائی کیطرف راہ دکھلاتا ہے پس ہم تو

Marfat.com

وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ہ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ
مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ
فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ہ وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا
ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا ہ
وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا
مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ہ
وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ
فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا
رَّصَدًا ہ

اُسپر ایمان لے آئے اور کبھی ساجھی نہ بنا
دینگے ہم اپنے رب کے ساتھ کسیکو اور بیشک
بہت برتر ہے شان پروردگار ہمارے کی
نہیں اختیار کیا اس نے اپنے لئے بیوی کو
نہ بچوں کو اور بیشک ہم میں سے جو بیوقوف
تھے وہ اللہ کی نسبت بہت بیہودہ گوئی کیا
کرتے تھے اور ہمارا یہ گمان تھا کہ کوئی جن اور آدمی
اللہ پر جھوٹ نہیں باندھینگے۔ اور بیشک
بہت سے آدمی جنوں سے پناہ طلب
کیا کرتے تھے اس سے انکا تکبر بڑھ گیا
تھا۔ اور جیسے تم گمان کرتے ہو انکا بھی خیال تھا کہ اللہ جلّشانہ ہرگز کسی رسول کو نہ بھیجیگا
اور ہم جو حسب دستور آسمان تک پہونچے تو ہمنے آسمان کو (برخلاف پہلے زمانہ کے سخت
نگہبانوں اور شعلوں سے بھرا پایا۔ اور ہم پہلے آسمانی خبروں کے سننے کو سننے کے
موقعوں پر بیٹھ جایا کرتے تھے اب جو کوئی آسمانی خبر سننے کو کان لگاتا ہے وہ آگ کے
شعلوں کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔

اسی مضمون کو علامہ بوصری رحمہ اللہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں

بَعَثَ اللهُ عِندَ مَبْعَثِهِ الشُّهـ
ـبَ حَرَاسًا وَضَاقَ عَنْهَا الْفَضَاءُ
تَطْرُدُ الْجِنَّ عَنْ مَقَاعِدَ لِلسَّمْـ
ـعِ كَمَا تَطْرُدُ الذِّئَابَ الرِّعَاءُ
فَمَحَتْ آيَةُ الْكِهَانَةِ آيَا
تٌ مِّنَ الْوَحْيِ مَا لَهُنَّ امْتِحَاءُ

بھیجا اللہ نے جب انکو نبی کرکے کیا
صورت نجم میں شعلوں سے شیاطین کو تباہ
آسمانی کی خبر سننے کی جا سے شیطان
بھیڑیوں کیطرح ہانکے گئے تھے سب جیسے
مٹ گیا دور کہانت ہوئے کاہن حیران
اثر وحی سے اور پڑھنے سے سنکے قرآن

فصل معجزات احیاء الموتیٰ۔ مواہب لدنیہ میں ہے طبرانی اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجون میں بہت دردمند اور رنجیدہ خاطر رونق افروز ہوئے۔ اور وہاں جب تک اللہ نے چاہا قیام فرمایا۔ پھر وہاں سے بہت خوش وخورم واپس تشریف لائے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کے لئے سوال کیا۔ اللہ نے انکو زندہ کردیا۔ اور وہ مجھپر ایمان لاکر پھر انتقال فرماگئیں۔ اس حدیث کو ابو حفص بن شاہین نے بھی کچھ اختلاف کے ساتھ نقل فرمایا ہے۔ اور سہیلی نے بھی بطریق عروۃ ابن الزبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسطرح نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میرے دونوں ماں باپ کو زندہ کردے۔ اللہ جلشانہ نے دونوں کو زندہ کردیا وہ دونوں مجھپر ایمان لے آئے۔ پھر اللہ نے دوبارہ انکو ماردیا۔ شرح مواہب لدنیہ میں ہے زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اکثر ائمہ دین نے اس حدیث کو اُس حدیث کا ناسخ قرار دیا ہے جو مسلم شریف میں ہے کہ آپ نے ایک شخص سے جسکا باپ بحالت کفر مرگیا تھا فرمایا میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنم میں ہیں اور سب فرماتے ہیں کہ آپ کے ماں باپ کے زندہ ہوکر ایمان لانے اور آپکا اس خصوصیت کے ساتھ مخصوص فرمائے جانیکا واقعہ حدیث مسلم شریف کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور علامہ شہاب الدین ابن حجر اپنے مولد اور شرح قصیدۂ ہمزیہ بوصری رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف نہیں ہے بلکہ بہت سے حفاظ حدیث نے حدیث مذکورہ احیاء الوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح لکھا ہے اور سب نے اسکی تصحیح کی ہے بلکہ بعض محدثین تو اسطرح فرماتے ہیں

ایقنت ان ابا النبی وامہ	ماباپ کو نبی کے بلاشک وبے شبہ
احیاھما الرب الکریم الباری	زندہ کیا خدا نے نہ کر شک نہ ہو تنبہ
حتی لہ شہدا بصدق رسالتہ	تصدیق کی رسالت سلطان دین کی

Marfat.com

فسلو مّالك كرامة المختار	تخصیص خاص تھی یہ میرے مہ جبین کی
هذا الحديث ومن يقول بضعفه	ہر گز نہیں ضعیف صحیح یہ حدیث ہے
فهو الضعيف عن الحقيقة عار	جو بھی کہے ضعیف وہ خود ہی ضعیف ہے،

اور علامہ تلمسانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسا ہی تحریر فرماتے ہیں۔ اور بہت سے علماء محققین تحریر فرماتے ہیں کہ یہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا خاصہ ہے کہ بعد موت کے آپ کی دعا سے آپ کے والدین زندہ ہو کر مشرف اسلام سے ہوئے۔ ورنہ بعد موت اور وقت موت کے کسی کا اسلام معتبر نہیں ہوتا۔ اور اس بحث میں بہت سے علماء نے مستقل رسالے لکھے ہیں۔ خصوصاً حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے تو اس بحث خاص میں بہت سے رسالے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام مسالک الحنفا فی نجات ابوی المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسرے کا نام سبل الجلیہ فی آباء العلیہ اور تیسرے کا نام مقامۃ السندسیہ فی نسبتہ خیر البریہ ہے۔ اور سبل الجلیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ میرا اس بحث میں چھٹا رسالہ ہے۔ اور یہی مسلک ہے بہت سے اماموں کا جو حافظ حدیث ہیں جن میں سے بعض کے یہ نام ہیں۔ حافظ ابوبکر خطیب بغدادی۔ حافظ ابوالقاسم۔ ابن عساکر۔ حافظ ابوحفص۔ ابن شاہین۔ حافظ ابوالقاسم سہیلی۔ امام قرطبی۔ حافظ محب الدین طبری۔ علامہ ناصر الدین ابن منیر۔ حافظ فتح الدین ابن سید الناس۔ اور یہی مسلک ہے علامہ صلاح صفدی کا جسکو انہوں نے اپنی نظم میں بیان کیا ہے۔ اور حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنے شعروں میں اسی مضمون کو بیان کیا۔ یہ مختصر ہے اس بحث کا جسکو بہت طوالت کے ساتھ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ میں نقل فرمایا ہے اور نزہۃ المجالس میں علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا آج حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ کے چہرۂ انور سے بھوک کے آثار ظاہر تھے تمہارے پاس

کچھ کھانیکا سامان ہے بیوی نے عرض کیا ایک صاع یعنی ساڑھے چار سیر جو کے دانے ہیں اور بکری
کا بچہ ہے میں نے اس بچہ کو ذبح کیا۔ میری بیوی کے دو ننھے بچے تھے انہوں نے چھری اٹھائی۔
اور ایک بچہ کو لٹا کر دوسرا کہنے لگا دیکھو ابا جان نے بکری کے بچہ کو اسطرح ذبح کیا تھا اور دوسرے بچے کے
گلے پر چھری پھیر دی اور اسکا خون دیکھکر ڈر کر بھاگا اور جلتی آگ میں گر کر مر گیا میری بیوی نے صبر کیا اور دونو بچوں کو
ایک طرف لٹا کر دروازہ بند کر دیا اور حضور کی دعوت کے شوق میں روٹی گوشت پکانے میں مشغول ہو گئی
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اصحاب کرام کے تشریف لائے اور کھانے بیٹھے حضور نے مجھے فرمایا تمہارے بچے
کہاں ہیں تب میں نے اپنی بیوی سے بچوں کو دریافت کیا تو انہوں نے ماجرا کہہ سنایا دیکھنے کی غرض سے میں نے جو دروازہ
کھولا تو دونوں بچوں کو زندہ صحیح سالم پایا اور شکر خدائے کریم کر کے دونو نکو ساتھ لیکر حاضر ہوا آپ نے اپنے ساتھ
انکو کھانا کھلایا اور فرمایا مجھسے جبریل علیہ السلام نے جب ان بچوں کی کیفیت اور انکی ماں کے صبر کی حالت بیان کی
میں نے اللہ جلشانہ سے دعا کی اللہ نے انکو زندہ کر دیا۔ اس قصہ کو اگرچہ نزہتہ میں بلا سند نقل کیا ہے مگر چونکہ
امام اعظم رحمہ اللہ بھی اپنے قصیدہ نعنیہ میں اسکا ذکر فرماتے ہیں لہذا معتبر معلوم ہوتا ہے چنانچہ اس سارے قصیدہ
مشہورہ کا جو عربی میں ہے میں نے اپنے دیوان دو میں اسکا ترجمہ چھپوا دیا ہے مگر یہاں بھی ایکدو شعروں کا ترجمہ جنمیں اس معجزہ کا ذکر ہے
نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ جب گئے بیٹے جابر کے اور صبر کیا اُس جان نے + کیا اُنکے دعا پھر تم نے شہا زندہ پسران جابر کو +
اور غالبا اسی واقعہ کو بطریق مسند حلیہ ابونعیم سے حجۃ اللہ میں نقل کیا ہے جسمیں فقط اسی بکری کے بچہ کے زندہ کرنیکا ذکر ہے
دیسا ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں معجزے اسی واقعہ میں واقع ہوئے تھے ۔ اور ممکن ہے کہ
دو واقعہ ہوں ۔ واللہ اعلم ۔ اور دلائل النبوت بیہقی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کو جب اسلام کیطرف بلایا۔ اس نے کہا میں تو جبھی ایمان لاؤنگا جب آپ
میری بیٹی کو زندہ کر دیں۔ آپ نے فرمایا اُسکی قبر مجھ کو دکھلا۔ جب اس نے اپنی بیٹی کی قبر
آپ کو دکھلائی آپ نے اس لڑکی کا نام لیکر پکارا۔ وہ یہ کہتی ہوئی میں حاضر ہوں۔
قبر سے باہر نکلی۔ آپ نے فرمایا کیا تو ملک آخرت کو واپس جانا چاہتی ہے۔ اس نے کہا قسم ہے
خدا کی میں نے ماں باپ سے بہتر اپنے لئے اللہ کو اور ملک آخرت کو پایا۔ مجھ کو یہی بہتر ہے کہ
ملک آخرت کو واپس چلی جاؤں۔ اور اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں جنکو علامہ
نبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ میں نقل کیا ہے۔

فصل معجزات تبدیل اعیان۔ علامہ واقدی تخریج فرماتے ہیں (اپنی سند سے)

Marfat.com

حضرت عکاشہ بن محصن فرماتے تھے بدر کے دن جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ میں ایک چھڑی دے دی۔ جب میں نے اس لکڑی کو پھاوہ لکڑی چمکتی ہوئی تلوار لمبی بنگئی۔ مینے اسکے ساتھ کافروں کو قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ کافر بھاگ پڑے حضرت عکاشہ کی پھوپھی یعنی راویہ حدیث فرماتی ہیں کہ وقت انتقال تک وہ تلوار حضرت عکاشہ کے پاس رہی۔ علامہ بیہقی اور ابن عساکر نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔ اور دوسری سند سے ابن سعد بھی اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں۔ اور نیز واقدی اپنی سند کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے بہت سے آدمیوں سے نقل فرماتے ہیں کہ بدر کے دن جب حضرت اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی اور بے ہتھیار رہ گئے آپ نے ابن طاب کھجور کے درخت کی ایک چھڑی توڑ کر انکے ہاتھ میں دے دی وہ فرماتے ہیں کہ مینے جب اسکو ہاتھ میں لیا تو بہت عمدہ تلوار بنگئی۔ اور خیبر کی لڑائی تک جس میں وہ شہید ہوئے وہ تلوار انکے پاس رہی۔

فصل

پتھر اور لکڑیوں کے بات کرنے اور آپکی نبوت پر گواہی دینے کے معجزے میں۔ علامہ بیہقی اپنی سند کے ساتھ نقل فرماتے ہیں کہ جب آپکا زمانہ نبوت قریب ہوا۔ آپ جس درخت اور پتھر کی طرف نکلتے درختوں اور پتھروں سے سنتے کہ وہ کہتے ہیں السلام علیک یا رسول اللہ۔ علامہ ابونعیم اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ جب اول دن جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپکو مثل سیدے کے سفید کپڑے پر جو یاقوت اور موتیوں سے جڑا ہوا تھا بٹھا کر آپ کی خدمت میں عرض کیا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ مالم یعلم تک پھر عرض کیا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ نہ ڈریئے بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اسکے بعد جب آپ گھر کو واپس آنے لگے درختوں اور پتھروں کو آپ نے دیکھا کہ وہ آپ کو سجدہ کرتے تھے اور کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ جب میں نے یہ معاملہ دیکھا مجھ کو یقین ہوا کہ بیشک اللہ نے مجھ کو مرتبہ رسالت کا عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

بعد نبوّت جب بارہ سال بعد ہجرت فرما کر آپ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور کھجوروں کے درختوں کے ستونوں پر آپ کی مسجد قائم کی گئی آپ ایک کھجور کے ستون سے پیٹھ لگا کر جمعے کا خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ جب منبر تیار ہو گیا اور آپ ستون کو چھوڑ منبر پر جلوہ افروز ہوئے وہ ستون آپ کی جدائی سے ہچکیوں کے ساتھ رونے لگا اور معلوم ہوا کہ وہ ستون خود بخود چرتا ہے جب حضور نے منبر سے اتر کر اس پر اپنا دستِ شفقت رکھا بچوں کیطرح ہچکییں لے لے کر چپ ہوا۔ اور چرنا موقوف ہو گیا۔ یہ معجزہ تواتنا مشہور ہے کہ حضور کے زمانے سے آجتک ہر مسلمان کا وردِ زبان ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں اور دارمی نے اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر اور ابن ابو بکر ابن ابوشیبہ نے بھی مختلف سندوں کے ساتھ اس معجزے کو نقل کیا ہے۔ اور ابو نعیم اپنی سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرماتے ہیں کہ جب آپ جنگ بدر سے فتحیاب ہو کر مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے آپ پر اسوقت بھوک غالب تھی۔ ایک یہودن ایک بکری کا بچہ بھنا ہوا آپ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میں نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر میں صحیح سالم اپنے گھر سے اپنے مال کے ساتھ مدینے طیبہ پہونچگئی تو میں ایک بکری کا بچہ ذبح کر کر اور بھون کر آپ کی خدمت میں حاضر کروں گی تاکہ آپ اُسے تناول فرمائیں۔ جب اس یہودیہ نے وہ بھنا گوشت آپ کے سامنے رکھا اُس گوشت سے آواز آئی کہ آپ ہرگز تناول نہ فرمائیں۔ مجھ میں اس یہودیہ نے زہر ملا دیا ہے۔

فصل

بیان میں اُن معجزوں کے جو حیوانات کے بات کرنے اور حضور کی رسالت پر شہادت دینے سے تعلق رکھتے ہیں }

ابن سعد اور بیہقی اور ابو نعیم اپنی سند سے ابو مسعود مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک اور زید بن ارقم اور مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا کہ وہ باہم ذکر کر رہے تھے کہ

Marfat.com

ت کی رات جبکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
ثور میں مشرکین عرب سے چھپکر رونق افروز ہوئے۔ اللہ جلشانہ نے حکم فرمایا کہ فوراً
درخت اُگ کر غار کے منہ پر چھا گیا۔ اور جنگلی کبوتروں کو حکم دیا کہ وہ غار کے منہ پر آکر
گئے۔ جب قریش سے ہر بطن کے جوان آپ کی تلاش میں نکلے اور غار ثور چالیس گز
گئی۔ انہوں نے ایک آدمی کو غار کے دیکھنے کے لئے بھیجا۔ وہ غار کے منہ پر
وتروں کو بیٹھا دیکھکر واپس پھر آیا۔ جوانانِ قریش نے پوچھا بغیر دیکھے تو کیوں آگیا۔
یا وہاں تو دو کبوتر گھونسلا بنائے بیٹھے ہیں۔ لہذا مجھے یقین ہو گیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم غار میں تشریف لیجاتے تو کبوتروں کا گھونسلا کیسے باقی رہتا۔ آپ نے
کی آواز سنکر فرمایا کہ اللہ نے انکو مجھ سے دفع کر دیا اور دعا مانگی کہ وہ بلا تفتیش حرم
طرف اُتر آئے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اپنی
کتاب خصائص میں ذکر کیا۔ اور ابو نعیم حلی رحمۃ اللہ عطاء بن میسرہ سے نقل فرماتے ہیں
وہ فرماتے تھے۔ مکڑی نے دو دفعہ پیغمبروں کی حفاظت کے لئے جالا پورا ہے۔
یک دفعہ داؤد علیہ السلام کی تلاش میں جب طالوت نکلا تھا۔ اور ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی تلاش میں غار ثور کے منہ پر۔ طبرانی اوسط اور صغیر میں اور ابن عدی اور حاکم
بیان معجزات میں اور بیہقی اور ابو نعیم اور ابن عساکر اپنی اپنی سندوں سے نقل فرماتے
ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ
قوم کے درمیان رونق افروز تھے ناگاہ ایک بدوی قبیلہ بنی سلیم سے ایک گوہ شکار
کے لایا۔ اور حضور کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ مجھے لات و عزیٰ کی قسم ہے جبتک
گوہ مری ہوئی زندہ ہو کر آپ پر ایمان نہ لاوے۔ میں کبھی آپ کو رسول نہ نہیں سمجھونگا
سنکر آپ نے گوہ کو آواز دی اور گوہ زندہ ہو کر صاف عربی زبان میں اس طرح کہنے
لگی۔ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ "میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسولؐ"۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا تو کسکو پوجتی ہے اس نے کہا اس ذات پاک کو جسکا عرش آسمانوں پر ہے
اور زمین پر اسکی حکومت ہے اور دریاؤں میں وہ راستہ دکھاتا ہے اور جنت میں اسکی
رحمت ہے۔ اور دوزخ میں اسکا عذاب۔ آپ نے فرمایا تو جانتی ہے میں کون ہوں۔
اس نے عرض کیا آپ رسول رب العالمین ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی
تصدیق کی اُس نے فلاح و نجات پائی۔ اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ خائب و خاسر ہوا
یہ سنکر اعرابی مشرف باسلام ہوا۔ اور منتخب کنز العمال میں ہے کہ ایک سفر سے تشریف
لاتے ہوئے ایک مقام پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مجلس اصحاب کرام میں جلوہ
افروز تھے کہ یکایک ایک بدوی نے مری ہوئی زخمی گوہ آپ کے سامنے لا ڈالی۔
اور کہا کہ اگر یہ گوہ زندہ ہو کر آپ کی رسالت کی گواہی دے تو میں آپ پر ایمان
لاتا ہوں۔ ورنہ میں آپکا سب سے بڑھکر دشمن ہوں۔ آپ نے ایک نظر بھر کر جو گوہ کیطرف
دیکھا۔ گوہ زندہ ہو کر زبانِ فصیح سے کہنے لگی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ مَنْ اٰمَنَ بِكَ نَجٰى وَمَنْ تَرَكَكَ هَلَكَ یعنی میں گواہی
دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ نجات
پائی اس نے جو آپ پر ایمان لایا اور ہلاک ہوا وہ جس نے آپ کو چھوڑا۔ یہ دیکھکر وہ اعرابی
مشرف اسلام سے مشرف ہوا۔ اور کلمہ پڑھکر کہنے لگا۔ قسم ہے اللہ کی آپ سے زیادہ روئے
زمین پر میرا کوئی دشمن نہ تھا۔ مگر قسم ہے اللہ کی اب تمام روئے زمین پر آپ سے زیادہ
کوئی میرا پیارا نہیں۔ مجھکو اجازت دیجئے کہ ایک ہزار سوار جو آپ کے درپے آزار
آرہے ہیں میں اُنسے سبقت کر کرآگے آگیا تھا تاکہ آپ کی ایذا رسانی میں سب سے اول میں
رہوں۔ اب مجھ کو اجازت دیجئے کہ انکو جا کر روکوں اور اسی گوہ کو لیجا کر انکو دکھلاؤں
اور یہ آپکا معجزہ اسی طرح اُنکے سامنے ظاہر ہو۔ جب وہ اعرابی آپ سے اجازت
لیکر اُن سواروں تک پہونچا اور یہ معجزہ حضور کا دکھلایا سب کے سب ایک ہزار آدمی

Marfat.com

مشرف باسلام ہوئے۔ اور آپ کی غلامی کا دم بھرنے لگے۔ اور حجۃ اللہ علی العالمین علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ میں ہے ابونعیم اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ عبدالرحمن بن کعب بن مالک فرماتے تھے کہ ایک دن جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آثار بھوک چہرۂ انور سے نمایاں دیکھکر اپنے گھر واپس آئے اور اپنی بیوی سے حضور کی حالت بیان کر کے پوچھا کہ کچھ کھانیکا سامان ہے۔ بیوی نے کہا یہ بکری ہے اور کچھ روٹیوں کے لائق آٹا ہے۔ مینے بکری کو ذبح کیا اور میری بیوی نے فوراً آٹا گوندھ کر روٹی پکائی۔ اور سالن تیار کیا۔ پھر مینے ایک بڑے برتن میں روٹیوں کو توڑ کر اسپر سالن ڈالکر ثرید بنایا۔ اور سارا ثرید لیکر حاضر حضور ہوا۔ آپ نے فرمایا اپنی قوم کے تمام آدمیوں کو بلالو اور میرے پاس چھوٹی چھوٹی جماعت بناکر بھیجتے جاؤ۔ آپ نے ہمارے تمام آدمیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادیا اور ثرید سے بدستور برتن بھرا معلوم ہوتا تھا۔ آپ نے کھانیوالوں سے فرمادیا تھا کہ ہڈی نہ توڑنا۔ بلکہ جمع کریں جب سب کھا چکے اور ہڈیاں جمع ہوگئیں آپ نے اُنپر ہاتھ رکھکر کچھ ایسی بات کی جسکو مینے نہیں سنا اور وہ بکری زندہ ہوکر کان جھاڑتی ہوئی جیسی کہ بکریوں کی عادت ہوتی ہے کھڑی ہوگئی۔ میں اسکو ساتھ لیکر جب گھر آیا میری بیوی تعجب سے کہنے لگی یہ کیسی بکری ہے۔ مینے کہا یہ وہی بکری ہے جسکے گوشت سے ثرید بنا کر میں حضور نبوی میں لیگیا تھا آپنے ہماری ساری قوم کو پیٹ بھر کر کھلادیا اور پھر اُس بکری کو زندہ بھی کردیا۔ میری بیوی یہ سنکر کہنے لگی میں تو پہلے ہی سے گواہی دیتی ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اور ابن عدی اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی اور ابونعیم اپنی اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ہم حضرتؐ کی خدمت میں بمقام صفہ مسجد حاضر تھے اسی اثنا میں ایک بڑھیا نابینا معہ اپنے بیٹے کے جو بالغ ہوگیا تھا اپنے وطن سے ہجرت کرکے حاضر حضور ہوئی۔ کچھ زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ اسکا بیٹا مدینہ طیبہ کی وبا میں چند روز مبتلا رہکر راہی ملک بقا ہوا۔ حضور نے بعد انتقال اُسکی آنکھ بند کردی اور ہم کو اُسکی تجہیز و تکفین کیلئے

حکم نافذ فرمایا۔ جب ہم اسکو غسل دینے لگے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ انس اسکی ماں کو جا کر اس انتقال کی خبر پہونچا دو۔ اسکی ماں اُسکے مرنے کی خبر سنکر حضور کے قدموں کے پاس آ بیٹھی آپ کے قدم مبارک پکڑ کے کہنے لگی۔ میرا بیٹا مر گیا۔ سب نے کہا ہاں مر گیا۔ کہنے لگی اے اللہ تو جانتا ہے میںنے دل سے اسلام قبول کیا ہے اور بتوں کو چھوڑا ہے۔ اور رغبت دلی سے تیری طرف نکلکر آئی ہوں بُت پرستوں کو مجھپر مت ہنسا اور ایسا مصیبت کا بوجھ مجھپر نہ رکھ جسکو میں نہیں اُٹھا سکتی۔ حضور کے قدم پکڑے ہوئے یہ دعا پوری نہیں کر چکی تھی کہ اُسکے بیٹے نے پاؤں ہلائے اور مُنہ سے کپڑا الگ کیا اور ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور اُس بڑھیا کے مرنیکے بعد اور حضور کی وفات کے بعد تک زندہ رہا۔

و ترجمہ تھے باب حجۃ اللہ میں ہے ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابن سکن اور علامہ بغوی اور طبرانی اور ابو نعیم اپنی اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہما فرماتے تھے میرے والد ماجد مجھکو ساتھ لیکر دربار دُربار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میری دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور مجھکو کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا آنکھیں کیسے جاتی رہیں۔ میںنے عرض کیا میرا پاؤں اتفاقاً سانپ کے انڈوں پر گر گیا تھا اثر سے یہ حال ہوا۔ آپ نے میری آنکھوں پر پھنکار دیا فوراً اچھی ہو گئیں۔ حضرت حبیب کہتے ہیں کہ میرے والد ماجد فدیک اسی برس کی عمر میں سوئی میں تاگا پرو لیا کرتے تھے۔

اور ابن عدی اور ابو یعلی اور بیہقی طریق عاصم بن عمر بن قتادہ سے نقل فرماتے ہیں کہ قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جنگ بدر میں میری آنکھ پر ایسی ضرب شدید آئی کہ میری آنکھ کا ڈھیلا میرے رخسارہ پر آ پڑا۔ لوگوں نے ارادہ کیا کہ اُس ڈھیلے کو کاٹ دیں جب آپ سے اجازت طلب کی آپ نے منع فرمایا اور میرے ہیغولہ چشم پر ہتھیلی مبارک سے ایسا کوچہ مارا کہ میرا ہیغولہ چشم اپنی جگہ ایسا بیٹھ گیا کہ میری دونوں آنکھ یکساں ہو گئیں اور تندرست آنکھ اور اس آفت رسیدہ آنکھ میں ذرا فرق نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت

Marfat.com

نوں آنکھیں نکل پڑی تھیں حضورؐ نے دونوں کو اپنی جگہ قائم کر کے اُنپر تھوک دیا۔ دونوں
لیں اور صحیح و سالم ہو گئیں۔

اور بخاری شریف میں ہے براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ
عتیک رضی اللہ عنہ بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ابو رافع یہودی
یوں کے سردار اور قلعہ دار کو اوسکے بالاخانہ پر تنہا چڑھکر بہت سے یہودیوں کے
بان سوتے ہوئے کو قتل کر کے بالاخانہ سے اُترنے لگے۔ زینہ سے پاؤں پھسل گیا
نڈلی ٹوٹ گئی۔ جب حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر
رافع کے قتل کا مژدہ سُنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ پھر اپنا پاؤں دکھایا۔ آپ نے
ے زخم پر تھوک دیا فوراً ہڈی جڑ گئی اور پاؤں اچھا ہو گیا۔

ابو یعلیٰ اور بیہقی اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں اور اس سند کو مطالب عالیہ میں ابن حجر
حسن بتاتے ہیں۔ حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور کے ساتھ حج کو
ے ہوئے جب ہم مقام بطن روحا پہونچے۔ آپنے ایک عورت کو دیکھا کہ بچہ گود میں لیئے
کی طرف دوڑی آرہی ہے۔ آپ نے اپنی اونٹنی کو ٹھہرالیا۔ جب وہ عورت نزدیک آگئی عرض
نے لگی کہ جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے بیہوش رہتا ہے آپنے اُسکو عورت مذکورہ سے لیکر
چھاتی سے لگا لیا اور اپنے آگے اونٹ پر بٹھا کر اُسکے منہ میں تھوک کر فرمایا نکل او
ن خدا بیشک میں ہوں رسول اللہ۔ اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔ اور پھر اُس بچہ کو اسکی
کے سپرد فرما کر فرمایا اب اس بچہ سے بیخوف رہ۔ جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
ے واپس مقام بطن روحا میں پہونچے وہ عورت بطریق نذر ایک سالم بکری بھنی ہوئی لیکر
ت اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا لاؤ ایک شانہ دو۔ میں نے حاضر کیا
فرمایا اور شانہ لاؤ۔ میں پھر دوسرا شانہ حاضر کیا۔ آپ نے پھر فرمایا اور شانہ لاؤ۔ میں نے
کیا حضور بکری کے دو ہی شانے ہوتے ہیں وہ میں حاضر کر چکا۔ فرمایا قسم ہے اُس

Marfat.com

ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم چپ رہتے جتنے ثنانے میں طلب کرتا برابر اُتنے ہی دیتے رہتے۔ پھر آپ نے فرمایا دیکھو یہاں کہیں کچھ کھجور کے درخت اور کچھ پتھر بھی ہیں میں نے عرض کیا کہ درخت اور پتھر میں نے تو نہیں دیکھے آپ دیکھے ہوں تو فرمائیے۔ فرمایا جاؤ کھجوروں کے درختوں سے کہدو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم ایک جگہ اکھٹے ہوجاؤ تاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے پردے میں قضاء حاجت فرمالیں اور ایسے ہی پتھروں سے کہدو کہ وہ قدمچوں کے موقعوں پر قایم ہوجاویں۔ میں نے جب درختوں اور پتھروں کو حکم عالی سنادیا اُسی خدا کی قسم ہے جس نے حضور کو نبی برحق بناکر بھیجا ہے میں دیکھ رہا تھا کہ درخت زمین کو چیرتے ہوئے ایک جگہ بصورت پاخانہ جمع ہوگئے اور پتھروں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے لڑکہ کر مثل قدمچہ قایم ہوگئے۔ جب حضور اُن درختوں کے پردے میں قضاء حاجت فرماکر واپس تشریف لائے۔ فرمایا جاؤ اون درختوں اور پتھروں سے کہدو کہ اپنی اپنی جگہہ جاکر قایم ہوجاؤ۔ جب میں نے اُنسے جاکر کہدیا وہ اپنی اپنی جگہہ جاکر قایم ہوگئے۔

امام احمد بن حنبل اور ابن سعد اور بیہقی اور ابونعیم اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپکا کیا نام ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام سفینہ رکھا ہے جسکے معنے کشتی کے ہوتے ہیں۔ پھر اُنسے پوچھا گیا یہ نام تمہارا کیوں رکھا گیا۔ فرمایا ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے اصحاب کرام کے تشریف لیجارہے تھے سامان سفر اُٹھانا اصحاب کرام پر دشوار ہوا حضور نے مجھ سے فرمایا تم اپنا کمل بچھادو میں نے بچھادیا اور سب نے اپنا اپنا کل سامان اُس کمل میں باندھکر مجھپر رکھدیا آپ نے فرمایا لو یہ سب اُٹھاکر لیچلو۔ تم سفینہ (کشتی) ہو اُسدن سے سات اونٹ تک کا بوجھ اگر میں اُٹھالوں تو مجھپر گراں نہیں ہوتا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اور مسند بزار میں ہے ساتھ معتبر سند کے حضرت بریدہ بن خصیب فرماتے ہیں ایک بدوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپکے رسول اللہ ہونیکا کیا نشانی ہے

Marfat.com

فرمایا جاؤ اور اس درخت سے (جو سامنے آتا ہے) کہو کہ تجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہیں اس نے جب درخت کو حسب الارشاد حضور کے بلایا درخت اپنے دائیں بائیں
پیچھے جھکا کہ اسکی ہر طرف سے لمبی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر زمین کو چیرتا اور اپنی گل آموده
ں کو گھسیٹتا حضور کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔
ابی نے عرض کیا کہ اب اس درخت کو حکم کیجئے کہ بدستور اپنی جگہ جا کر قائم ہو جاوے۔
نے جب اسکو یہ حکم فرمایا وہ درخت فوراً اپنی جگہ پر جا کر قائم ہو گیا۔ پھر تو اعرابی آپ پر
مان لا کر کہنے لگا مجھکو اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا اگر میں کسیکو
رے کی اجازت دیتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اعرابی نے
ض کی پھر یہی اجازت دیجئے کہ میں آپکے ہاتھوں اور پاؤں کو چوم لوں۔ آپنے ہاتھ پاؤں
منے کی اجازت عطا فرمائی۔

اور بیہقی اور ابونعیم اپنی اپنی سند سے نقل فرماتے ہیں کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے
تھے کہ ایک مشرک رکانہ نامی بنی ہاشم سے بہت بڑا پہلوان اور بہادر مشہور تھا اضم نامی
نگل میں وہ اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اتفاقاً جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا
ب وادی اضم جنگل میں جا نکلے رکانہ آپ کو دیکھکر سامنے آکھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کیا آپ
ی ہمارے معبودوں لات اور عزٰی کو برا کہتے اور اپنے اللہ عزیز حکیم کی عبادت کیطرف
گوں کو بلاتے رہتے ہیں۔ اگر آپ سے رشتہ داری کا تعلق نہ ہوتا تو بجز قتل کے آپ سے
ت نہ کرتا۔ مگر اب آپ اپنے اللہ عزیز و حکیم کو اپنی مدد کے لئے پکار دیجئے تا کہ وہ میرے
سے تمکو نجات دے۔ اب میں آپ پر یہ امر پیش کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں۔
اللہ عزیز و حکیم سے مدد طلب کریں اور میں اپنے لات و عزٰی سے مدد طلب کرتا ہوں
اگر آپ نے مجھکو پچھاڑ دیا میری بکریوں میں سے جون جونسی آپ پسند فرمائیں دس
ریاں آپ کی ہو چکیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا تیار ہو جا اور اپنے اللہ کو پکار کر

Marfat.com

یکدم اُسکو دے مارا اور اُسکے سینہ پر سوار ہو گئے۔ رکانہ پکارا کہ اب آپ میرے سینہ سے کھڑے ہو جائیں۔ یہ آپ نے مجھکو نہیں پچھاڑا ہے بلکہ تمہارے اللہ عزیز و حکیم کا یہ فعل ہے اور مجھکو میرے لات و عزّیٰ نے ذلیل کر دیا۔ آپ سے پہلے آجتک مجھکو کسی نے نہیں پچھاڑا۔ مگر اب ایک بار پھر کھڑے ہو جائیے اگر ابکی دفعہ بھی آپنے مجھکو پچھاڑ دیا میری بکریوں میں سے دس بکریاں اور آپکی ہو چکیں جیسی بھی آپ سب بکریوں میں سے پسند فرمائیں۔ آپ پھر دوبارہ اُسکو پچھاڑ کر اُسکے کلیجہ پر چڑھ بیٹھے۔ رکانہ پھر پکارا کہ کھڑے ہو جائیے۔ یہ آپکا فعل نہیں ہے یہ آپ کے اللہ عزیز و حکیم کا فعل ہے اور مجھکو تو لات و عزّیٰ نے ذلیل کر دیا۔ مگر ایک دفعہ اور سہی۔ اگر ابکی دفعہ بھی آپ نے مجھکو پچھاڑ دیا علاوہ اُن بیس بکریوں کے دس اور بکریاں اچھی سے اچھی جو آپ پسند فرماویں آپ کی نذر کر دونگا۔ آپ نے پھر دوبارہ پچھاڑا۔ رکانہ کہنے لگا یہ فعل آپ کے اللہ عزیز و حکیم کا ہے آپکا ہرگز نہیں۔ مگر خیر آپ اپنی تیس بکری پسند فرما کر لیجاویں۔ حضور نے فرمایا مجھکو تیری بکریوں کی کچھ ضرورت نہیں۔ ضرورت ہے تو یہ ہے کہ تو مسلمان ہو جا۔ دیکھ میں تجھکو دوزخ کی آگ سے نکالنا چاہتا ہوں اگر تو مسلمان ہو جاویگا سلامتی سے رہیگا۔ رکانہ نے کہا یوں تو نہیں آپ مجھکو کوئی نشانی اپنے نبی برحق ہونے کی دکھادیں آپ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اگر میں اپنے رب کو پکاروں ضرور وہ تجھکو میری صداقت کی نشانی دکھلا دیگا مگر تو پھر تو مسلمان ہو جاویگا۔ کہنے لگا ہاں۔ قریب ہی ایک کانٹےدار درخت بہت شاخوں والا تھا۔ آپ نے اشارہ سے یا زبان سے اُسکو بلایا اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے چلا آ۔ وہ درخت آدھا چر کر معہ اپنی شاخوں کے حضور کے سامنے آکھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا کہ یہ تو آپنے بہت بڑا معجزہ دکھلایا۔ مگر اب اسکو فرمائیے کہ اپنے آدھے حصہ سے جاملے اور اپنی اصلی حالت پر آجاوے۔ آپ کے فرماتے ہی وہ نصف درخت اپنے نصف حصہ سے جاملا۔ آپنے فرمایا اب تو مسلمان ہو جا تاکہ تو سلامتی سے رہے۔ رکانہ نے کہا معجزہ تو بہت ہی عظیم الشان آپنے

Marfat.com

دکھلایا ہے لیکن میں اس امر کو نہیں پسند کرتا کہ عورتوں اور لڑکوں مدینہ طیبہ میں یہ باہم تذکرہ ہو کہ رکانہ کے دل میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رعب اتنا غالب آیا کہ وحشت سے مسلمان ہو گیا ابتو تمام مدینہ طیبہ کے مرد و عورت بچہ بچہ جانتا ہے کہ آجتک کسی نے میرا پہلو تک زمین سے نہیں لگایا۔ لہذا آپ اپنی تیس بکریاں عمدہ سے عمدہ چھانٹ کر لیجائیں۔ آپنے ارشاد فرمایا جب تو مسلمان نہیں ہوتا تو مجھکو تیری بکریاں لینے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ یہ سنکر حضور والیس تشریف لا رہے تھے اور حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما حضور کی تلاش میں دشمنوں کے خوف سے آرہے تھے حضور کو دیکھکر عرض کرنے لگے کہ حضور جانتے ہیں کہ اضم نامی جنگل رکانہ پہلوان کا ہے جو حضور کا سخت دشمن ہے اور آپ کی تکذیب میں سب سے پیشقدم حضور اسطرف تنہا کیوں تشریف لیگئے تھے۔ آپ ہنسے اور فرمایا مجھپر وہ قابو نہیں پا سکتا اور آپنے تمام قصہ کہہ سنایا۔ دونوں متعجب ہو کر عرض کرنے لگے حضور نے اسکو پچھاڑ دیا۔ خدا کی قسم آجتک اسکو کسی نے نہیں پچھاڑا۔ آپ نے فرمایا مینے اللہ سے دعا کی اللہ نے میری مدد فرمائی۔

اور باب علامات النبوۃ بخاری شریف میں ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور کے ساتھ تھے (پانی بالکل نہ تھا) اور ہمکو بجد پیاس لگی ہوئی تھی۔ اسی حالت میں راستہ چلتے ہوئے ہمنے ایک عورت کو دیکھا کہ پانی کی بھری ہوئی پکھال پر اونٹ کے اوپر دونوں پکھواڑوں پکھال پر پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی ہے ہمنے اس سے پوچھا پانی کہاں ہے۔ اس نے کہا یہاں پانی کہاں ہے۔ ہمنے کہا جہاں سے تو پانی لائی ہے وہاں سے اور تیرے گانوں تک کتنی مسافت ہے۔ کہنے لگی ایک دن رات کے راستہ کی مسافت ہے۔ ہمنے کہا جناب رسالتمآب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چل۔ کہنے لگی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسکو کہتے ہیں۔ ہمنے اسکو جو لست نہ دی اور حضور کے سامنے لاکر کھڑا کیا۔ اس نے حضور سے بھی وہی باتیں کیں جو ہمسے کی تھیں۔ البتہ اتنا اور کہا کہ میں یتیم بچوں والی ہوں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پکھال کے دونوں دہانے نیچے کے

Marfat.com

کھلوا دئے اور اوپر کے دہانوں پر دست مبارک پھیر کر فرمایا جو بھی کوئی پیاسا ہے سیر ہو کر پانی پی لے۔ چالیس آدمیوں نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا۔ پھر ہمنے اُس پکھال سے جتنے ہمارے لشکر میں مشکیزے اور برتن تھے بھر لئے البتہ کسی اونٹ کو پانی نہیں پلایا مگر پکھال پانی سے اتنی بھری معلوم ہوتی تھی کہ پھٹ جانیکا ڈر تھا۔ پھر آپ نے فرمایا جو تمہارے پاس لاؤ۔ بہت کچھ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع ہو گئیں وہ عورت جب روٹی کے ٹکڑے اور کھجور لیکر اپنے گھر پہونچی کہنے لگی ہینے راستہ میں ایسے شخص سے ملاقات کی کہ یا تو وہ بڑھا جادوگر ہے (نعوذ باللہ منہا) یا فی الواقع سچا نبی ہے جیسا اُنکے معتقدوں کا گمان ہے (جب سارا قصہ خود گذشتہ عورت نے سنایا) وہ بھی مسلمان ہو گئی اور وہاں کے سب آدمیوں کو بھی اُس عورت کے واسطہ سے ہدایت ہوئی اور سب مسلمان ہو گئے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام زورا میں (پانی نہ تھا) ایک اتنے چھوٹے برتن میں آپ کی خدمت میں پانی لایا گیا کہ آپ نے اُسمیں اپنا دست مبارک رکھدیا آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے پانی کے جاری ہو گئے۔ اور سب نے جو تین سو آدمی تھے وضو کر لیا۔

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاس کی شدت سے پریشان تھے۔ آپ کے سامنے ایک چھوٹے برتن مین پانی تھا آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ سب آدمی پانی کیطرف جھپٹے۔ آپنے فرمایا کیوں دوڑتے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور کے سامنے جو وضو سے بچا ہوا پانی ہے اسکے سوا نہ پینے کو پانی ہے نہ وضو کرنیکو آپ نے اپنا دست مبارک اُس پانی میں رکھدیا اور آپ کی انگلیوں کے درمیان سے مثل چشمہ کی اتنا پانی جوش مارنے لگا کہ سب نے پی لیا اور سب نے وضو کر لیا۔ سالم بن ابو الجعد حضرت جابر کے شاگرد کہتے ہیں کہ ہینے حضرت جابر سے پوچھا کہ وضو کرنیوالے اور پانی پینے والے تم کتنے آدمی تھے۔ فرمایا اگر ایک لاکھ آدمی بھی ہوتے وہ سب کو کافی تھا مگر اُسوقت ہم

پندرہ سو آدمی تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ زید بن سہیل انصاری نے ایکبار حضور کی آواز سے ضعف کا احساس کر کے معلوم کیا کہ یہ ضعف بوجہ شدت بھوک کے ہے۔ لہذا اپنی بیوی ام سلیم میری والدہ سے یہ ماجرا بیان کر کے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ موجود ہے۔ کہا ہاں یہ کچھ روٹی جو کی موجود ہیں۔ پھر انہوں نے ایک چادر کے کنارے میں انکو لپیٹ کر میری بغل میں دیدیا۔ باقی چادر مجھکو اڑھادی یہ روٹی لیکر جب میں خدمت بابرکت میں پہونچا مینے آپ کو مسجد میں پایا۔ اسوقت آپ کے پاس بہت آدمی تھے مجھکو دیکھکر فرمایا۔ کیا تمکو ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ مینے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کھانا دیکر بھیجا ہے۔ مینے عرض کیا ہاں۔ آپ نے تمام حاضرین کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اٹھو سب ابو طلحہ کے کھانا کھانے چلو۔ سب ابو طلحہ کے گھر کیطرف میرے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ مینے گھر پہونچکر حضرت ابو طلحہ کو اطلاع کی حضرت ابو طلحہ نے کثرت سے آدمیوں کو آتا دیکھکر حضرت ام سلیم سے کہا لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک جماعت کثیر کے ساتھ تشریف لے آئے اور اتنا کھانا کہاں ہے۔ حضرت ام سلیم نے کہا اس راز کو اللہ اور اسکا رسول ہی خوب جانتا ہے۔ یہ سنکر حضرت ابو طلحہ حضور کیخدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور حضرت ابو طلحہ کے ساتھ گھر میں تشریف لائے اور فرمایا ام سلیم جو کچھ موجود ہے لاؤ۔ حضرت ام سلیم نے وہ روٹی جو کی حاضر کی۔ حضور کے حکم سے وہ روٹی ایک برتن میں توڑی گئی اور حضرت ام سلیم نے گھی کے کپے میں جو کچھ گھی تھا وہ نچوڑ دیا تاکہ وہ ترکاری کا کام دیدے۔ پھر اس کھانے پر حضور نے جو کچھ اللہ نے چاہا فرمایا (خواہ یوں کہو پڑھا) پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلاکر کھلادو جب وہ شکم سیر ہوکر چلے گئے فرمایا اب اور دس آدمیوں کو بلاکر کھلادو یہانتک ستر اسی آدمی تھے سب شکم سیر ہوکر کھا گئے۔ اللھم صل وسلم علی حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد ماجد بہت کچھ قرض اپنے ذمہ چھوڑ کر انتقال فرما گئے۔ مینے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرے والد انتقال فرما گئے۔ اور

Marfat.com

بہت سا قرض اپنے ذمہ چھوڑ گئے جسکے ادا کرنیکو سوائے کھجوروں کے باغ کے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور باغ مذکور کی کئی سال کی آمدنی بھی قرض ادا کرنیکو کافی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ قرضخواہ آپ کی وجہ سے میرے ساتھ سختی نہ کریں۔ پس سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک کھجوروں کے ڈھیر پر پھرے اور دعا مانگی پھر دوسرے ڈھیر پر بھی ایسا ہی کیا اور قرضخواہوں سے فرمایا اپنے قرض کی مقدار تم سب اس ڈھیر سے لیلو۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی ایک ڈھیر سے تمام قرضخواہوں کا قرض ادا کر دیا اور جتنا اُنکو دیا اتنا ہی مجھکو بچ رہا صلی اللہ علیہ وسلم **فصل نزول المطر وانقطاعہ بدعائہٖ صلی اللہ علیہ**

اور اسی باب میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ میں ایک بار اہل مدینہ سخت بلا قحط میں مبتلا ہوئے جمعہ کے دن سرورِ عالم رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھنے کو تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک شدت قحط سے بکریاں مرگئیں سامان معاش ہلاک ہوچکا اللہ سے دعا کیجئے کہ مینہ برسے آپ نے دونوں ہاتھ مبارک پھیلائے اور دعا کی۔ آسمان مثل شیشے کی صاف پڑا ہوا تھا کہ یکدم ہوا چلی بادل پیدا ہو کر جمع ہو گئے اور اتنا برسا کہ گویا آسمان نے اپنی پکھال کے دہانے کھول دئے تھے اور پانی کہوندتے ہوئے ہم اپنے گھر پہونچے اور برابر اس جمعہ سے اُس جمعہ تک جھڑ لگا رہا۔ دوسرے جمعہ کو وہی آدمی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیک مکانات ڈھے جاتے ہیں دعا کیجئے کہ بارش موقوف ہو۔ آپ نے تبسم فرمایا اور دعا کی کہ الٰہی ہم پر نہ برسے ہماری گرداگرد برسے۔ آپکا دعا کرنا تھا کہ بادل پھٹکر ہمارے گرد مینہ برسنے لگا اور مدینہ طیبہ بادلوں سے صاف مثل ٹوپی کی نظر آنے لگا۔ اللھم صل وسلم

اور اخبار غیبیہ کے متعلق جو آیتیں اور حدیثیں ہیں وہ انشاء اللہ العزیز باب سوم میں جو مشتمل بیان اعجاز قرآن ہے اسی طرح بطریق اختصار نقل کیجاوینگی۔ ورنہ ہر قسم کے آپکے معجزے اس کثرت سے ہیں کہ بیان کرنے ہر قسم کے معجزوں کے لئے ایک ایک

[اصـ]ـل کتاب کی ضرورت ہے مذیادہ بسط کے ساتھ معجزات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو [دیکھنا چا]ہو تو خصائص کبریٰ اور حجۃ اللہ کو علاوہ جملہ کتب حدیث کے مطالعہ کرو۔ مگر ہم اب ان معجزوں کا ذکر کرتے ہیں جو بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور تشریف بری آپکے عالم دنیا سے بموجب تواریخ معتبرہ وقوع میں آئے۔

فصل۔ علامہ نورالدین علی ابوالحسن ابن عبداللہ احمد سمہودی جو ۹۱۱ھ ہجری میں [مدی]نہ طیبہ کے اکابر علماء سے شمار کئے جاتے تھے اپنی تاریخ سمہودی میں نقل فرماتے ہیں ابن نجار تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ بعضے زندیقوں نے ایک حاکم کو جو خلفاء عبیدیین [میں] سے تھا یہ رائے دی کہ اگر مصر میں ایک مکان عالیشان بناکر مدینہ طیبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [ا]ور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی لاشوں کو لاکر اس مکان میں دفن کردیا جائے [تو] آبادی مصر کی بہت بڑھ جائے گی اور دور دراز سے لوگ سفر کرکے بغرض زیارت [ح]ضور تمام مسلمان مصر ہی میں آیا کرینگے۔ لہذا حاکم عبیدی نے عمدہ مکان تیار کرا کر [ا]س مہم کے انجام دینے کے لیئے ابوالفتوح کو معین کیا جب ابوالفتوح اس ارادہ سے مدینہ طیبہ پہونچگیا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ تمام اہل مدینہ قاری زلبانی کے ساتھ ابوالفتوح کے پاس پہونچے اور قاری موصوف نے یہ آیہ کریمہ سورہ توبہ پڑہی وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ [ا]نْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک۔ جسکا ترجمہ یہ ہے۔ "اور اگر توڑ ڈالیں مشرک عہد اپنے تمسے عہد کرکے اور طعن کریں تمہارے دین پر اور اسلام کے حکموں میں عیب نکالیں تو قتل کرو تم انکے اماموں اور سرداروں کو تحقیق انکے عہد و پیمان قابل اعتبار کے نہیں ہیں تاکہ وہ مخالفت اسلام سے باز رہیں۔ کیا نہیں قتل و قتال کرتے تم انسے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور قصد کیا ہمارے محبوب کو مدینہ طیبہ سے باہر کردینے کا پہلی بار کیا تم انسے [ڈر]تے ہو۔ اللہ زیادہ حقدار ہے اس امر کا کہ تم اس سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو" الخ

یہ آیۂ کریمہ سنتے ہی قریب تھا کہ اہل مدینہ طیبہ ابوالفتوح کو قتل کردیں مگر اسوقت

ابوالفتوح کہنے لگا کہ بلا شبہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اُس سے ڈریں اور قسم ہے خدا کی اگر حاکم عبیدی سے مجھکو جان کا خوف نہ ہوتا تو کبھی میں اس ارادہ سے مدینہ طیبہ میں قدم نہ رکھتا۔ مگراب میں پریشان ہوں کہ حاکم عبیدی سے کیسے امن حاصل کروں۔ اسی سوچ بچار میں کچھ دن چڑھا تھا کہ اللہ جلشانہٗ نے ایسی سخت ہوا بھیجی کہ اُسکے اونٹ اور گھوڑے کسے ہوئے معہ زین اور کجاووں کے مثل گیند کی لڑھکنے لگے۔ اور قریب تھا کہ زمین ہلجاوے اور اُس آندھی سے سینکڑوں آدمی آپسمیں ٹکرا کر مر گئے اور ابوالفتوح اور اسکے ہمراہیوں نے اس خیال محال موجب وبال و نکال کو دل سے نکالکر توبہ کی اور بسبب واقع ہونے اس معجزے ابوالفتوح کے دل سے حاکم عبیدی کا خوف نکل گیا۔

اور ریاض النضرۃ مورخ طبری میں ہے۔ علامہ طبری فرماتے ہیں۔ خبر دی مجھکو ہارون بن عمر بن رغب نے جو بہت سچے اور ثقہ اور صاحب خیر و صلاح مشہور تھے اپنے والد ماجد سے جو بزرگوں سے شمار کئے جاتے تھے کہ وہ فرماتے تھے مجھسے شمس الدین صواب لمسطی نے بیان کیا جو خدام روضہ مقدسہ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے شیخ تھے اور صالح اور فقرا کے ساتھ بہت سلوک کرنیوالے کہ میں تمکو ایک واقعہ عجیب و غریب سناتا ہوں کہ میرے ایک دوست امیر مدینہ کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے تھے اور وہاں کی جو خبر میرے مفید مطلب ہوتی تھی مجھسے کہہ جایا کرتے تھے۔ ایک دن پریشان حال آکر مجھسے کہا کہ آج تو سخت حادثہ عظیم برپا ہوا ہے۔ حلب کے کچھ رافضیوں نے بہت سا روپیہ خرچ کرکے اور امیر کو بیحد مال دیکر یہ حکم حاصل کرلیا ہے کہ روضہ مقدسہ کا دروازہ کھولکر حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی لاشوں کو نکالکر کسی دوسری جگہ دفن کردیں۔ یہ بات چیت ہم کر ہی رہے تھے کہ امیر کا قاصد میرے بلانے کو آپہونچا جب امیر کے پاس حاضر ہوا۔ امیر نے حکم دیا کہ آج رات کچھ آدمی اگر دروازہ مسجد کا کھلوائیں تو کھول دینا اور جو کچھ وہ کریں تم منع نکرنا یہ سنکر میں واپس آگیا اور حجرہ مقدسہ کے پیچھے بیٹھکر میں نے رونا شروع کیا۔ اور نماز عشا تک میں روتا رہا۔ بعد نماز عشا حسب معمول دروازے مسجد کے بند کردئیے

Marfat.com

تھوڑی دیر گذری تھی کہ امیر کے مکان کیطرف کے دروازہ باب السلام سے کھٹکھٹانے کی آواز آئی اور دروازہ کھولو کی صدا بلند ہوئی۔ مینے دروازہ کھول دیا اور دیکھا کہ چالیس آدمی یکے بعد دیگرے کدال پھاوڑے لئے ہوئے مسجد میں داخل ہونے لگے جنکو میں گنتا جاتا تھا۔ خدا کی قسم وہ منبر نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک پہونچنے نہیں پائے تھے کہ زمین نے اُن سب کو مع کدال پھاوڑوں کے نگل لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد امیر نے اُنکی خبر دریافت کرنیکو مجھکو بلایا اور کہا یا صواب کیا تجھے پاس قوم مذکور نہیں پہونچی۔ مینے کہا کیوں نہیں پہونچی مگر اُنکا حال ہوا کہ زمین اُنکو مع کدال پھاوڑوں کے نگل گئی۔ امیر نے کہا تم کیا کہتے ہو۔ مینے کہا فی الواقع یہی بات ہے۔ چلو کھڑے ہو اور دیکھو کہ اُنکا کچھ نام و نشان بھی باقی ہے۔ امیر نے کہا بات فی الواقع یہی ہے ورنہ اگر تم مخالفت کرتے تم قتل کردیئے جاتے۔ (یعنی وہ اتنے تھے کہ اگر منجانب اللہ یہ بات نہ ہوتی اور تم مخالفت کرتے تو وہ تمکو مار ڈالتے۔ علامہ طبری فرماتے ہیں پھر مینے اس واقعہ کو ایک ایسے شخص سے بیان کیا کہ جسکی بات پر مَیں یقین رکھتا تھا۔ اُس شخص نے بھی کہا میں ایک دن شیخ ابو عبداللہ قرطبی کے پاس مدینہ طیبہ میں حاضر تھا۔ اور شیخ شمس الدین صواب اُنسے بعینہ اس واقعہ کو بیان کر رہے تھے اور شیخ ابو محمد عبداللہ بن ابی عبداللہ بن ابو محمد مرجانی نے بھی بروایت ثقات اس واقعہ کو اپنی کتاب تاریخ مدینہ میں لکھا ہے۔ فقط اصل حقیقت یہ ہے کہ ایسے واقعات حکام کے خوف سے شہرت نہیں پاتے اور اُن کا تذکرہ خاص خاص لوگوں میں رہتا ہے۔ چنانچہ ابھی ۱۳۴۵ھ کا ذکر ہے کہ میرے لخت جگر مولوی حافظ حکیم ابو الحسنات محمد احمد زاد اللہ علمہ وعملہ وشوقہ الی اللہ جب الور سے سوائی ما دہو پور ہوتے ہوئے بتقریب جلسہ سالانہ ہماری مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور یہاں لاہور آئے تھے اور زبانی حجاج کی اس امر کی شہرت تھی کہ ابن سعود نامسعود نجدی بے دین قلعہ یا السخفہ مدینہ طیبہ گیا ہوا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک تحصیلدار متقی پرہیزگار ملازم ریاست قرولی کے سوائی مادہو پور کسی تقریب پر آئے ہوئے تھے

اُنہوں نے بیانکیا کہ حج کرکے چار پانچ مہینے مدینہ طیبہ میں قیام کرکے میں آیا ہوں۔ میرے سامنے ابن سعود نامسعود نے مدینہ طیبہ پہونچکر گنبد مبارک سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ڈہانیکی نسبت علماء مدینہ طیبہ سے فتوٰے طلب کیا جب تمام علماء نے فتوٰے دینے سے انکار کیا اور جانیں قربان کرنیکو تیار ہوگئے اپنے مفتی بلید لقب مقیم مکہ سے فتوٰے حاصل کرکے مدینہ طیبہ کے بیلدار اور مزدور پیشوں کو حکم دیا کہ گنبد مبارک کو شہید کردیں۔ مگر سب نے صاف انکار کردیا۔ مجبور بارہ بیلدار اور ایک انجنیر کو نجد سے اس اہم مہم کے انجام دینے کو بلایا لیکن اُس انجنیر کو تو اسی رات ایسے کالے سانپ نے کاٹا کہ صبح تک اسکا فیصلہ ہوگیا اور چار بیلدار اسہال کبدی میں مبتلا ہوکر صبح تک مرگئے اور چار کپڑے پہاڑ کر دیوانے ہوکر بھاگ گئے اور چار خوف زدہ ہوکر واپس نجد پہونچے اور نجدی خائب خاسر ہوکر اس ارادہ سے باز رہا۔ بعد دو تین ماہ کے دو عرب سادات کرام سے یہاں لاہور ظلم نجدی سے پریشان آنکلے جو کلید بردار جالی روضہ مبارکہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تھے اور ہمارے مدرسہ عالیہ حنفیہ کے ایک طالب علم عبدالرزاق نامی جو ایک مدت مدید تک مدینہ طیبہ رہے تھے اُنکو خوب پہچانتے تھے میںنے اس واقعہ کو اُنسے دریافت کیا تو اُنہوں نے بھی یہی قصہ بعینہ بیان کیا اور کہا کہ اس واقعہ کی صحت میں مطلقًا کلام نہیں۔ مگر اہل حرمین کو اسکے اظہار کی سخت ممانعت ہے اور وہاں کے رہنے والوں کو اس واقعہ کے اظہار پر سخت سزا کا خوف اور اسکے دادا محمد بن عبدالوہاب کا واقعہ تو طشت از بام افتادہ ہے کہ جب اس نے بغرض شہید کرنے گنبد مقدسہ کے بیلدار بھیجے۔ ایک اژدہا خونخوار نے ایسے پھونکار مارے کہ بہت سے جلکر مرگئے اور باقی بھاگے اور پھر خدیو مصر نے سلطان روم کیطرف سے اُن سب کو بزور شمشیر مارتے مارتے اُنکے ملک اثیر تک پہونچا دیا چنانچہ علاوہ بہت سے علماء مورخین عرب کے اس واقعہ کو مولانا فضل رسول صاحب قادری عثمانی قدس سرہٗ نے بھی اپنی کتاب بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین نجدیہ اور سیف الجبار میں لکھا ہے۔

اور حادثہ عظیم بصورت معجزہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جو ۵۵۷ھ میں واقع ہوا وہ تو شہرۂ آفاق ہے، علامہ سمہودی اپنی تاریخ خلاصۃ الوفا کے خاتمہ بیان بنا گنبد خضرا روضۂ مقدسہ سید الورے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ المجتبیٰ میں اسطرح تحریر فرماتے ہیں کہ جمال اسوی قدس سرہٗ اپنے رسالہ منع الولاۃ عن استعمال النصاریٰ میں ناقل ہیں کہ سلطان عادل نور الدین محمود بن زنگی رحمۃ اللہ نے ۵۵۷ھ میں ایک رات میں تین بار متواتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور دو سرخ وسفید آدمیوں کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں۔ ”جلد مدینہ طیبہ پہونچ اور ان دو ظالموں کے شر سے میری محافظت میں کمر ہمت چست باندھ“ سلطان مرحوم اسیوقت بذریعہ وزیر بہت جلد انتظام مدینہ طیبہ حاضر ہونیکا کرواکر بیس آدمی اور بہت زر کثیر اور ایک ہزار اونٹ ہمراہ لیکر سولہ دن میں بہت کوشش سے اچانک بلا اطلاع کیئے مدینہ طیبہ جا پہونچے اور تمام اہل مدینہ کے اول نام لکھوا کر سب کو بلوایا اور سب کو اُن دو ظالموں کی تلاش میں بہت کچھ انعام واکرام دیا جب تمام اہل مدینہ کو انعام دیچکے اور وہ دو شخص نظر نہ آئے۔ پوچھا کہ کوئی باقی تو نہیں رہا۔ سب نے کہا کہ مدینہ طیبہ کے باشندوں سے تو کوئی باقی نہیں رہا۔ البتہ دو بزرگ جو دن رات عبادت کرتے رہتے اور خود اہل مدینہ کو بہت کچھ دیتے رہتے ہیں وہ نہیں آئے اسواسطے کہ بجز اللہ کے وہ کسی سے کچھ امید نہیں رکھتے۔ سلطان مرحوم نے حکم دیا کہ وہ بھی فوراً حاضر کئے جاویں۔ جب وہ آئے اور سلطان مرحوم نے انکو دیکھا تو وہی تھے جنکو حضور نے خواب میں دکھایا تھا۔ فوراً انکو قید کرلیا اور خود بادشاہ اُنکے رہنے کی جگہ پر تشریف لیگئے۔ (چنانچہ باب جبرئیل کیطرف راستہ چھوڑکر مسجد مبارک کی بائیں طرف اب اسجگہ ایک حجرہ بنا ہوا اس قصہ کے ساتھ مشہور چلا آتا ہے اور زمانہ حضوری بارگاہ عالی میں جو تقریباً سنہ کا زمانہ تھا کاتب الحروف کو بھی معلموں نے وہ حجرہ دکھایا تھا) جب سلطان مرحوم وہاں پہنچے دیکھا کہ دو خیمے قائم ہیں اور کچھ کتابیں اور بہت زر کثیر وہاں رکھا ہوا ہے۔ اہل مدینہ اُنکی خیر وخیرات اور مشغولی عبادت کی تعریف کرنے لگے۔ مگر سلطان مرحوم کو چونکہ اپنے خواب پر یقین تھا

Marfat.com

اسواسطیکہ حدیث صحیح میں آیا ہے حضور فرماتے ہیں مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّہٗ لَایَتَمَثَّلُ
بِیَ الشَّیْطَانُ یعنے جس نے مجھکو خواب میں دیکھا بلاشبہ مجھکو ہی دیکھا اسواسطے کہ میرے
ساتھ شیطان متمثل نہیں ہوسکتا۔ دونوں خیموں سے بوریا اُٹھایا تو دیکھا کہ روضہ مقدسہ
کیطرف سرنگ کھدی ہوئی ہے۔ یہ حادثہ عظیم دیکھکر تو تمام اہل مدینہ گھبرائے اور سلطان
مرحوم نے انکو بیحد پٹوایا اور فرمایا کہ سچ کہو تم کون ہو۔ اور کسکے بھیجے ہوئے ہو۔ مجبور اقرار کیا اور
کہا کہ ہم دونوں نصرانی ہیں اور سلطان نصاریٰ نے ہمکو مغربی حاجیوں کی صورت میں حضور
کی نعش مبارک کو نکالنے کی غرض سے بہت کچھ مال وغیرہ بھیجا تھا۔ ہم رات کو سرنگ
کھودتے تھے اور ان دو تھیلوں میں بقیع کیطرف فلاں کنوئیں میں مٹی ڈالتے رہتے تھے
اور سلطان مرحوم کے مدینہ پہونچنے تک جب سرنگ مزار مقدس کے قریب پہونچگئی تھی
اسقدر بجلییں کڑکیں اور ایسی سخت متواتر گرج ہوئی کہ زمین کانپنے لگی جس سے اہل مدینہ حیران تھے
جب سب پر ان دونی نامردودوں کی شرارت ظاہر ہوگئی سلطان مرحوم نے اُسیطرف جس مقام پر
آجکل دمشقی پیتل کی جالی ہے اُن دونوں کافروں کو قتل کرواکر اُنکی لاشوں کو جلوادیا اور گرداگرد
اُس حجرے کے جسمیں مزار مبارک ہے بموجب تحقیق علامہ سمہودی اتنی گہری نیو کھدواکر پانی
نکل آیا ساری نیو خالص سیسہ پگھلاکر بھردی۔ اسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حجرہ
صدیقہ رضی اللہ عنہ کے گرد کچی اینٹ کا حجرہ بنوادیا تھا اور اسکو بحکم ولید بن عبدالملک ابن
مروان حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شہید کرکے اُس حجرہ کو بغیر دروازہ کے نقشین پتھروں سے
بناکر اُسکے گرد گول احاطہ اُنہی نقشین پتھروں سے بغیر دروازہ کے بروایت صحیح اور کھنچوادیا تھا اور
سنہ ۵۵۵ھ میں جمال الدین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جنکی خدمات اور احسانات اہل مدینہ کے
ساتھ مشہور ہیں گرد روضہ الانور کے خالص صندل کی جالی قائم کردی تھی اسی حال پر روضہ
الانور نمایاں تھا۔ در زمانہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ سے بوجہ نہ رکھنے دروازے کے دونوں
عمارتوں میں قبور مبارکہ تک کوئی نہیں جاسکتا تھا اُسکے بعد سلطان مرحوم نے بغرض حفاظت

Marfat.com

اس عمارت اور صندلی جالی کے گرد پانی تک گہری نیو کھدوا کر اسکو فقط پگھلے ہوئے سیسہ سے بھروی اور اسکو اسی طرح چھوڑ دیا تھا بعدہ ۸۸۱ھ میں سلطان اشرف قائتبائی نے جو سلاطین مصر سے تھے اور خادم حرمین شریفین زمانہ سلطان قلاؤن صالحی سلطان روم میں یہ قبہ مطہر امعہ جالیوں سنہری کے بنوایا جو ابتک موجود ہے۔ پھر وہ معجزات جو وقت بنا قبۂ خضرا حضرت سے پہلے وجود میں آئے وہ تو بہت ہیں۔ مگر اب کچھ اُن معجزات کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے بعض احباب ہند نے بارگاہِ سلطان طیبہ میں خود دیکھے ورنہ اہل مدینہ طیبہ سے تو جو جو معجزات سنے گئے وہ تو بہت ہیں اور کچھ اُن معجزات کا ذکر کیا جاتا ہے جنکو بذریعۂ اولیاء امت جسکا جی چاہے انکی مزارات پر جاکر ہر شخص اب دیکھ سکتا ہے۔

معجزہ اول۔ تقریباً ۱۳۲۳ھ میں بعد ادا کرنے فریضہ حج کے جب خاکسار حاضر حضور ہوا۔ ہمارے قافلہ کے بدو کہنے لگے ایک دن سے زیادہ ہم مدینہ طیبہ میں قیام نہیں کر سکتے اور حیلہ کیا کہ شریف صاحب کیطرف سے ایک دن سے زیادہ قیام کی ممانعت ہے آٹھ دن تک اپنی طرف سے ہمارے قافلہ نے اونٹونکو چارہ دینے کا بھی اقرار کیا جو اسوقت بہت گراں تھا مگر نہ مانے۔ آخر بارگاہ سرکار ابد قرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم میں التجا کیگئی۔ حضور نے وہ امداد فرمائی کہ بغیر کسی قسم کے صرف کے خود بدوؤں کو ایسا کوئی کام ضروری پیش آگیا کہ اپنے گھروں سے پورے آٹھ ہی دن میں واپس لوٹے اور خلافت کمیٹی والے گراو قرتے پریشاں باتیں سنکر اگرچہ حضوری سے مایوس ہو گئے تھے مگر حضور کا وہ کرم ہوا کہ ہمارا قافلہ تو اس آرام سے گیا اور واپس براہِ ینبوع جدہ تک آیا کہ اللہ ایسے امن کے ساتھ سب کو لیجاوے۔

معجزہ دوم۔ ۱۳۳۰ھ میں بمقام ریاست الور جب مدرسہ قوۃ الاسلام قائم ہوا ایک ریاست ٹونک (؟) پور کے قاضی عبدالغفور نامی ہندی طالب علم خاکسار سے کتب صرف و نحو پڑھتے رہے ہیں خاکسار کا شوق ہجرت دیکھکر اور فضائل قرب حضوری حضور سنکر میں ناکام یہاں ہی پڑا رہا

اور وہ بفضلہ تعالیٰ مدینہ طیبہ پہونچکر داخل دربانان مسجد نبوی اور سرکار محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بمشاہرہ دو مجیدی ماہوار ہو گئے جب تقریباً سنہ ۱۳۲۹ھ میں خاکسار حاضر حضور سرور ابد قرار سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم ہوا بہت محبت سے پیش آئے اور بہت پرتکلف دعوت کی اور بیان کرمہا احمد مختار سید ابرار و اخیار محبوب کردگار صلی اللہ علیہ وسلم میں کہنے لگے کہ دو مجیدی جو تقریباً پانچ روپیہ کے ہوتے ہیں بظاہر میری تنخواہ ہے اور ایکبار میننے حساب کیا معلوم ہوا کہ خرچ ستر اسی ماہوار کا ہے تین شادی یکے بعد دیگرے یہاں آکر کرچکا ہوں ایکبار مجھکو سات گنی کی ضرورت تھی یہ حضور ہی کا کرم تھا کہ پانچ روپیہ کے تنخواہ والے کو جسکے پاس رہنے تک کو مکان مملوکہ نہیں اور سات گنی جو قیمتی ایک سو پانچ روپیہ کی ہوتی ہیں بلا تکلف قرض ملگئیں۔ میں نے اُن گنیوں سے اپنی ضرورت تو پوری کرلی مگر باب السلام پر جس دروازہ کا میں دربان ہوں بعد نماز عشاء یہ دل میں فکر کرتا کہ تیری تنخواہ تو پانچ روپے ماہوار ہے جس سے گذارہ بھی مشکل ہے پھر یہ سات گنی کیسے ادا ہونگی۔ شعر

مگر اگر ہو نگاہ کرم میرے شہ کی   تو پھر ہے کیا مجھے پرواہ ہر کومہ کی

اسی فکر میں بعد نماز عشاء وقت بند کرنے دروازوں مسجد مبارک کے دروازہ بند کرکے گھر جاکر سورہا۔ بعد ہوجانے اذان صبح کے شافعیوں کی نماز کے وقت حسب معمول باب السلام پر جسپر میں متعین تھا بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل جنکو نہ مینے پہلے کبھی دیکھا تھا نہ اسوقت سے آجتک باوجود تلاش دیکھا۔ تشریف لائے اور چودہ گنی میرے ہاتھ میں دیکر روضہ مقدس کیطرف روانہ ہوگئے۔ میں شکر خدا بجالایا اور سات گنی قرض کی ادا کرکے سات گنی اپنے خرچ میں لایا۔

اِس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جنکا اگر ذکر کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بنجائے مگر اب بعض اُن اولیاء اللہ کی کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنکو ہر شخص انکی مزارات کی زیارت کرکے اب بھی دیکھ سکتا ہے۔ معجزہ سوم شہر بہرائچ میں جو پورب میں ایک مشہور شہر ہے حضرت سالار مسعود

Marfat.com

ی رحمۃ اللہ علیہ کا جو ایک اولیٰ غلامان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہیں مزار مقدس ہے
ٹھے کے مہینہ میں اس مزار مقدس کا غسل ہوتا ہے۔ اسکا دھوون اور غسالہ جب خانقاہ
وری سے بہہ کر نیچے گرتا ہے اکثر کوڑھی اُس دہوون سے نہاتے ہیں اور فی الفور شفا
تے ہیں۔ ایک ڈاکٹر جو آگرہ میں بشرکت ڈاکٹر محمد نفیس صاحب مرحوم جو میرے بڑے
ست تھے دوکان انگریزی دواؤں کی کرتے تھے اور انہی کی شرکت کے ساتھ شفاخانہ بھی
ول رکھا تھا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ ایام ملازمت میں جب میں بہرائچ متعین ہو گیا۔ اور
ڑھیوں کے شفا پانیکا غسالہ مزار مبارک سے تذکرہ سنا۔ مجھے یقین نہیں آیا اور میں
م الناس کی خوش عقیدگی پر محمول کرتا رہا۔ مگر جب زمانہ غسل کا آیا خدا کی قسم اپنی آنکھوں سے
یکھا کہ کوڑہی اس غسالہ سے نہاتے جاتے تھے اور اُنکے ہاتھ اور پاؤں کی گری ہوئی
یں ہموار ہوتی جاتی تھیں اور اُگتی معلوم ہوتی تھی۔ یہانتک کہ تہوڑی دیر میں بالکل تندرست ہو
گئی اور کوئی نشان مرض کا باقی نہ رہا۔ اور میں نے اپنے خیال بد سے توبہ کی۔ قاضی
سان الحق صاحب جو شاگرد مولٰنا نعیم الدین صاحب مرادآبادی ہیں اور خاص بہرائچ
ہنے والے ہیں اُنسے جو اس واقعہ کا ذکر کیا فرمانے لگے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جو جاکر
غسل جو غالباً پندرہ تاریخ جیٹھ کو بتلایا تھا اگر بچشم خود دیکھ لے۔ مگر دیکھنے والے کو چاہئے
ہ کوڑہی کو ساتھ لیتا آئے۔ اسواسطے کہ بعض اوقات کوئی کوڑہی نہیں بھی ہوتا۔ یہ امر
و بظاہر کرامت سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ مگر حقیقتاً معجزہ ہے جناب
تماب صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

قصبہ سرولی ضلع بریلی میں حضرت نزعن شاہ صاحب کا مزار ہے جو ادنیٰ غلامان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ہیں انکے احاطہ مزار میں اکثر کالے بچھو بکثرت ہر وقت
رہتے ہیں۔ مگر احاطہ کے اندر جسکا جی چاہے مٹھی میں پکڑلے ڈنگ کو سمیٹ لیتا ہے
ور کسیکو ڈنک نہیں مارتا۔ اسی بچھو کو اگر احاطہ سے باہر لاکر دیکھا جاوے تو بیہ

Marfat.com

زہریلے ہوتے ہیں کہ جانبر ہونا مشکل ہوتا ہے۔ یہ بھی انکی کرامت ہے اور حقیقتاً معجزہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

معجزہ چہارم شہر جونپور میں جامع مسجد کے آگے جو کنارہ دریا پر واقعہ ہے کثرت سے مزارات ہیں مسجد کے سامنے کسی بزرگ کا مزار ہے جنکا نام میرے یاد نہیں رہا۔ انکی قبر کھردرے پتھر سنگ کی ہے۔ مگر اسپر جگہ جگہ سنگ مرمر کے سے پیوند سفید صاف وشفاف لگے معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے بعد وعظ جمعہ جو مسجد کے نمازیوں سے اس امر کو دریافت کیا تو کہنے لگے یہ انکی قبر کی کرامت ہے۔ ہر سال اس قبر کا کچھ نہ کچھ حصہ سنگ مرمر ہو جاتا ہے۔ میں نے جو وہاں کے دو تین طالب علموں سے دریافت کیا تو انہوں نے اشارہ کرکے بتلایا کہ یہ حصہ قبر کا اسی سال ہمارے سامنے سنگ خارا سے بصورت سنگ مرمر تبدیل ہوا ہے۔ معجزہ پنجم۔ مولوی قاری محبوب علی خان صاحب لکھنوی جو ہمارے مدرسہ مرکزی حزب الاحناف میں آجکل پڑھ رہے ہیں اپنا چشمدید واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ شہر امروہے میں شاہ نصیرالدین صاحب کا مزار ہے انکے احاطہ خانقاہ کے اندر یہی کرامت موجود ہے۔ قاری صاحب کا بیان ہے کہ وہاں بھی بڑے بڑے بچھو بکثرت ہوتے ہیں۔ مینے ایک بچھو کو بنظر امتحان ہاتھ میں لیکر بند کیا مگر مینے دیکھا کہ وہ ڈنک کو اندر سمیٹے لیتا تھا۔ بڑی دیر تک ہاتھ میں رکھا مگر مطلقاً ڈنگ نہ مارا۔ وہاں کے پیرزادہ بیان کرتے تھے کہ بنظر امتحان ایک انگریز نے احاطہ کے اندر جب ہر طرح آزما کر دیکھا کہ بچھو ڈنگ نہیں مارتا ایک بچھو کو آبخورہ میں بند کرکر احاطہ سے باہر لیگیا اور اس بچھو کو ایک کتے پر ڈالا۔ اس کتے کو ایسا ڈنک مارا کہ وہ چیخ چیخ کر مرگیا۔

معجزہ ششم مدینہ طیبہ کے امام مصلے مالکیہ جو اب یہاں لاہور میں موجود ہیں بیان فرماتے ہیں کہ شہر دمشق میں ایک قبرستان بنام شہدائے اربعین مشہور ہے۔ وہاں ایک مزار ہے جس پاؤں بیرونی تازہ زندہ آدمی کا سا باہر نکلا ہوا ہے۔ اور وہ ہر کس وناکس کو کھولکر نہیں دکھلایا جاتا۔ میں نے کھولکر بچشم خود زیارت کی جسکا قصہ وہاں کے مجاوروں سے یہ سنا کہ اس مزار کے

قریب بعض منکر حیاۃ اولیاء اللہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر زندہ ہیں تو اپنا کوئی عضو دکھادیں۔ یکایک یہ قبر پھٹی اور پاؤں قبر سے باہر نمودار ہوا۔ جب سے اس حالت کے اوپر موجود ہے اور بغرض حفاظت غلاف سے ڈہکا رہتا ہے معجزہ ہفتم میرے والد ماجد غفر اللہ لہ فرماتے تھے کہ زمانہ لڑکپن میں بمقام شہر تجارہ جو قریب ریاست الور ہے۔ ہم چھوٹے چھوٹے بچے مرزا مینا بیگ صاحب مرحوم جاگیر دار ریاست کے مکتب میں پڑہنے جایا کرتے تھے۔ مرزا صاحب کے گھوڑے کی لہاس میں جسکو پنجابی میں کُھرلی کہتے ہیں ایک پتھر نکلا ہوا تھا جس سے گھوڑے کو ہمیشہ تکلیف ہوتی تھی۔ ہمارے سامنے مرزا صاحب سائیس پر خفا ہوئے اور کہنے لگے تجھکو کئی بار کہا گیا ہے کہ اس پتھر کو نکال دے مگر تو نہیں نکالتا۔ سائیس کہنے لگا حضور کیا کروں جب میں ارادہ کرتا ہوں کوئی نہ کوئی ایسا کام پیش آجاتا ہے کہ میں نہیں نکال سکتا۔ لیکن آج میں ابھی نکالتا ہوں۔ اس نے کدال مار کے جونہی پتھر کو نکالا۔ تمام میدان اور مکان خوشبو سے اتنا مہکا کہ مرزا صاحب کو یقین ہوگیا کہ ہمارے عطر خانے کی شیشیوں کو کسی نے توڑ دیا مگر جب دیکھا گیا سب سالم تھے۔ باہر آکر لوگوں سے پوچھ رہے تھے یہ اتنی خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔ سائیس نے عرض کیا کہ حضور میں نے جہاں سے پتھر نکالا ہے اسکے اندر سے خوشبو آرہی ہے اور اسکے اندر کوئی بزرگ سفید پوش لیٹے ہوئے ہیں۔ اس خبر کو سنکر اکثر اہل شہر زیارت کو آئے۔ تو پھر مرزا صاحب نے اس لہاس کو موقوف کر کے وہاں پر چبوترہ بنا کر نشانی قبر بنادیا معجزہ ہشتم اسوقت مجھکو نام اس جگہ کا یاد نہیں۔ بتواتر اہل ہبی سے سنا ہے کہ اس علاقہ میں بھی ایک بزرگ کا مزار ہے جنکے احاطہ میں ہر سوئیوا ے کے بچھونے سے ایک دو سانپ دو چار بچھو ضرور نکلتے ہیں مگر انکے احاطہ کے اندر کسیکو ہرگز نہیں کاٹتے اس قسم کے واقعات و معجزات مزارات غلامان محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہر اب موجود ہیں جنکے لکھنے کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے لہذا اسی قدر پر کفایت کر کے اب اس باب کو شروع کیا جاتا ہے اور وعدہ کو پورا کیا جاتا ہے جسکا بیان ابتداء مقدمہ میں

Marfat.com

کئی جگہ کیا گیا ہے کہ من حیث الکلام وہ کونسی قوتیں ہیں جنکا مقابلہ کوئی انسان بلکہ کوئی جن و بشر نہ آجتک کرسکا نہ آئندہ کرسکے۔ اور وہ باوجود بہت سی تلاش کے بجز قرآن مجید کے خواہ وہ کتاب اللہ مشہور ہو یا کتاب الجن خواہ کتاب البشر کسی کتاب میں نہیں پائی جاتیں حالانکہ عبارت قرآن بوجہ ہمارے تلفظ حادث کے مشابہ کلام انسان اور دال علی کلام اللہ سمجھی جاتی ہے۔ فقط۔

باب ۳ سوم

بیان میں اُن صفات اور قوتوں کے جنکا پایا جانا بجز کلام خدا کے کسی کے کلام میں محال ہے اور جنکا وعدہ جواب اعتراضات مذکورہ میں کیا گیا تھا اور بیان میں اس امر کے کہ یہ سب قوتیں اور صفتیں من حیث المجموع بحیثیت کلام بجز قرآن مجید کے کسی کتاب میں جو الہامی کتاب یا کلام اللہ کہلائی جاتی ہیں نہیں پائی جاتی جس سے بداہتہً ظاہر ہے کہ بجز قرآن مجید کے اصلی کتاب اللہ بحد مشہور اور محفوظ بلا تحریف کوئی کتاب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے زمانہ تک نہیں پائی جاتی۔ لہذا بعد نزول قرآن مجید قرآن مجید کے سوا کسی کتاب کو محفوظ و مشہور واجب العمل کہنا جائز نہیں۔

جملہ ارباب بصیرت اور اہل انصاف پر واضح ہو کہ یہ امر تو ہم اول مقدمہ میں ظاہر دکھا چکے ہیں کہ خدا کے کلام کو خواہ یوں کہو اُس کلام کو جو زمان پیغمبر سے ہمیشہ کے لئے دلالت کرتا الا کلام نفسی ازلی خداوند کریم پر بشان قدیم ظاہر ہے اگرچہ بوجہ تلفظ و تکلم انسان وہ حادث اور آدمی معلوم ہوتے ہیں تا مگر اگر اسمیں خدا کی سی ایسی قوتیں پائی جائیں کہ جنکا مقابلہ کوئی شخص مخلوقات میں سے نہ کرسکا اور نہ کرسکے بلاشبہ اُسکو کلام اللہ اور باعتبار ہمارے تکلم حادث کے دال علی کلام اللہ الازلی کہا جاویگا اور جس میں ایسی قوتیں نہ پائی جاویں۔

Marfat.com

بلاشبہ اسکو کلام مخلوق مانا جاویگا۔ لہذا اول ہم اُن اوصاف اور قوتوں کا ذکر کرتے ہیں جنکا مقابلہ بحیثیت کلام کوئی نہ کرسکا ہو اور نہ کرسکے۔ اور پھر اُن قوتوں کو چونکہ ہمنے بجز قرآن مجید کے کسی کتاب میں نہیں پایا قرآن مجید میں اول بطریق تمثیل ایک جگہ اور فرادی فرادی انشاءاللہ ہمارے قرآن مجید میں اپنے موقعہ پر بیان کرینگے اور پھر ہماری تمام دنیا کے مذہب والوں سے استدعا ہے کہ اگر وہ ایسی قوتیں من حیث المجموع اپنے مذہب کی کتاب میں دکھاسکیں دکھادیں ہم اُس کتاب کے اتباع کو تیار ہیں اور اگر نہ دکھاسکیں اور انشاءاللہ ہرگز نہ دکھاسکیں گے۔ تو ضرور پیروی قرآن اور حامل قرآن کو اپنی نجات کے لیئے ضروری سمجھیں۔ واللہ ولی التوفیق و ہو لنا فی کل محل رفیق۔

۱۔ صفت اور قوۃ اول۔ اُس درجہ کی فصاحت و بلاغت ہے کہ اُسکے ہمزبان بڑے بڑے فصیح اور بلیغ شہرۂ آفاق ناظم و ناثر اُسدرجہ کی فصاحت و بلاغت کو طاقت مخلوق سے خارج مان لیں۔

۲۔ صفت اور قوۃ دوم۔ اُسدرجہ کی قوت ہدایت اور قبولیت قلوب اور تاثیر ہے کہ چوروں کو قزاقوں کو امانت دار۔ زانیوں کو پارسا۔ بت پرستوں کو خداپرست۔ جاہلوں کو عقیدہ پیشتر کو انکو موحد ایسے سخت مزاجوں کو جنکو آدمیوں کا ناحق خون کرنا ایک بات ہو بلکہ مردم کشی انکا دائمی پیشہ ہو تھوڑے عرصہ میں خوش خلق خداترس خداشناس نیک ساس بغیر کسی لالچ اور خوف اور سامان ظاہری کے بنادے۔ پیدائشی طور سے جن امور کیطرف نفس انسانی کو رغبت ہوتی ہے اُن امور کیطرف رغبت دلانے اور آزادی کا سبق دلانے اور بے قید بنانے کی نصیحت بہت جلد مقبول قلوب ہوتی ہے مگر ہر خواہش نفسانی اعتدال پر لانا اور آزادمنشوں اور بے قیدوں کو رضاء مولی کے موافق تھوڑے عرصہ میں مطابق فطرت سلیم مقید بنانا تمام عالم کے بنانیوالے ہی کا کام ہے اور یہ قوت جہاں مشاہدہ کیا جاتا ہے واقعی کلام اللہ ہی کے ساتھ مخصوص بلا کلام ہے۔

Marfat.com

۳۔ صفت اور قوۃ سوم۔ دن دونی رات سوائی ایسی شہرت ہے کہ کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہے کہ جہاں اسکو طلب کیا جاوے۔ اور وہ نہ ملے۔ اور باوجود اس شہرت کے کمی بیشی زیر وزبر وتک سے محفوظ رہے اور جسقدر وہ کتاب الٰہی دنیا میں مشہور ومشتہر ہوتی جاوے برخلاف عادت اُسکے حفاظت اور محفوظیت مضبوط ومستحکم ہوتی جاوے اور بمقتضاء شان عادل مطلق اُسیقدر دنیا کے لوگوں کو جن تک اسکی شہرت پہونچتی جاوے اپنی فرمانبرداری اور نافرمانی کی جزا اور سزا کا حکم سناوے۔ اور جن لوگوں تک ابھی نہیں پہونچی اپنے پہنچنے سے پہلی حالت کے گناہوں کو توبہ کرتے ہی یکدم معاف فرماوے اور رفتہ رفتہ تمام ہی دنیا میں مشہور ومشتہر ہو جاوے۔ اسواسطے کہ یہ بات سب پر ظاہر ہے کہ دنیا میں جو کتاب الٰہی جسقدر مشہور پائی جاتی ہے اُسیقدر غیر محفوظ نظر آتی ہے اور اگر بالفرض کوئی محفوظ بھی کہلائی جاتی ہے چونکہ وہ فقط کاغذی پیرہن میں کہیں کہیں پائی جاتی ہے۔ اول تو برائے نام ہی پائی جاتی ہے علاوہ بریں جب خط کی مشابہت خط سے ممکن نئے کاغذ کو پرانا کر دکھانے مصالح موجود پھر جب تک وہ کتاب جسکو خدا کی کتاب مانی جاوے ایسی شہرت نہ پاوے کہ دور دور چند والینوں مشہور رہیں اپنے ابتدا ظہور سے آخر دور تک ہر دور میں اپنے اول دور سے بطریق شہرت اور تواتر محفوظ اور مطابق ہوتے نہ چلی آوے پچھلے لوگونکو اُسکے دوسرے دور کی نقلوں کو دور اول کے اصلی نسخوں سے علیٰ ہذا القیاس آخر دور تک مطابق ہونے کا کیونکر یقین آوے۔ ظاہر ہے کہ جو کتاب منجانب اللہ بغرض ہدایت عامہ مخلوق آوے اور فقط ایک دو شہروں میں اپنے کسی دور میں بھی اگر چند لوگوں کے پاس غیر مشہور ہوکر رہجاوے اُسکو ہدایت نامہ عامہ مخلوق کیونکر مانا جاوے جبتک یہ نہ مان لیا جاوے کہ اللہ جلشانہ جس ہدایت کو دنیا میں پھیلانا چاہے برخلاف مشیت ایزدی بندے اُسکی اشاعت کو روک سکتے ہیں۔ اور مشیت ایزدی کا مقابلہ افراد بشر کر سکتے ہیں حالانکہ جسکو ذرا سی بھی عقل ہے وہ جانتا ہے کہ مشیت ایزدی کا مقابلہ کوئی

نہیں کرسکتا ہے

ماسہ گھٹے نہ تل بڑھے بن سائیں کی چاہ　　لاتتحرك ذرة الا باذن الله

پھر وہ کتاب الہی جسکو ہدایت نامہ عام مخلوق کہا جاوے اگر کسی زمانہ میں بھی چند آدمیوں کے پاس غیر مشہور ہو کر رہجاوے خصوصاً اسوقت میں کہ وہ لوگ بھی ایسے ہوں جو اس کتاب کے ذریعہ سے اپنی تعظیم و تکریم دوسروں سے چاہیں اور بشہادت تواریخ معتبرہ برخلاف اُسکے اول دور کی نئی نئی سیکڑوں باتیں برخلاف اُس کتاب کے اپنی کمائی کے لئے اپنے مذہب میں پھیلادیں اور بوجہ اپنی اس خودغرضی کے یا بوجہ کسی اَور نقصان کے مخالفین سے ڈر کر یا کچھ اَور خوف کر کر دوسری قوموں کو دکھانے تک سے چھپادیں ممکن نہیں کہ وہ سب اتفاق کر کے اسمیں جو کچھ چاہیں اپنی طرف سے ویسی ہی عبارتیں بنا کر نہ ملادیں اور جسقدر چاہیں نہ گھٹادیں اور بوقت ضرورت اپنے مطلب کے موافق جسطرح چاہیں لکھکر پرانا نسخہ معتبر نہ کر دکھادیں اور اُسکے اصلی نسخہ ہونیکے مدعی نہ بنجاویں۔ اسواسطے کہ جو خدا کی کتاب اُسکے تمام بندوں کی رہنمائی کے واسطے مانی جاوے۔ چونکہ اُسکے نزدیک تمام آدمی اُسکے بندے ہونے میں سب برابر ہیں ضرور ہے کہ کبھی کسی دَور میں کسی سے نہ چھپائی جاوے۔ بلکہ اگر ظاہر ہوتے ہی تمام آدمیوں کو اپنی اطاعت اور عدم اطاعت کی جزا اور سزا میں یکدم ماخوذ کرے ضرور ہے کہ تمام دنیا میں یکدم برابر مشتہر ہوجاوے اور اپنے اول دور سے آخر دور تک یکساں مشہور رہے اور اگر یہ نہیں اور فی الواقع یہ بات تو کسی بھی کتاب میں نہیں تو اتنی بات تو بالضرور ان کتابوں میں سے خدا کی سچی کتاب میں ہونا ضرور ہے کہ دن دونی رات سوائی تمام ہی عالم میں رفتہ رفتہ شہرت پاتی جاوے اور اُسی مقدار کے لوگوں کو جہانتک شہرت پاوے اپنا مطیع بنا کر پہلی جہالت کی حالت کے گناہوں کی معافی کا حکم سناوے اور اس سے پہلے جو لوگ مرگئے ہوں گو وہ پہلی شریعت کی نافرمانی میں گر اُس سے پہلے کوئی اَور کتاب الہی اور شریعت ہو ماخوذ ہوں مگر اپنی فرمانبرداری اور

Marfat.com

نافرمانی کے اعتبار سے خلاف عقل اور قاعدہ حکمت و عدالت مواخذہ نفرماوے تاکہ خلاف حکمت و عدالت خدا کی طرف نسبت کرنا لازم نہ آئے اور پھر اُسکے اول دور سے آخر دور تک جسقدر زمانے کے واسطے وہ دستور العمل ہو کوئی اُسکو نہ چھپا سکے اور اُسکی قوت غیبیہ پر کسیکو اُسکے چھپانے کی یا فقط اپنے ساتھ خاص کر لینے کی طاقت نہ ہو سکے اور کوئی اُسکی قوت الٰہیہ پر غلبہ نہ کر سکے اور اُسکے ایک ہی زیر وزبر میں اگر کوئی بادشاہ ہفت اقلیم بھی چاہے بال کی برابر بھی بل نہ ڈالوے۔ ورنہ لازم آئیگا کہ قوت الٰہی کو بندہ توڑ سکتا ہے اور خدا کا مقابلہ جو چاہے کر سکتا ہے (معاذ اللہ منہا) یا بعینہ خالق برحق عادل مطلق پر یہ مثال صادق آویگی کہ فرمان شاہی ایک گاؤں کے نام آوے اور دوسرے گاؤں والوں سے چھپایا جاوے یا کچھ ادل بدل کر کے دوسروں کو دکھایا جاوے اور پھر انصاف کیوقت کسی سے بھی نافرمانی ظاہر ہو تو سب کو مجرم بغیر خطا کے بنایا جاوے اور وہ فرمان سب پر حجت لایا جاوے۔ تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً۔

صفت قوت چہارم۔ وہ جامعیت ہے کہ اُمّی لقب ان پڑھے ایسے مقبول بندے کے ذریعہ سے ظاہر ہو کہ جو بظاہر بجز ضرب المثل ہونیکے صداقت اور سچائی اور نیک چلنی اور خوش اخلاقی اور ہمدردی بنی نوع انسان بلکہ ہمدردی جملہ اشیاء و افراد جہان کے اور کوئی کمال علمی و عملی نہ رکھتا ہو اور پھر وہ مضامین جامع بیان کرے کہ قیامت تک کا کوئی قضیہ فیصلہ ضروری باقی نہ چھوڑے۔ بڑے بڑے دانشمند اور دہریوں کے من گھڑے قانون کو توڑے اور انکو اپنی طرف متوجہ ہی نہ کرے۔ بلکہ انکو اپنا غلام جان نثار بنا کر چھوڑے اور جسطرح اللہ جلشانہٗ ایک آن میں ہر چیز کا زندہ کرنیوالا بھی ہے اور مارنیوالا بھی اُسیطرح اُسکا کلام بھی اگر فی الواقع اسکا کلام ہو یا دال علی کلام اللہ تعالیٰ من حیث الکلام جامع اضداد ہو اور جامع جمیع علوم۔ آسان ہو تو ایسا آسان ہو کہ بقدر ضرورت ہر کوئی اُسکی سمجھ حاصل کر سکے اور باوجود اس آسانی کے مشکل ہو تو اتنا مشکل کہ قیامت ہو جاوے مگر اُسکے

کات اور حکمتیں اور احکامات ختم نہ ہوں۔

صفت و قوت پنجم یہ ہے کہ وہ کتاب جیسے وہ ہدایت نامہ تمام مخلوق کے واسطے ہو اسیطرح وہ اپنے لانیوالے کو ہر موقعہ پر اسطریق پر تنبیہ کرتے رہے جس سے ہر سمجھدار پر ظاہر ہو جاوے کہ یہ ہدایت نامہ نازل کیا ہوا خداوند کریم کا ہے نہ تصنیف کردہ اُس پیغمبر کا جو مدعی اس کتاب کے لانیکا ہے اللہ کیطرف سے اسواسطے کہ دنیا بھر کی کتابوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر شعرا اپنے نفس کو مخاطب کرکے اگرچہ تنبیہ کرتے رہتے ہیں مگر کوئی مصنف اجنبی بنکر اپنے آپ کو مخاطب بناکر اپنی لغزش یا قصور کو بیان کرتا نہیں دیکھا گیا نہ اپنے اوپر احکامات جاری کرنا۔

صفت و قوت ششم۔ جو کچھ علوم غیبیہ وہ اور اُسکا لانیوالا بیان کرے وہ سب مطابق واقعہ کے وقتاً فوقتاً ظہور میں آتے رہیں۔

صفت و قوت ہفتم۔ جو سوال اسکی نسبت کوئی معاند کرے اُسکا جواب مسکت وہ خود دے اور اپنے اوپر سے اعتراض اُٹھانے میں کسیکی محتاج نہ ہو۔

صفت و قوت ہشتم۔ جو فی الواقع تکملہ انہی مذکورہ قوتوں کا ہے یہ ہے کہ جو کچھ وہ پیشنگوئیاں خصوصاً اپنی نسبت اور اپنے لانیوالے اور اپنے تابعین کی نسبت کرے اور لازم ہے کہ ضرور ہی کرے وہ سب کی سب ہو بہو مطابق ہوتی چلی جاویں۔

بیان ظہور قوۃ اول فصاحت و بلاغت معجز کا قرآنمجید میں

قرآنمجید اگرچہ باعتبار کلام الٰہی ہونیکے خدا کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہے اور قائم تھا۔ جیسے خدا تعالیٰ بےمثل اور بےمانند اور قدیم ہے ایسے ہی اسکا کلام پاک بھی بےمثل اور قدیم ہے مگر جسطرح ہم سب اللہ کے علم میں اگرچہ ہمیشہ سے موجود اور قدیم تھے مگر اس کیفیت خاص کے ساتھ کہ کوئی مخلوق ہم جیسی مخلوق ہرگز پیدا نہیں کرسکتی۔ جسطرح ظاہر ہوکر ہم مخلوق خدا کہلائے گئے ہیں اسی طرح یہ کلام الٰہی قدیم بےمثل بغرض ہماری ہدایت کے بوجہ ہونے

Marfat.com

ہمارے تلفظ کے حادث باعتبار تلفظ کے اگرچہ حادث معلوم ہوتا ہے اور فی الواقع نہ نظم قرآن حادث ہے نہ وہ کلام مگر یہ ہمارا تلفظ اس کلام ازلی ابدی پر اُس شان کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ اسکے دال علی کلام ازلی ابدی ہونے میں کوئی شک نہ کر سکے اسواسطے کہ جملہ اہل عرب اسی زبان عربی میں جسکے ساتھ وہ اپنی بلاغت اور فصاحت کا اظہار کیا کرتے تھے بلاشبہ یہ کلام دال علی کلام الازلی ابدی قدیم مشابہ اسی زبان کے ظاہر ہے۔ لیکن اپنے بےمثل اور بےنظیر دال علی کلام الٰہی ہونے پر ۱۳۴۸ برس سے باوجود نثر ہونے کے اپنی بےمثل قوت فصاحت اور بلاغت کی بےنظیر قوۃ قبولیت اور تاثیر کی بیمانند قوۃ ہدایت اور جامعیت کی علی الاعلان دکھا رہا ہے اور اپنے مقابلے میں عموماً سب کو خصوصاً بڑے بڑے فصحاء اور بلغاء عرب اور بڑے بڑے نامی شاعروں کو منادی فرما کر اپنے کلام الٰہی بےمثل عالیشان خارج طاقت جن اور انسان سے ہونے پر بہت زور کے ساتھ دعویٰ کر رہا ہے اور قیامت تک اپنی اسی شان کے ساتھ باقی رہنے پر ۱۳۴۸ برس سے پیشینگوئی فرما رہا ہے۔ اور اس پیشینگوئی کو مطابق واقعہ دکھلا رہا ہے۔ اور باوجود بار بار تحدی کرنیکے اور اپنے مقابلے میں بلانے کے کوئی سمجھدار آجتک مقابلہ میں آیا نہ آسکے اور بعض بےسمجھ اگر مقابلے میں آئے اور آتے ہی ہیں۔ جب موازنہ کر کے دیکھتے ہیں اپنی بےسمجھی پر قائل ہو کر جاتے ہیں اور اپنی بےسمجھی پر نادم ہو کر مونہہ چھپا کر بھاگے اور اب بھی مونہ چھپاتے نظر آتے ہیں۔

چنانچہ حجۃ اللہ میں ہے کہ تمام بڑھکے شاعروں عرب سے جسکو تمام شعراء عرب اپنا رئیس سمجھتے تھے عتبہ بن ربیعہ تھا۔ ایک دن قریش کے چند معتبر آدمیوں نے باہم مشورہ کیا کہ ہم میں سب سے بڑھکر علم سحر کا ماہر اور کہانت اور شعر کا جو شخص ہو مناسب ہے کہ ہم اسکو انکی خدمت میں بھیجیں کہ جو ہم میں دعوے نبوت کر رہے ہیں۔ جنکی وجہ سے ہم میں باہم اختلاف پھیل رہا ہے۔ ہماری جماعت کے مختلف فرقے ہوگئے ہمارے دین کو معیوب سمجھتے ہیں ہم ہم

Marfat.com

دیکھیں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ بالاتفاق سب نے کہا کہ ایسا شخص سوائے عتبہ بن ربیعہ کے ہم میں کوئی نہیں معلوم ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خود عتبہ بن ربیعہ نے اپنے آپکو امور ندکو میں سب سے بڑھکر ماہر سمجھکر اس امر کی درخواست کی اور وہ بموجب مشورے قریش کے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر آبیٹھا اور عرض کرنے لگا کہ اے بھتیجے باعتبار حسب اور نسب اور عزت وجاہ کے جو تمکو ہم پر شرف حاصل ہے سب جانتے ہیں مگر تم وہ بڑی بات ہم میں لیکر آئے ہو کہ جس سے ہماری جماعت میں تفرقہ پڑگیا۔ اور تم ہمارے عقل مندوں کو بیوقوف جانتے ہو ہمارے معبودوں کو اور ہمارے دین کو عیب لگاتے ہو اور ہمارے تمام بزرگوں کو بوجہ بت پرستی کے کافر کہتے ہو۔ اسکا نتیجہ سوا اسکے نہیں کہ ہم سب آپسمیں تلواروں سے لڑمر کے فنا ہو جائیں اسواسطے میں چند امور آپ پر پیش کرتا ہوں کہ جنمیں سے ایک کو اگر آپ قبول کرلیں امن واتفاق کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہو جو کچھ کہنا ہے۔ ابوالولید عتبہ بن ربیعہ کہنے لگا۔ بھتیجے اگر اس امر سے جسکو تم لائے ہو تمہاری غرض مال کا جمع کرنا ہے ہم سب تمہارے واسطے اتنا مال جمع کردیں کہ سب میں بڑھکر تم ہی مالدار نظر آؤ۔ اور اگر تمہاری غرض یہ ہے کہ تم ہم سب کے سردار بنکر رہو تو ابھی ہم سب تمکو اپنا سردار بناتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ تمہارے بغیر حکم کے ہم کچھ نہ کرینگے۔ اور اگر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو ہمارے تمام ملک کا تمکو بادشاہ بنانیکے لئے بھی ہم طیار ہیں۔ اور اگر تم اس جن سے جو تمہارے پاس آتا ہے عاجز ہو اور تم اُسکو دفع نہیں کرسکتے ہم تمہارے علاج میں اس فن کے ماہروں سے خرچ کرنے کو طیار ہیں اُسوقت تک کہ تمہیں شفائے کامل حاصل ہو جائے۔ جب عتبہ یہ سب کچھ کہہ چکا تو آپ نے فرمایا۔ کچھ اور تو کہنا نہیں ہے۔ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اب کچھ مجھ سے بھی سن لو۔ کہنے لگا بہت اچھا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۂ حٰمٓ سجدہ پڑھنا شروع کی۔ جب حضور قرآناً عربیاً تک پہونچے عتبہ بن ربیعہ دونو ہاتھ پشت پر لگا کر ہمہ تن اُسکے سننے کیطرف مشغول ہوگیا

Marfat.com

یہانتک کہ حضور نے آیہ سجدہ تک پہونچکر سجدہ کیا پھر فرمایا۔ ابوالولید تمنے کچھ سنا۔ کہنے لگا خوب سنا۔ تُم تُم ہی ہو اور یہ یہ ہی ہے۔ اور اُٹھکر اپنے یاروں کیطرف روانہ ہوا قریشی اصحاب شوریٰ اُسکو دیکھکر آپسمیں کہنے لگے۔ خدا کی قسم ابوالولید جس منہ سے گیا تھا اس حال پر واپس نہیں آیا۔ چنانچہ جب ابوالولید عتبہ انمیں آکر بیٹھ گیا۔ اور جب اُنہوں نے اسکے حال سے استفسار کیا جو حضور کے ساتھ اسکو پیش آیا تھا۔ بے اختیار اللہ کی قسم کھا کر کہنے لگا کہ میں نے انسے وہ کلام سنا ہے کہ جسکی مثل مینے آجتک کبھی نہیں سنا تھا۔ خدا کی قسم نہ وہ کلام شعر ہے نہ جادو اور نہ کلام کاہن۔ اے جماعت قریش کی میری مانو تو انکو اور انکے کام میں ہرگز تم کچھ دخل مت دو۔ اور دوسری روایت میں اسطرح وارد ہوا ہے کہ ابوالولید نے خدا کی قسم کھا کر اور یہ کہکر کہ نہ وہ کلام جادو ہے نہ شعر ہے نہ کہانت۔ یہ بھی کہا کہ اُنہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر جب مجھکو حٰمٓ۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سناتے سناتے جب یہ پڑھا کہ فَقُلْ اَنْذَرْتُکُمْ صَاعِقَۃً مِّثْلَ صَاعِقَۃِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ یعنے کہدیجئے کہ میں تمکو ڈراتا ہوں اس بجلی کی کڑک سے جو مثل کڑک عاد اور ثمود کے ہے۔ مینے انکو رحم کی قسم دلا کر یعنے باہمی رشتے کا تعلق جتا کر روکا اور تم جانتے ہو جو کچھ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جھوٹ نہیں ہوتا اسواسطے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہارے اوپر قوم عاد اور ثمود کا سا عذاب نہ آپڑے۔ یہ دونوں روایتیں سنن بیہقی وغیرہ کی ہیں۔ اور مسلم شریف میں بیان اسلام ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ میں ہے کہ جب انکو یہ خبر پہونچی کہ جناب رسالتمآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں دعوے نبوت کا کیا ہے اپنے بھائی حضرت انیس کو آپکا حال دریافت کرنے کو بھیجا اسواسطے کہ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میرے بھائی فن شعر میں اسقدر کمال رکھتے تھے کہ ایام جاہلیت میں بڑھکے بارہ شاعروں کے منہ پھیر دئے تھے اور انکی فصاحت و بلاغت کو بڑے بڑے شعراء عرب مانتے تھے۔ چنانچہ حضرت انیس جب مکہ معظمہ سے

Marfat.com

حضور سے ملکر واپس آئے اور حضرت ابوذر نے آپکا حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ بیشک ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت کا کیا ہے اور جو کلام خدا وہ سناتے ہیں بعض عرب اسکو شعر کہتے ہیں۔ بعضے سحر بعضے کہانت کیطرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر خدا کی قسم میں نے کاہنوں کے بہت کلام سُنے ہیں اور فن شعر میں تو میں خود کمال رکھتا ہوں اور ساحروں کی باتوں سے بھی واقفیت رکھتا ہوں مگر انکے کلام کو میں نے بہت طریقوں سے جانچ کر دیکھا نہ وہ شعر ہے نہ کلام کاہنوں کا اور خدا کی قسم بیشک وہ سچے ہیں اور انکے منکر سب جھوٹے۔

اور سنن بیہقی میں ہے کہ ولید بن مغیرہ فن فصاحت میں تمام قریش کا سردار تھا۔ ایک دن حضور سے کہنے لگا کہ جو کچھ آپ پر نازل ہوتا ہے اس میں سے کچھ مجھکو بھی سنائیے تاکہ میں اس میں غور کروں۔ آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر پڑھنے لگے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاۗئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ ولید یہ سنکر کہنے لگا ذرا دوبارہ پھر پڑھیئے جب آپ نے دوبارہ پڑھا سنکر بے اختیار کہنے لگا قسم ہے خدا کی بیشک اس کلام میں عجیب شیرینی ہے۔ اور بیشک اس سے خوشی اور شادمانی اور دلپذیری ٹپکتی ہے اسکی اوپر کی جانب باردار ہے اور نیچے کی جانب اسکی مختلف شاخیں نکالنے والی ہے اور ایسا کلام کوئی بشر نہیں کہہ سکتا۔ پھر اپنی قوم سے کہنے لگا خدا کی قسم تم میں مجھ سے بڑھکر کوئی علم شعر کا ماہر نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ جنّوں کی باتیں جاننے والا۔ بیشک یہ کلام نہایت ہی شیریں اور مقبول قلوب دلچسپ اور بارآور اور نشاخدار ہے بیشک یہ کلام ہمیشہ بلند رہیگا اور کبھی کسی سے پست نہ ہوگا اور اپنے ماتحتوں کو توڑ مطیع بنالے گا۔

ابن اسحٰق اور حاکم اور بیہقی سند جید کے ساتھ نقل فرماتے ہیں کہ بعضے جمعیت عرب کے موقعوں میں مثل ایام حج کے بہت سے آدمی ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے اسواسطے کہ یہ عمر رسیدہ بھی تھا اور تمام قریش کے عالموں میں سے فن شعر میں صاحب کمال

Marfat.com

اور فن فصاحت میں اور سب کا مانا ہوا اور سب کا پیشوا اسواسطے اس نے ان سب کو مخاطب کر کے
کہا کہ یہ موسم کا زمانہ ہے یعنے تمام اطراف و بلاد کے عربوں کے جمع ہونیکا وقت اور تمہارا
انکار اور حضور کا دعوے نبوت سب جگہ شہرت پا چکا ہے اسواسطے سب کو چاہئے کہ لوگوں
کے سنانے کو ہم سب ایک امر پر اتفاق کرلیں تاکہ ایک دوسرے کی بات آپسمیں ایک دوسرے
کی تکذیب نہ کردے۔ کہا جب آپ ہم سب کے سردار ہیں آپ ہی فرمائیں کہ ہم کیا کہیں
کہنے لگا اول تم اپنی رائے بیان کرو۔ سب نے کہا کہ ہم سب سے یہی کہینگے کہ حضور کاہن ہیں
(نعوذ باللہ من ذالک) یہ سنکر کہنے لگا کہ ہمنے سیکڑوں کاہنوں کو دیکھا ہے انکی کوئی بات کاہنوں کے
کلام سے اصلا مشابہت نہیں رکھتی۔ اُنہوں نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ہم سب
آنیوالوں سے کہیں کہ آپ مجنون ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کہنے لگا کہ خدا کی قسم یہ امر
بالکل غلط ہے۔ ہمنے سیکڑوں بڑے بڑے دیوانوں کو دیکھا آپ کی باتوں سے دیوانگی کا وہم بھی
نہیں ہوتا۔ کہنے لگے پھر ہم یوں کہینگے کہ شاعر ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کہنے لگا فن شعر
میں میں تمام عرب سے کمال رکھتا ہوں مگر کسی بھی قسم کے شعر سے آپکے کلام کو کوئی مناسبت
نہیں۔ پھر سب نے کہا کہ اچھا پھر ہم یوں کہیں کہ جادوگر ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) کہنے لگا
کہ اصل بات تو یہ ہے کہ جادوگر بھی نہیں اسواسطے کہ ہمنے سیکڑوں جادوگروں کو اور انکے
جادو کو دیکھا ہے۔ اور انکے سب طریقے ہماری نظر سے گذرے ہیں مگر آپ کی کوئی بات
انکے کسی طریقے سے مناسبت نہیں رکھتی۔ مجبور سب نے کہا کہ اب تو بتا کہ ہم کیا
کہیں۔ کہنے لگا کہ خدا کی قسم اس کلام میں وہ شیرینی اور دلچسپی اور مقبولیت ہے
کہ اسکا ظاہر پھل دار ہے اور اسکے نیچے کی جانب شاخوں سے بھری ہوئی ہے جو کچھ تم
اسکی نسبت کہوگے مجھکو یقین ہے کہ وہ بات جھوٹی ہوگی۔ مگر ان سب باتوں میں سے اگر کچھ چلنے والی
بات ہے کہ جسکو کوئی بادی النظر میں قبول کرسکے یہی ہے کہ تم یہی کہو کہ یہ کلام سراپا جادو ہے
کہ جسکو سنکر باپ بیٹے کو چھوڑ دیتا ہے اور بیٹا باپ سے جدا ہوجاتا ہے اس کلام کو

Marfat.com

مگر بیوی شوہر سے تعلق نہیں رکھتی اور شوہر بیوی سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ کہنے والے کہنے کو چھوڑ کر
رشتہ داروں سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں لہذا تمکو چاہیئے کہ چاروں طرف مکہ کے راستوں
میں مختلف جگہ بیٹھ جاؤ اور آنیوالوں کو اسی قسم کی باتیں سناتے رہو شاید اس صورت میں
ہمیں کچھ کامیابی ہو جاوے ورنہ غور کرنیوالوں کو تو یہ بات ہی لغو معلوم ہوگی
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انکے اس طریقے کے برتنے سے تمام دنیا میں آپ کی شہرت پھیل
گئی اور اطراف و بلاد سے ہجرت کر کر لوگو نکو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام
ہونیکا سبب بنگیا۔ خصوصًا اہل مدینہ کا مسلمان ہونا اور انصار بننا نتیجہ انکے اسی
طرز عمل کا تھا۔ ے

عدو شود سبب خیر چوں خدا خواہد + خمیر مایۂ دکان شیشہ از سنگ است

ابو نعیم محدث طریق ابن اسحٰق سے بواسطے ایک آدمی کے قبیلے بنی سلمہ سے جو کہ
ایک بطن ہے انصار کا نقل فرماتے ہیں کہ وہ کہتے تھے جب بہت سارے جوان قبیلے بنی
سلمہ کے باشندگان مدینہ طیبہ سے مشرف باسلام ہو گئے عمرو بن جموح اپنے بیٹے معاذ
سے کہنے لگے بیٹا جس کلام کو سنکر تمنے اسلام قبول کیا ہے مجھکو بھی تو سناؤ۔ حضرت معاذ
پڑھنے لگے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جب مُسْتَقِیْمَ تک پہونچے۔ عمرو کہنے لگے
بیٹا یہ تو عجیب ہی کلام ہے کیا انکا سارا کلام ایسا ہی ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا کہ ابا جان
انکا تو ہر کلام ایک سے ایک بہتر ہے اسواسطے کہ انکا یہ کلام کلام اللہ ہے بشر کا کلام
نہیں ہے خود جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا کلام جو دعوے کلام اللہ ہونیسے خالی ہے
اگرچہ بموجب آیۂ کریمہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ یعنے ہمارے محبوب
اپنی خواہش سے کوئی بھی بات نہیں کرتے۔ جو بھی وہ کلام کرتے ہیں وہ بموجب ہمارے
وحی کے ہوتا ہے بعد یقینًا ثابت ہو جانے اس امر کے کہ یہ حضور ہی کا کلام ہے حکم میں قرآن مجید
ہی کے ہے۔ مگر فصاحت و بلاغت میں قرآن مجید کی برابری نہیں کر سکتا نہ خود حامل قرآن

Marfat.com

حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کلام خاص کے ساتھ بجز کلام اللہ کے یا یوں کہو کہ بجز اُس کے جو باعتبار تلفظ کے حادث معلوم ہوتا ہے اور دال علے کلام اللہ القدیم الازلی الابدی سے نہ کبھی تحدی کی اور نہ مقابلہ کے ساتھ پیش آئے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جنکی فصاحت وبلاغت عرب سے ہند تک ضرب المثل ہے۔ بڑے بڑے شعراءہند بھی اُنکے نام کی کے ساتھ حسان ہند کا خطاب حاصل کر کے فخر کرتے ہیں۔ اور کعب بن مالک اور لبید بن ربیعہ جیسے بلغا اس کلام پاک کی فصاحت وبلاغت بمثل اور معجز کو دیکھکر اس کلام پاک اور اسکے لانیوالے کے غلام بے درم بنگئے تیرہ سو اڑتالیس (۱۳۴۸) برس سے یہ کلام پاک عام طور سے منادی کر رہا ہے کہ اگر کسیکو میرے کلام الٰہی ہونے میں شک اور شبہ ہو تو میرے مقابلے میں آوے اور میری جیسی ایک چھوٹی سی ہی سورت بنا کر لا دے اور موازنہ کرے مگر آجتک کوئی لا سکا نہ لاوے۔ دیکھو پندرھویں^۱۵ سیپارے کے دسویں رکوع میں اللہ جلشانہ اپنے حبیب اکرم نبی مکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ یعنی اے ہمارے حبیب ان مشرکوں سے فرما دیجئے کہ اگر جمع ہو جاویں تمام آدمی اور جن مثل اس قرآن کی لانے پر تو ہرگز نہیں لا سکیں گے اگرچہ ہو جاویں سب آپس میں ایک دوسرے کے مددگار"۔ پھر جب کوئی مقابلے میں نہ آیا آخر کار عام طور سے اسطرح ارشاد فرمایا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ یعنی اگر تم شک میں ہو اس قرآن سے جسکو اُتارا ہے ہمنے اپنے بندے پر پس لاؤ ایک ہی سورۃ اُس جیسی (ف) یعنی سارے قرآن کی برابر اگر کوئی کتاب پر فصاحت وبلاغت منقول و جامع نہیں لا سکتے ایک ہی سورۃ اس جیسی تم سب جمع ہو کر بنا دو خصوصاً ایسے شخص کے ذریعے سے کہ جو مثل ہمارے محبوب کی بظاہر اُمّی لقب اور بے سر و سامان ظاہری ہو۔ چنانچہ علامہ فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ صاحب تفسیر کبیر بھی اس آیت کی تفسیر میں لفظ من مثلہ

کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔ مگر چونکہ یہ انسان کا کلام نہ تھا اس خالق کا کلام تھا کہ جو ہر
جس کی قوت کو جانتا ہے دعوے کے ساتھ آخر کی اسی آیت میں فرما دیا فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ یعنی پس اگر تم ایک سورۃ کے
مانند بھی مقابلہ نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکو گے پس ڈرو تم اس آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر
ہوں گے"۔ لہذا ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کوئی ایک سورۃ بھی قرآن جیسی اگر لایا ہو دکھلا
اور قرآن جیسی پر فصاحت اور بلاغت جامع و معقول بگنتی سینوں کی محفوظ کوئی کتاب
ایک مقابلے میں آوے۔ افسوس کتاب اعجاز القرآن تالیف امام کبیر شمس المحققین قاضی ابوبکر
باقلانی رحمہ اللہ کا ترجمہ اردو میں کتنی ہی کوشش کر کر اگر کیا جاوے اردو اور فارسی خوانوں کی
سمجھ سے اتنا اعلیٰ و بالا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے حق میں بے سود رہے ورنہ علم فصاحت و
بلاغت و بدیع کے واقفکار اہل علم جنہوں نے اسکو دیکھا ہے یقیناً جانتے ہیں کہ کوئی
بڑے سے بڑا شاعر اور بڑے سے بڑا خطیب آجتک دنیا میں ایسا نہیں پیدا ہوا کہ
اسکا کلام مثل قرآن کی سرتاپا بے عیب و نقصان ہو۔ چنانچہ انہوں نے بہت سے بہشل اشعار
بڑے بڑے نئے پرانے شاعروں کے اور خطبے خطیبوں کے لکھکر ظاہر کر دکھایا ہے کہ
سب کا کلام عیب و نقصان سے خالی نہیں سوائے قرآن کے کہ آجتک اسکی فصاحت اور
بلاغت پر کسی نے کوئی اعتراض کیا اور نہ کر سکے۔ زمانہ غدر میں مولنا فضل حق صاحب
خیرآبادی مغفور مرحوم جو سبکے مانے ہوئے بہشل ادیب اور معقولی تھے حکیم محمد حسن صاحب
مرحوم جو میرے کرمفرما تھے فرماتے تھے کہ مولنا فضل حق ممدوح نے مجھسے اپنا عجیب و غریب
واقعہ بیان کیا۔ فرماتے تھے کہ میرے کمال علم ادب اور علم فصاحت و بلاغت اور بدیع نے
مجھکو ایک دن اس وسوسہ شیطانی میں ڈالا کہ تجھکو اس فن میں اس درجے مہارت ہے
کہ تیرے ایک دن کے دو دو جزو عربی لکھے ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ کیا تو
آٹھ دن میں بھی قرآن جیسی دو چار عبارات نہیں لکھ سکتا۔ بیشک اگر پاس مذہبی چھوڑ کر

Marfat.com

کوشش کی جاوے۔ ضرور ممکن ہے اور اس خیال میں محو ہو کر میں نے آٹھ دن میں بڑی کوشش کے ساتھ میں چار سطریں ایسی لکھیں کہ مجھکو یقین ہو گیا کہ قرآن مجید سے اگر زیادہ نہیں تو فصاحت اور بلاغت میں کم ہرگز نہیں ہوسکتی مگر جب بموجب ہدایت ہادی حقیقی موازنہ کرنیکو میں نے قرآن مجید کھولا یہی آیت نکلی قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ الآیۃ۔ اور پھر اسکے ساتھ جب غور کر کے موازنہ کرنے بیٹھا آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور بار بار میں یہی کہتا تھا کہ اے احمق تیری یہ سطریں قرآن مجید کے مقابلے میں ایسی ہی تو نہیں معلوم ہوتیں جیسے کسی طفل نوآموز کا کلام ہوتا ہے آخرکار استغفار کیا اور اپنے خیال بد سے توبہ کی اور یقین کامل ہو گیا کہ بیشک قرآن مجید کا آجتک مقابلہ ہو سکا نہ ہو سکے گا۔ اللہ رے بلاغت ایک ہی مضمون اور ایک ہی آیت پر وہ جامع اور پر معانی عبارت کہ جس سے اس ایک مضمون کو انہی الفاظ اور اسی عبارت سے کروڑوں طرح سمجھایا جائے ہر ایک آیت وہ خوان نعمت کہ جو آوے اپنے اپنے حصے اور حوصلے کے موافق ہر آیت سے جدا ہی حصہ لیجاوے۔ قیامت ہو جاوے مگر خدا کی ابتدا انتہا ہو تو اسکے کلام کے نکتوں اور باریکیوں اور حکمتوں کی بھی انتہا ہو۔ مولٰنا غلام علی آزاد بلگرامی رحمۃ اللہ الٓمٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کی وجوہ اعراب یعنی ترکیب لفظی جس کو انگریزی میں گرامر اور سنسکرت میں ویاکرن کہتے ہیں بموجب علم نحو کے حضرت مخدوم علی مہائمی رحمۃ اللہ سے بارہ کروڑ تراسی لاکھ چوالیس ہزار پانسو چھتیس (۱۲۸۳۴۴۵۳۶) نقل فرماتے ہیں اور ہر طرز اعراب میں نیا ہی رنگ دکھلاتے ہیں جس میں سے ہم کچھ بطریق نمونہ تفسیر الٓمٓ میں انشاء اللہ بیان کرینگے تاکہ اردو خوان اسکے سمجھنے سے عاری رہکر گھبرا نہ جائیں اور بذریعہ نمونہ کے علماء اس سے پورا فائدہ اٹھالیں۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ فقط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ سے قریب دس ہزار کے مسئلے نکل سکتے ہیں اور اسیطرح بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے اور سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے ایک طرز خاص کے قریب دس لاکھ کے مسائل بیان کرنیکا بیڑا اٹھاتے ہیں جسکو شبہ ہو ہمارے پاس آوے اور

Marfat.com

یقین حاصل کرجاوے یا خود تفسیر کبیر میں اس مقام کو ڈھونڈھ کے اسکا مطالعہ کرے اور ہم بھی
انشاء اللہ تفسیر اعوذ باللہ اور بسم اللہ میں کچھ اسکا نمونہ بقدر ضرورت ہدیہ نظر ناظرین کرینگے۔ اور
تمام طرز بیان جو جو یہاں بیان ہوسکتی ہیں ان سب کے بیان کرنے سے امام رازی علیہ الرحمۃ
بھی گردن عجز جھکاتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ جو جانے وہ پہچانے ع "قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری"۔
اب بغرض اظہار عظمت اور بے مثلی مضامین پاکیزہ قرآن مجید جو اسکے کلام اللہ یا دال علیٰ
کلام اللہ النفسی الازلی ہونے پر خود دال ہیں کچھ جھوٹے پیغمبروں کے کلام کو بھی نقل کیا جاتا،
جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں بغرض حصول دنیا اپنی فصاحت و بلاغت
کے بھروسہ پر بمقابلہ قرآن مجید نزول وحی کا دعوے کیا تھا مگر آخر کار بموجب پیشینگوئی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی وحی شیطانی کے نیست و نابود ہو گئے۔ علامہ ابو بکر
باقلانی اپنی کتاب اعجاز القرآن میں بعد بیان فرمانے سخافت اور رکاکت کلام مسیلمہ کذاب اور
سجاح کے بطریق نمونہ اسکا کلام جسکو وہ وحی کہتا تھا اسطرح نقل فرماتے ہیں والليل الاطحم
والذئب الادلم والجذع الازلم ما انتهكت اُسَيد من محرم۔ ترجمہ۔ قسم ہے بڑی
رات کی اور قسم ہے کالے بھیڑیا کی اور پہاڑی بکرے یا زمانہ کی نہیں پردہ کھلا قبیلہ اُسید کا
قبیلہ محرم سے۔ مسیلمہ کے بعض یاروں میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا تھا لہذا یہ قسمیں کھا کر کہتا
ہے کہ میرے یاروں میں سے قبیلہ اُسید سے پردہ دری اور عیب چینی قبیلہ محرم کی ظہور میں نہیں
آئی۔ یہ وحی شیطانی قابل غور ہے کہ ان قسموں کا اور اس مضمون کو سنکر کیا بچہ انکو ہی ہنسی نہیں آتی۔
پھر انکو قرآن مجید سے ملاکر تو کوئی سڑی ہی دیکھے گا۔ دوسری وحی شیطانی میں اسی مضمون کو اسطرح
ادا کرتا ہے والليل الدامس والذئب الهامس ما قطعت اسيد من رطب
ولا يابس۔ قسم ہے بہت اندھیری رات کی اور بھیڑئیے نرم آواز والے کی نہیں قطع کیا
اُسید نے کسی تر کو نہ خشک کو۔ غالباً اُسید کوئی شخص یا قبیلہ یاران مخالف مسیلمہ سے ہوگا
جسکے متعلق یہ لغویات بک رہا ہے اسی قسم کے ہفوات و کلمات ناشائستہ اسکے بہت سے منقول

ہیں جنکے لکھنے کو دل نہیں چاہتا مگر سجاح بنت الحارث بن عقبان عورت سے جس نے دعویٰ نبوت کیا تھا جب مسیلمہ نے ملاقات کی اور مسیلمہ نے سجاح سے پوچھا کہ تجھکو کس مضمون کی وحی کیجاتی ہے اور سجاح نے مسیلمہ سے پوچھا کہ جو تجھکو وحی کیجاتی ہے اُس سے کچھ سُنا۔ اُن دونوں کذابوں نے اپنی اپنی وحی شیطانی باہم سُنا کر جو شان نبوت شیطانی دکھلائی اُسکو اس غرض سے نقل کیا جاتا ہے کہ ناظرین باتمکین کو معلوم ہوجائے کہ جھوٹے نبیوں کے اس قسم کے اخلاق ہوتے ہیں۔ چنانچہ مسیلمہ نے جب سجاح سے اُسکے خیمہ میں بطریق ملاقات تنہا داخل ہوکر پوچھا کہ تجھپر کیا وحی نازل ہوئی ہے تو سجاح نے کہا۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِالْحُبْلٰى اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعٰى مِنْ بَيْنِ صِفَاقٍ وَّحَشًا

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربنے حاملہ عورت کے ساتھ کیا کیا۔ اُس سے دوڑتی ہوئی جان کو نکالا۔ اُسٹریوں اور پردۂ شکم کے درمیان سے"۔

اتنا مضمون قبیح بغرض زنا بیا لکیا گیا اور اسمیں یہ بھی نہ ادا کرسکی کہ بچہ رحم سے برقع جہلی میں پیدا ہوتا ہے جو اصل حقیقت ہے۔ اتنا کہکر سجاح نے مسیلمہ سے کہا کہ اب اُس وحی سے جو تجھکو ہوتی ہے کچھ سنا۔ یہ سنکر مسیلمہ یہ بڑہنت سنانے لگا۔

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ النِّسَآءَ اَفْوَاجًا وَّجَعَلَ الرِّجَالَ لَهُنَّ اَزْوَاجًا فَنُوْلِجُ فِيْهِنَّ قَعْسًا اِيْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُهَا اِذَا شِئْنَا اِخْرَاجًا۔ فَيُنْتِجْنَ لَنَا سِخَالًا اِنْتَاجًا۔

"بیشک اللہ نے پیدا کیا عورتوں کو فوج فوج اور کیا مردوں کو انکا شوہر پس داخل کرتے ہیں ہم سینہ اُبھار کر عورتوں کے اندر اچھی طرح داخل کرنا پھر نکالتے ہیں ہم اُن سے جب چاہتے ہیں اچھی طرح نکالنا پس جنتی ہیں وہ بکری کا سا بچہ حق جننے گا۔

یہ سنکر سجاح کہنے لگی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک تو نبی ہے۔ اتنا لکھکر صاحب اعجاز القرآن فرماتے ہیں کہ اس سے زائد بوجہ کراہت مضمون اور سخافت بیان کے ہم نقل نہیں کرسکتے۔ مگر تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ بعد اسکے زنا ہوا اور دونوں بے خیمہ سے باہر آکر

Marfat.com

کہدیا کہ ہم دونوں سچے پیغمبر ہیں اور ہمارا دونوں کا نکاح بحکم خدا ہوگیا۔ الحاصل بیچارہ مسیلمہ اور غریب سجاح کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔ یہ کلام اللہ ہی ہے کہ جس نے بڑے بڑے نامی گرامی شاعروں اور خطیبونکو اپنا غلام بیدرم بنا کر ہی چھوڑا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جنکی فصاحت و بلاغت عرب سے ہند تک ضرب المثل ہے بڑے بڑے شعراء ہند بھی اُنکے نام نامی کے ساتھ "حسانِ ہند" کا خطاب حاصل کر کے فخر کرتے ہیں۔ اور کعب بن مالک جیسے نامور شاعر اور لبید بن ربیعہ جیسے فصحا اور بلغا کو اپنا غلام خاص ہی بنا لیا اور دوسرے معاند بجد کوشش کر کے مقابلہ قرآنمجید میں آئے مگر آخر کار شرمندہ ہو کر اُلٹے پانوں بھاگتے نظر آئے۔ ورنہ اسکے کیا معنے کہ مریں ماریں لڑیں جھگڑیں اور تن توڑ کوشش کے ساتھ ہر امر میں معاندین مقابلہ اسلام کا کریں۔ مگر قرآنمجید کے مقابلہ میں تیرہ سو اڑتالیس برس گذر جاویں لیکن قرآنمجید کی سی ایک دو آیت بھی مقابلہ میں لیکر آئے نہ آویں۔ خود اسکے لانیوالے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دوسرا کلام جسکو وحی غیر متلو یا حدیث کہتے ہیں اُسکی برابری سے عاجز۔ اس سے بڑھکر باعتبار فصاحت اور بلاغت معجزہ کی اور کونسی بات ہے جو قابل فہم عوام و خواص ثبوت اعجاز قرآنمجید میں لکھی جاوے۔ اس سے زیادہ جو کوئی ذی علم واقف علم معانی و بیان دیکھنا چاہے۔ اعجاز القرآن علامہ باقلانی وغیرہ معائنہ کرے۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم۔

بیان قوت دوم قبولیت غلبہ اور تاثیر قرآنمجید کا

سبحان اللہ قبولیت اور تاثیر اسقدر حیرت انگیز اور تعجب خیز کہ قتل کے ارادہ سے ننگی تلوار کھینچکر بڑے بڑے معاند آویں اور اس پاک کلام کو سنکر اور اسکے لانیوالے کو دیکھکر غلام جان نثار بنتے نظر آویں۔ تاریخ الخلفاء میں منجملہ بہت سی روایتوں مختصر اور طویل کے مختصر روایت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے متعلق کمال قبولیت اور تاثیر قرآنمجید پر دلالت

Marfat.com

کرنیوالی روایت کوذرا ملاحظہ کیجئے جسکو مسند امام احمد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ بحالت کفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہونچانیکے خیال سے نکلا اور مینے آپکو پایا کہ مسجد کعبہ میں مجھسے پہلے رونق افروز ہیں۔ میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوگیا اور آپ نے سورہ الحاقہ پڑہنی شروع کی جسکی خوبی تالیف کو سنکر میں حیران رہگیا اور دلمیں کہنے لگا کہ بموجب قول قریش کے بیشک یہ بہت ہی بڑے شاعر ہیں۔ آپ یہ آیت پڑہنے لگے۔

اِنَّهٗ[1] لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝	یعنی باعتبار تلفظ کے بیشک یہ قول بھیجے ہوئے صاحب عظمت اور کرم کا ہے اور نہیں ہے یہ قول شاعر کا۔

تھوڑا سا بھی ایمان رکھتے ہو۔ یا کچھ ایمان لاتے ہو۔

یہ سنتے ہی میرے ہر گوشہ قلب میں ایمان سما گیا اور میں شرف اسلام سے مشرف ہوگیا۔ تفسیر خازن میں ہے اس کلام پاک یعنے قرآن مجید ہی کا اثر تھا کہ جسکو سنکر بہت سے مشرکین عرب جب شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور انکو مشرکین مکہ سے بیحد تکلیفیں اور اذیتیں پہونچیں مگر باوجود ان بیحد تکلیفوں کے قرآنمجید سے منہ نہ پھیر سکے۔ اور مال اولاد باغ بغیچے اور تمام عیش و آرام کو خیرباد کہکے وطن چھوڑنا پسند کیا اور مصائب سفر مقابلے میں شیرینی قرآنمجید کے ایسے آسان ہوگئے کہ وطن قدیم مکہ معظمہ کو چھوڑکر بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین حبشہ کیطرف روانہ ہوگئے مگر وہاں بھی مشرکوں نے چین نہ لینے دیا اور تعاقب کیا اور بادشاہ حبش کو بہت کچھ تحفہ تحائف دیکر شاہ مذکور سے اس امر کے خواہشگار ہوے کہ ان مہاجر مسلمانوں کو اپنی سلطنت سے باہر نکال دے مگر یہ قرآنمجید ہی تھا کہ جسکو شاہ حبشہ اور اُسکے

---

[1] اس آیت سے جو شبہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآنمجید کلام رسول کریم ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ باعتبار دال علی کلام اللہ ہونے اور تلفظ کے قرآنمجید کو ہر قاری کا کلام کہہ سکتے ہیں مگر باعتبار اصل حقیقت کے جو کلام نفسی ازلی غیر محتاج آواز و حروف کے ہے وہ کلام اللہ ہے جسکو اللہ نے ہمارے تلفظ اور تلفظ جبرئیل علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر فرمایا ہے جسکی مفصل بحث جواب اعتراضات مقدمہ میں گذر چکی ۱۲ منہ رحمہ اللہ۔

ان دولت مہاجروں سے سنکر رونے لگے اور قرآنمجید نے انکے دلوں پر وہ اثر ڈالا کہ مسلمانوں کے
م بنگئے۔ اور مشرکین مکہ کو خائب و خاسر اپنی سلطنت سے نکالدیا۔ چنانچہ سیرۃ حلبی اور تفسیر
الم اور تفسیر خازن وغیرہ معتبر تفسیروں میں ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ معتبر مفسر
سیر آیہ کریمہ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى میں تحریر فرماتے
ہیں کہ جب قریش بیحد مسلمانوں کو ستانے لگے اور تمام قبیلے مشرکوں کے باہم اتفاق کر کر مسلمانو کو
سلام سے پھیرنے پر ہر ایک قسم کی تکلیف دینے لگے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا
سد جلشانہ نے حامی اور مددگار اور محافظ جان نثار آپ کے چچا ابو طالب کو بنا دیا آپ نے
وجب حکم الہی اپنے جان نثار مسلمانوں کو زمین حبشہ جانے کا حکم نافذ فرما دیا۔ چنانچہ گیارہ مرد
و چار عورتیں سب سے اول زمین حبشہ کیطرف جو روانہ ہوئے انکے یہ نام ہیں۔ حضرت عثمان بن
عفان اور انکی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور حضرت زبیر
بن العوام اور عبداللہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن عوف اور ابو حذیفہ بن عتبہ اور انکی بیوی سہلہ
بنت سہیل بن عمر اور مصعب بن عمیر اور ابو سلمہ بن عبدالاسد اور انکی بیوی ام سلمہ بنت امیہ اور
عثمان بن مظعون اور عامر بن ربیعہ اور انکی بیوی لیلی بنت ابی حیثمہ اور حاطب بن عمرو
اور سہیل بن بیضا۔ یہ سب آدھے دینار کرائے پر ایک کشتی لیکر نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پانچویں سال بعد رجب کے مہینہ میں روانہ ہوئے تھے۔ انکے بعد حضرت جعفر بن ابی
طالب تشریف لیگئے اسکے بعد اور بہت مسلمانوں نے وہیں ہجرت فرمائی اور حبشہ میں علاوہ
بچوں اور عورتوں کے بیاسی مسلمان مہاجر جمع ہوگئے۔ جب اس امر کی قریش کو خبر لگی
یش نے عمرو بن عاص کو دوسرے مشرکوں کے ساتھ بہت سے تحفے دیکر شاہ حبش
نجاشی اور انکے عالموں کیطرف روانہ کیا تاکہ شاہ حبش ان سب مسلمانوں کو اپنی سلطنت
سے نکالدے۔ عمرو بن عاص نے اپنی جماعت کے ساتھ حضرت نجاشی شاہ حبش کے سامنے
درخواست پیش کی کہ ہم میں ایک شخص ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ جو نبوت کا دعوی کرتے ہیں

Marfat.com

اور ہم تمام عقلاء قریش کو بیوقوف بتاتے ہیں اور اُنہوں نے اپنی ایک پوری جماعت کو آپکے ملک میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ آپ کے ملک میں بھی فتنے اور فساد پیدا ہو جائیں لہٰذا بطریق خیر خواہی کے اس امر کی اطلاع دینے کو آپکی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپکے یہاں فتنہ و فساد نہ پھیلے۔ یہ سنکر بادشاہ نے تمام مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا جب تمام مسلمان دروازے شاہی پر پہونچے باآواز بلند پکارے کہ کیا ہم اولیاء اللہ کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت ہے۔ بادشاہ نے اجازت دی اور کہا مرحبا باولیاء اللہ جب سب مسلمان داخل دربار ہوئے سب نے بادشاہ کو سلام کیا۔ مشرکوں نے انکے طریق سلام پر اعتراض کیا اور بادشاہ سے کہا کہ انکا آپ کے طریقے پر آپکو سلام نہ کرنا ہمارے قول کی تصدیق ہے کہ یہ نیا طریقہ پھیلانے اور فساد ڈالنے کو یہاں بھی آئے ہیں۔ جب اس امر کی بازپرس مسلمانوں سے کیگئی مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہمنے تمکو اس طریق پر سلام کیا ہے جس طریق پر اہل جنت آپسمیں سلام کرینگے اور جس طریق پر فرشتے آپسمیں سلام کرتے ہیں۔ یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ تمہارے پیغمبر عیسےٰ علیہ السلام اور انکی والدہ علیہا السلام کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ حضرت جعفر بن ابیطالب نے فرمایا وہ انکو اللہ کا بندہ اور اللہ کا سچا رسول جانتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ ایک کلمہ اور روح ہیں جنکو اللہ نے حضرت مریم علیٰ نبینا و علیہا السلام کے اندر پھونکا۔ اس حالت میں کہ وہ کنواری تھیں اور ختنہ کی ہوئیں۔ یہ سنکر بادشاہ نے ایک چھوٹی سی لکڑی زمین سے اُٹھا کر کہا خدا کی قسم تمہارے پیغمبر کی اثبات میں عیسےٰ علیہ السلام کی فرمائی ہوئی بات سے اس لکڑی کے برابر بھی فرق نہیں۔ یہ سنکر مشرکوں کے مُنہ کالے ہوگئے۔ اور بادشاہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ اس کلام الٰہی سے جو تمہارے پیغمبر پر نازل ہوتا ہے کچھ تمہارے یاد ہے۔ اگر یاد ہو تو پڑھو۔ یہ سنکر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورہ مریم کا پڑھنا شروع کیا اور جتنے نصاریٰ کے عالم اور درویش اور عام نصرانی بیٹھے ہوئے تھے رونے لگے اور اللہ کا کلام انکے

Marfat.com

اور البتہ پاوگی تم نزدیک زیادہ ایمان والونسے دوستی (۲۹۹) مین اونکو جو اپنے آپکو نصاریٰ کہتے ہیں اسواسطی کہ بعض اونمیں سے عالم اور وہ درویش ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی کلام کو دیکھو تم انکی آنکھیں بہتی ہیں آنسو سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو کہتے ہیں وہ اے رب ہمارے

دل پر اپنا کامل اثر کر گیا۔ انہیں کے متعلق یہ آیات کریمہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ معظمہ میں نازل ہوئیں۔ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

اور سورۂ مریم کو سنکر گریہ وزاری سے فرصت پاکر بادشاہ نے حضرت جعفر اور انکے اصحاب کو اپنے ملک میں آرام سے رہنے کی اجازت دی اور عمرو بن عاص معہ اپنی جماعت کے ناکامیاب واپس مکہ معظمہ آگئے اور مہاجر مسلمان آرام سے شاہ نجاشی کے پاس اسوقت تک مقیم رہے جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں رونق افروز رہے پھر جب آپ ہجرت فرماکر رونق افروز مدینہ طیبہ ہوئے اور آپ کے دشمن مقہور۔ تمام مسلمان حبشہ سے مدینہ طیبہ آگئے اور ابرہہ نجاشی شاہ حبش نے اپنے بیٹے مسمی ارحمی کو ساٹھ آدمیوں کے ساتھ دریا کے راستہ سے کشتی پر سوار کرکے خدمت اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ عریضہ دیکر روانہ کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک میں تصدیق قلبی کے ساتھ اقرار کرتا ہوں کہ بلاشبہ آپ اللہ کے رسول برگزیدہ ہیں اور میں اس تصدیق پر حضور سے بیعت کرتا ہوں۔ اور حضرت جعفر آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر تو پہلے ہی بیعت کرچکا ہوں اور خالصاً مخلصاً اللہ رب العالمین کیواسطے مسلمان ہوچکا ہوں اور اگر حضور ارشاد فرمادیں میں خود خدمت اقدس میں حاضر ہوں مگر حضرت ارحمی بتقدیر ایزدی حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر نہو سکے اور وسط دریا میں

انکی کشتی غرق ہوگئی مگر اُنسے پہلے حضرت جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ جو ستر آدمیوں کے ساتھ حبش سے مدینہ طیبہ کو براہ دریا روانہ ہوچکے تھے اُسوقت مدینہ طیبہ میں ہوتے ہوئے خیبر پہونچے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہود خیبر پر فتحیاب ہوکر خیبر میں رونق افروز تھے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان ستر آدمیونکو جو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ سورہ یٰسین کو سنایا یہ سب رونے لگے اور سب مسلمان ہوگئے اور حضور پر ایمان لاکر کہنے لگے کہ یہ کلام پاک اُس کلام سے جو عیسٰے علیہ السلام پر نازل ہوا تھا بہت ہی متشابہ ہے۔ ان ستر آدمیوں میں باسٹھ حبشہ کے راہب اور عالم تھے اور آٹھ شامی راہب تھے بعض کا قول ہے کہ آیہ کریمہ مذکورہ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً الآیۃ انہی کی شان میں نازل ہوئی تھی۔ اور بعض کا قول ہے اُن نصارٰی کی شان میں نازل ہوئی تھی جنمیں قبیلہ بنی حارث بن کعب سے چالیس نجران کے تھے اور بتیس حبش کے راہب اور آٹھ رومی شام کے رہنے والے۔

کاتب الحروف ابن نجف غفر اللہ لہما کہتا ہے کہ نازل کسیکی ہی شان میں ہوئی ہو مصداق تو اس آیۃ کے سبھی بن سکتے ہیں۔ پھر اگر تاثیر قرآن مجید اور قبولیت قلوب کلام اللہ کے متعلق احادیث و روایات نقل کیجاویں ایک مستقل بڑی ضخیم کتاب بھی اُسکو کافی نہیں ہوسکتی۔ مگر اب ہم اُن اقوال علماء نصارٰی اور منصف مزاج ذی علم پنڈتوں حال کے نقل کرتے ہیں جنسے اسدرجہ تاثیر اور قبولیت قلوب قرآن مجید ظاہر ہے جسکی نظیر آجتک کسی دوسری کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ یہی ایک کتاب اللہ ہے کہ جس نے اپنے زمانہ کے ابوجہل جیسے ہٹ دھرم معاندوں سے تو جب اُنسے باوجود ہم زبان ہونے اس کلام پاک اور مجید و عوٰی فصاحت و بلاغت کے اسکا مقابلہ نہ ہوسکا یہ کہلوا ہی دیا تھا کہ:-

"اِنَّ لَهٗ لَحَلَاوَةً وَّاِنَّ لَهٗ لَطَلَاوَةً وَّاِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ کَلَامِ الْبَشَرِ"

مگر اب ہی فقط اپنے مضامین ہی کی خوبی دکھلا کر اُن منصف مزاج غیر متعصب علماء نصارٰی

ے بیشک قرآن مجید میں البتہ حلاوت اور اوسی عجیب ہے اور بیشک وہ انسان کا کلام ہرگز نہیں۔

Marfat.com

اور ہنود کو اپنی طرف بُلا رہی ہے اور مختلف پیرایوں میں اپنی حقانیت کی تعریف کرا رہی ہے
دیکھو انتخاب لکچر پادری اسرک ٹیلز مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور
ص ۱۷ ۔ جو شخص مذہب اسلام قبول کرتا ہے وہ ہمیشہ کے لیئے اسی مذہب کا ہو رہتا ہے اور اسکی گرفت بڑی مستحکم ہوتی ہے ۔ عیسائی مذہب کی گرفت ایسی مستحکم نہیں ہے (چند سطر بعد) عیسائی مذہب کا نمبر حد سے چڑھا اور بہت ہی بڑھا ہوا ہے لیکن اسلام نے دنیا کے مہذب بنانے میں عیسائی مذہب سے زیادہ کام کیا ۔ مؤلف ۔ اسکے بعد پادری صاحب اسلام کی وجہ سے جو اوصاف مسلمان ہو جانیوالوں میں پیدا ہو جاتے ہیں بیان کرتے ہیں اُن میں سے دو وصف نقل کئے جاتے ہیں جو نہایت قابل لحاظ اور ایک سچے انصاف کے ساتھ دیکھنے کے قابل ہیں ۔
ص ۱۸ ۔ بے حجابی کے ساتھ ناچنے کودنے اور علانیہ زن و مرد کے ہم صحبت ہونے کی عادتیں چھوٹ جاتی ہیں عورات کی عفت کا ایک وصف خاص کے طور پر خیال رکھتے ہیں (چند سطر بعد) ہم نے لکھو کھا اور کروڑہا روپیہ اور بیشمار جانیں افریقہ میں تلف کرا دیں اور اُسکے معاوضہ میں بہت کم ایسی باتیں ہونگی جن کو ہم پیش کر سکیں نو عیسائیوں کا شمار ہزاروں میں کیا جا سکتا ہے اور نو مسلموں کا حساب لاکھوں کسے ذریعہ سے لگ سکیگا ۔ یہ بڑے بیڈھب واقعات ہیں جنکا جواب دینا بہت مشکل ہے اور اُن سے تجاہل کرنا سخت جہالت ہے ۔
ص ۱۹ ۔ اسلام میں عملی طور پر اخوت کا برتاؤ ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہر صحبت میں یکساں سمجھے جاتے ہیں ۔ یہ اسلام میں ایک ایسی چاشنی ہے جسکو دیکھکر منہ میں پانی چھوٹنے لگتا ہے ۔
ص ۲۱ پس ہم کہتے ہیں کہ ہکو یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض باتوں میں مسلمانوں کا اخلاق ہمارے اخلاق سے بڑھا ہوا ہے ۔ خدا کی مرضی پر شاکر رہنا پرہیزگاری خیرات ۔ راستی باہمی اخوت ان سب باتوں میں اہل اسلام اک ایسی نظیر قایم کرتے ہیں جسکی اگر ہم تقلید کریں تو ہمارے لئے بہتر ہو ۔ اسلام نے شراب خواری ۔ قمار بازی اور زنا کاری ان تینوں برائیوں کو جنہوں نے عیسائی ملکوں کو بالکل ذلیل و خوار کر رکھا ہے یک قلم موقوف کر دیا ۔

Marfat.com

انتخاب لیکچر ڈاکٹر جی ڈبلیو لائیٹنر۔ مطبوعہ رحمانی پریس لاہور

(یہ لیکچر انگلشمین اخبار سورخہ ۲۶ جولائی ۱۸۷۹ء میں چھپا) صفحہ ۳ میں عیسوی موسوی مذاہب کا ذکر کر کے لکھا۔

یہ دونوں مذہب دین اسلام کے زینے ہیں اور جس مذہب کی تعلیم حضرت نے کی وہ اسکی بلندی کی کامل انتہا ہے۔ ہم ہی اسی تلاش میں سرگرداں رہنے کا دعوٰی کرتے ہیں کہ احکام الٰہی کی پوری تعمیل کریں خدا کو اپنے روزانہ کاروبار میں ہر وقت حاضر و ناظر سمجھیں تاکہ ہمکو وہ امن حاصل رہے جو فہم و ادراک سے مبرّا ہے اور قضائے الٰہی کے تابع رہیں لیکن مسلمانوں میں یہ عقیدہ بڑھتے بڑھتے انکی مذہبی عمارت کا وہ پتھر بنگیا جو ٹھوکر کھانیوالے کونے پر نکلا رہتا ہے (چند سطر بعد) اپنے عیسوی اور موسوی مذاہب کی پوری واقفیت سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے مذہب کی بنیاد صرف دوسرے مذہبوں کی نقل کرنے یا انکے عمدہ مسائل چن لینے ہی پر نہیں قائم کی بلکہ اگر خداوند کریم کے پاس سے الہام آنا برحق ہے تو آپکا مذہب الہامی بھی ضرور تھا۔ میں نہایت ادب سے اثبات کا دعوٰی کرتا ہوں کہ اگر نفس کشی کاروبار میں راستبازی اپنی تبلیغ پر پکا بھروسا زمانے کی قباحتوں میں حیرت انگیز عبور انکے رفع کرنیکے واسطے اچھے ذریعے حاصل کرنا اور انکا عمدہ طور پر کام میں لانا الہام کے ظاہر آثار ہوں تو حضرت محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مشن بیشک الہامی تھا۔

ص۴۔ آپ کے اس خیال نے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب کی برکتیں میری ہی قوم تک محدود نہ رہیں بلکہ دنیا بھر میں پھیل جائیں۔ کروروں بنی نوع انسان کو مہذب اور شائستہ بنا دیا۔ اگر آپ اس ہمدردی کو دخل نہ دیتے تو یہ سب لوگ وحشی کے وحشی ہی رہجاتے اور ان میں وہ اخوت قائم نہ ہوتی جو اسلام نے نظری نہ عملی طور پر کر کے دکھا دی

ص۵۔ ظاہراً مسلمانوں کی مقدس کتابوں میں نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کی پابندیوں کے واسطے ضروری ہدایات موجود ہیں۔ چونکہ وضو نماز سے قبل کیجاتی ہے اسلئے اس مسئلہ صفائی پر کہ صفائی خداشناسی کا آسان ذریعہ ہے مسلمان عملی طور پر پابند ہیں۔

Marfat.com

ص۶- زکوٰۃ دینے والے کو اس غرض سے کہ خدا کے نزدیک بھی وہ مقبول ہو جائے یہ ثبوت دینا ضروری ہے کہ وہ رقم اسکے قبضہ میں بطریق جائز آئی ہے۔

ص۷- شراب- خنزیر- غیر ذبیحہ گوشت کی ممانعت اور اُن اشیا کے جدا کر دینے کے احکام جنکا رہجانا باعث نقصان ہے مسلمانوں پر تکلیف دہی کی غرض سے نافذ نہیں کئے گئے ہیں۔ بلکہ جسمانی و روحانی فائدہ رسانی کے لئے جاری ہوئے ہیں۔

ص۸- جماعت اسلامی کا خاموش سکوت اور قاعدے سے نماز کے مختلف ارکان ادا کرنا دلونکو عبادت الٰہی کا جو سماں دکھاتا ہے اُس سے بڑھکر کوئی دوسرا ذریعہ نہیں انگریز لکیر کے فقیر بننے پر معترض ہوتے ہیں لیکن اکثر منشائے اصول چھوڑ کر وہ خود رسم و رواج کی پرستش کرنے لگتے ہیں فی الحقیقۃ انگریزوں کی چھان بنان صدہا خرابیوں کی جڑ ہے (اور اسی صفحے پر) ہم نہیں سمجھ سکتے کہ قوانین ہدایت عامہ کیواسطے موضوع ہوئے ہیں اور انکی عبارت ہم پر حاوی نہیں ہے بلکہ ہم اُسپر حاوی ہیں کیونکہ جو معنے چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں جو بمقابلہ اصل عبارت کے زیادہ تر قابل لحاظ ہوتے ہیں۔ ہماری برائے نام خیرات ہمارا مغلق مذہب اور ہمارے سکلف قواعد مشرقی جیتے جاگتے شاعرانہ اور خیالی اعتقادات سے جنکو ہمنے اختیار کرلیا ہے بالکل برعکس ہیں۔ اگر محمدی اصول پر مغربی سوسائٹی کی بنیاد قایم کی جاوے تو یورپ سے سوشیالسٹ اور نہلسٹ فرقوں کا نام مفقود ہو جائے۔ کیونکہ بخلاف ہماری تہذیب کے اسلام نے قناعت کے برعکس تعلیم نہیں دی۔

ص۹- ہندو اور عیسائیوں کی شادیوں کا طریقہ اصطباغی ہونے کی وجہ سے نکاح کا تقدس اسقدر معلوم نہیں ہوتا جتنا کہ مسلمانوں کے یہاں معلوم ہوتا ہے۔

ص۱۰- مجھے اس امر کے اظہار میں کچھ بھی پس و پیش نہیں ہے کہ اہل اسلام اپنے خاندان پر مہربانی اور علمائے دین کی عزت بزرگوں کی تعظیم مسافروں کی ہمدردی اور بے زبان مواشی پر رحم کرنے میں عیسائیوں کے واسطے نمونہ ہیں۔

Marfat.com

ص ۱۱۔ خوش قسمتی سے ہم کوئی کہانی نہیں لکھتے ہیں بلکہ تاریخ کی رو سے ایسے شخص کے حالات قلمبند کر رہے ہیں جسکا ہر قول فعل حدیث (مجموعہ روایات) میں موجود ہے جو قرآن (مجید) کے بعد مسلمانوں کا ہدایت نامہ ہے۔ ان احادیث کی صحت کی کامل تحقیقات کیجاتی ہے اور اگر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ فلاں حدیث آپ کے کسی خاص صحابی کی زبانی سُنی تو وہ مجموعۂ احادیث سے خارج کر دیجاتی ہے اور پھر یہ بحث ہوتی ہے کہ محدثین نے اسکو کہاں سے پایا۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے قول و فعل کی تحقیقات کے واسطے اسطرح کا کوئی طریقہ مقرر نہیں ہے۔

ص ۱۴۔ اسلامی ملکوں میں نہ تو بیٹورن قمار خانے اور کسبیوں کے چکلے ہوتے ہیں اور نہ وہاں طوائفوں کے ایکٹ جاری کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اُنکے روزمرہ کی گفتگو اکثر یورپین سے زیادہ مہذب ہوتی ہے۔

انتخاب منقولات کتاب روائز ڈ فیتھ آو اسلام مصنفہ ڈبلیو۔ ایچ مسٹر عبداللہ کوئیلیم مطبوعہ مُطبع اسلام آگرہ

(قول ڈبلیو ڈارکو ہارٹ) مذہب اسلام میں نہ تو نئے نئے قواعد اختراع ہوتے ہیں اور نہ ہمیں نیا الہام ہوتا ہے اور نہ کوئی نیا حکم ہوتا ہے اور نہ کوئی امامت ہوتی ہے اس میں ایک مجموعۂ قوانین واسطے ابنائے جنس اور ریاست کے ہے جسکا عملدرآمد بہ پابندی مذہب ہوتا ہے۔

ص ۱۵ و ۱۶۔ (قول جوزف تامسن سیاح افریقہ از اخبار ایڈنبرا) مجھے بمقابلہ آپکے اور نامہ نگاروں کے مشرقی وسطی افریقہ کا زیادہ تجربہ ہے۔ میں دلیرانہ بیان کرتا ہوں کہ اس حصہ میں بردہ فروشی اسوجہ سے مروّج ہے کہ وہاں دین اسلام کی تلقین نہیں کی گئی۔ اگر دین اسلام وہاں ہوتا تو یہ رسم بھی وہاں مسدود ہو جاتی۔

ص ۳۴۔ (جون ڈیون پورٹ کا قول کتاب "محمد اینڈ قرآن" سے) تواریخ صحیح کے دیکھنے سے آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کی وہ نیکیاں ظاہر ہوتی ہیں کہ بمقابلہ جنکے مریسی پریڈیو فریڈرک

وغیرہ کی متعصبانہ تحریر کچھ بھی وقعت نہیں رکھتی۔

ص ۴۶۔ (ٹامس کارلائل) جب تم ایک دفعہ اچھی طرح سے قرآن کو پڑھ لوگے تو اصلی صورت اُسکی خودبخود تمکو نظر آنے لگے گی اور یہ خوبی اُس میں ایسی ہے کہ عالمانہ تصانیف میں نہیں آسکتی جو کتاب دل سے نکلی ہوگی وہی دلوں میں سرایت کرے گی اُسکے آگے مصنفین کے تمام صنائع بدائع ہیچ ہیں اصلی خوبی قرآن کی اسکا جیوں کا تیوں ہونا ہے جیسی یہ کتاب صاحب کتاب کے منہ سے نکلی تھی وہی ہے۔ قرآن کے تمام مطالب بلا تصنع ہیں اسکو میں کتاب کی خوبی جانتا ہوں اور صرف یہی خوبی کتاب کے لئے کافی ہے اور اسی ایک خوبی سے سب قسم کی خوبیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔

ص ۴۷ (سر ولیم میور) اُس احکم الحاکمین یعنی ذات باری کے وجود ثابت کرنیکے لئے اور انسان کو مطیع اور شکر گذار بنانے کو اُسکی بادشاہت کا دعویٰ قائم کرنے کی غرض سے قرآن میں دلائل بھرے پڑے ہیں جنکو اسکی شان رزاقی اور قدرت سے مستخرج کیا ہے آنیوالی دنیا میں بُرائی اور بھلائی کا عوض ملیگا اور نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی ضرورت اور مخلوق کی خوشی اور فرض یہی ہے کہ خالق کی اطاعت اور پرستش کرنے اور اس قسم کے اور مضامین قرآن میں خوبصورتی اور زور شور سے بیان ہوئے ہیں اور اسکی زبان میں حقیقی شاعری بکثرت ہے اسیطرح سے روز حشر کا عقل کے موافق ہونا بہت قوی خیالات کے ذریعہ سے سکھایا گیا ہے اور خاصکر کے اُس تشبیہ کے ساتھ جنوبی ممالک میں محض دلپر نقش ہوجاتی ہے یعنی کہا گیا ہے کہ دیکھو ہمنے اس زمین کو جو مدت سے خشک اور مُردہ تھی یکایک آسمان سے دھواندھار مینہ برسا کر کسطرح زندہ کردیا ہے پھر تمکو آدمی کا مار کر جلانا کیا مشکل ہے۔

ص ایضاً۔ (واشنگٹن ارونگ) قرآن کے اصول خالص اعلیٰ اور مہربانی سے پُر ہیں۔

ص ایضاً۔ (قول گبن مؤرخ) بحر اٹلانٹک سے دریائے گنگا تک قرآن قانون کی اصل مانا گیا، صرف مذہب کا ہی نہیں بلکہ دیوانی اور فوجداری مقدمات بھی اُسی سے فیصل ہوتے ہیں اور انسان کے افعال اور مال کے معاملات خدا کی غیر مبدل منظوری سے انتظام پاتے ہیں۔

Marfat.com

ص۵۴ (اینڈ منڈ برک) مسلمانی قانون نے بادشاہ سے لگا کر فقیر تک سب کو اپنے قبضے میں کر لیا
ایسا عقلمندانہ عالمانہ روشن ضمیر انتظامی قانون آجتک دنیا میں پیدا نہیں ہوا۔

ص۵۶ (جیمس مانٹگمری) نماز روح کی حقیقی خواہش ہے چاہے وہ پکار کر پڑھی جائے
یا آہستہ آہستہ۔ نماز ایک پوشیدہ آگ کی حرکت ہے جو دل میں بھڑکتی رہتی ہے۔ نماز ایک
وزنی آہ اور ایک گرتا ہوا آنسو اور آنکھ اٹھا کر آسمان کے خدا کی طرف دیکھنا ہے جس وقت کہ
کوئی آس پاس نہیں ہوتا۔ نماز ایک سیدھی سادھی معصوم بچّوں کی سی گفتگو ہوتی ہے
اور وہ اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو سیدھی آسمان پر خدائے ذو الجلال کے پاس پہنچ جاتی
ہے۔ نماز ایک پشیمان گنہگار کی آواز ہے جسے اُسکی ہر ادا سے پیدا ہونا چاہیئے اُسوقت فرشتے خوش
ہو کر خدا کی درگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مالک دیکھ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ نماز مسلمانوں کی
روح رواں ہے۔ نماز مسلمانوں کے لئے وطن کی ہوا ہے اُنکے مرنیکے بعد بہشت کی کنجی ہے وہ
اسی سے بہشت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

ص۵۹ (لین) مسلمانوں کی جماعت کی نماز میں حد سے زیادہ سنجیدگی اور تہذیب برتی جاتی ہے
وہ نماز میں کوئی ناشائستہ حرکت یا بدتہذیبی کی بات نہیں کرتے اور بالکل اپنے خالق کی عبادت
میں محو معلوم ہوتے ہیں انکے چہرے سے ریاکاری یا جبر نہیں معلوم ہوتا۔

ص۶۰ (باسورتھ اسمتھ) خدا کی قدرت سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تین۳ باتیں
جمع ہیں۔ آپ ایک قوم اور ایک سلطنت اور ایک مذہب کے بانی ہیں جسکی نظیر تاریخ
میں کہیں ملتی ہی نہیں۔ آپ خود ناخواندہ تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے اسپر بھی آپ کی
کتاب میں شاعری اور مجموعہ قوانین اور عام نماز اور مسائل مذہبی سب موجود ہیں اور روئے زمین
کے انسانوں کا چھٹا حصہ اُسے پاکیزگی عبارت اور عقلمندی اور سچائی کا ایک معجزہ مانتا ہے۔
(دو۲ فقرے بعد) اور واقع میں معجزہ ہی ہے۔

ص ایضاً (ایسٹرن چرچ مصنفہ ڈین اسٹینلی صـ۲۷۹) بلاشک قرآن کے احکامات کا بہت گہرا نقش دلپر

Marfat.com

تا ہے ایسا بائبل کا عیسائیوں کے دلوں پر نہیں ہوتا۔

ص۶۵ (کارلائل) علاوہ سب باتوں کے میں آنحضرت (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اسلئے پسند کرتا ہوں کہ آپ بازاری اور بیہودہ گفتگو سے بالکل بری ہیں اور نہیں چاہتے کہ اپنی حیثیت سے اپنے کو بڑھا کر دکھلادیں (یعنی اپنے کو خدا کہلائیں) آپ سیدھے سادے بیساختہ اور اپنی مدد آپ کرنیوالے باشندے عرب کے ویرانے کے ہیں نہ تو آپ میں دکھلاوٹ کے لئے غرور تھا نہ حد سے زیادہ انکسار ہر موقع پر جیسی ضرورت ہوتی تھی ویسے ہی آپ ہو جاتے تھے اپنے پیوند لگے ہوئے جوتے اور جُبّے میں صاف صاف ویسی ہی باتیں کرنے لگتے تھے جیسی شاہان فارس یا سلاطین یونان کرتے ہیں اور جو کچھ آپ فرماتے تھے وہ بادشاہوں کو ماننا پڑتا تھا۔

ص۶۶ (مدح اسلام میں) اسکے اصول عمدہ ہیں جنمیں اعلیٰ درجہ کی روحانیت ہے بارہسو [۱۲۰۰] برس سے وہ پانچویں حصہ دنیا کا مذہب اور عزیز رہتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ ایسا مذہب ہے جو تہ دل سے مانا جاتا ہے عرب اپنے مذہب کو مانتے اور اسپر زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ قدیم سے کوئی عیسائی بلکہ شاید حال کے انگلستانی پیورٹن بھی اس طور سے اپنے مذہب پر قائم نہیں ہیں جیسے مسلمان اپنے مذہب پر ہیں۔ وہ اپنے مذہب کو پورا پورا مانتے ہیں اور روقت اور ابدی زندگی کا مقابلہ اسکے ساتھ کرتے ہیں آجکی رات بھی قاہرہ کی سڑکوں کا چوکیدار جب کہتا ہے۔ کون جاتا ہے تو اپنے سوال کے جواب کے ساتھ مسافر سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ سنتا ہے۔ اسلام ان کروڑوں کالے آدمیوں کی روح اور روزمرہ میں سمایا ہوا ہے۔

ص۶۶ (ڈاکٹر مارکس ڈوڈس) دو اعلیٰ درجہ کی خوبیاں مسلمانوں میں بہ نسبت عیسائیوں کے زیادہ عیاں ہیں۔ انہیں اپنے خدا کے اقرار میں ذرا تامل وخوف نہیں ہوتا اور یہ بڑا مسئلہ انکے عمل میں ہے کہ خدا کی عبادت مندروں (مسجدوں) یا کسی خاص جگہ کے ساتھ مقید

Marfat.com

نہیں ہے بڑی عزت ہے اُن نماز پڑھنے والے آدمیوں کی جنکی مسجد اُنہیں کے ساتھ ہر جگہ رہتی ہے جو شادیوں کے وحشیانہ شور میں جنگ کے نہایت شدید انتظام میں چلتے ہوئے جہاز پر بھیڑ بھاڑ کے بازار میں اجنبی ملک میں چاہے وہ کتنی ہی دور ہو جائے کتنا ہی مختلف ہو بہنچ سے اُنکے خیالات اُنکے طریقوں اور پوشاک یا گفتگو کے وہ خاموشی سے اپنی جانماز بچھالیں گے اور مکہ کیطرف اپنا عاجز موںھ کر لیں گے گویا تمام دنیا کیطرف سے اندھے ہو گئے ہیں اور ہر آواز کیطرف سے بہرے ہیں جو دل کو اُچاٹی ہو سادی زبان میں خدا کی حمد کرتے ہیں۔ دل سے اُسکے حضور میں مناجات کرتے ہیں اور نماز کے وقفوں میں اسطور سے ٹھہرے رہتے ہیں گویا اسکی عظمت میں محو ہیں۔

صؔ (ہمارے ہندوستانی مسلمان) مصنفہ ہنٹر صفحہ ۱۷۹۔ اسلام کی عظمتوں میں ایک عظمت یہ بھی ہے کہ اُسکے مندر (مسجدیں) ہاتھوں سے بنے ہوئے نہیں ہوتے اور اُسکی نماز خدا کی زمین پر اور اُسکے آسمان کے نیچے ہر جگہ ہو سکتی ہے۔

انتخاب کتاب (اسلام انسان کے حق میں رحمت ہے) مطبوعہ اسلامیہ پریس لاہور صؔ (لائف آف محمد) (صلی اللہ علیہ وسلم) مصنفہ سر ولیم میور (عیسائی)

ہم بلا تامل اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے (یعنی مذہب اسلام نے) ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو جنکی تاریکی مدتوں سے عرب کے جزیرہ نما پر چھا رہی تھی کالعدم کر دیا۔ اسلام کی صدائے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہو گئی اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ہر ایک جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا ہے جیسا کہ خاص حضرت محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دل میں تھا۔ مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنے ہیں یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے

کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے برادرانہ محبت رکھیں یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیئے۔ نشے کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اسمیں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔

ص۲ (گبن مورخ) حضرت محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سیرت میں سب سے اخیر جو بات غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ انکا عظم وشان لوگوں کی بھلائی اور بہبودی کے حق میں مفید ہوا یا مضر جو لوگ کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سخت دشمن ہیں وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اس بات کو تو ضرور تسلیم کرینگے کہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ رسالت ایک نہایت مفید مسئلے کی تلقین کے لئے اختیار کیا گو وہ کہیں کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اُس سے اچھا ہے۔ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی اور پاکیزگی اور اُنکے بانیوں یعنے اگلے پیغمبروں کی نیکیوں اور معجزوں اور ایمانداری کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے۔ عرب کے بت خدا کے تخت کے روبرو توڑ دیئے گئے اور انسان کے خون کے کفارے کو نماز روزے خیرات سے بدل دیا۔ جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادے طریقے کی عبادت ہے (دو فقروں کے بعد) آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں میں نیکی اور محبت کی روح ڈالدی آپس میں بھلائی کرنیکی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں اور یتیموں پر ظلم وستم ہونے کو روکدیا۔ تو میں جو کہ مخالف تھیں اعتقاد میں فرمانبرداری میں متفق ہوگئیں۔ خانگی جھگڑوں میں جو بہادری بیہودہ طور سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے دشمن کے مقابلہ پر مائل ہوگئی۔

ص۳ (اپالوجی فار دی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اینڈ قرآن مصنفہ جان ڈیون پورٹ) اس بات کا

Marfat.com

خیال کرنا جیسا کہ بعضوں نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن (مجید) میں جس عقیدے کی تلقین کی گئی ہے اسکی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی تھی کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ سب بلا تامل اسبات کو تسلیم کرینگے کہ حضرت محمد (صلے اللہ تعالی علیہ وسلم) کا دین مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا (دوسطر بعد) پس ایسے اعلیٰ وسیلے کی نسبت جسکو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسی لغو اور بیہودہ بات ہے جب ان معاملات پر خواہ اُس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اُس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کیجائے تو بجز اسکے اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ اُسپر نہایت دل سے توجہ کیجائے۔ اس امر میں بھی کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو بمقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور اُنپر غور کی ہے اُنمیں سے بہت ہی کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات متردد اور صرف اسبات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہوں کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں۔ بلکہ اسبات کا اعتقاد کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہوگا۔

ضںا (ٹامس کارلائل مصنف لکچرز آن ہیروز) اسلام کا عرب کی قوم کے حق میں آنا گویا تاریکی میں روشنی کا آنا تھا۔ عرب کا ملک پہلے ہی پہل اُسکے ذریعہ سے زندہ ہوا اہل عرب گلہ بانوں کی ایک غریب قوم تھے اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانوں میں پھرا کرتے تھے اور کسی شخص کو اُنکا کچھ خیال بھی نہ تھا۔ اُس قوم میں ایک اولوالعزم پیغمبر ایسے کلام کے ساتھ جسپر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف نہ تھا وہ تمام دنیا میں مشہور ہوگئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز بنگئی۔ اسکے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہوگئی عرب کی بہادری

اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہائے دراز تک دنیا کے ایک بڑے حصے پر چمکتی رہی (دو سطر بعد) یہی عرب اور یہی حضرت محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک میں پڑی جو ظلمت میں کس مپرس ایک ریگستان تھا۔ مگر دیکھو کہ یہ ریگستان زور شور سے اُڑ جانے والی باروت نے نیلے آسمان تک اُٹھتے ہوئے شعلوں سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کر دیا۔

انتخاب کتاب مؤید الاسلام مصنفہ جون ڈیون پورٹ مطبوعہ مطبع بدر الدجی دہلی

ص۱۔ اس کتاب کی تصنیف سے میری غرض یہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وقائع عمری پر جو جھوٹے الزامات اور بے انصافانہ بہتان ہوئے ہیں انکو رفع کروں اور یہ ثابت کروں کہ آپ فی الحقیقت خلق اللہ کے بڑے مربی اور نفع رساں تھے وہ مصنف جنہوں نے تعصب مذہبی کے سبب سے اُس محی عبادت واحد مطلق کے شہرے پر داغ لگایا ہے اُنہوں نے یہی ظاہر نہیں کیا کہ ہم نا منصف اور اُس عدل سے خالی ہیں جسکے اتباع کے واسطے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اسقدر شد و مد سے تاکید فرمائی ہے بلکہ اُنہوں نے اپنی رائے میں بھی غلطی کی ہے کیونکہ ادنیٰ فکر میں انکو یقین ہو جاتا کہ یہ عیسائیوں اور اُس زمانیکے عقلا کا طریقہ نہیں ہے کہ نبی اور اُسکے مقولوں پر نکتہ چینی کریں (ایک فقرے بعد) یا بہ تبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو اسطرح بیان کرسکتے ہیں کہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ایک شارع مذہب اور مقنن ملت خیال کرنا چاہئیے۔

ص۸۔ جب ہم اسبات کا خیال کریں کہ آپ کی پیدائش سے پہلے اہل عرب کا کیا حال تھا اور وہ آپ کے بعد کیسے ہوگئے۔ اور علاوہ اسکے اسبات پر بھی غور کریں کہ آپ کے مسئلوں نے کروڑہا آدمیوں کے دل میں کیسی گرمی پیدا کی اور قائم رکھی تو اس صورت میں ایسے بڑے آدمی کی صفت اور ثنا نکرنا بہت بڑی بے انصافی ہوگی۔

ص ایضاً۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ تمام مقنن اور فتح کرنیوالوں میں ایک کا بھی نام اسطرح نہیں ہے

لیا جاسکتا جسکے وقائع عمری آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کے وقائع عمری سے زیادہ تر مفصل اور صداقت سے لکھے گئے ہوں۔

ص ۱۵۔ آپ شام کے جنگل میں ایک عبادت خانہ کے قریب پہونچے اُن میں سب سے بڑے پادری نے حضرتؐ کو بغور دیکھکر ابوطالب کو ایک گوشہ میں لیجاکر کہا اپنے بھتیجے سے خبردار رہنا اور انکو یہودیوں کی شرارت سے بچانا کیونکہ یہ یقینی ایک بڑے مطلب کے واسطے پیدا ہوئے ہیں۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ اس پادری کی پیشگوئی بالکل پوری ہوئی۔

ص ۱۷۔ آپکا دل آویز تبسّم۔ عمدہ اور رسیلی آواز۔ آزادی اور صاف دلی سے بات کرنا ہر ایک آدمی کو جس سے آپ خطاب کرتے متوجہ کر لیتے تھے۔ آپ میں فرشتوں کی صفات تھیں۔ آپ کی نصیحت جلد مؤثر ہوتی تھی۔ حافظہ خوب تھا۔ خیال بلند پرواز اور دلیرانہ تھا۔ رائے صائب تھی طبیعت دلیر تھی۔ اور آپ کی صاف دلی اور یقین کی نسبت کیسکی رائے کچھ ہی کیوں نہ ہو آپکا استقلال پیروی میں اُس بڑے مطلب کی جسکے واسطے آپ پیدا ہوئے تھے ہر آدمی کی تعریف کو زبردستی اپنی طرف راجع کرتا تھا۔

ص الیضاً (از گبن مؤرخ) آنحضرت (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حُسن میں شُہرۂ آفاق تھے (دو نقرو؟) لوگ آنحضرت (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شاہانہ شکل اور رسیلی آنکھوں اور وضعدار تبسّم اور بکھری ہوئی داڑھی اور ایسا چہرہ جو دل کے ہر ایک جذبہ کی تصویر کھینچدے اور ایسی حرکت اعضا جو زبان کا کام دے تعریف کیا کرتے تھے۔

ص ۱۵۔ عبداللہ کے صاحبزادے نہایت عمدہ قوم میں تربیت والے ہوئے انھوں نے نہایت فصیح عربی کا استعمال کیا اور اُنکی طلاقت لسانی اور بلاغت کو انکی عقلمندی خاموشی نے نہایت ترقی دی۔

ص ۲۳۔ یہ بات آپ کی صاف باطنی پر خوب دال ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے

آپ کے دوست اور اہلِ خاندان تھے جو آپ کی عادت سے خوب واقف تھے۔
(معاذاللہ) آپ . . . . ہوتے تو یہ لوگ آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے اور اُنپر بھی یہ
. . . . ضرور ظاہر ہوتا۔

ص ۴۳۔ آپ میں چار صفتیں مجتمع تھیں آپ بادشاہ سپہ سالار اور قاضی اور واعظ تھے سب کو اس امر پر اتفاق تھا کہ آپ پر خدا کیطرف سے وحی نازل ہوتی ہے اور جیسے آپکے معتقدین کو آپ سے ارادت اور محبت تھی ایسی کبھی کسی اور نبی کی اُمتوں کو اُس سے نہیں ہوئی لوگ آپکی اسقدر عظمت کرتے تھے کہ اگر کوئی چیز آپ کے بدن مبارک سے مس ہو جاتی تو اسکو متبرک خیال کرتے اگرچہ آپکو شہنشاہ ہونے سے بھی زیادہ اقتدار اور اختیار تھا مگر آپ نہایت سیدھی سادی وضع سے بسر کرتے تھے۔

مؤلف۔ بارگاہِ رسالت سے سلاطین کے پاس فرامین جاری ہونے کی کیفیت اور فرمان عالی کی خدمت میں خسرو پرویز بدبخت کی گستاخیوں کی حالت اور اسکا حاکم یمن کو تنبیہاً پر مقرر کرنا لکھکر کہتے ہیں۔

ص ۴۶۔ جب آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اس بے ادبی کی خبر ہوئی آپ نے یہ کلمات باآواز بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ خسرو کی سلطنت اسیطرح پارہ پارہ کردیگا اور اُسکی دعاؤنکو نامقبول فرمائیگا تھوڑے عرصہ بعد خسرو کو اُسکے بیٹے سرسیز (شیرویہ) نامی نے قتل کرڈالا بدہیم (باذان) مع اپنی رعیت کے مسلمان ہوگیا (چند سطر بعد) آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کامیابی کی یہ دلیل ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں صرف نیکو خصائل اور زور شمشیر ہی مجتمع نہ ہوا تھا بلکہ آپ کے کلام میں بھی بہت اثر تھا آپ کی ہر ایک بات الہام شدہ معلوم ہوتی تھی اور اہلِ عرب کے دلپر بڑا اثر پیدا کرتی تھی اور چونکہ زبان زد خواص و عوام ہوتی تھی لہٰذا دُور دُور پہنچ جاتی تھی وہ کتاب جو آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ان مشرقی لوگوں پر ظاہر کی وہ بھی بڑے بڑے عمدہ اقراروں سے پر ہے اُس میں فرمانبرداری

Marfat.com

کم درکار ہے اور اسکا صلہ بڑا ہے اور اُسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ حاکم ہے اور ہر چیز کا خالق ہے۔

ص ۵۹ و ۶۰ ۔ (ٹامس کارلائل) اس صحرانشین شخص میں صرف بیر چشمی اور صاف باطنی اور نظری ہی نہ تھی بلکہ اور بات بھی تھی۔ آپ نہایت سنجیدہ تھے اور انہیں سے تھے جنکا شعار متانت ہے اور جنکو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے صاف باطن خلق کیا ہے اور لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ قواعد قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہیں مگر آپ صرف حق پر عملدرآمد کرتے تھے مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور آپ اُسکے خوفوں اور شان و شوکت سے خوب واقف تھے روایات قدیمہ کی اصل حقیقت اسبات کو آپ سے مخفی نہ کر سکتی تھی اسطرح کی صاف باطنی فی الحقیقۃ خدا ہی کیطرف سے محمول ہو سکتی ہے ایسے آدمی کی آواز براہ راست خدا ہی کی آواز ہے آدمی کو بغیر اسکی تعمیل کئے بن نہیں آتی اور تمام چیزیں اُسکے مقابل بے اصل ہیں۔ قدیم سے آنحضرت (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دل میں ہر سفر میں اور ہر جگہ ہزار ہا خیالات رہتے تھے۔ آپ سوال کیا کرتے تھے کہ میں کیا ہوں۔ اور یہ بے انتہا چیز جسے لوگ دنیا کہتے ہیں اور جسمیں رہتا ہوں کیا ہے۔ زندگی کیا ہے اور موت کیا ہے مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے۔ جبل حرا اور جبل سینا کے خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور ریت نے اس سوال کا جواب نہ دیا اور آسمان نے بھی جو مع اپنے ثوابت و سیارہ کے گردش کرتا ہے اسکا ہرگز جواب نہ دیا صرف آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی روح اور اللہ تعالیٰ کے الہام کو جو اس میں تھا جواب دینا پڑا۔

ص ۶۵ ۔ اور یہ مقولہ بہت ٹھیک ہے کہ قرآن شریف ایسی کتاب ہے جسکے اشکال عبارت سے پڑھنے والا پہلے گھبرا جاتا ہے بعد ازاں اُسکے محاسن دیکھکر رجوع کرتا ہے اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے۔

ص ۷۶ ۔ ایسے بھی متقی مسلمان ہوئے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں ستر ہزار مرتبہ قرآن کو تمام و کمال پڑھا ہے۔

...ق ۲ و ۹۱۔ قرآن شریف مسلمانوں کا مجموعۂ قوانین عامہ ہے اس میں قوانین مذہبی
سلوک باہمی اور فوجداری اور دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا دہی سب موجود ہے
مذہبی رسموں سے لیکر معاملات دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہے اور قرآن
...ت روح ہے۔ اور صحت جسمانی اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلائق اور
...ی اور بدی اور سزائے دینی اور دنیوی سب چیز پر حاوی ہے لہذا قرآن شریف
...صل میں انجیل سے بالکل مختلف ہے جسمیں کہ کون صاحب کی رائے کے موافق مسائل
...ہبی نہیں ہیں بلکہ عمدہ عمدہ حکایات اور تذکرے اور ایسی باتیں کہ جس سے خدا کی یاد اور
تہذیب نفسی ہو موجود ہیں مگر ان حکایات میں کچھ ربط ظاہری نہیں معلوم ہوتا قرآن شریف
...ر کتب آسمانی کی مانند صرف امور مذہبی اور عبادت ہی پر حاوی نہیں بلکہ اس میں نظم و
...ق ملکی کا بھی بیان ہے۔ اسی بنیاد پر سلطنتیں قائم ہیں اسی میں سے ہر ایک قانون
...ی اخذ کیا جاتا ہے اور اسکے موافق ہر ایک تکرار مالی و ملکی فیصل ہوتی ہے۔ آنحضرت
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسواسطے کوئی ایسا قانون نہ نکالا جسکے ذریعہ سے
...لمائے امت کو عوام پر بہت اقتدار حاصل ہو۔ آپ کو خوف تھا کہ مبادا یہ لوگ بھی
...یسائی پادریوں کیطرح اپنے ہم مذہبوں اور انکی سلطنتوں کو خراب نہ کریں۔
...ص ۹۲۔ منجملہ محاسن اور خوبیوں قرآن شریف کے جسپر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے دو باتیں
...ایت عمدہ ہیں۔
اوّل۔ قرآن شریف کی وہ خوش بیانی جس میں خدائے تعالیٰ کا ذکر ہے اور جسکے سننے سے
...ی کے دل پر ایک طرح کا اثر پیدا ہوتا ہے اور خوف آتا ہے اور جسکی عبارت میں خدائے تعالیٰ
...نسبت اُن جذبوں کا مغلوب ہونا نہیں منسوب کیا گیا ہے جو انسان کے واسطے
...ص ہیں۔ دوسری۔ تمام قرآن شریف اُن خیالات اور الفاظ اور قصص سے مبرا ہے
...خلاف تہذیب خیال کئے جاسکتے ہیں۔ مگر افسوس یہ عیب یہودیوں کی مقدس کتابوں میں

Marfat.com

اکثر واقع ہیں حقیقت میں قرآن شریف اُن عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اُس میں ذرا سی بھی
حرف گیری ناممکن ہے اور اگر ہم اُسے اول سے آخر تک پڑھیں تو کہیں ایسی بات واقع نہیں
کہ جس سے ہنسی آجائے۔

ص ۸۳۔ وہ مذہب جسکی قرآن شریف نے بنا ڈالی ہے اُسمیں کمال وحدانیت ہے۔ اور
اسمیں خدا تعالیٰ کا مضمون سمجھنے میں کچھ دقت و ابہام نہیں ہے۔

ص ایضاً۔ سوا اسکے اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسکے اصول میں سب کو اتفاق ہے اور جسمیں
کوئی ایسی کُنہ نہیں ہے جو زبردستی مان لینی پڑے اور سمجھ میں نہ آئے۔

ص ایضاً۔ اور خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ماہیت
اشیا اور اُس زمانہ کی قوموں کی حالت پر خوب غور کرکے یہ مذہب ایجاد کیا ہے ایسے
مسائل نکالے ہیں جو خلافِ عقل نہیں۔ اسواسطے کچھ تعجب کا مقام نہیں ہے کہ اس عبا...
نے اہل کعبہ کی بت پرستی اور سایاتیوں (ہیکل پرستوں یا ستارہ پرستوں) کی پرستش اجرام
فلکی اور زر دشتیوں کے آتشکدوں کا استیصال تاممہ کردیا۔

ص ۸۴۔ قتل اطفال جو اُس زمانہ میں قرب وجوار کے ملکوں میں رائج تھا اسلام کے
سبب سے بالکل معدوم ہوگیا۔

ص ۹۰ و ۹۱۔ آنحضرت (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مذہب کی صداقت اسبات سے
اور بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ اس مذہب کو نکلے ہوئے ایک عرصہ دراز منقضی ہوا مگر ...
اور مذہبوں کی مانند خالق کی جائے مخلوق کی پرستش وغیرہ نہ ہوئی اور اہل اسلام نے اپنے
وہم اور قیاس کی متابعت نہیں کی اور خدائے تعالیٰ کی پرستش پر قایم رہے اور اُسکی ...
بتوں کو نہ پوجنے لگے۔

ص ایضاً۔ حقیقت میں یہ مذہب اہل مشرق کیواسطے سرتاپا برکت تھا (اسکے بعد
خونریزی پر بحث کرکے کہتے ہیں) لہذا یہ بات بالکل بیہودہ اور بیجا ہے کہ ہم خدا تعالیٰ

Marfat.com

اس نمونہ قدرت کی کسرشان کریں اور جاہلانہ اسکی بات میں گفتگو کریں جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے انسان کی رائے اور دل میں اثر ڈالنے کے واسطے پیدا کیا تھا۔ جب ہم اس تمام مضمون کو خیال کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپ نے کیسے عجیب طور سے ظہور کیا اور ترقی پائی تو ہمیں بے شبہہ بہت تعجب ہوتا ہے اور اسمیں شک نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور عیسائی دونوں کی کتابوں کو پڑھا ہے اُنہیں بیشک یہ شبہہ ہوتا ہوگا کہ کونسا مذہب ان دونوں میں صحیح ہے اور انہیں یہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا کہ مذہب اسلام بہت عمدہ مطالب کے واسطے ایجاد کیا گیا ہے۔

ص ۱۴۹۔ اب یہ امر یقینی ہے کہ بت پرستی کا معدوم کرنا اور خدائے تعالیٰ واحد مطلق کی عبادت کی ایسی قوم میں بناڈالنا جو نہایت درجہ کی بت پرست تھی اور خدا کو بالکل بھول گئی تھی حقیقت میں ایسا کام ہے جسکے واسطے خدائے تعالیٰ نے نبی مقرر کیا ہو۔

ص ۱۵۹۔ قرآن شریف میں ہم کہیں یہ نہیں دیکھتے کہ خدائے تعالیٰ کی نسبت ایسے حکم منسوب ہوں جنکو انسان رحم اور انصاف کے خلاف گمان کرے۔ مگر توریت میں منجملہ اور بہت احکام کے یہ احکام بھی لکھے ہیں۔

محبوب ذوالجلال کی نعت میں ہنود کے اقوال (از کتاب عجیب القصص معروف بہ شبستان عشرت مطبوعہ مطبع نولکشور مصنفہ منشی بخت سنگھ)

وگلہائے شاداب نعت گوناگوں نثار بارگاہ چمن طراز رسالت کہ ریاض دین بآبیاری رائے جہاں آرایش طراوت تازہ وآب ورنگ بے اندازہ گرفتہ واز ہار تمنائے خار در پاشکستگان وادی معصیت بہ تسنیم نسیم شفاعتش گل گل شگفتہ سحاب فیض آں دریا دل گرد گناہ از دامن سیہ کاران ورہ گم کردگان شستہ وبشرطہ لطف آں پاکیزہ گوہر سفینہ تختہ بندان قعر عصیان بساحل نجات پیوستہ گل اطاعتش سرافرازان انجمن معرفت رابہ سرو از رائحہ گلزار بہشت مشام دانش ارباب حقیقت معطر گوہر یکتائے ملت درچار سوئے امکان وشش جہت

Marfat.com

جہاں روز بازار از دیافتہ و لوائے والائے شریعت ذات عالی درجاتش در عرصۂ روزگار برافراشتہ وجود فائض جودش باعث وجود کون و مکان و ذات کرامت آیاتش موجب آرایش زمین و آسمان آئینہ دین بمصقل ضمیر صافیش صفائے نیافتہ کہ چہرۂ نجات دران رونما یدو چراغ اسلام بے پرتو رائے منیرش فروغے نگرفتہ کہ تا صبح قیامت روشن نباشد ابیات

خدیو عالم جاں شاہ لولاک ... مقیمان درش سکان افلاک

سوارہ رہ شناس عرصۂ غیب ... بساط آرائے خلوتگاہ لاریب

سران ملک عرفاں را سراو ... روان قدسیاں خاک در او

تقریظ کتاب گلستان مسرت ملقب بہ حدائق المعانی مطبوعہ مطبع مصطفائی از منشی رام سہائے عزیز

درنگینی معانی بارنسام نعت معجز بیانی ست کہ مجموعۂ موجودات از نظم سلیقیش قافیہ دار انتظام گردید و دیوان کائنات از رباعی چاریار و منتخب اہل بینش بردیف احترام رسیدہ وجود افزایش فردی از بحر کامل عروج و کمال و اعضائے بیضا ضیایش ترکیب بندی از بحر وافر و فور جمال۔ لراقمہ۔

بالغے کز بلاغ فکرت او ... گشتہ منظوم خمسۂ ایماں • نظم حسان ہمین احسانش ... یافت حسن نظام و استحسان

از کتاب دستور الصبیان مصنفہ لونندہ رائے بریلوی ؎

و نعت منکا شر خیرے راکہ املائے دانش و بینش نکتۂ از خامۂ ہدایت اوست۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست ... کتب خانۂ چند ملت بشست

امام رسل پیشوائے سبیل ... امین خدا مہبط جبرئیل

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

از شاہنامہ اردو مصنفہ منشی مولچند منشی دہلوی۔

پُر از مشک و عنبر نہ کیوں ہو دہاں ... ثنائے محمد ہے ورد زباں۔

وہ ختم رسل سرور نامور ... فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر

سر سروراں ہے وہ عالی جناب ... سپہر نبوت کا ہے آفتاب

Marfat.com

جہاں جسکے دیں سے ہے روشن تمام | مہ انور اُسکا ہے داغی غلام
سر سروراں احمد مجتبےٰ | رسولِ خدا سیدِ انبیا
خردمند و دانشور و بے نظیر | بسانِ مہ و مہر روشن ضمیر
سحابِ سخاؤ محیطِ کرم | یم جود و خوش خلق عالی ہمم
وہ مہرِ جہانتاب اوجِ جلال | وہ سرو سرافراز باغ کمال
فروغ جہاں نور ایمان و دین | وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروزِ جزا | کشائندہ عقدۂ مدعا
فرازندۂ رایتِ سروری | درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہے خاص خاصانِ پروردگار | کہ جس نے کیا دین کو استوار
قدم اُس نے معراج پر جب رکھا | تو پایہ بڑھا اور معراج کا
سپہر بریں کے زہے خوش نصیب | ہوا جلوہ گر واں خدا کا حبیب
میسر ہوا جبکہ قربِ حضور | نظر اُسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہیں جس کو اہل یقین | منور ہے جس سے زمان و زمین
یہ بخشا اُسے پایہ گاہِ رفیع | ہوئے جسکے شاہانِ عالم مطیع
گرامی و اشرف ہے انسان میں | غرض اُسکی لولاک ہے شان میں
کروں اُسکے اصحاب کا اب بیاں | کہ ہیں صاحب عزت و فخر شاں
ابو بکر و عثمان والا گہر | عمر اور علی وہ شہ نامور
کرے اب جو انصاف کا کچھ بیاں | نہ طاقت قلم میں نہ تاب زباں
کروں میں سخن کو بس اب مختصر | یہ ہے عرض میری کہ شام و سحر
معین اور یاور رہو یا مصطفےٰ | مرے دل کا بر لاؤ تم مدعا
گنہگار ہوں میں بروزِ حساب | میری کیجیو تم شفاعت شتاب

Marfat.com

بہ منشی تمہارا ہے کمتر غلام کرم اپنا اس پہ رکھو صبح و شام

از دیوان منشی ہرگوپال رائے تفتہ ردیف نون

جرم بخشش ما خدا خواہد شدن شافع ما مصطفےٰ خواہد شدن

از حدائق النجوم مصنفہ رتن سنگھ زخمی لکھنوی بریلوی

سبحان اللہ۔ خداوندے کہ بنور نیر جہاں افروز احمدی و فروغ ذات اقدس محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چراغ ہدایت بر وسط السمار شریعت برافروخت و از برق شمشیر آبدار صاحب ذوالفقار قسیم جنت و نار خرمن ہستی مشرکین منحرف از جادۂ حق و یقین پاک سوخت نعت ہے رسول عالی ہمتے کہ گوہر شب چراغ ایمان را از بحر ذخار خفا و نہاں برآوردہ چراغ راہ سالکان مسالک خدا شناسی ساخت و نجبے امام آفتاب شہرتے کہ از وقوع کسوفات محن و مصائب نہیند لیشمید ء پر تو ضیائے ایمان و یقین برافخار قلوب مومنین انداخت اللھم صل وسلم علیٰ افضل انبیائک و سند اولیائک و آلہ و عترتہ الطاہرین الی یوم الدین۔

وبرخاتمۂ کتاب اللھم لک نحمد وبک نستعین فصل علیٰ سیدنا محمد وآلہ الطاہرین۔

تاریخ کتاب احیاء العلوم شریف مصنفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ منشی کالکا پرشاد جوہر

نام سمّی رسول حرف چو اصحاب داشت چار مجلد ازاں آمدہ ارکان علم

تقریظ تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور از لالہ موجد مذکور:-

نقود جیدۂ تحیات نذر شہنشاہ اقلیم نبوت کہ درم ماہ بقرب سکۂ صولتش دو نیم گردیدہ والقاب طیبہ صلوات نامزد سلطان کشور رسالت کہ گنبد فلک بقرع صدائے خطبۂ شوکتش جنبیدہ و سرعت زبانی لیلۃ المعراج از کوتاہی شب وصال عاشقان برہن و خلوت مکانی لی مع اللہ از ناپسندی رقابت معشوقان مبین عنکبوت خورشید در کہف گیتی بمقدمش تارشعاعی تناں و سنگریزہ نجوم در مشت آسمان از بنوتش حرف روشن زناں۔ لراقمہ

ز قوسین شق قمر وانمود کہ او صاحب قاب قوسین بود

Marfat.com

بود مہر پیشش نشانِ صریح — کہ وصلِ حدوث وقدم شد صحیح
چو بگذشت از سال وے اربعین — شد اظہار قربِ خدا بہرِ این
کہ از میم احمد خود بگذرد — بر اند کہ شد متحد با احد
مرا گشتہ رازے عیاں در ضمیر — کہ شاہ آمد اندر لباسِ سفیر

از کتاب خزانۃ العلم مصنفہ لالہ کانجی کائستھ کہ برائے ہنری ڈگلش یورپین نوشتہ

(و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و صحابہ اجمعین)

از مجربات الحکمت مصنفہ ہیرا لال مطبوعہ مطبع گلزار ابراہیم دہلی۔

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

از جواہر الترکیب مطبوعہ مطبع مصطفائی مصنفہ لالہ سیوارام جوہر۔ بعد حمد و نعت

از انشائے بے نقاط مصنفہ لالہ کامتا پرشاد مطبوعہ مطبع نولکشور

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ درود لا محدود مر رسول اللہ صلعم را۔

از گلزار نسیم مصنفہ دیا شنکر نسیم لکھنوی

کرتا ہے یہ دو زباں سے یکسر — حمد حق و مدحتِ پیمبر
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے — یعنی کہ مطیع پنجتن ہے

از تمہید مثنوی مولانا رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصنفہ منشی نولکشور آنجہانی مالک مطبع

وانکہ بود آئینہ اش مثلِ قمر — پرتوِ کامل در و شد جلوہ گر
مصطفےٰ اشد نام آں بدر الدجے — مظہرِ عینیت شمس الضحےٰ
نورِ آلِ پاک و اصحابِ کبار — عکسِ مہر از آئینہ شد بر جدار

از کلیات جواری لال شعلہ مطبوعہ مطبع کائستھ پرکاش علیگڈھ

الٰہی ہو مری ہستی کا عشق سے آغاز — قدومِ ختمِ رسل پر ہوا اختتام مرا
رہیگا قربِ خدا قافلہ شہید و نکا — ذرا بہشت میں ٹھہرینگے کربلا کے چلے
وہ چشمے ہیں جو پانی سے کریں سیراب پیاسونکو — وہ آنکھیں ہیں جو کام آئیں غم شبیر و شبر میں

...زیادہ آفتاب حشر کی گرمی — تیری رحمت پکاریگی یہی میدان محشر میں
...چلے آؤ گنہگار و چلے آؤ — ہزاروں کوس کا سایہ ہے دامان پیمبر میں
...ہم ہیں اگرچہ میخوار و ذلیل — ضامن ہے مگر نبی جو ہے امت کا کفیل

موجی رام موجی لکھنوی از سراپا سخن مطبوعہ مطبع نول کشور

...ن وسیلہ شفاعت کا ہو مجھے — موجی جو ہاتھ آئیں حسین و حسن کے پاؤں

... ابتدائے صنعت المعروف بارمغان ہند تصنیف بانکے لال زار بدایونی مطبوعہ ... بریلی لالتا پرشاد کھتری سب انسپکٹر درجہ اول سردفتر انگریزی پولیس ضلع میرٹھ

...بیانی انبیا علیہم الصلاۃ والسلام و اولیائے کرام چراغ ہدایت بر عالمیان روشن کردہ و از برکت انفاس ایشان عماد دین و دنیا را باحسن طرق استحکام فرمودہ۔

ان مشتے نمونہ اقوال کے بعد اب مخالفین کی عملی کاروائیوں پر بھی نظر کرلینی چاہئے۔ جو بہت زور کے ساتھ ثابت کرینگی کہ اسلام اور اُسکے پیروؤں اور اُسکے مقدس معابد کو وہ لوگ محض اسلامی نسبت کے سبب سے متبرک جانتے ہیں اور برگزیدہ مانتے ہیں۔ اگرچہ مسلمانوں سے ہنود سخت پرہیز و اجتناب رکھتے ہیں اور چھوت کے عجیب و غریب مسئلے پر بہت شدت کے ساتھ کاربند ہیں۔ مگر یہ پابندی اُسیوقت تک محدود ہے جبتک وہ کسی بلا میں مبتلا نہ ہوں۔ آفتاب سے زیادہ ...ہے کہ ہنود جب اُنکے یہاں کسی بھوت پلید وغیرہ کا (جنکی خوشامد بلکہ پوجا میں وہ دن رات سرگرم ہیں) خلل ہو جاتا ہے تو تعویذ مسلمانوں ہی سے لے جاتے ہیں اور مسلمانوں سے اپنے گھر میں اذانیں کہلواتے ہیں۔ اپنے معابد (شوالوں) کو چھوڑ کر بچوں کو مساجد کے دروازوں پر نمازیوں سے دم کروانے لاتے ہیں۔

رنجیت سنگھ جو لاہور کا با اختیار راجہ تھا ایسے سخت تعصب پر کہ مسلمانوں کو اذان دینے سے روکتا گائے کا گوشت نہ کھانے دیتا۔ مگر سیدنا و مولانا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

کی گیارھویں شریف بڑی دھوم دھام سے کرتا۔ گوالیار کے راج میں بھی یہ نیاز بہار کرادر عشرہ محرم شریف میں شربت وغیرہ کی سبیل ہوتی ہے بڑودے کا گزشتہ راجہ جس تحفہ عقیدت کے ساتھ گیارھویں شریف کرتا ظاہر و مشہور ہے۔ یہ نیاز شریف ہندوستان میں بھی اکثر کرتے ہیں مگر اسکی کیفیت دکن والوں سے کوئی پوچھے کہ ہمارے حضور پر نور رضی اللہ عنہ کی سرکار میں وہاں ہنود کیسا اعتقاد رکھتے اور کس دھوم سے یہ پاک نیاز کرتے ہیں اور کیسی کیسی کرامتیں اُنپر ظاہر ہوتی اور کس کس قسم کی دنیوی حاجتیں (جو دنیا میں کسی پوری نہ ہوں) عطا فرمائی جاتی ہیں۔ دور کیوں جائیے۔ ذرا اجمیر شریف سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پُر انوار کی زیارت سیکڑوں ہند و ہاتھ جوڑے گڑگڑاتے سجدے کرتے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی مرادیں بارگاہ سلطانی سے پاتے ہیں۔ مینے جو کچھ لکھا یہ اجمیر شریف ہی نہیں۔ بلکہ دور دراز مقامات کے رہنے والے ہند و صرف اسی سرکار میں حاضر حاصل کرنیکو مال صرف کرتے اور سفر کی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ اس نہیں کہ ہنود اپنے تیرتھوں کو نہیں جاتے۔ جاتے ہیں مگر وہاں پاتے۔ غرض اس قسم کی بیشمار مثالیں ہیں جنسے محض بوجہ طوالت قطع نظر کیجاتی ہے۔ بالجملہ بحمداللہ تعالیٰ اس دین متین کی خوبیاں بیحد و بے پایاں ایسی روشن و نمایاں ہیں کہ مخالفین تک (جنھیں ذرا بھی عقل و انصاف سے تعلق ہے) اُسکے مداح و ثنا خواں ہیں۔

واللہ قد شهد العدو بفضلهم والفضل ما شهدت به الاعداء

متعصب مخالفین اگر چاند پر خاک اُڑائیں کیا ہوتا ہے۔ ع۔ ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں۔ کیا کوئی ثبوت دیسکتا ہے کہ مخالفین یوں اُسکی مدح و ستائش میں رطب اللسان رہے ہوں یوں اپنی تصنیف اُسکی تعریف و ثنا کی برکات لینے سے مزین کیے ہوں ہرگز نہیں ہرگز نہیں

Marfat.com

حقانیت اور اسلام کی خداداد دلکش نورانیت کے سوا اور کیا ہے ۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین وعلی آلہ الطاھرین وصحبہ الطیبین وعلینا معھم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

بیان تیسری قوت قرآن مجید کا

سنہ اللہ حفاظت اور شہرت اُس پلے کی کہ جسطرح اُس نے اول دن اپنے نازل فرمانیوالے اور بھیجنے والے رب العالمین کیطرف سے اپنی حفاظت کی نسبت تحریف وغیرہ سے صراحۃً وعدہ فرمایا تھا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ؕ یعنے بیشک ہمنے ہی نازل کیا ہے اس ذکر پاک یعنی قرآنمجید کو اور ہم ہی اُسکی حفاظت رکھنے والے اور نگہبانی کرنیوالے ہیں۔ علیٰ ہذا جیسے اُس نے اُسوقت ہیں کہ فقط غالبًا بیس تیس آدمی اُسکے پیرو ہونگے اپنے لانیوالے کی نسبت ہادی جملہ خلائق ہونیکا تاکید کے ساتھ قطعی اشتہار دیا تھا اور اپنے احکام کے ساتھ اپنے لانیوالے کو بشیر اور نذیر عام مخلوقات فرمادیا تھا کہ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ یعنے نہیں بھیجا ہمنے تمکو اے ہمارے رسول مگر تمام آدمیوں کے واسطے خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانیوالا مگر اکثر آدمی نہیں جانتے۔ اور پھر بالتصریح بمقتضاء الف لام استغراق جتا دیا تھا کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ یعنی بیشک ہمنے نازل کیا ہے تمپر اس کتاب کو سارے آدمیوں کے واسطے حق بیان کرنیوالی بلا کم وکاست اُسیطرح زمانہ حضوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی وہ جلوہ اپنی حفاظت اور شہرت کا ظاہر فرمایا کہ قریب تین لاکھ کے آدمیوں کو بائیس ہی برس میں جو زمانہ ظہور نبوت کا ہے اپنا اور اپنے لانیوالے کا غلام جان نثار بنا دکھایا اور بضرورت ادا کرنے نماز کے کہ جسمیں بقدر طاقت قرآن مجید کا ہر نمازی انسان پر پڑھنا فرض ہے۔ تقریبًا تین ہی لاکھ آدمیوں کے سینوں میں کم وبیش اپنی حفاظت کا گھر جا بنایا۔ اور بموجب حالات اس زمانہ والوں کے کہ بہت سے مسلمان

نماز بھی جو اعلیٰ درجہ کا رکن اسلام ہے کبھی نہیں پڑھتے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس
ضعف اسلام کے ہر شہر میں اسقدر چھوٹے اور بڑے حافظ تمام قرآن کے موجود ہیں کہ
رمضان شریف میں تراویح کے اندر جسمیں سارا قرآن مجید مع بسم اللہ سنانا سننا اکثر اہل اسلام
کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے سنانے تک کو مسجدوں میں حافظوں کو جگہ نہیں ملتی۔ غالباً
بموجب کثرت شوق صحابۂ کرام کے ساتھ قرأت کلام اللہ کے اور ہونے اس کلام پاک کے
انہی کی زبان میں ان تمام صحابۂ کرام میں اکثر پورے ہی قرآن کے ہزاروں حافظ ہوں گے
اں جو صحابہ ادہر اُدہر بعض مختلف گاؤں اور شہر کے تھے یا سوداگر اور دور کی ولایتوں کے
ہنے والے انکی غیر حاضری میں جسقدر قرآن مجید نازل ہوا وہ انکے حفظ سے رہگیا ہو تو ہو اسواسطے
کہ مقدمہ اصابہ فی تمییز الصحابہ میں ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ علی بن ابی ذرعہ رازی علیہ الرحمۃ
سے جو بڑے معتبر اعلیٰ درجہ کے محدث محقق مشہور ہیں نقل فرماتے ہیں کہ ایک لاکھ سے زیادہ
آپکی وفات کے وقت وہ صحابۂ کرام دنیا میں موجود تھے جنہوں نے آپکی غلامی میں آکر آپسے
احادیث بھی سنیں اور دوسروں کو پہونچائیں اور آپ سے روایت کی۔ پھر یہ کیونکر
خیال کیا جاوے کہ جو لوگ آپ کی باتوں کو لفظ بلفظ یاد رکھیں اور روایت کریں وہ حفظ
قرآن سے غافل رہیں حالانکہ قرآن مجید کے سیکھنے سکھانیوالے کو بموجب فرمان حبیب الرحمٰن
علیہ صلوات اللہ السبحان سب سے بہتر سمجھیں اور تین آیتیں یاد کرلینے کو قرآن مجید سے تین موٹی
اونٹنی مفت حاصل کرلینے سے زیادہ فائدہ مند جانیں اور مشغولی قرآن پر دوسرے
اذکار اور دعاؤں سے زیادہ امید نفع کی رکھیں۔ دیکھو باب فضائل القرآن مشکوۃ شریف کو
اور یہ امر منتخب کنز العمال کی اس روایت سے جسمیں چارسو حافظوں کے شہید ہونیکا فقط
جنگ یمامہ میں ذکر ہے اور اسی جنگ میں بخاری شریف کی حدیث میں ستر حافظوں کے
شہید ہونیکا تذکرہ بہت ہی ظاہر ہے ورنہ مطلقاً صحابۂ کرام جنہوں نے آپ کو دیکھا اور
آپپر ایمان لائے اور اس کلام پاک کو سنکر اسکے غلام بے درم بنگئے اور وہ سب کے سب

کم و بیش قرآن کے تو ضرور ہی حافظ تھے۔ اتنے تھے کہ بخاری شریف و مسلم شریف میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے قصۂ جنگ تبوک میں روایت ہے کہ اس جنگ میں اس کثرت سے صحابۂ کرام تھے کہ دیوان شمار میں اُنکے نام نہیں سماتے تھے اور پھر بہت مختلف موقعوں میں شہید ہوتے رہے۔ طاعون اور وبائیں بھی انتقال فرماتے رہے اسی وجہ سے محدثین لکھتے ہیں کہ بہت سے صحابہ کے نام و نشان کا پتہ لگنا دشوار ہو گیا امیر المومنین ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ اصابہ فی تمیز الصحابہ میں اکیس ہزار پینسٹھ صحابہ کے نام اور بعض حالات لکھکر اُسکے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ باوجود بہت سعی تلاش کے مجھکو دسویں حصہ کے بھی نام صحابۂ کرام کے نہیں ملے۔ اس حساب سے دس اکیس ہزار پینسٹھ ہی میں اگر ضرب دیتے ہیں تو دو لاکھ دس ہزار چھ سو پچاس صحابہ تھے ہیں پھر تو روز بروز دن دونی رات سوائی۔ اس حفاظت اور شہرت نے بموجب پیشینگوئی قرآن پاک کے علاوہ تمام مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہونے کے اسقدر ترقی پکڑی کہ عہد خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں موافق مشورہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حسب الحکم ان دونوں خلفاء گرامی قدر کے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو حافظ قرآن بھی تھے اور کاتب وحی ہونے کی وجہ سے ترتیب و تالیف سورتوں اور آیتوں کے کیفیت شناس اور نکتہ داں بھی۔ اس احتیاط کے ساتھ ایک جگہ تحریراً بھی اپنی معتبر ترتیب پر جمع کر لیا کہ جن جن صحابہ کے مابین جو آیتیں اور سورتیں متفرق مختلف بکری کی شانوں پر کھجور کے پتوں اور کاغذ کے پرچوں پر لکھی ہوئی تھیں اُن سب سے بھی کامل شہادت کے ساتھ ایک ایک آیت تک کو اپنے حافظے اور دوسرے حافظوں کے حافظے کے ساتھ لکھنے سے پہلے مطابق کیا اور منسوخ التلاوۃ اور غیر منسوخ التلاوۃ کو اپنی یاد اور دوسرے صحابہ کی گواہی سے تحریر کرنے سے پہلے جانچ لیا۔ پھر تو دوسرے صحابۂ کرام نے بھی جو حافظ تھے جس

گویا دفعتاً علیحدہ علیحدہ لکھ لیا۔ اس لکھنے میں اور دوسری ترکیبوں پر جمع کرنے میں
ہوسکے اور کوئی نقصان نہ تھا کہ بعض نے ترتیب نزول پر یعنے جسطرح آیتیں آگے
پیچھے حسب ضرورت نازل ہوئی تھیں ویسی ہی لکھ لیا۔ بعض نے منسوخ التلاوۃ
آیتوں کو بھی ناواقفیت سے درج کرلیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں جو روایت ہے کہ
تمام وکمال قرآن مجید کے چار حافظ تھے۔ اُسکی مطابقت میں اُن دوسری صحیح
روایتوں سے جن میں بہت لوگوں کا صحابہ کرام سے حافظ تمام کلام اللہ کا ہونا
ثابت ہے۔ اکثر محقق شارح یہی لکھتے ہیں کہ ان چار سے وہ چار حافظ مراد ہیں جنکو
منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی یا اُن آیتوں کا مضمون ہی یاد تھا۔ مگر اس صورت میں پچھلے
زمانہ والوں سے اور اس زمانہ کے ناواقفوں سے چونکہ بظاہر خوف اختلاف کا تھا
بلکہ اس اختلاف کا بعض دور کے رہنے والوں سے ظہور ہونے بھی لگا حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ نے کہ یہ بھی بموجب روایت منتخب کنز العمال حافظ قرآن تھے حضرت
حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے کہنے سے جو باتفاق شیعہ سُنّیوں کے امین اُمت ہیں
بموجب روایت معتبر مشکوٰۃ شریف کے اس ترتیب خاص موجودہ پر حضرت زید بن
ثابت کے لکھے ہوئے قرآن کی سات نقلیں کرا کے مختلف ولایتوں میں لکھا ہوا قرآن
بھی شائع کردیا۔ اگرچہ کم وزیادہ حافظ قرآن تو پہلے ہی سے ہر جگہ موجود تھے اور دوسری
ترتیبوں کے ساتھ لکھی ہوئی سورتوں کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ امین امت کے مشورے
سے بالکل نابود کردیا اور اُسکے واسطے سے اللہ جلشانہ نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ کا پورا جلوہ دکھا دیا۔ اور روز بروز اسکی شہرت اور حفاظت کی
ترقی روز افزوں کو یہانتک پہونچا دیا کہ فی زمانہ تو اُسکی شہرت اور حفاظت کو محتاج
بیان ہی نہ رکھا بموجب مثل مشہور "عیاں راچہ بیاں"۔ مثل آفتاب کے تمام عالم
میں روشن کردکھایا۔ وہ کونسی جگہ ہے جہاں قرآن مجید قرآن کے خواستگار کو نہ مل سکے

اور انسان ارادہ کرے اور اُسکو نہ سمجھ سکے۔ اُسکے حافظ اسقدر کہ اللہ اکبر اور مطلقاً کم بیش کلام اللہ کے حافظ اور اُسکی پیروی کرنیوالوں کی یہ کثرت کہ سبحان اللہ الفاظ

صاحب اخبار محمدن مدراس اخبار نیشنل ریویو سے فقط انگریزوں کی تحقیقات کے موافق آجدن نوّے کروڑ مسلمان روئے زمین پر نقل کرتا ہے۔ اور پیسہ اخبار لاہور بھی اسیکے قریب قریب اسطرح تفصیل وار لکھتا ہے:-

نمبر شمار	نام ملک	تعداد اہل اسلام	نمبر شمار	نام ملک	تعداد اہل اسلام
۱	یورپ	۱۷۱۰ ۹۶۶۸	۱۱	آسٹریلیا معہ جزائر ملحقہ	۴۷۷۵۰۰۰
۲	افریقہ	۱۰۰۱۲۱۰۰۰	۱۲	افریقہ شمالی	۲۵۰۰۰۲۱۰
۳	برٹش انڈیا	۶۱۵۶۲ ۰۰۰	۱۳	سوڈان وغیرہ	۸۰۰۰۰۰۰۰
۴	جزائر ہند	۱۳۲۲۶۰۰۰	۱۴	مصر	۱۰۰۰۰۰۰۰
۵	بلیشیا	۱۰۰۰۰۰۰۰	۱۵	ایران	۲۰۰۰۰۰۰
۶	دولت عثمانیہ	۳۱۰۱ ۰۰۰۰	۱۶	افغانستان	۶۰۰۰۰۰۰
۷	مقبوضات دولت عثمانیہ علاوہ مصر	۶۰۰۰۰۰	۱۷	روس	۳۰۰۰۰۰۰۰
۸	ترکستان	۱۵۰۰۰۰۰۰	۱۸	چین	۷۵۰۰۰۰۰۰
۹	عرب	۱۲۰۰۰۰۰۰	۱۹	بلوچستان	۵۰۰۰۰۰۰
۱۰	پالی نیشیا یعنے ریشیا	۱۳۳۶۲ ۹۹۲		کل میزان -	۶۰۳۷۱۹۶۶۸۷۰

صاحب پیسہ اخبار ۲۹ جولائی ۱۹۰۵ء مطابق ۲۴ جمادی الاول ۱۳۲۳ھ نمبر ۵۳۱ کے جلد سوم میں محبوب الرحمن صاحب سہارنپوری نامہ نگار کے حوالے سے اسی مضمون کے قریب قریب یہ محققانہ تقریر نقل کرتے ہیں۔

جغرافیوں میں مسلمان ۸ اکروڑ اور تازہ سائیکلوپیڈیا میں ۲۵ کروڑ درج ہیں۔ اور بعض اخبارات میں ۳۰ کروڑ ۸۰ لاکھ بیان کئے گئے ہیں لیکن محققین باختلاف کروڑونکی

Marfat.com

تعداد ۹۰ کروڑ سے ۹۰ کروڑ تک بتاتے ہیں۔ چنانچہ فرانسیسی فاضل مسٹر ابم برن صاحب نے جو مشہور سیاح اور مؤرخ اور صاحب تصنیف ہے تیس سال کی تحقیقات اور اسلامی ممالک کی سیاحت اور صرف کثیر گوارا کرنیکے بعد اپنی کتاب سیر اسلام میں انکا شمار ۲۰۳ کروڑ ۸۰ لاکھ ۲۲ ہزار ۸ سو ۰۷ لکھا ہے۔ ایک اور جرمن محقق نے دنیا میں مسلمانوں کی تعداد ۴۹ کروڑ بیان کی ہے۔ اور کرزن گزٹ نے اسکا شمار ۹۰ کروڑ تک پہونچایا ہے چونکہ فی زمانہ تمام عالم میں یورپ اور یورپ میں اہل جرمن علوم وفنون تعلیم وتعلم وسعت معلومات قابلیت راستبازی وغیرہ میں بڑھے ہوئے ہیں خصوصاً تحقیق میں زیادہ معتبر و مستند سمجھے جاتے ہیں اسلئے مسلمانوں کی نسبت جرمن محقق کی بیان کردہ تعداد زیادہ صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اور چند وجوہ سے بھی قابل وثوق ہے۔

(۱) چونکہ ٹرکی وجرمنی میں باہم اتحاد ہے اسلئے اہل جرمن کو مسلمانوں کے متعلق حصول معلومات وتحقیقات حالات میں غیر معمولی سہولیت حاصل ہے (۲) بخیال اختلاف اگر ۳۹ کروڑ اور ۹۰ کروڑ کا اوسط بھی لیا جائے تو ساڑھے چونسٹھ کروڑ ہوتا ہے جو جرمن محقق کی بیان کردہ تعداد سے صرف بقدر ۵۰ لاکھ زیادہ ہے (۳) فرانسیسی فاضل نے اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی جو تفصیل لکھی ہے وہ دیگر بیان کردہ تعداد سے کم اور بہت کم ہے اور سب سے زیادہ زبردست ثبوت فاضل فرانسیسی کی بیان کردہ تعداد کے کم ہونے کا یہی ہے۔ مثال کے طور پر بعض ممالک کے مسلمانوں کی تعداد بیان کردہ فرانسیسی فاضل کا دیگر اصحاب کے بیان کردہ تعدادوں سے مقابلہ کرکے باہمی فرق ظاہر کیا جاتا ہے۔

(نقشہ تفصیل تعداد مسلمانان عالم بیان کردہ فرانسیسی فاضل مصنف سیر اسلام)

نمبر شمار	نام ملک	تعداد مسلمانان ملک وار	نمبر شمار	نام ملک	تعداد مسلمانان ملک وار
۱	یورپ	۱۷۱۰۹۶۶۸	۱۰	ایشیا	۱۳۳۶۲۹۹۲
۲	افریقہ	۱۰۰۱۲۱۰۰۰	۱۱	مصر	۹۸۰۰۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	نام ملک	تعداد مسلمانان ملک وار	نمبر شمار	نام ملک	تعداد مسلمانان ملک وار
۳	آسٹریلیا مع جزائر ملحقہ	۶۷۷۵۰۰۰	۱۲	مقبوضات عثمانیہ علاوہ مصر	۶۰۰۰۰۰۰
۴	برٹش انڈیا	۶۱۵۶۲۰۰۰	۱۳	ایران	۲۶۰۰۰۰۰
۵	افریقہ شمالی	۲۵۰۰۰۲۱۰	۱۴	ترکستان	۱۰۰۰۰۰۰۰
۶	جزائر ہند	۱۳۲۲۶۰۰۰	۱۵	افغانستان	۶۰۰۰۰۰۰
۷	پالینشیا	۲۱۱۱۶۰۰۰	۱۶	روس	۱۲۲۶۰۰۰۰
۸	سوڈان	۲۶۰۰۰۰۰۰	۱۷	چین	۴۴۰۰۰۰۰۰
۹	ٹرکی	۳۱۰۱۰۰۰۰		میزان کل -	۳۸۸۵۲۲۸۷۰

نقشہ بالا سے ظاہر ہے کہ برّعرب اسمیں شامل نہیں ہے جزیرہ نمائے عرب بڑا وسیع ملک ہے جو مسلمانوں سے بھرا ہوا ہے اُسکی آبادی ۳ کروڑ سے کم نہیں ہے جن تحریروں کی رُو سے مسلمانوں کی مجموعی تعداد ۴۰ کروڑ ہے اُن میں عرب کی آبادی ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہے جو تناسب کے لحاظ سے بھی قریبًا تین کروڑ کے ہوتی ہے مگر چونکہ مجھکو خاص احتیاط ملحوظ ہے لہذا یہاں پر ایک کروڑ ۲۰ لاکھ بیان کی جاتی ہے جو جو جغرافیہ و مفتاح الارض وغیرہ میں درج ہے (۷) پالینشیا یہ ایک بہت بڑا مجمع الجزائر ہے جو بحر اوقیانوس میں واقع ہے۔ اس میں بہت سے بڑے بڑے مشہور جزیرے ہیں جنمیں جزائر بورنیو۔ فلیپائن۔ سماترہ۔ جاوا۔ منیلا۔ سینڈا۔ سلینیز۔ مکاسیر وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ پالنشیا کے مسلمانوں کی کل تعداد ۲ کروڑ ۱۱ لاکھ ۱۶ ہزار لکھی ہے مگر ایک مشہور امریکن اخبار کا جو مضمون بعنوان "مراکو میں جہاز" عربی اخبار اللواء نے نقل کیا ہے اسمیں ایک موقعہ پر جاوا کے مسلمانوں کی تعداد ۲ کروڑ بیان کیگئی ہے۔ جاوا سے سماترا میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ بیان کی گئی ہے اور سماترا سے زیادہ فلیپائن میں اور فلیپائن کے برابر بورنیو میں مسلمانوں کی تعداد بتائی جاتی ہے

Marfat.com

سے تناسب سے توان جزائر اور پالنشیا کے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر خیال کیا جاوے جزائر سماٹرا و فلپائن و بورنیو میں بھی جاوا کے برابر ۲ کروڑ ہی مسلمان مان لئے جاویں اور باقی کل جزیروں میں بھی صرف ۲ کروڑ مسلمان قرار دیئے جاویں تو بھی پالنشیا میں مسلمانوں کی تعداد ۱۰ کروڑ ہوتی ہے۔ (۵) سوڈان وغیرہ کے مسلمانوں کی کل تعداد ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ لکھی ہے جو بہت کم ہے کیونکہ مصری سوڈان یعنے مہدی سوڈانی کے علاقہ سے مسلمانوں کی تعداد ۷۰ لاکھ فرانسیسی سوڈان میں ایک کروڑ ۳۰ لاکھ انگلستان اور بلجیم کے سوڈانی علاقہ میں ۹۰ لاکھ ایک نامور عربی اخبار میں بیان کی گئی ہے اور یہ وہ تحریر ہے کہ اسکے روسے کل دنیا کے مسلمانان کی تعداد ۳۰ کروڑ ۶۰ لاکھ ہوتی ہے۔ صدی گذشتہ کے اخیر میں جب انگلستان کی جانب سے گندو کی اسلامی ریاست میں وہاں کے حاکم سے جو سلطان کسولوٹو کے ماتحت تھا تصفیہ معاملات اور باہمی میں سمجھوتے کی غرض سے کمیشن کیگئی تھی۔ اُس زمانہ میں کسولوٹو گندو کی متحدہ اسلامی حکومت کی آبادی ۲ کروڑ سے ۳ کروڑ تک بیان کی گئی ہے۔ اس جگہ پر ۲ کروڑ مسلمانان کسولوٹو گندو کی تعداد قرار دیجاتی ہے۔ ۱۹۰۸ء میں خلوٹے کریٹ کے بعد جب وادائی کی اسلامی حکومت پر ترکی اقتدار قائم ہوا اور اسکا متصلہ علاقہ ٹرکی کے زیر اثر آیا جسپر فرانس ناراض ہوکر عرصہ تک قلمی جنگ کرتا رہا۔ اور فرانسیسی قوم ترکیوں سے لڑنے کو تیار ہو گئی۔ اور گورنمنٹ فرانس ترکیوں سے جنگ کرنیکا زور اور دباؤ ڈالنے لگی۔ اور آخر کار فرانس کے پریزیڈنٹ کے علی الاعلان یہ ظاہر کردینے پر کہ فرانس ترکی سے مقابلہ کرنیکے لئے تیار نہیں ہے فرانسیسی ٹھنڈے ہوئے اسوقت میں اس جدید حاصل شدہ علاقہ کی آبادی جس میں مسلمان ہی ہیں قریباً ۳ کروڑ بیان کیگئی تھی۔ دیگر اسلامی حکومتوں کی تعداد مختلف تحریروں میں مختلف مقامات و مواقع پر بہت بڑی لکھی گئی ہے لیکن اس جگہ باقی کل وسط سوڈان کی اسلامی حکومتوں کے مسلمانوں کی تعداد صرف ایک کروڑ ۱۰ لاکھ قرار دیجاتی ہے جس سے سوڈان

Marfat.com

وغیرہ کے مسلمانوں کی تعداد ۸ کروڑ ہوتی ہے (۶) مصر میں مسلمانوں کی تعداد ۹ لاکھ ۸۰ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ حالانکہ بموجب مردم شماری حال کے وہ کروڑوں سے کم نہیں ہے۔ (۷) ایران کے مسلمانوں کی تعداد ۲۶ لاکھ لکھی ہے حالانکہ ۲۸ کروڑ والی تعداد کی تفصیل میں جو مصر کے عربی اخبار المؤید میں شائع ہوئی ۹۰ لاکھ اور ۳۰ کروڑ ۴۰ لاکھ والی تفصیل میں ایک کروڑ ۲ لاکھ ہے۔ علاوہ ازیں ایک تعلیم یافتہ ایرانی کی تحریر میں ایران کی آبادی تین کروڑ سے ۴ کروڑ تک بیان کیگئی ہے۔ (۸) ترکستان میں مسلمانوں کی تعداد دس لاکھ لکھی ہے۔ ۲۸ کروڑ والی تعداد میں بخارا کے مسلمانوں کی تعداد ۲۱ لاکھ ۳۰ ہزار خیوا یعنے خوارزم میں ۷۰ لاکھ۔ ترکستان شرقی کی تعداد ۲۰ لاکھ۔ ترکستان مغربی یا روسی کی ۲۰ لاکھ۔ ترکستان افغانی کی ۹ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔ اور ایک موقعہ پر خوقند جو ترکستان میں شامل ہے اسکی آبادی ۹ لاکھ ۲۰ ہزار بیان کیگئی ہے۔ اور یہ مجموعی تعداد ایک کروڑ ۵۰ لاکھ ہوتی ہے۔ ترکستان ایک وسیع و آباد ملک ہے جسمیں مسلمان بھرے پڑے ہیں اس میں اس سے بھی زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہونے کی یقینی امید ہے (۹) افغانستان میں ۶۰ لاکھ مسلمانوں کی تعداد بتائی ہے۔ افغانستان بڑا وسیع اور آباد ملک ہے جسمیں سوائے مسلمانوں کے کوئی قوم آباد نہیں ہے۔ اسکی نسبت یورپین مدبرین نے بوثوق بیان کیا ہے کہ افغانستان ضرورت کے وقت ۴۰ لاکھ قوی ہیکل جنگجو جوان مرد میدان افغانستان میں لاسکتا ہے۔ اب جبکہ ۴۰ لاکھ مرد میدان ہوئے تو قریبًا اسیقدر لڑکے بوڑھے و دیگر معذورین آدمی ہوں گے اور اسکی مجموعی تعداد کے قریب عورتیں ہونی چاہئیں اور یہ سب ملکو بڑی تعداد تک پہونچتے ہیں جسکو ۹۰ لاکھ تو عمومًا سبنے بیان کیا ہے۔ (۱۰) روس میں مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ ۲۱ لاکھ ۶۰ ہزار بیان کیگئی ہے۔ جو دیگر مختلف موقعوں پر ۲½ سے تین کروڑ تک بیان کیگئی ہے۔ اور بعض کا تخمینہ اس سے بھی زیادہ کا ہے جسکا بیان بارہا اخبارات میں ہوچکا ہے جو اخباربین حضرات سے

Marfat.com

پوشیدہ نہیں ہے۔ (۱۱) چین میں ۴ کروڑ ۴ لاکھ تعداد مسلمانوں کی بیان کی گئی ہے
مگر باکسروں کی بغاوت کے زمانہ میں جب یورپین طاقتوں نے پیکن پر قبضہ کیا تھا۔
تو منجملہ اور تازہ حالات کے وہاں مسلمانانِ چین کی تعداد بھی ۱/۲ ۷ کروڑ تک بیان کی
گئی ہے اور یہ اخبارات میں بھی بیانات شائع ہوئے کہ چین میں مسلمان قدیم سے آباد
ہیں اور وہاں مسلمانوں کے ساتھ عمدہ اور فیاضانہ برتاؤ ہوتا رہتا ہے۔ مسلمانوں نے
گورنمنٹ چین کو بارہا نازک موقعوں پر بیش بہا امداد دی اور گورنمنٹ چین کو بربادی سے
بچایا۔ اُسکے دشمنوں کو پامال کیا جس سے مسلمان چین میں عزت اور وقعت سے دیکھے
جاتے ہیں اور ہر قسم کی آزادی اُنکو حاصل ہے۔ اور وہ وہاں پر آرام سے زندگی بسر کرتے
ہیں جسکی وجہ سے وہاں انکی نسل دن بدن ترقی پر ہے۔ اسلام مقدس کی عظمت اور اشاعت
اسدرجہ بڑھی ہوئی ہے کہ یورپین سیاح آئندہ کسی وقت میں کُل چین کے مسلمان ہوجانیکا
خوف ظاہر کرتے ہیں۔ وہاں پر ۹ کروڑ ۱۰ کروڑ مسلمانوں کا ہونا کچھ بعید نہیں ہے۔
(۱۲) فرانسیسی فاضل نے مثل عرب کے بلوچستان کے مسلمانوں کا بالکل ذکر نہیں کیا
بلوچستان میں ۵۰ لاکھ مسلمان بیان کئے گئے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ایسے ہی دیگر ممالک
کے مسلمانوں کی تعداد کی نسبت خیال کرلینا چاہیئے جسکے متعلق بخوفِ طوالت بحث
نہیں کیگئی۔ ممکن ہے کہ فاضل فرانسیسی اپنی کوشش میں کامل طور پر کامیاب نہوا ہو
یا کوئی مغالطہ ہوگیا ہو۔ یہ تو انکی نسبت میں لکھنا نہیں چاہتا کہ مسیحی پاسداری اور یورپین
وضعداری یا اسی قسم کی کسی اور وجہ نے انکو اصلی تعداد بیان کرنیکی اجازت نہ دی اور
انہوں نے دانستہ کم لکھدیا۔ اگر متذکرہ بالا تعدادوں کا باہمی فرق نکالا جاوے تو نقشہ حسب ذیل ہوتا ہے۔

(نقشہ مقابلہ اعداد و فرق باہمی)

نمبر شمار	نام ملک	تعداد بیانکردہ فاضل فرانسیسی	تعداد حساب کردہ دیگر مصنفان	فرق ہر دو اعداد
۱	عرب	۰	۱۲۰۰۰۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰۰
۲	ملیشیا یعنے پالنشیا	۲۱۱۱۶۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰۰	۷۸۸۸۴۰۰۰

Marfat.com

نمبر شمار	نام ملک	تعداد بیان کردہ فاضل فرانسیسی	تعداد حساب کردہ دیگر اصحاب	فرق ہر دو اعداد
۳	سوڈان	۲۶۰۰۰۰۰۰	۸۰۰۰۰۰۰۰	۵۴۰۰۰۰۰۰
۴	مصر	۹۸۰۰۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰۰	۹۰۲۰۰۰۰
۵	ایران	۲۶۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۷۴۰۰۰۰۰
۶	ترکستان	۱۰۰۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰۰	۱۴۰۰۰۰۰۰
۷	افغانستان	۶۰۰۰۰۰۰	۹۰۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰
۸	روس	۱۲۱۶۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰۰	۱۷۸۴۰۰۰۰
۹	چین	۴۴۴۰۰۰۰۰	۷۵۰۰۰۰۰۰	۳۰۶۰۰۰۰۰
۱۰	بلوچستان	۰	۵۰۰۰۰۰	۵۰۰۰۰۰
	میزان کل	۱۱۴۲۵۶۰۰۰	۳۵۶۰۰۰۰۰۰	۲۴۱۷۴۴۰۰۰

اب اگر اس فرق کو فرانسیسی فاضل مصنف سیر اسلام کی بیان کردہ تعداد میں شامل کر دیا جائے تو نقشہ حسب ذیل بنتا ہے۔ **نقشہ تفصیل تعداد مسلمانان عالم مصدقہ و محققہ**

نمبر شمار	نام ملک	تعداد مسلمانوں کی ملک وار	نمبر شمار	نام ملک	تعداد مسلمانوں کی ملک وار
۱	یورپ	۱۷۱۰۹۶۶۸	۱۱	مصر	۱۰۰۰۰۰۰۰
۲	ایشیا	۱۳۳۶۲۹۹۲	۱۲	مقبوضات عثمانیہ علاوہ مصر	۶۰۰۰۰۰۰
۳	افریقہ	۱۰۰۱۲۱۰۰۰	۱۳	ایران	۲۰۰۰۰۰۰۰
۴	آسٹریلیا مع جزائر ملحقہ	۶۷۷۵۰۰۰	۱۴	ترکستان	۱۵۰۰۰۰۰۰
۵	ہندوستان یعنی برٹش انڈیا	۶۱۵۶۲۰۰۰	۱۵	افغانستان	۹۰۰۰۰۰۰
۶	افریقہ شمالی	۲۵۰۰۰۲۱۰	۱۶	روس	۳۰۱۰۰۰۰۰
۷	جزائر ہند	۱۳۲۲۶۰۰۰	۱۷	چین	۷۵۰۰۰۰۰۰
۸	ملیشیا یعنی پالینشیا	۲۹۰۰۰۰۰۰	۱۸	عرب	۱۲۰۰۰۰۰۰
۹	سوڈان وغیرہ	۸۰۰۰۰۰۰۰	۱۹	بلوچستان	۵۰۰۰۰۰
۱۰	دولت عثمانیہ یعنی ٹرکی	۳۱۰۱۰۰۰۰		میزان	۵۵۹۲۶۶۸۷۰

Marfat.com

اور میزان اس نقشہ کی تعداد ۴۰ کروڑ بیان کردہ جرمن محقق سے قریب ہے، جو اسکے درست اور صحیح ہونیکی دلیل ہے۔ مسلمانوں کی تعداد کم بیان کئے جانیکی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اسلامی ممالک کی باضابطہ مردم شماری نہیں ہوتی اور ممالک یورپ کو چھوڑ کر جہاں باضابطہ مردم شماری کا قاعدہ مروج ہے۔ امریکہ میں بعض اور ایشیا میں اکثر اور افریقہ میں قریباً کل ممالک کی مردم شماری نہیں ہوئی۔ وہاں کی آبادی کا قیاسی تخمینہ لگا دیا جاتا ہے اور اس اندازہ کے اہل یورپ مختار ہیں جس ملک کا جو چاہیں لگائیں قیاسی تخمینہ کسیطرح صحیح نہیں ہوسکتا جسکا ثبوت بھی حال میں مل چکا ہے۔ کوریہ کی آبادی کا اندازہ اہل یورپ نے ۶۰ لاکھ لگایا تھا جو جاپان کے قبضہ میں کوریا اور وہاں کی مردم شماری ہونے پر ایک کروڑ ۸۰ لاکھ ثابت ہوئی جو اندازہ سے سہ چند ہے ایسے ہی اگر اسلامی ممالک کی بھی مردم شماری ہو تو یقیناً اسکی آبادی بھی زیادہ ثابت ہو۔ جبتک کل اسلامی ممالک نیز اُن ملکوں کی جن میں مسلمان آباد ہیں باضابطہ مردم شماری نہو مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوسکتی۔ اسوقت تک اہل یورپ کے ہی بیان کردہ تعداد پر اکتفا کرنا چاہیئے۔ اور اسکو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ مسلمانوں میں ایسے بلند ہمت اب نہیں رہے جو دور و دراز اسلامی ممالک کی سیاحت کی تکالیف گوارا کرکے مسلمانوں کی حالت کا صحیح اندازہ اور مسلمانانِ عالم کی اصلی تعداد کا شمار تحقیق کرکے اس سے مسلمانوں کو آگاہ کریں۔ آخیر پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا کے مسلمانوں کی تعداد تو بیان کیگئی خواہ اسمیں کتنا ہی فرق ہو۔ لیکن مسلمانوں کی فرقہ وار تعداد ہنوز ٹھیک طور پر بیان نہیں کیگئی۔ البتہ اسکا قیاسی اندازہ مختصراً تحریر ہے کہ منجملہ ۴۰ کروڑ کے تقریباً ۴۰ کروڑ یعنے دو ثلث سے زیادہ صرف حنفی اور بارہ کروڑ سے زیادہ شافعی مالکی حنبلی ہیں باقی میں کل جدید و قدیم فرقہائے اسلام شامل ہیں جنمیں سے بجز شیعوں کے اَور کسی فرقہ کی تعداد کروڑ تک نہیں پہونچی۔ فقط۔ علاوہ اہل اسلام انجیل کے ماننے والوں

Marfat.com

کی بظاہر تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ اصلی انجیل غیر محرف باقی ہی نہیں رہی۔ اکثر نصاریٰ دہریہ ہوگئے اور جو کچھ ان اناجیل محرف کے ماننے والے باقی بھی ہیں تو مسلسل سند انجیل کی عیسٰے علیہ السلام تک نہیں پہونچا سکتے اسواسطے کہ رومن کیتھلاک اور پروٹسٹنٹ تو عیسٰے علیہ السلام پر نزول انجیل کے قائل ہی نہیں۔ لہذا وہ ہمارے نزدیک اہل کتاب ہی نہیں اور جو اناجیل موجودہ کو الہامی کتاب مانتے ہیں انکا یہ عقیدہ ہے کہ بعد سولی دیئے جانے عیسٰے علیہ السلام کے جب انکو دفن کردیا گیا تیسرے دن قبر سے نکل کر حواریوں کو اپنے اقوال اور افعال جمع کرنیکی نسبت الہام کیا اُنہوں نے آپکے اقوال اور افعال جمع کئے مگر انہی اناجیل سے ثابت ہے کہ وہ سب عیسٰے علیہ السلام کے نزدیک بے ایمان تھے۔ چنانچہ انہی اناجیل میں یہ مضمون موجود ہے کہ ایک مقام پر اُن حواریوں نے جو نصاریٰ کے نزدیک حواری ہیں حضرت عیسٰے علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے خداوند آپ زہر کا پیالہ پی لیتے ہیں۔ اژدہا کو پکڑ لیتے ہیں اور کچھ اثر نہیں ہوتا۔ آپ پہاڑ کو ہٹا دیتے ہیں۔ ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ آپ نے فرمایا۔ اے بے ایمانو اگر تم میں ذرہ کی برابر بھی ایمان ہوتا تو تم بھی یہ سب کچھ کرسکتے تھے۔

قوت وصفت چہارم بیان میں جامعیت قرآن کے

العظمۃ للہ۔ یہ فصاحت و بلاغت یہ تاثیر اور قبولیت اور پھر یہ قوت جامعیت کہ اکثر علوم بلکہ تمام علموں کا ماخذ قرآن مجید ہی ہے۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر اتقان میں تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن مجید سے تمام ہی علوم مستنبط ہوسکتے ہیں اسواسطے کہ اللہ جلشانہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ یعنی قرآن مجید میں کسی چیز کے بیان کرنے میں ہمنے کمی نہیں کی۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ یعنی ہمنے تمہارے اوپر وہ کتاب

Marfat.com

نازل کی ہے جسمیں ہر شے کا بیان ہے"۔ اور ظاہر ہے کہ باتفاق جمہور اور بموجب احادیث صحیحہ اور دلالت آیات کریمہ حامل قرآن حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل ہیں خصوصًا مرتبۂ علم میں۔ اسیواسطے حضرت عبد الشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عقائد مسمّٰی بتمہید میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارا تمام اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعلم الرسل تھے اور ظاہر ہے کہ بموجب آیۃ کریمہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ باتفاق جمہور مفسرین یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام کو اللہ جلشانہ نے قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا اُن سب کی حقیقتیں اور ماہیتیں علیہ السلام کو دکھا کر اُن سب کے نام سکھلا دیئے تھے۔ یہانتک کہ مفسّرین تحریر فرماتے ہیں کہ بمقتضائے الف لام استغراق کے لفظ اسماء پر اور مؤکد کرنے اُسکے ساتھ لفظ کلہا کے جو بھی اللہ کو پیدا کرنا تھا اور اسکا نام اللہ کے علم میں موجود تھا وہ سب ہی کچھ آدم علیہ السلام کو دکھلا کر آدم علیہ السلام کو اُن سب کے نام سکھا دیئے تھے۔ اور جب حضور اعلم الرسل ٹھہرے اور آپ کا علم قرآن تو پھر وہ کونسا علم ہے جو قرآن میں نہ ہو۔ چنانچہ تفسیر اتقان ہی میں بعد آیات مذکورہ علّامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتن قیل ما المخرج منہا قال کتاب اللہ فیہ نباء ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم اخرجہ الترمذی وغیرہ۔ واخرج سعید بن منصور عن ابن مسعود قال من اراد العلم فعلیہ بالقرآن	فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ بہت فتنے ہونگے۔ عرض کیا گیا اُن فتنوں سے خلاصی کی کیا تدبیر ہے فرمایا اُنسے بچنے کی تدبیر کتاب اللہ ہے جسمیں تمسے پہلوں کی بھی خبریں ہیں اور پچھلوں کی بھی اور حکم اُن باتوں کا جو تمہارے درمیان واقع ہوں۔ یہ حدیث ترمذی شریف کے سوا دوسری کتابوں میں بھی ہے۔ اور سعید بن منصور عبد اللہ بن مسعود

Marfat.com

فان فیه خبر الاولین والاخرین قال البیهقی یعنی اصول العلم۔ واخرج البیهقی عن الحسن قال انزل الله مائة واربعة كتب اودع علومها اربعة منها التوراة والانجیل والزبور والفرقان ثم اودع علوم الثلاثة الفرقان و قال الامام الشافعی رضی الله عنه جمیع ما تقوله الائمة شرح للسنة وجمیع السنة شرح للقرآن۔ وقال ایضًا جمیع ما حکم به النبی صلی الله علیه وسلم فهو مما فهمه من القرآن۔ قلتُ ویؤیدُ هذا قوله صلی الله علیه وسلم انی لا احل الا ما احل الله ولا احرم الا ما حرم الله فی کتابه اخرجه بهذا اللفظ الشافعی رحمه الله فی الام وقال سعید بن جبیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت فرمائے ہیں کہ فرمایا اُنہوں نے کہ جو شخص حصول علم کا ارادہ کرے اسکو لازم ہے کہ قرآن مجید پڑھے اسواسطے کہ اسمیں پہلوں کی بھی خبریں ہیں اور پچھلوں کی بھی خبریں۔ علامہ بیہقی فرماتے ہیں کہ مراد ان خبروں سے اصول علم ہیں اور بیہقی حسن رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ نے ایک سو چار کتابیں جو نازل فرمائی تھیں اُن سب کے علم توریت زبور اور انجیل میں درج فرما دیئے۔ اور ان تینوں کتابوں کے علم قرآنمجید میں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جتنے بھی اقوال فقہاء کرام اور آئمۂ دین کے ہیں وہ سب احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شرح ہیں اور تمام احادیث شرح ہیں قرآن کی اور جو کچھ احکام دینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے وہ وہی ہیں جنکو آپنے قرآن سے سمجھا۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس قول کی تائید کرتی ہے یہ حدیث فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک مَیں نہیں حلال کرتا مگر اُس چیز کو جسکو اللہ نے حلال کیا ہے اسیطرح میں کسی چیز کو حرام نہیں کرتا مگر اُسی چیز کو جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے یہ حدیث کتاب الاُم شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور سعید بن جبیر فرماتے ہیں

ما بلغني حديث عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم
على وجه الا وجدت
مصداقه في كتاب الله
وقال ابن مسعود اذا حدثتكم
بحديث انبأتكم بتصديقه
من كتاب الله تعالى اخرجهما
ابن ابي حاتم وقال الشافعي
رحمه الله ايضاً ليست تنزل
باحد في الدين نازلة الا
في كتاب الله الدليل على
سبيل الهدى فيها فان
قيل من الاحكام ما يثبت
ابتداء بالسنة۔ قلنا
ذالك ماخوذ من كتاب الله
في الحقيقة لان كتاب الله
اوجب علينا اتباع الرسول
وفرض علينا الاخذ بقوله
وقال الشافعي رحمه
الله مرة بمكة سلوني عما
شئتم اخبركم عنه

کہ مجھکو کوئی حدیث صحیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
نہیں پہونچی مگر میں نے اسکی تصدیق کتاب اللہ
میں پائی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں جب میں کوئی حدیث تم سے بیان کرتا
ہوں تو اسکی تصدیق ضرور میں کتاب اللہ سے
پیش کر دیتا ہوں۔ ان دونوں حدیثوں کی تخریج
ابن ابی حاتم نے کی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں کوئی حادثہ اور نیا واقعہ دین
میں نہیں پیدا ہوتا مگر کتاب اللہ میں اسکی
رہنمائی کی دلیل پہلے سے موجود ہوتی ہے۔
اسواسطے کہ قرآن مجید میں اتباع رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا اور انکے اقوال کی پیروی
ہمپر فرض کر دیگئی۔ ایک دن امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے جو کچھ چاہو مجھسے
پوچھو میں تمکو اسکی قرآن سے خبر دونگا کسی نے
عرض کیا فرمائیے حالت احرام میں زنبور
یعنے ڈمبو یعنے تتیا کے مارنے کا کیا حکم
ہے؟ فرمایا قرآن مجید میں اللہ جلشانہ
فرماتا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا۔
یعنے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمکو

Marfat.com

فی کتاب اللہ فقیل لہ ما تقول
فی المحرم یقتل الزنبور فقال .
بسم اللہ الرحمن الرحیم
وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ
وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا
وحدثنا سفیان ابن عیینۃ
عن عبد الملک بن عمیر
عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ
بن الیمان عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم انہ قال اقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر
وعمر ۔ وحدثنا سفیان
عن مسعر بن کدام عن قیس
بن مسلم عن طارق بن شھاب
عن عمر بن الخطاب انہ اَمَرَ بقتل
المحرم الزَّنْبُوْرَ وحکی ابن سُراقۃ
فی کتاب الاعجاز عن ابی بکر
بن مجاھد انہ قال یوماً ما
من شیٔ فی العالم الا وھو فی
کتاب اللہ فقیل لہ فاین ذکر
الخیانات فیہ فقال فی قولہ

دیں سکو لے لو اور جس سے منع فرماویں اس سے باز رہو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے
بعد تم پیروی کرنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی اور
بسند صحیح طارق ابن شہاب فرماتے ہیں کہ عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے بحالت احرام محرم کو زنبور یعنے
تتیئے مارنے کی اجازت دے دی تھی بعض
علماء معتبر فرماتے ہیں کہ جس کسیکو اللہ فہم کامل
عطا فرمائے وہ قرآن مجید سے ہر بات کو نکال
سکتا ہے چنانچہ بعض کا قول ہے کہ سورۃ
منافقون ترسیٹھویں سورۃ ہے اور اس سورۃ
میں اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے وَلَنْ یُّؤَخِّرَ
اللہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا یعنی اللہ جلشانہ کسی
جان کو ڈھیل نہیں دیتا جب اُسکی وفات کا وقت
آجاوے ۔ اور اس سورۃ کے بعد سورۃ تغابن
ہے جسمیں غبن اور نقصان کا ذکر ہے لامحالہ یہ
اشارہ ہے اسطرف کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترسیٹھ برس کی عمر کے بعد اس دُنیا سے تشریف
لیجاوینگے اور آپ کے بعد اہل اسلام غبن اور
نقصان کی حالت میں رہجاوینگے ۔ علامہ
ابن ابو الفضل مرسی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے
ہیں کہ پہلے اور پچھلوں کے علموں کا قرآن مجید نے

Marfat.com

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا
بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ
لَكُمْ فى الحياتات و قال ابن
برهان قال النبى صلى الله
عليه وسلم ما من شئ فهو
فى القران او فيه اصلهٗ
قَرُبَ اَوْ بَعُدَ فهمهٗ مَنْ
فهمه وعمه عنه من عمه
وكذا كل ما حكم به او قضى
به وانما يدرك الطالب
مِنْ ذالك بقدر اجتهاده و
بذل وسعه مقدار فهمه و
قال غيره ما من شئ الا يمكن
استخراجه مِنَ القران لِمَنْ
فهمه الله حتى اَنَّ بعضهم
اِستنبط عمر النبى صلى الله عليه
وسلم ثلثا وستين سنة
من قوله تعالى فى سورة المنافقين
ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء
اجلها فانها راس ثلث و
ستين سورة وعقبها بسورة

اسدرجہ احاطہ کیا ہے کہ اس سے کوئی علم حقیقتاً
باقی نہیں رہا۔ گو اُسکے پڑھنے والے اُن علموں کا
احاطہ نہ کر سکے پھر اسمیں تو شک نہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ جلشانہ نے قرآن مجید
کے سارے ہی علموں کا عالم بنا دیا تھا پھر بعد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنے اپنے حوصلہ
کے موافق اکابر صحابہ اور اہلبیت اُن علموں کے
وارث ہوئے جیسے خلفائے راشدین اور
عبداللہ ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما
چنانچہ حضرت ابن عباس تو فرمایا کرتے تھے
کہ میری تو اگر اونٹنی کی رسّی بھی گم ہو جاوے
تو اُسکو میں قرآن مجید سے پالیتا ہوں پھر صحابہ
کی میراث تابعین باحسان کو ملی۔ پھر ایک جماعت
علما کی قرآن کے علوم اور فنون حاصل کرنیکی
طرف متوجہ ہوئی جن میں سے بعض نے اُسکی
لغتوں کو ایک جگہ محفوظ کیا اور اُسکے کلمات
کیطرف متوجہ ہو کر ہر حرف کے مخرج اور صفات
بیان کئے اور تمام قرآن مجید کے حرفوں کے
مخرج اور صفتیں بیان کرکے اُسکے حروف
اور کلموں اور آیتوں اور سورتوں کی گنتی کر
کر اُسکی تلاوت کے لئے سات منزلیں مقرر کیں

Marfat.com

التغابن لیظهر التغابن فی فقده
وقال ابن ابی الفضل المرسی
فی تفسیره جمع القرآن علوم
الاولین والآخرین بحیث لم یحط
بها علماً حقیقة الا المتکلم بها
ثم رسول الله صلی الله علیه وسلم
خلا ما استأثر به سبحانه و
تعالی ثم اورث عنه معظم
ذالک سادات الصحابة واعلامهم
مثل الخلفاء الاربعة وابن مسعود
وابن عباس حتی قال لو ضاع
لی عقال بعیر لوجدته فی
کتاب الله تعالی ثم ورث
عنهم التابعون باحسان ط

اور نصف اور ربع اور ثلث کی نشانیاں مقرر کیں اور اسکے سجدے جو واجب تھے اُن سب کو ضبط تحریر میں لاکر ہر دس آیت پر ایک نشان مقرر کردیا اور اس علم کا نام علم قرأت

نمبر ۲۔ اور علماء علم نحو اسکے اسماء معرب اور مبنی کی تحقیق کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور افعال اور حروف عاملہ اور غیر عاملہ کی بحث میں بڑی بڑی کتابیں مدوّن کیں۔ چنانچہ تمام علم نحو کا ماخذ قرآن مجید ہی ہے۔

نمبر ۳۔ اور علماء مفسّرین نے جب دیکھا کہ بعض الفاظ اسکے ایک معنے خاص رکھتے ہیں اور بعض الفاظ کئی معنے میں مشترک ہیں تو وہ اپنی اپنی فکر اور نظر کے اندازہ پر بیان احکام خاص و عام اور مشترک و مؤول کیطرف متوجہ ہوئے اور اسکے معنے خفیہ کو ہر موقعہ اور محل کے اندازہ پر مع بیان شانِ نزول مشرح کردکھایا جسکا نام علم تفسیر رکھا گیا۔

نمبر ۴۔ پھر بعض علماء اسکے دلائل عقلی اور شواہد اصلی اور نظری میں غور کرکے وحدانیت اور وجود اور بقاء اور قدم اور قدرت اور علم جناب باری کے ثابت کرنے میں مشغول ہوئے اور پاکی جناب باری میں تمام عیوب اور نقصانات سے دفتر کے دفتر لکھے اور اس علم کا علم اصول دین اور علم عقائد نام رکھا۔

نمبر ۵۔ اور بعض اہل علم اسکی آیات اور الفاظ کے سیاق و سباق کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہوکر طریق استنباط احکام میں مشغول ہوئے اور خاص و عام حقیقت و مجاز اور نص اور ظاہر و مجمل و محکم و متشابہ وغیرہ اصطلاحیں مقرر کر کے احکام دینی کے نکالنے کے طریقے بتلائے۔ اور اس علم کا نام علم اصول فقہ رکھا۔

نمبر ۶۔ اور ایک جماعت بیان کرنے احکام حلال اور حرام۔ فرض۔ واجب سنت موکدہ۔ مستحبات اور مباحات کیطرف متوجہ ہوئی۔ اور تمام واقعات گذشتہ اور آئندہ کے احکامات مفصّل و مبوّب لکھکر اسکا نام علم فقہ اور علم فروع رکھا۔

نمبر ۷۔ پھر ایک جماعت بیان تفصیل اور تشریح اُسکے قصّوں اور پہلی اور پچھلی امتوں کے واقعات کیطرف متوجہ ہوئی۔ یہانتک کہ شروع دنیا سے پیدائش عالم کی تفصیل وار تمام حقیقتیں بیان کیں اُسکا نام علم تاریخ اور علم قصص رکھا۔

نمبر ۸۔ اور بعض علماء بیان کرنے اسی کلام اللہ کے جنّت کے وعدوں اور دوزخ کے وعید کیطرف متوجہ ہوکر اُسکے حکم اور مثالیں اور نصیحتیں دلوں کے نرم کرنیوالی اور آخرت کا شوق دلانیوالی بیان کرنے لگے۔ اور اس علم کا نام علم وعظ اور پند رکھا اور خطیب و واعظ کے خطاب سے مشہور ہوئے۔

نمبر ۹۔ اور بعض نے تعبیر خواب کے اصول اس سے قایم کئے اور ہر قسم کے خواب کی تعبیر قرآن مجید ہی سے استنباط کر کے اس فن میں کتابیں لکھیں اور چونکہ حدیث بعینہٖ شرح قرآن شریف کی ہے بیان کرنے تعبیر بعض خوابوں میں احادیث سے بھی مدد لی اور اس علم کا نام علم تعبیر رُویا رکھا۔

نمبر ۱۰۔ اور ایک جماعت علماء میراث کی آیتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور علم حساب کے قواعد حسب اقتضاء میراث کی آیتوں کے مرتب کر کے ورثہ کے حق میں نصف اور ثلث اور ربع اور سدس اور ثمن اور ثلثین قرآن مجید سے حصہ قایم کر کے احکام وصیت اور میراث اور ادائے قرض میت باب باب اور فصل فصل کر کے بیان کئے

Marfat.com

اور اسکا نام علمِ حساب و علمِ فرائض رکھا۔

نمبر ۱۱۔ اور ایک جماعت علماء نے اُن آیتوں سے جنمیں رات دن سورج چاند ستارے اور انکی منزلوں اور برجوں وغیرہ کا ذکر تھا علمِ میقات استخراج کیا تاکہ اُسکے جاننے والے پر اوقاتِ نماز دریافت کرنے اور سحری اور افطار کے وقت پہچاننے میں باعتبار اختلاف فصلوں کے دِقّت نہ واقع ہو۔ اور اسکا نام علمِ مواقیت رکھا۔

نمبر ۱۲۔ اور جماعت شعراء اور ناظم و ناثر اسکی خوبی الفاظ اور حسنِ استعارات اور حسن سیاق وغیرہ کیطرف متوجہ ہو کر اسی قرآن مجید سے علمِ معانی علمِ بیان اور علمِ بدیع استخراج کیا۔ اور اسکا نام علم معانی اور بدیع رکھا۔

نمبر ۱۳۔ اور جماعت اہل تصوف نے اُسکے الفاظ اور معانی کے دقائق بیان کرتے ہوئے اپنی حالتوں کی تمیز کرنے کے لئے بہت سی اصطلاحیں معین کیں۔ جیسے فنا اور بقا، حضور اور خوف ہیبت و انس اور قبض و بسط وغیرہ۔ اور ان سب بحثوں کو باب باب اور فصل فصل کرکے بیان کیا۔ اور اسکا نام علمِ تصوّف رکھا۔

اِن علوم کے علاوہ اور بھی بہت سے علوم قرآن مجید سے استخراج کئے گئے ہیں جیسے علمِ طب۔ علم جدل۔ علم ہیئت۔ علم ہندسہ۔ علم جبر و مقابلہ وغیرہ اسواسطے کہ علمِ طب کا اصل مقصود اعتدال مزاج ہے۔ اور قرآن مجید میں آیۂ کریمہ وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ کے ساتھ تمام امور میں یہانتک کہ خیرات میں بھی اعتدال مرعی رکھنے والوں کی تعریف کیجاتی ہے۔ سورۂ فرقان میں ہے وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ **ترجمہ** "یعنے بندگانِ رحمٰن وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت نہ حد سے بڑھتے ہیں نہ تنگا ترشی کرتے ہیں۔ بلکہ فضول خرچی اور تنگی کے درمیان اعتدال مدّ نظر رکھتے ہیں۔ پھر سورۂ اعراف میں ارشاد ہوتا ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔

Marfat.com

ترجمہ۔ "یعنی بقدر اعتدال کھاؤ پیو اور حد سے زیادہ نہ کھاؤ بلا شبہ اللہ جلشانہٗ حد سے زیادہ کھانیوالوں کو دوست نہیں رکھتا" پھر تیسری جگہ سورۂ نحل میں ارشاد فرمایا یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ یعنے نکلتا ہے پیٹوں شہد کی مکھیوں سے شربت جسکے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اُس شربت میں شفا ہے واسطے آدمیوں کے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ شفا بیچ تین چیزوں کے ہے۔ بیچ بھری سینگی کھچوانے کے یا شہد پینے کے یا داغ لگا نیکے۔ مگر میں اپنی امت کو داغ لگانے سے منع کرتا ہوں اخرجہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کلونجی ہر درد کی دوا ہے سوائے موت کے۔

اور علم ہیئت اُن آیتوں سے اخذ کیا کہ جن میں آسمانوں کا اور زمینوں کا ذکر ہے۔ اور مخلوقات آسمانی اور زمینی علوی اور سفلی سے بحث کی گئی ہے۔

اور آیہ کریمہ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِىْ ثَلٰثِ شُعَبٍ سے علم ہندسہ کو اخذ کیا۔

اور علم جدل اور مناظرہ کا ماخذ اُن آیتوں کو قرار دیا جنکے دعوے مدلل براہین اور مقدمات اور نتیجوں کے ساتھ ہیں۔ اور مناظرہ ابراہیم علیہ السلام کا نمرود اور اپنی قوم کے ساتھ اور غالب آنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنی دلیلوں کے ساتھ اپنی قوم پر اس علم کی اصل عظیم ہے۔

اور علم جبر و مقابلہ کی اصل بعض کا قول ہے کہ یہ حروف مقطعات ہیں جنکے ساتھ اکثر سورتیں شروع کیگئی ہیں۔ ان حرفوں سے مدتوں اور برسوں اور دنوں اور تاریخوں پہلے امتوں کا استخراج کیا جا سکتا ہے۔ اور بعض علماء نے ان ہی حرفوں سے عمر دنیا کی مدت اور مدت قیام امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بیان کیا ہے اور بعض کو بعض میں ضرب دیکر جسقدر مدت باقی رہی ہے اسکو بتایا۔ پھر کونسا وہ پیشہ ہے کہ جسکا اور جسکے آلات ضروری کا قرآن مجید میں

Marfat.com

ذکر نہیں کیا گیا۔ اول بالطبع انسان کو کسی نہ کسی چیز کے ساتھ اپنے بدن کو ڈھانکنے کا عادی ہونا اور ستر عورت کا ڈھانکنا جبلت انسانی میں داخل ہونیکا بیان آدم علیہ السلام کے قصہ میں اسطرح کیا گیا ہے وَيَخۡصِفَانِ عَلَيۡهِمَا مِن وَّرَقِ الۡجَنَّةِ یعنے جب بوجہ کھا لینے گیہوں کے دانہ کے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کا بدن نوری کپڑوں سے برہنہ ہوگیا۔ وہ دونوں اپنے بدن پر جنت کے پتوں کو لپیٹتے تھے اور تہ پر تہ سیتے تھے جس سے پیشہ درزی کیطرف انسان کے محتاج ہونیکا پتہ چلتا ہے۔ اور لوہار کے پیشہ کیطرف آیۃ کریمہ اٰتُوۡنِىۡ زُبَرَ الۡحَدِيۡدِ میں تصریح ہے۔ یعنی یاجوج اور ماجوج کی شکایت جب حضرت سکندر ذوالقرنین کی خدمت میں کی گئی۔ حضرت سکندر نے اُس درہ کے بند کرنے کو شکایت کرنیوالوں سے فرمایا کہ لوہے کی اینٹوں سے اس درہ کو بند کرو تاکہ میں مس تانبا پگھلا کر ڈالدوں۔ کہ وہ ایک دیوار ہو جاوے۔ دوسری جگہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر میں ارشاد فرمایا وَاَلَنَّا لَهُ الۡحَدِيۡدَ یعنے ہمنے بطریق معجزہ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کردیا۔ اور بڑھئی کے پیشہ کیطرف حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں تشریح موجود ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا اور بناؤ تم کشتی ہمارے سامنے۔ اور سوت کاتنے کے پیشہ کیطرف اس آیۃ کریمہ میں اشارہ ہے۔ یہاں بطریق تمثیل اُن لوگوں کی تنبیہ کیگئی ہے جو نیکی کرکے بدعملیوں کے ساتھ اُسکو برباد کردیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّتِىۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡكَاثًا یعنے تم اُس عورت کی مانند نہ ہوجاؤ جو کات کر اپنے سوت کو ریزہ ریزہ کردیتی تھی۔ اور غوطہ مار کر موتی نکالنے کے پیشے کیطرف حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں لفظ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ کے ساتھ تصریح ہے۔ چنانچہ سورۂ صٓ میں ہے فَسَخَّرۡنَا لَهُ الرِّيۡحَ

Marfat.com

تجری بامرہٖ رخاءً حیث اصاب والشیاطین کل بناءٍ وغواص۔
یعنے تابعدار کر دیا تھا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو چلتی تھی اُنکے
حکم سے نرم نرم جہاں بھی پہونچنا چاہتے تھے اور شیاطینوں کو جو سب عمارت بنانے
اور دریا میں غوطہ مارنے کے مشاق تھے۔ اور کھیت بونے کا ذکر آیۃ کریمہ افرأیتم
ما تحرثون میں صراحۃً موجود۔ یعنے کیا پس دیکھا تمنے اُس چیز کو کہ بوتے ہو تم علی ہذا شیشہ
گری کا ذکر اس آیۃ کریمہ میں بصرح ہے قال تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من حلیہم
عجلاً جسداً لہ خوار۔ یعنے بعد تشریف لیجانے موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر موسیٰ
علیہ السلام کی قوم نے اپنے زیور سے ایک بچھڑا ڈھال کر بنا لیا۔ جو بچھڑے کی طرح
بولتا تھا۔ اور آیۃ کریمہ ھذا صرح ممرد من قواریر میں فن شیشہ گری کی صاف تصریح
ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نشستگاہ کے صحن میں پانی بھروا کر
اسکو شیشے کی چھت سے پاٹ دیا تھا۔ جب حضرت بلقیس دربار سلیمان علیہ السلام
میں حاضر ہوئیں اور صحن کو پانی سے بھرا ہوا سمجھکر پائجامہ اوپر کیطرف چڑھانے لگیں
آپ نے فرمایا یہ پانی نہیں ہے بلکہ پانی شیشے کی چھت سے پٹا ہوا ہے۔ مٹی
کے برتن اور اینٹ پکانے کا ذکر بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔ چنانچہ فرعون کے
قصہ میں اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے فاوقدلی یاھامان علی الطین یعنے
فرعون نے ہامان سے کہا کہ مٹی پر آگ جلا کے اینٹیں بنا پھر اینٹوں سے ایک منارہ
بلند چنوا تا کہ اسپر چڑھکر میں موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو دیکھوں اسواسطے کہ میں
موسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا جانتا ہوں۔ اسیطرح ملاحی کتابت روٹی پکانا۔
گوشت بھوننا۔ کپڑے دھونا۔ تیر چلانا وغیرہ۔ وہ کون سے علم اور فن ہیں کہ
جنکا ذکر قرآن میں نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس خرید و فروخت۔ حدود و قصاص۔
سیاست مدن۔ سیاست خانگی۔ باہمی برتاؤ۔ چھوٹے بڑے کے آداب علم فلسفہ

Marfat.com

و علم حساب وہ کیا کچھ ہے جو قرآن میں نہیں۔ اسی بنا پر قاضی ابوبکر ابن عربی اپنی کتاب قانون التاویل میں تحریر فرماتے ہیں کہ موافق کلمات قرآن کے قرآن میں سات ہزار چار سو پچاس علم ہیں۔ اور چونکہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ قرآن کے ہر کلمہ کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ایک حد اور مطلع لہذا اگر چار میں ان کلمات کو ضرب دیا جائے تو انتیس ہزار آٹھ سو (۲۹۸۰۰) ہوتے ہیں۔ قطع نظر ترکیب کلمات اور اُنکے باہمی ربط سے اسی معنے کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم ہو جاوے گی مگر قرآن مجید کے نکات اور باریکییں اور علم ختم نہ ہوں گے۔ پھر فرماتے ہیں کہ باعتبار اصل کے تمام علموں کی اصل اور جڑ قرآن میں تین علم ہیں۔ اول علم توحید جو جامع ہے علم معرفت مخلوقات اور خالق کو مع ناموں اور صفات اور افعال خالق کے۔ دوم علم تذکیر جو جامع ہے بیانِ جنّت اور دوزخ کو اور اُن کاموں کو جنکے ذریعہ سے آدمی مستحق جنت اور دوزخ کا ہوتا ہے۔ اور جامع ہے اُن قواعد کو جنسے ظاہر اور باطن کا تصفیہ کر کے انسان فرشتوں سے بڑھکر مراتب عالی حاصل کر سکتا ہے۔ سوم علم احکام جس میں تمام عبادت کے طریقے اور نفع اور نقصان کی باتوں کا ذکر ہے۔ اور امر اور نہی اور فرض واجب اور سنت مستحب اور مباح کی بحث ہے۔ اور مخالفین اور ملحدوں کا رد۔ نیکوں کی تعریف اور بدوں کی برائی۔

یہ خلاصہ ہے اُس بحث کا جو علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ علوم قرآن کے متعلق اپنی تفسیر اتقان میں تحریر فرماتے ہیں اور علامہ محمد بن احمدؒ اسکندرانی نے اپنی تفسیر مسمیٰ بکشف الاسرار النورانیۃ القرآنیۃ میں اجرام سماوی اور ارضی اور حیوانات اور نباتات اور جواہرات کے پیدائش کی کیفیت یہانتک کہ ریل کے موٹے اور پتلے کوئلوں کی حقیقت قرآن مجید سے اس طرز

Marfat.com

مضامین پر بیان کی ہیں کہ نصاریٰ اور یہود کے فلاسفر بھی مان گئے^ص کہ بیشک قرآن مجید میں تمام ہی علوم کا بیان ہے۔ اور یہ جو دعویٰ قرآن مجید کا ہے وَمَا مِنْ رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنے کوئی سوکھی گیلی چیز نہیں مگر اسکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ بلاشبہ سچ ہے جسکا کچھ نمونہ انشاءاللہ ہم بھی تفسیر قرآن مجید میں اپنے اپنے موقعہ پر دکھا دینگے۔ پھر باوجود اس جامعیّت کے ہر رنگ کا مضمون اپنی فصاحت و بلاغت کا جدا ہی جلوہ دکھا رہا ہے توحید کا بیان شرک کی برائی عبادت کی تعلیم بڑی باتوں سے ممانعت بزرگ خلق اور عمدہ عادتوں کی ترغیب دنیا سے نفرت دلانیکے قاعدے آخرت کیطرف رغبت دلانیکے ضابطے۔ پیدائش انسان سے تمام معاملات دینی و دنیوی کے مرنیکے بعد تک کے فیصلے علم فقہ و علم اصول علم صرف و نحو وغیرہ تمام علوم کا بیان مگر ہر آیۃ کا انوکھا ہی ڈھنگ نظر آرہا ہے شاعروں کے کلام میں اکثر رونق جھوٹی باتوں اور بیجد مبالغوں سے ہوتی ہے اور مشہور ہے کہ نری سچی بات شعر کی رونق کھوتی ہے حضرت لبید ابن ربیعہ اور حضرت حسّان ابن ثابت رضی اللہ عنہما کے شعر جس فصاحت و بلاغت کے ایام جہالت میں مسلمان ہونے سے پیشتر مشہور تھے علماء ادب امام رازی علیہ الرحمۃ وغیرہ لکھتے ہیں کہ بعد اسلام کے بوجہ اختیار کرنے سچ کے پھر اُس جودت کے نہ رہے^ص اور ایام جہالت کے بے قید شاعروں میں بھی امرأالقیس جو شعراء عرب میں شہرۂ آفاق ہے فقط مضامین زنا اور بے حیائی اور عورتوں کی تعریف میں اُسکے اشعار کا شہرہ ہے۔ نابغہ جو فن فصاحت و بلاغت میں طاق ہے اُسکے اشعار بلیغ کا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں چرچا ہے اعشیٰ کے شعروں کی فصاحت و بلاغت فقط وصف شراب اور طلب احباب میں مشہور رہی ہے زہیر کے شعروں کی شہرت رغبت دلانے اور امیدوار بنانے میں دور دور ہے۔ یہاں اردو کے شاعروں ہی کو دیکھ لو۔ میر غزل گوئی میں صاحب حال ہے تو سودا کو قصائد میں کمال ہے مفصل طور سے اگر ہر ایک کا جدا جدا کمال دیکھنا منظور ہو تو کتاب

ص اس دعوی کے ثبوت کے متعلق اقوال یہود و نصاریٰ ضمیمہ میں دیکھو ۱۲

معجزہ قرآنی ہے جو باوصف صد ہا ایسی فصاحت و بلاغت میں بے نظیر و لاثانی ہے۔

Marfat.com

آبحیات اور تذکرۂ شعراء کو دیکھو پھر بھی وہ کسی امر خاص میں جو فصاحت و بلاغت کا کمال ہے عربی میں ہو خواہ فارسی میں۔ اردو میں خواہ نثر کی میں بمقابلہ قرآن مجید اگر غور کیا جاوے تو برائے نام ہی کمال ہے۔ اللہ اللہ یہاں تو ایک ایک آیۃ باوصف نثر ہونیکے بے نہایت بحر زخار علم و حکمت کا ہے۔ اور اسکی ایک ایک موج اور لہر نزالاہی چشمہ رحمت کا ہے۔ انشاء اللہ اپنے اپنے موقعہ پر بقدر ضرورت جب بیان کیا جاویگا۔ ناظرین پر جلال و کمال قرآنی آپ واضح ہو جاویگا۔ فقط۔

صفت و قوت پنجم - بیان میں اس امر کے کہ قرآن مجید جیسے تمام آدمیونکو ہدایت کرنیوالا ہے متقیوں کو ہدایت کرنیوالا اس معنے کر ہے کہ انکو منزل مقصود تک پہونچا دیتا ہے اسیطرح وہ اپنے لانیوالے رسول برحق کو بھی حسب ضرورت تنبیہ کرنیوالا ہے جو دلیل صریح ہے اسبات کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا نہیں بلکہ آپ پر اللہ جلشانہ کی جانب سے نازل کیا ہوا ہے۔ دیکھو سورۃ البقر کے تیسویں رکوع میں ارشاد ہوتا ہے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ط یعنے مہینہ رمضان کا وہ ہے کہ جسمیں قرآن مجید ہمارے رسول پر اُتارا گیا وہ قرآن جو راستہ بتلانیوالا ہے تمام آدمیوں کو اور حق باطل کے جدا کرنے اور راستہ بتلانے میں کھلی ہوئی دلیلیں رکھنے والا ہے۔ دوسری جگہ اول سورۂ بقر میں ارشاد ہوتا ہے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یعنی یہ کتاب جسکے منزل من اللہ ہونے میں کافروں کو بھی شک نہیں ؏ پرہیزگاروں کو منزل مقصود تک پہونچانیوالی ہے اسواسطے کہ ہدایت کے جیسے راستہ دکھلانیکے معنے ہیں دوسرے معنے منزل مقصود تک پہونچا دینے کے بھی ہیں۔ ایسے ہی بار بار حسب موقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی متنبہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ تفسیر درمنثور میں اور تفسیر ابن جریر میں ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ سے ولید بن مغیرہ اور

؏ اسکے ثبوت میں علاوہ اقوال ابوجہل وغیرہ اقوال کفار زمانہ حال ضمیمہ میں ملاحظہ کرو ۱۲

Marfat.com

شیبۃ بن ربیعہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب یہ عرض کیا کہ اگر آپ دعویٰ نبوت چھوڑ دیں تو ہم دونوں اپنا آدھا آدھا مال آپکی نظر کر دینگے۔ اور بعض منافقوں اور یہود مدینہ نے آپ کو ڈرایا کہ اگر آپ اپنے دعویٰ نبوت سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو قتل کر دینگے۔ یہ آیۃ کریمہ نازل ہوئی یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ۔ یعنے اے ہمارے نبیؐ ڈرتے رہو اللہ سے اور مت پیروی کرو تم منافقوں اور کافروں کی۔ اور اکثر تفاسیر معتبرہ میں ہے کہ جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سرداران قریش میں وعظ فرما رہے تھے اور آپ کو یہ خیال تھا کہ اگر ان میں سے ایک آدمی بھی شرف اسلام سے مشرف ہو گیا تو ایک کے ساتھ سیکڑوں مشرف باسلام ہوں گے اور اسلام کو بڑی قوت ہو جائیگی اسی حالت میں حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا کنارۂ مجلس پر آئے اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھکو سیدھا راستہ اللہ کے ملنے کا بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا ٹھہرو۔ اور اُسوقت حضور کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک غریب آدمی جو ان متکبروں کی مجلس میں آگے بڑھے چلے آتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ متکبر ان سے متنفر ہو کر منتشر ہو جاویں۔ اور پھر ایسا موقعہ ملنا مشکل ہو۔ مگر حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم شراب عشق خدا کے مخمور پھر آگے بڑھے اور اُسیطرح عرض کرنے لگے اِھْدِنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یعنے مجھکو اللہ سے ملا دیجئے اے اللہ کے رسول۔ آپ اُنکے اس فعل سے کچھ ناراض ہو کر اور چیں بجبیں ہوئے۔ اُسیوقت آپ کو تنبیہ کیا گیا اور یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰٓی اَوْ یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی۔ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی الخ یعنی تیوری چڑھالی اور منہ پھیر لیا ہمارے اندھے کے آنے سے تمہیں کیا معلوم تھا شاید وہ نصیحت تمہاری سے پاک ہو جاتا یا تمہاری نصیحت سنتا اور وہ نصیحت اُسکو نفع

Marfat.com

کرتی۔ مگر جو بے پرواہی کرتے ہیں تم بار بار انکیطرف متوجہ ہوتے ہو۔ لہذا بعد اس واقعہ کے جب حضور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو دیکھتے فرماتے۔ مرحبا عبداللہ بن ام مکتوم تم وہ ہو کہ اللہ جلشانہ نے تمہاری حمایت میں مجھپر عتاب فرمایا۔

علیٰ ہذا القیاس جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے۔ اور منافق جو قصداً اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے اور دوسروں کو بھی شریک جنگ ہونے سے روکا تھا حضور میں حاضر ہوکر اپنی عدم شرکت کے جھوٹے عذر بیان کرکے حضور کے عتاب سے چھوٹ گئے۔ اور حضور نے باوجود علم اسبات کے کہ یہ منافق ہیں انکے عذر بمقتضائے غایت رحمت قبول فرمالئے اور انکے قصور معاف فرما دئیے اور تین شخصوں پر جنہوں نے بخوف خدا سچ بات عرض کردی اور کہدیا کہ ہم باوجود طاقت کے اپنی کاہلی اور شامت نفس سے شریک نہیں ہوئے۔ آپنے اتنا عتاب کیا کہ ان سے نہ کوئی ملے نہ بات کرے۔ یہ آیۃ کریمہ جو سورۃ توبہ میں ہے بطریق تنبیہ حضور پر نازل ہوئی

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ

یعنے یہ آپ کی خطا جو بمقتضائے شان عطا تمسے ظہور میں آئی وہ اللہ نے معاف تو کردی مگر تنبیہاً تمسے کہاجاتا ہے کہ تمنے منافقوں کا قصور کیوں معاف کردیا پہلے اس سے کہ تمپر یہ بات ظاہر ہوجائے کہ ان دونوں فریقوں میں سے سچا کونسا ہے اور جھوٹا کونسا۔ علیٰ ہذا القیاس اس قسم کے اور بھی چند واقعات ہیں جنمیں اللہ جلشانہ نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں بشان کرم اور کہیں بشان عتاب تنبہ فرمایا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید اللہ کا بھیجا ہوا ہے نہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا۔

فوتہ وصفت ششم۔ جو جو پیشگوئیاں ایسے امور کے متعلق کہ جنکا وقوع مشرکین عرب محال سمجھتے تھے قرآن مجید نے فرمائی تھیں اور فی الواقع باعتبار ظاہر حال جناب

Marfat.com

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو محال ہی معلوم ہوتے تھے۔ مگر چونکہ وہ پیشینگوئیں فی الواقع منجانب اللہ تھیں تھوڑے ہی عرصہ میں بلا کم و کاست یکے بعد دیگرے سب واقع ہو گئیں اور ہو رہی ہیں اور جو پیشینگوئیں قرب قیامت کے متعلق فرمائیں ضرور واقع ہو کر رہینگی

منجملہ انکے ایک پیشینگوئی یہ ہے کہ جب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ کی متواتر ایذا رسانیوں سے تنگ آکر بموجب فرمان جناب باری مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر رونق افروز مدینہ طیبہ ہوئے۔ آپنے خواب میں دیکھا کہ بلا خوف امن کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اور بعد حج منا میں آپکے بعض ہمراہیوں نے سر منڈوائے اور بعض نے قصر کیا یعنے سر کے بال کٹوانے ہی پر کفایت کی۔ چونکہ خواب پیغمبر کا حکم میں وحی کے ہی ہوتا ہے۔ آپ نے جب بموجب خواب مذکورہ اصحاب کرام کو مکہ میں داخل ہونے کی امن کے ساتھ اور بلا خوف و خطر حج کرنیکی اور مکہ معظمہ پر فتحیاب ہونے کی بشارت سنائی صحابہ کرام نے یہ سمجھ لیا کہ اس بشارت کا تعلق اسی سال کے متعلق ہے۔ اور علم اللہ میں چونکہ یہ بات متعین ہو چکی تھی کہ جبتک ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارادۂ حج مقام حدیبیہ تک تشریف نہ لاوینگے (جو مکہ معظمہ سے قریب ہے) اور بغیر حج کئے ہوئے بموجب خواہش مشرکین قریش کے مشرکوں سے صلح کر کر واپس مدینہ طیبہ نہ چلے جاوینگے۔ مکہ معظمہ بغیر لڑائی کے امن کے ساتھ فتح نہ ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسی سال بہت سے اصحاب کرام کے ساتھ بارادۂ حج مقام حدیبیہ تک تشریف لائے اور جب مشرکین قریش ہر طرح مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے مانع ہوئے باوجود پوری جہاد کی طاقت کے مشرکوں ہی کی خواہش کے موافق صلح نامہ لکھکر واپس مدینہ طیبہ تشریف لانے لگے اور یہ امر بعض صحابہ کرام پر بہت شاق بھی گذرا اور بعض منافق تو حضور کے خواب کی صحت اور آپ کی بشارت کے متعلق ہی طرح طرح کے خیال کرنے لگے۔ تفسیر بیضاوی وغیرہ میں ہے اثنا راہ مدینہ طیبہ ہی

ہیں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جسمیں وہ دو پیشینگوئیاں فرمائیں جنکو کافر تو محال ہی سمجھتے تھے مگر بظاہر حال سب کے وہم وخیال سے دور نہیں چند سال میں ہی ہو بہو ظہور ہوگئیں جنمیں سے ایک بغیر جنگ کے فتح مکہ کی بشارت تھی اور دوم آپ کے دین کے غالب آنے کی تمام دینوں پر۔ اور وہ آیۃ یہ ہے

پیشینگوئی اول ودوم یہ ہیں

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

البتہ تحقیق سچا دکھایا اللہ نے رسول اپنے کو خواب ساتھ حق کے البتہ داخل ہوگے تم مسجد حرام میں بموجب مشیت اللہ کے امن کے ساتھ و ادا کر کے حج کر کر بعض تم میں سے بلا خوف وخطر سر منڈوینگے اور بعض تم میں سے قصر کرائینگے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے حدیبیہ سے اپنے محبوب کو بغیر حج کئے ہوئے موافق خواہش مشرکونکے مدینہ طیبہ واپس لانیکی حکمت کو اس اندازہ پر کہ جسکو تم نہیں جانتے اسواسطے کہ اس اسی واقعہ کے نزدیک جلد فتح ہونے مکہ کو اپنے علم میں وابستہ کر رکھا ہے۔ اور بشارت دوم یہ ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔ وہ وہ اللہ ہے جس نے بھیجا رسول اپنے کو ساتھ سچے دین اور ہدایت کے تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دکھلاوے اور اس امر پر اللہ ہی کی گواہی کافی ہے

ف۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ جلشانہ نے مشرق سے مغرب تک آپ کے دین کو پھیلا دیا۔ اور جبتک مسلمان شریعت پر قائم رہے ایک دفعہ تو سلطنت عالم میں اسلام ہی کی حکومت کا پھریرا ہلا دیا اور اس دین کی حقانیت کا مخالفوں کے دلوں تک میں ایسا سکہ جما یا کہ ابتک مخالف بھی قواعد اسلامی کی تعریف کر رہے ہیں

جو اُن لکچروں سے ظاہر ہے جنکو ہم نوٹ چہارم میں بطریق نمونہ بیان کرچکے اور نصاریٰ بھی اکثر امور میں احکامات اسلامیہ ہی سے اپنے قوانین میں اصلاح حاصل کرتے رہتے ہیں۔ اور انشاء اللہ ضمیمہ میں بھی اس قسم کے صاف صاف اور لکچر نقل کرینگے۔

پیشینگوئی سوئم

تفسیر خازن تفسیر کبیر درِّ منثور وغیرہا میں ہے کہ مشرکین عرب آتش پرستوں کو دوست رکھتے تھے اور اہل اسلام اُس زمانہ کے نصاریٰ کو بوجہ اہل کتاب ہونیکے مشرکوں سے اچھا اور افضل سمجھتے تھے۔ اتفاقاً جب ایک لڑائی میں آتش پرست نصاریٰ پر غالب آئے مشرکین قریش بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ جیسے ہمارے دوست آتش پرست نصاریٰ پر جنکو تم ہمسے اچھا جانتے ہو غالب آگئے یہ فال ہے اس امر کی کہ ایک دن ہم بھی تم پر غالب آجاوینگے۔ بطریق پیشینگوئی یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ۔	مغلوب ہوگئے روم کے نصاریٰ اور وہ بعد مغلوب ہوجانیکے چند سال میں آتش پرستوں پر غالب آجاوینگے۔

چنانچہ ویسا ہی ہوا جسکا کوئی مورخ انکار نہیں کرسکتا

پیشینگوئی چہارم و پنجم

بہ نسبت خلافت غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام زمین پر اور متمکن ہوجانے آپ کے دین کے تمام دنیا میں ایسے وقت نازک میں کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ تک بلکہ تمام ملک حجاز میں تمام اسلام کے دشمن بھرے ہوئے تھے اور اسلام ہر جگہ نہایت ضعف کی حالت میں تھا۔ اور علاوہ حجاز کے دوسرے ملکوں میں تو کوئی اسلام کا نام ہی نہیں جانتا تھا۔ دیکھو سورۂ نور پارہ ۱۸ رکوع ۱۳ میں ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ
لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی
لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ
خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا
یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔

وعدہ ہے اللہ کا اُن لوگوں سے جو تم میں سے ایمان
لائے اور اچھے کام کئے البتہ خلیفہ کریگا اللہ انکو بیچ
زمین کے جیسے خلیفہ کیا تھا اُن لوگوں کو جو اُن سے
پہلے تھے اور البتہ مضبوط اور ثابت کر دے گا
واسطے اُنکے وہ انکا دین جسکو اللہ نے اُنکے واسطے
پسند کیا ہے اور البتہ بدل دیگا انکی حالت کو بعد
خوف کے امن سے اسطرح کہ عبادت کرینگے
وہ ہماری اور نہیں ساجھی بنائینگے وہ ساتھ ہمارے کسیکو

چنانچہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اللہ جلشانہ نے اُن اطراف وبلاد کے لوگوں پر جو مرتد ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتحیاب کر کے اول اسلام کو حجاز میں متمکن کیا۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ملک فارس فتح ہوا اور کثرت سے ملک فارس میں اسلام نے بہت عزت و احترام کے ساتھ قدم رکھا اور پھر رفتہ رفتہ تمام دنیا میں مشرق سے مغرب تک اسلام نے عالم پر قبضہ کر لیا اور اللہ جلشانہ نے روئے زمین کی حکومت اور خلافت انکے بموجب اپنے وعدہ کے مسلمانوں کو عطا فرما دی۔ اور بموجب قرآن جیسا حضور نے فرمایا تھا وہ ظاہر ہو کر رہا اور وہ حدیث یہ ہے جسکو صاحب منتخب کنز العمال وغیرہ محدثین نے نقل کیا ہے اور علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ بھی اپنی کتاب حجۃ اللہ میں نقل فرماتے ہیں۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَاَرِیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَیَبْلُغُ مُلْکُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا یعنی فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لپیٹ کر دکھا دیگئی مجھکو زمین پھر دکھلائے گئے مجھکو مشرق اُسکے اور مغرب اُسکے اور قریب ہے کہ پہنچیگا ملک اُمت

Marfat.com

میری کو والی ... کی زمین مجھکو لپیٹ کر دکھلائی گئی۔

اور اب چند روز سے جب مسلمانوں نے عیش و آرام میں پڑ کر اپنی حالت بدل ڈالی سلطنت اسلام اور خلافت عامہ مسلمانوں میں نہ رہی اور دینداری میں بھی ضعف پیدا ہو گیا۔ یہ بھی مخالف پیشینگوئی قرآن نہیں بلکہ موافق پیشینگوئی قرآن ہی ہوا۔ اور جبتک مسلمان نہیں سنبھلیں گے نہ معلوم کیا کیا کچھ ہوگا۔ دیکھو سورۂ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں اللہ جلشانہ نے بنی اسرائیل کے حال میں ارشاد فرماتا ہے وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔ یعنی اگر تم عود کروگے ہم بھی تمہاری تذلیل کیطرف عود کرینگے۔

پیشینگوئی ششم و ہفتم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللهُ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ۔ رَوَاهُ مَالِكٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نہیں ظاہر ہوئی چوری مال غنیمت کی کسی قوم میں مگر ڈالا اللہ نے بیچ دلوں اس قوم کے خوف دشمن کا۔ اور نہیں پھیلا زنا کسی قوم میں مگر بکثرت ہونے لگی ان میں موت اور نہیں اختیار کیا کسی قوم نے ماپ تول میں کم دینے کو مگر منقطع کیا گیا ان سے رزق حلال اور نہیں اختیار کیا کسی قوم نے مخالف حق کے فیصلے دینے کو مگر پھیلی بیچ انکے خونریزی اور نہیں عہد شکنی اختیار کی کسی قوم نے مگر مسلط کیا گیا اوپر انکے دشمن۔

اور ... مشکوٰۃ شریف میں ... ہے دلائل النبوۃ بیہقی اور سنن ابن ... دسۃ

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاَکَلَۃُ اِلٰی قَصْعَتِھَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَّلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَھَابَۃَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَھْنَ۔ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَھْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ۔

ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ بہت سی جماعتیں تمہارے اوپر اسطرح بلائی جاوینگی جیسے کھانیوالے کھانیکے پیالے کیطرف بلائے جاتے ہیں۔ یہ سنکر ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ کیا اُسدن ہم اسقدر کم ہوں گے (کہ دشمنان دین کی یہانتک نوبت پہونچے کہ ہمارے کھانیکا ارادہ کریں کہ جو آج ہمارے نام سے کانپتے ہیں) فرمایا کم نہیں بلکہ اُسدن تم بہت ہوگے مگر تم ایسے ہوگے جیسے پرنالے کا کوڑا بیکار ہوتا ہے (اسلئے) کہ اللہ بلاشک تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا خوف نکالدیگا اور ڈالدیگا تمہارے دلوں میں ضعف عرض کیا ایک عرض کرنیوالے نے وہن سے کیا مراد ہے فرمایا محبت دنیا کی اور کراہت موت کی۔

چنانچہ جو کچھ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا تھا اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعد حاکم اور خلیفہ ہو جانے اہل اسلام کے عام دنیا پر بموجب پیشینگوئی حدیث اول ودویم جو کچھ فرمایا تھا وہ ہوا اور ہو رہا ہے یہانتک کہ ان عذابوں کا احساس کرکے بھی آ لئے ہی علاج کر رہے ہیں اور اسی وجہ سے دن بدن اور زیادہ ذلیل ہوتے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہر چیز کا علاج اُس بیماری کے سبب دور کرنے پر موقوف ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے ہر چیز کا علاج اُس بیماری کے (م)

Marfat.com

اسبابوں سے بڑا سبب ہماری عہد شکنی ہے۔ پیروی احکام خدا و رسول سے جسکی وجہ سے دشمنان دین آج ہمارے اوپر مسلط ہیں۔ اور چونکہ بوجہ ہمارے نہ قائم رہنے کے طریق صحابہ کرام اور تابعین عظام اور سلف صالحین پر ہمارا رعب دشمنوں کے دلوں سے نکل گیا۔ ہر دشمن دین ہمیں نگل جانے پر آمادہ ہے۔ اور محبت دنیا ہم پر اتنی غالب آگئی کہ دنیا طلبی میں دین کا علم چھوڑکر غیروں کے علم میں اتنے مشغول ہوئے کہ مسلمانوں کی سی شکل بھی نہ رہی۔ اور موت کا ڈر اتنا غالب آگیا کہ جہاد تو بلا وجود شروط جہاد ممکن بھی نہ رہی۔ مگر جہاد کا خیال تو کہاں عدم جواز جہاد کے فتوے جاری ہونے لگے۔ اور جس جہاد پر قادر ہیں یعنی جہاد زبانی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر خود شریعت کا پابند ہوکر اسکا بھی دروازہ بالکل بند کر دیا۔ اندریں صورت ظاہر ہے کہ ان عذابوں مذکورہ کی تا وقتیکہ تمام مسلمان راہ راست اختیار نہ کریں زیادتی کے آثار ہیں نہ کہ کمی کے۔ اور صفت وقوۃ پنجم میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ بموجب ما اتٰکم الرسول فخذوہ الآیۃ کے جو امر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو وہ بمنزلہ اسی امر کے ہے جو قرآن سے ثابت ہو۔ اسیواسطے ہم حضور کی پیشینگوئیونکو بھی قرآن کی پیشینگوئی سمجھتے ہیں۔ جو بحد و بیشمار ہیں۔

پیشینگوئی ہشتم

تیسویں پارہ میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝	جب آجائے مدد اللہ کی اور فتح اور دیکھو تم آدمیونکو کہ داخل ہوتے ہیں دین میں اللہ کے فوج فوج پس پاکی بیان کرو تم رب اپنے کی اور بخشش مانگو تم اس سے بیشک ہے وہ رجوع کرنیوالا۔

Marfat.com

چنانچہ بموجب اس پیشینگوئی کے بعد فتح مکہ اس کثرت سے مسلمان ہوئے
کہ جسکا کسیکو وہم وخیال بھی نہ تھا اور چند ہی روز میں ملک عرب میں کوئی جگہ
ایسی نہ رہی کہ جہاں اسلام کا جھنڈا نہ لہراتا ہو اور پھر دن دونے رات سوائے
اسلام نے تمام عالم کو گھیر لیا۔

پیشینگوئی نہم

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات قرآن مجید کی حفاظت اور جمعیت کا
خیال ہوتا تھا اور یہ فکر رہتی تھی کہ قرآن مجید کہیں مثل توریت اور انجیل کے محرف کمی یا زیادتی
وغیرہ کے ساتھ نہ ہو جائے اللہ جلشانہٗ نے یہ آیۃ کریمہ نازل فرمائی نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ
وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی بیشک ہم ہی نے اُتارا ہے اس قرآن مجید کو اور ہم ہی اسکے محافظ
ہیں۔ چنانچہ آجتک اس پیشینگوئی کا اس درجہ ظہور ہو رہا ہے کہ کوئی انکار کر ہی نہیں
سکتا۔ تیرہ سو اڑتالیس (۱۳۴۸) برس گذر گئے مگر سوائے سات قراٰتوں مشہور کے
کوئی یہ نہیں بتلا سکتا کہ قرآن مجید کے ایک حرف تو کہاں کسی زیر وزبر میں بھی فرق آیا
اور نہ انشاء اللہ قیامت تک آوے۔ ہر چند بہت سے دشمنوں نے اسکے ستانے یا
کم وبیش کرنے میں بیحد کوششیں کیں۔ مگر جسقدر کوشش کی اُتنی ہی ناکامیابی

پیشینگوئی دہم

جس وقت مکہ معظمہ میں یہ آیۃ کریمہ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ
نازل ہوئی یعنے قریب ہے کہ بھگا دیجاوینگی جماعتیں اور پھیریں گے وہ پیٹھ۔ مسلمان
اس ضعف کی حالت میں تھے کہ یہ وعدہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کسطرح ظہور پذیر ہوگا
نماز تک تو مسلمان مشرکوں سے چھپ چھپ کر پڑھتے تھے۔ مگر سات برس بعد اس آیۃ
کے نازل ہونے سے جب حضور رونق افروز مدینہ طیبہ ہوئے اور حکم جہاد کا مشرکین کے
ساتھ من جانب اللہ نازل ہوا۔ آپ جنگ بدر کے اثناء میں یہی آیۃ پڑھتے ہوئے مشرکین سے

مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اُسیوقت مجھکو یقین ہو گیا کہ یہ آیۃ اسی جنگ کے متعلق نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ باوجود اسکے کہ کفار مسلمانوں کی نسبت تین حصہ سے زیادہ تھے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ ایسی کھلی ہوئی فتح ہوئی کہ ستر بڑے بڑے سردار قریش کے مثل ابوجہل اور امیہ وغیرہ کی بہت ذلت سے قتل ہوئے اور ستر قید کر لئے گئے اور باقی ایسے پیٹھ دیکر بھاگے کہ مکہ معظمہ میں آکر ہی دم لیا اور اپنے سرداروں کی لاشوں تک کو نہ لے سکے۔ آخر کار تیسرے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سڑی ہوئی لاشوں کو گھسٹوا کر بدر کے ایک اندھے کنوئیں میں گروا دیا۔ پھر جسقدر بلاواسطہ یا بواسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر قرآن مجید کی تمام پیشینگوئیوں کا ذکر کیا جاوے تو اُسکے لئے کئی جلد کتاب بھی کافی نہوں۔ اسواسطے کہ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا کوئی بھی امر ایسا نہیں کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو مفصل نہ بیان فرما دیا ہو۔ اسواسطے کہ کم و بیش علم غیب کا بیان کرنا کسی ذریعہ اور واسطے کے ساتھ اگرچہ خاصہ پیغمبر کا نہیں مگر بالاستیعاب ابتداء پیدائش سے قیامت تک کے حالات کا بیان کر دینا ضرور خاصہ قرآن اور رسولِ رحمٰن ہی کا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَّاٰنٍ۔ دیکھو سورۂ انعام کے چوتھے رکوع میں اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ثُمَّ اِلٰی رَبِّہِمْ یُحْشَرُوْنَ۔	نہیں کوئی چلنے پھرنے والا زمین میں اور نہ کوئی بازوؤں سے اُڑنے والا مگر یہ سب اُمتیں ہیں مانند تمہارے۔ نہیں کمی کی ہمنے کسی شئے کے بیان کرنے سے بیچ اس کتاب کے پھر تم سب طرف رب اپنے کی جمع کئے جاؤ گے۔

اور سورۂ نحل کے بارھویں رکوع میں دوسری جگہ اللہ جلشانہ نے اسطرح فرمایا۔

Marfat.com

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ۔

اور اُتارا ہمنے اوپر آپ کے اس کتاب کو (قرآن کو) بیان کرنیوالی ہر چیز کو اور موجب ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کے لئے۔

اور بروایت بخاری شریف و مسلم شریف مشکوٰۃ شریف میں ہے:۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ قَدْ عَلِمَهٗ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهٗ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهٗ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهٗ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهٗ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ کہ نہ چھوڑا کسی شئے کو جو ہوگی قیامت تک کھڑے آپ نے اسی مقام پر مگر بیان کر دیا اُسکو یاد رکھا اُسکو جس نے یاد رکھنا چاہا اسکو اور بھلا دیا اُسکو بھولنے والوں نے اسباب کو میرے یہ سب اصحاب واحباب جانتے ہیں اور تحقیق اُن ہونی ہوئی باتوں میں سے جب کوئی بات واقع ہوتی ہوئی دیکھتا ہوں وہ بات مجھکو یاد آجاتی ہے جیسے بھولے آدمی کو منہ دیکھکر پہچان لیتے ہیں جب بعد مدت کے دیکھتے ہیں۔

اور مشکوٰۃ ہی میں ہے سنن ابوداؤد سے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَصْحَابِيْ اَمْ تَنَاسَوْا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میرے اصحاب بھول گئے یا آپ سے بھلا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آخیر دنیا تک جتنے دین میں

Marfat.com

مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰى اَنْ تَنْقَضِي الدُّنْيَا يَبْلُغُ ثَلٰثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ۔

فتنہ انداز اور رخنہ گر ہونگے اُنکے نام تین سَو سے زیادہ بیان فرما دیئے تھے۔ اُن کے باپوں کے نام اور نیز اُن کے قبیلوں کے نام۔

ان آیات اور ان احادیث سے صراحۃً ثابت ہے کہ قیامت تک کوئی بات نہ ہوگی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بیان فرما دیا جنکی تفصیل اگر باعتبار اکثر خبروں ہی کے بیان کی جاوے تو ایک دفتر طویل کی ضرورت ہے جنمیں سے کچھ انشاء اللہ اپنے اپنے موقعہ پر بیان کیجاویں گی۔

صفت و قوت ہفتم

بیان میں اس امر کے کہ قرآن مجید کے متعلق جتنے سوالات ضروری وارد ہوتے ہیں اُن میں سے کوئی ایسا سوال نہیں کہ جسکا جواب قرآن مجید نے اپنی صداقت کا اظہار کرتے ہوئے نہ دیا ہو۔ سنیئے۔

اوّل۔ سوال یہی وارد ہوتا تھا کہ جسکا جواب بجز سچی کتاب اللہ کے اور کوئی کتاب جھوٹی جو الہامی مشہور ہیں نہیں دیسکتی۔ اور وہ یہی ہے کہ یہ کلام اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک کیونکر پہونچا۔ اور اسکی تصدیق پہلی کسی الہامی کتاب میں بھی ہے یا نہیں۔ اِن سوالات کے متعلق آخر سورۂ شعرا کی دسویں رکوع میں اسطرح ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ۔ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ۔ وَاِنَّہٗ

بیشک یہ قرآن البتہ اُتارا گیا ہے پروردگار عالمین کیطرف سے لیکر اُترے اسکو روح الامین (جبرئیل علیہ السلام) اے ہمارے محبوب تمہارے دل پر تاکہ تم ہو جاؤ ساتھ زبان عربی ظاہر کے ڈرانیوالوں سے۔ اور بے شک اس قرآن کا

لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ۔	ذکرالبتہ پہلی کتابوں میں بھی ہے۔

چنانچہ پیشینگوئیوں مذکورہ تورٰیت اور انجیل اور وید اور بھاگوت وغیرہ سے جو کچھ ہم پہلے نقل کرچکے اس امر کا ثبوت ظاہر ہے کہ قرآن مجید اور اُسکے لانیوالے کا ذکر تمام ہی پہلی کتابوں میں بلاشک وشبہ چلا آتا تھا۔ اور یہ بتادیا کہ میرا نزول تو اللہ کی جانب سے ہے مگر اللہ کے کلام کو زبان عربی ظاہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل امین لیکر نازل ہوئے۔ اسی معنے کر دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ۔	بیشک یہ قرآن البتہ قول ہمارے بھیجے ہوئے بزرگ قوۃ والے کا ہے جو صاحب عرش خدائے کریم کے نزدیک مرتبہ والا ہے اور انکی بات مانی گئی

ہے۔ اور وہ ہمارے کلام کے پہونچانے میں علاوہ بریں تمام امور میں اللہ کے نزدیک امانت دار ہے۔

(ف) یعنے اُس کلام نفسی ازلی بےمثل بے مانند کو جو اللہ کی ذات پاک کے ساتھ قائم ہے۔ اور اُسکے سننے کی قابلیت بجز پیغمبروں اور فرشتوں کے اور کوئی نہیں رکھتا جسکی تفصیل مدلل ہم بیان اعتراضات مقدمہ میں بیان کرچکے۔ اللہ جلشانہٗ سے سنکر بعینہٖ انہی الفاظ کے پیرایہ میں جو منجانب اللہ اُنپر منکشف ہوتے ہیں۔ اور جسطرح وہ کلام حجاب الفاظ میں بطریق سلسلۃ الجرس یا اور کسی طریق سے اُنپر نازل ہوتا ہے بلاکم وکاست اور بلاخیانت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہونچادیتے ہیں۔ اور وہ بظاہر قول جبرئیل علیہ السلام معلوم ہوتا ہے یا اُسکا قول جو پڑھنے والے سے اُسکے پڑھنے کے وقت ظاہر ہو مگر حقیقت میں وہ اُسی کلام اللہ نفسی ازلی پر دلالت کرتا رہتا ہے جسکو جبرئیل علیہ السلام یا پیغمبر و فرشتے سنتے ہیں اور اُسی طرح پڑھا جاتا ہے جسطرح اُنپر نازل ہوتا ہے اور لوح محفوظ میں بھی درج ہے چنانچہ بیان اسکا آخر سورۂ شوریٰ

Marfat.com

میں ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا۔

اور نہیں لائق کسی بشر کو یہ کہ کلام کرے اُس سے اللہ مگر بطریق وحی کے یا کسی تجلی خاص کے پردہ سے یا بھیجے کسی فرشتے کو رسول بناکر۔ پس وحی کرے وہ ساتھ حکم اُسی اللہ کے جو چاہے۔ بیشک اللہ بلند حکمت والا ہے اور اسی طرح وحی کی ہمنے طرف آپ کی اپنی روح یعنے کلام بے مثل کو اپنے حکم سے جسکو تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا مگر کیا ہمنے اپنے وحی کردہ کلام کو ایسا کہ ہدایت کرتے ہیں ساتھ اُسکے جسکو ہم چاہتے ہیں اپنے بندوں سے۔

سوال دوم یہ وارد ہوتا تھا کہ پھر زبان عربی میں ہی کیوں نازل کیا گیا۔ فرمایا

جواب۔ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

ظاہر کر دیا ہمنے اپنے کلام نفسی ازلی کو عربی زبان میں تاکہ تم اے اہل عرب بلا تکان سمجھ لو۔

سوال سوم۔ کیا یہ کلام فقط اہل عرب کیواسطے نازل ہوا ہے یا تمام دنیا کے لئے۔

جواب۔ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔

اور ایسے ہی وحی کی ہمنے طرف تمہاری عربی زبان میں تو کہ ڈراؤ تم مکہ والوں کو اور اُن تمام ملک والوں کو جو مکہ معظمہ کے گرداگرد آباد ہیں۔ اور ڈراؤ تم اُس دن سے جس میں تمام مخلوقات کو جمع کیا جاوے جس میں کوئی شک نہیں۔

(ف) یہ اسواسطے فرمایا کہ مکہ معظمہ تمام ملکوں کے بیچ میں واقع ہے لہذا وَمَنْ حَوْلَهَا

Marfat.com

کے لفظ سے یہ ظاہر فرمادیا کہ قرآن مجید مکہ والوں اور اُسکے گرد کے تمام ملکوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا گیا ہے اسواسطے کہ تمام ملکوں کے اوپر لفظ گرداگرد کا صادق آتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ اسی مدعا کو سورۃ الحبا کے تیسرے رکوع میں اسطرح ظاہر فرمادیا

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

اور نہیں بھیجا ہمنے تمکو اے ہمارے محبوب مگر تمام دنیا کے آدمیوں کے واسطے خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانیوالا ولیکن اکثر آدمی تمہاری شان کو نہیں جانتے۔

یہ سنکر جب مشرکین عرب نے تعجب کیا کہ بغیر فوج اور لشکر اور سامان ظاہری کے یہ تمام دنیا پر کیسے غالب آجاوینگے۔ تو سورہ بقر رکوع بتیس ۳۲ میں فرمادیا۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔

بہت تھوڑی سی جماعت غالب آچکیں ہیں بڑی جماعتوں پر ساتھ حکم اللہ کے۔

چنانچہ چند روز ہی میں اللہ نے جیسا فرمایا تھا مومنوں اور منکروں کو اپنا وعدہ پورا کرکے دکھادیا۔ اور جب بے سمجھی سے حضور کے اس دعوی نبوۃ عامہ کو خیال محال سمجھکر کفار نابکار حضور کی طرف نسبت جنون کی کرنے لگے تو سورۂ نٓ میں فرمادیا

مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ، وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ، بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۔

نہیں ہو تم اے ہمارے محبوب بوجہ انعام اپنے رب کے دیوانہ اور بیشک آپ کے واسطے بے منت ثواب ہے اور بیشک آپ پیدا کئے گئے اوپر خلق عظیم کے۔ قریب ہے کہ آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ بے دین آپکو دیوانہ کہنے والے بھی کہ کون مبتلائے فتنہ ہے۔

چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام کافروں کو ایسا مبتلائے فتنہ کیا کہ حرمین مکرمین سے تو جلاوطن ہی کردیئے گئے۔

سوال چہارم۔ جب قرآن مجید اور حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے

Marfat.com

آدمیوں کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے ہیں تو اندریں صورت قیامت تک کے تمام دنیا کے آدمی مراد ہیں یا کسی زمانہ معین تک کے آدمی اور بعد آپ کے پھر کوئی اور پیغمبر یا کتاب کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔

جواب سورۂ احزاب کے پانچویں رکوع میں ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔

نہیں ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے مردوں تمہارے سے ولیکن ہیں بھیجے ہوئے اللہ کے اور دفتر نبوت کی اخیر مُہر اسواسطیکہ بموجب دوسری قرأت کے جوتؔ کی زیر کے ساتھ ہے یہ معنے ہوتے ہیں کہ ختم کرنیوالے تمام نبیوں کے اور ہے اللہ ہر چیز کی ضرورت کو جاننے والا۔

اور سعدی علیہ الرحمۃ نے اگرچہ اسکا ترجمہ اسطرح کیا ہے (و مُہر جملہ پیغمبران) مگر اسکے فائدہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد از و دیگر نبی نخواہد گشت۔ لہذا مُہر سے مراد وہی مُہر ہو سکتی ہے جو دفتر انبیاء کے آخر میں لگائی جاوے۔ نہ کہ وہ آلہ جس سے مہر لگاتے ہیں جو چھنگلی اُنگلی میں پہنی جاتی ہے۔ اسواسطے کہ یہ معنے کسیطرح نہیں بن سکتے۔ کہ آپ پیغمبروں کی انگشتری ہیں جو تابع ہوتی ہے اور حضور تو تمام پیغمبروں کے متبوع ہیں قال اللہ تعالیٰ۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى

خلاصہ ترجمہ

اور یاد کرو تم اے مومنو اُسوقت کو جب عہد لیا اللہ جلشانہ نے تمام پیغمبروں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی امداد کا۔ سب نے تہ دل سے اقرار کیا۔

(اور پوری بحث اس آیۃ کریمہ کی داؤد علیہ السلام

ذَالِکُمْ اِصْرِیْ۔ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا۔ | بشارت سے علامت ہفتم میں گذر چکی اور انشاء اللہ تفسیر

اس آیۃ کریمہ میں اپنے موقعہ پر بیان کیجائیگی۔

سوال پنجم۔ اللہ جلشانہٗ نے جبکہ اُسکے سب بندے برابر ہیں کسی دوسرے ملک کی زبان میں اپنا کلام نازل کیوں نہیں کیا۔ اور دوسرے ملک کے کسی برگزیدہ بندہ کو پیغمبر کیوں نہیں بنایا ملک عرب کو ایسی کیا خصوصیت تھی جو تمام دنیا کی ہدایت کو عرب میں سے ہی ایسے عزت والے پیغمبر کو مبعوث کیا۔

سوال ششم۔ اگر عرب میں سے ہی کرنا تھا تو مکہ یا مدینہ طیبہ کے کسی بڑے بوڑھے کو کیوں نہیں پیغمبر کیا جسکے ماننے میں بقول مشرکین عرب کسیکو تامل نہوتا

سوال ہفتم۔ جب پیغمبر خدا اللہ کے محبوب تھے اور اُنکے ماننے والے اللہ کے پیارے تو چاہئے تھا کہ سب مسلمان دولتمند ہوتے اور عیش وآرام میں رہتے۔ اور اُنکے نہ ماننے والے تکلیف اور پریشانی میں حالانکہ معاملہ برعکس ہے اکثر منکرین مشرک وکفار عیش وآرام میں دیکھے جاتے ہیں اور اکثر مومن مسلمان مبتلائے بلاؤ تکالیف۔

سوال ہشتم۔ اسی طرح اللہ نے کسیکو محتاج اور کسیکو دولتمند کیوں بنایا کیا وہ سب کو دولتمند نہیں بنا سکتا تھا کہ سب بیفکری سے اُسکی عبادت میں مشغول رہتے۔ علی ہذا القیاس کسیکو کافر کسیکو مومن۔ کیا سب کو مومن نہیں بنا سکتا

جواب۔ ان پانچوں سوالوں کا جواب اللہ جلشانہٗ سورۂ زخرف کے دوسرے رکوع میں اسطرح ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ	اور کہا مشرکوں نے کیوں نہیں اُتارا گیا یہ قرآن اور کسی بڑے آدمی کے ان دونوں شہروں مکہ اور مدینہ سے کیا وہ بانٹنا چاہتے ہیں تیرے رب کی رحمت

Marfat.com

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ه وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ه وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ه وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ وَزُخْرُفًا ه وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ه

(اپنی خواہش کے سوافق) ہمنے تقسیم کر دیا ہے (پہلے سے) درمیان اُنکے روزی اُنکی کو بیچ زندگانی دنیا کے اور بلندی دی ہمنے ان کے بعضوں کو بعضوں پر درجوں میں تاکہ پکڑیں بعضی انکے بعضوں کو اپنے محکوم و فرمانبردار اور رحمت تیرے رب کی بہتر اس چیز سے جو جمع کرتے ہیں وہ۔ اور اگر نہ ہو جاتے سب آدمی گمراہ ایک طریقہ پر تو البتہ کر دیتے ہم کافروں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی اور زینے جنپر وہ فخر کے ساتھ چڑھتے۔ اور واسطے گھروں اُنکے کے بہت سے دروازے اور تخت جنپر وہ تکیہ لگا لگا کر بیٹھتے۔ اور بہت کچھ سونا اور یہ سب کچھ نہ تھا مگر فقط زندگی دنیا کا نفع (جسپر ایک سانس کا بھی اعتبار نہیں) اور بھلائی آخرت کی نزدیک رب تیرے کے ثابت ہے ہمیشہ کو واسطے پرہیزگاروں کے۔

(ف) خلاصہ سارے جواب کا یہ ہوا کہ کیا کسی مخلوق کو خالق پر کسی سمجھدار کے نزدیک رائے زنی اور حکومت کا حق حاصل ہے۔ دنیا کے حاکموں پر جب کسی محکوم کو حق حکومت و رائے زنی حاصل نہیں خدا پر حکم کرنا اور اسکی مصلحت پر اپنی رائے کو ترجیح دینا بجز گمراہ اور ہٹ دھرموں کے کسی سمجھدار کا کام نہیں مالک اپنے ملک میں مختار ہے جس سے چاہے بوجھ اُٹھانے کا کام لے جسے چاہے بے محنت عمدہ سے عمدہ کھلاوے پلاوے پہناوے وہ ہر شخص کی لیاقت سے واقف ہوتا ہے علی ہذا القیاس طبیب جانتا ہے کہ

نسخہ میں انانی کا دخل دینا بلکہ بڑھئی کے کام میں لوہار کو دخل دینا اور لوہار کے کام
میں بڑھئی اور سنار کا دخل سراسر بیہودگی اور ہرزہ درائی ہے پھر خالق اکبر اُسکی نسبت
ایسے اعتراض کرنا اور اُسکی مصلحت میں دخل دینا اور یہ کہنا کہ اللہ نے اہل عرب کو
ہی یہ فضیلت کیوں دی اور اہل عرب سے آپ کو ہی شرف رسالت سے کیوں مشرف
فرمایا اُنہیں کا کام ہے جو اپنی رائے کو خالق اکبر کی مصلحتوں پر ترجیح دیتے ہیں اسیواسطے
فرمادیا کہ کیا وہ ہماری رحمت کو اپنی راؤں کے موافق تقسیم کرنا چاہتے ہیں وہ ہی سوچ
لیں کہ اگر ساری دنیا کے آدمی دولتمند ہی دولتمند ہوتے تو کون کسیکی تابعداری کرتا۔
اور کار خانہ دنیا کیونکر چلتا۔ اسیواسطے ہمنے اُنکی روزی اپنی مصلحت کے موافق
اُن میں تقسیم کردی کسیکو حاکم بنایا کسیکو محکوم۔ اگر یہ طریقہ نہ ہوتا تو امیروں کے گھر
پائخانوں سے سڑے رہتے اور اُمرا ایک ایک قطرہ پانی کو بوجہ نہ ملنے پانی لانیوالوں
کے ترستے رہتے یا خود ہی سب لوگ اپنا پاخانہ اُٹھاتے اور سب اپنا پانی بھر بھر کر
لاتے جو شان شاہی اور امارت کے بالکل مخالف تھا لہذا زبردست زیردست پر
ظلم کرتے زبردست سے کام لیتے اور کوئی کسیکی نہ سنتا۔ علیٰ ہذا القیاس اور کارخانہ
دنیا درہم برہم ہو جاتا۔ لہذا ہر شخص کے واسطے بہتر وہی تھا جو اللہ کی رحمت سے
اُسے عطا ہوا نہ کہ سب کا دولتمند ہونا۔ چنانچہ سورۂ شوریٰ کے تیسرے رکوع میں
اللہ جلشانہ نے اس مصلحت کو ظاہر بھی فرمادیا۔ کہ

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ

اگر کشادہ کرتا اللہ رزق اپنے تمام ہی بندوں کے تو البتہ سرکشی کرتے وہ بیچ زمین کے (ایک دوسرے پر) ولیکن نازل کرتا ہے اللہ ہر ایک کے رزق کو اسی انداز پر جو اُسکے لئے بہتر ہے۔
اسواسطے کہ وہ اپنے تمام بندوں کے مآل کار سے اور اُنکی طبیعتوں سے خبردار ہے اور سب کا دیکھنے والا۔

Marfat.com

اور چونکہ نافرمان اور فرمانبردار سب اُسکے بندے تھے اور وہ عادل مطلق اور رحیم برحق اسواسطے اُس نے ناپائدار چیز کے دوست رکھنے والوں اور آخرت کے منکروں کو دنیا کثرت سے دی۔ اور چونکہ دُنیا ناپائدار اور ذلیل تھی آخرت کے یقین کرنیوالوں کو وہ نعمتیں آخرت کی جو ہمیشہ دائم و قائم رہنے والی تھیں عطا فرمائیں اور دنیا کی دولت سے انکو صبر اور استقلال عطا فرماکر دور رکھا تاکہ دنیا میں پھنسکر ہماری یاد سے مبتلائے غفلت نہو جاویں۔ اسیواسطے فرمادیا کہ ہر انسان چونکہ عیش و آرام دنیا کا خواہ وہ کتنا ہی دنیا کو ناپائدار جانتا ہو بیدالکیشی طور سے حریص ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم کافروں کو اتنی دنیا دیتے کہ اُنکے مکانوں کی چھت اور سیڑھیں چاندی کی ہوتیں تاکہ وقت انتقال وہ مال اُنکے لئے موجب وبال و نکال اور حسرت کا ہو۔ اور آخرت میں اپنے اعمال بد کی سزا میں مبتلا رہیں اور مومن وقت انتقال بوجہ نہ رکھنے محبت دنیا کے فارغ البال نعمائے جنت کے مشتاق دنیا سے کوچ کریں جو ذلیل ہے اپنے محبوب کے محبوں کو اعلیٰ درجہ کی نعمتیں عطا فرمانے پر اور اُن سب کو اپنا محبوب بنانے پر۔

یہ جواب اُن پانچوں اعتراضوں کا وہ جواب ہے کہ خدا تعالیٰ کو حاکم مطلق خالق برحق جاننے والے کے نزدیک تو کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اسیواسطے بمقتضائے حکیم مطلق حاکم برحق ہونے کے سورۃ سجدہ رکوع دوم میں جواب اعتراض پنجم میں صاف فرمادیا

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَـٴَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝

یعنے اگر ہم چاہتے تو البتہ ہم ہر جان کو اُس کے لائق ہدایت سے حصہ عطا کر دیتے (اور کوئی کافر نہ ہوتا) مگر بتقاضائے حکمت کاملہ ہمارے علم میں یہ بات ثابت تھی کہ ہم جہنم کو جن اور آدمیوں سے سب یعنے دونوں نوعوں سے بھر دیں۔

Marfat.com

اسواسطے کہ ہم صانع مطلق ہیں اور تقاضا کمال صنّاعی اور خلاقی کا یہی تھا کہ نہ خیر محض پیدا کرنے میں ہمارا عجز ظاہر ہو نہ شرّ محض پیدا کرنے میں نہ ایسی خیر پیدا کرنے میں جو کم و بیش شر سے ملی ہوئی ہو۔ لہذا ہمنے خیر محض ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام اور مومنین کاملین کو پیدا کیا اور شرّ محض شیاطین اور مشرکین اور مرتدین او منافقین اور کفار کو۔ اور مختلط بخیر و شر گنہگاروں کو اور جیسے موٹر اور بگھی اور چھکڑا بنانے والا کاریگر بگھی اور موٹر کے رکھنے کے لائق مکان پہلے بنالیتا ہے کافروں اور مشرکوں کے لائق مکان جسکا نام جہنم ہے پہلے ہی سے ہمارے علم میں تھا۔ علیٰ ہذا جنتیوں کے لائق مکان جسکو جنت الفردوس عدن دار الخلد وغیرہ کہتے ہیں پہلے ہی سے ہمارے علم میں اور گنہگاروں کو شر سے پاک کرنیکا مکان مثل دھوبی کی بھٹی کی دوزخ میں علیحدہ ہمارے علم میں تھا اور دونوں قسم کی مخلوق سے دونوں ہی مکانوں کا بلکہ تینوں کا بھرنا ہمارے نزدیک ضروری تھا۔ مگراب دو سوال اور پیدا ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ جب کافر مرتد منافق مشرک پہلے ہی سے کافر مشرک بنائے گئے ہیں اور کسیکی کوشش سے کوئی انمیں سے مومن نہیں ہوسکتا پھر پیغمبروں اور ہادیونکو کیوں بھیجا گیا۔ اندریں صورت پیغمبروں اور ہادیوں کا بھیجنا عبث ٹھہریگا جس سے ذات قادر مطلق قطعاً پاک اور منزّہ ہے۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کافر مشرک پہلے ہی سے کافر مشرک پیدا کئے گئے ہیں اور انکی جگہ پہلے ہی سے جہنّم مقرر کردیگئی۔ علیٰ ہذا مومن پہلے ہی سے مومن پیدا کئے گئے تھے اور انکی جگہ بن کئے کرائے پہلے ہی سے جنّت مقرر ہوچکی تھی بیصورت عمل کی کیا ضرورت رہی۔ پھر بار بار قرآن مجید میں یہ کیوں ارشاد ہوتا ہے کہ اگر وہ ایمان لائے اور نیک عمل کئے جنت میں داخل کئے جاوینگے۔ اور اگر ایمان نہ لائے اور بے ایمان رہے دوزخ میں۔ اور بار بار کیوں فرمایا جاتا ہے کہ کفر و شرک سے توبہ کرو۔ ورنہ جہنّم میں داخل کئے جاؤ گے۔ جب کافر پہلے ہی کافر پیدا کیا گیا ہے اور مومن مومن تو

Marfat.com

کوئی کتنی ہی کوشش کرو نہ کافر مومن ہو سکے نہ مومن کافر پھر مجبور محض کو کسی امر کے ساتھ مامور کرنا صراحتہً خلاف عدل ہے اور تکلیف مالایطاق۔ لہٰذا سوال اول کا جواب تو قرآن مجید میں اسطرح بیان کیا گیا۔ جو سورۃ الملائکہ مشہور بسورۃ الفاطر کے تیسرے رکوع میں ہے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ

سوا اسکے نہیں کہ ڈرا سکتے ہو تم اُن لوگوں کو جو ڈرتے ہیں رب اپنے سے بن دیکھے اور قائم کیا انہوں نے نماز کو اور جو شخص کہ پاکی حاصل کرتا ہے سوا اسکے نہیں کہ وہ پاکی حاصل کرتا ہے بقدر جبلت اپنے نفس کے اور طرف اللہ ہی کے ہے ٹھکانا۔ اور نہیں برابر ہو سکتا اندھا اور آنکھ والا اور نہ تاریکی اور نور اور نہ سایہ اور دھوپ اور نہیں برابر ہو سکتے زندہ اور مردہ (یعنے مومن اور کافر) بیشک اللہ سناتا ہے سنانا قبولیت کا جسکو چاہتا ہے اور نہیں تم سنانیوالے اُن لوگوں کو جو قبروں میں ہیں (یعنے جیسے وہ سنتے ہیں اور جواب نہیں دیتے کافروں کی بھی ایسی ہی مثال ہے کہ آپ کی کچھ سنتے ہیں مگر آپکا سنانا اُنپر اثر نہیں کرتا) سوا اسکے کہ نہیں ہو تم مگر ڈرانیوالے۔ بیشک بھیجا ہمنے تمکو ہمیشہ کے لیے ساتھ حق کے جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانیوالا اور نہیں کوئی امت مگر اس میں گذرے ڈرانیوالے (یعنے پیغمبر یا علما نہ کہ کافر کو مومن بنانیوالے)۔

(ف) خلاصہ ان تمام آیات کریمہ کا یہ ہوا کہ ہمنے تمکو اور تمام پہلے اور پچھلے ہادیوں کو اسواسطے نہیں بھیجا ہے کہ وہ اُن کافروں کو جو تقدیر الٰہی میں ابدی کافر ہو چکے

خواہ وہ منافق ہوں یا مشرک خواہ مرتد انکو تم مومن بنادو۔ علیٰ ہذا تمام ہادیوں کو اور نہ شیطان
یہ قدرت دیگئی کہ وہ حقیقی مومنوں کو کافر بنادے۔ چنانچہ شیطان کو اول ہی دن یہ
ارشاد فرمادیا کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنے ہمارے بندوں
پر تجھکو کوئی حق حکومت نہیں حاصل کہ تیری کوشش سے کوئی مومن کافر یا مشرک یا مرتد
ہوجاوے۔ بلکہ جو ہمارے علم میں پہلے سے کافر یا مشرک یا مرتد یا منافق بنائے گئے
ہیں تیری کوشش کے بہانہ سے انکی اصلیت ظاہر ہوجاوے گی۔ اور اسی طرح
جناب رسالت مآب افضل الرسل ہادی کل سرور انبیا حبیب کبریا محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ حکم سنادیا کہ۔

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ یعنے اے ہمارے حبیب بے شک وشبہ تم جسکو چاہو
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اگر وہ ہمارے علم میں کافر حقیقی ہے راہ راست
پر نہیں لاسکتے اور کافر کو مومن نہیں بنا سکتے مگر اللہ یعنے ہم جسکو چاہیں اور جو ہمارے
علم میں مومن حقیقی ہے اُسکو تمہارے ذریعہ اور بہانہ سے راہ راست پر لے آتے
ہیں اور صورت کے کافر کو مومن بنا کر اسکا ایمان ظاہر کر دکھاتے ہیں لہذا ارشاد ہوتا ہے
کہ سوائے اسکے نہیں کہ تم اُنہیں کو ڈرا سکتے ہو جنہیں اپنے رب سے ڈرنے اور نماز
پڑہنے اور پاکی حاصل کرنیکا پہلے ہی سے منجانب اللہ مادہ موجود ہے نہ کہ اُن لوگوں کو
جو ازلی کافر ہیں اور اُن میں ہدایت کا مادہ ہی نہیں پیدا کیا گیا۔ اسی واسطے کئی
مثالوں کے ساتھ فرمایا کہ مومن حقیقی اور کافر حقیقی قبول کرنے احکام و ہدایتِ یزدانی کی قابلیت
میں برابر نہیں ہوسکتے جیسے نابینا اور بینا اور اندھیریں اور روشنیں اور سایہ
اور دھوپ برابر نہیں ہوتے اور نہ زندے مردوں کی برابر ہوسکتے ہیں۔ بیشک
اللہ مردہ ہو خواہ زندہ جسکو چاہے سنا سکتا ہے یعنے سُننے کے اور قبولیت کے آثار
جس سے چاہے ظاہر فرما سکتا ہے۔ اور تم قبر والوں کو یعنے کافروں کو جو مثل اہل قبور

کی مردہ ہیں نہیں سنا سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے اہل قبور سب کی سنتے ہیں مگر اسکا نتیجہ
ہر شخص پر کوئی مرتب نہیں ہوتا۔ اسیطرح کافر آپ کے احکامات اور قرآن مجید سب کچھ سنتے
ہیں مگر اُس سُننے کا اور قبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ بات یہ ہے کہ تم فقط ڈرانیوالے
اور بشارت پہونچانے والے اور اس ذریعہ سے راہ راست دکھانیوالے ہو نہ کہ پیدا
کرنیوالے بیشک ہمنے آپکو حق بات کے ساتھ خوشخبری اور ڈرانیکے ذریعہ سے راہ ہدایت
پر لانے کو بھیجا ہے نہ کہ کافروں میں ایمان پیدا کرنے کو اور ہمارے بنائے ہوئے کافر
کے مومن بنانیکو اور اسی طرح کوئی امت نہیں گذری مگر سب میں ہمنے اسی غرض سے
ہدایت کرنیوالوں اور ڈرانیوالوں کو خواہ وہ عالم ہوں یا پیغمبر بھیجا تھا نہ کہ ازلی کافروں
میں ایمان پیدا کرنیکو جسکو دوسری طرز پر بغرض سمجھانے عوام الناس کے یوں بیان
کرسکتے ہیں کہ ہمارے کارخانہ قدرت میں جو ازلی مومن زنگ صحبت کفار ازلی سے
کافر بنگئے اور بنجاتے ہیں جیسے فولادی تلوار مٹی کی تلواروں کی صحبت سے مثل مٹی
کی تلوار کے زنگ خوردہ معلوم ہونے لگتی ہیں۔ اُنکے صاف کرنیکو صیقل کرنیوالوں کو
بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی صیقل کی رگڑوں سے زنگ دور کرکر فولادی تلواروں
کی اصل حقیقت دکھلادیں۔ اور اُنکے فولادی جوہر ظاہر کردکھائیں نہ کہ مٹی کی
تلواروں کو فولادی بنادیں۔ بلکہ انکا کام یہی ہے کہ جیسے فولادی تلواروں کے
فولادی جوہر ظاہر کردکھاویں ایسے ہی مٹی کی تلوار کا اپنی صیقل کے رگڑوں سے
بے دقار ہونا ظاہر کردیں اسیطرح پیغمبروں کا بھی کام ہے کہ کفار حقیقی کا کفر حقیقی اپنی
ہدایت کے رگڑوں سے ظاہر کردکھاویں اور صحبت بد سے جو مومن حقیقی بصورت کفار
نظر آنے لگے ہیں اُنکو ہدایت کے رگڑوں سے اور رہنمائی کی صیقل سے صاف کرکے
داخل زمرۂ اہل ایمان کردیں اور اُنکے ایمان کے جوہر سب پر نمایاں ہوجاویں۔ اور اسی
تقریر مذکور سے جو تفسیر آیات مذکورہ میں بیان کی گئی جواب سوال دوم کا بھی ظاہر ہوگیا

Marfat.com

اور وہ یہ ہے کہ پیغمبروں کا ایمان اور عمل نیک پر جنّت کی بشارتیں سنانا اور کفر اور فسق اور ارتداد سے خوف دوزخ دکھانا یہ اُنکی صیقل ہدایت کے رگڑے ہیں کہ جس سے کافر حقیقی کا کفر حقیقی ظاہر ہوتا ہے اور مومن حقیقی کا ایمان ۔ وَاللّٰہُ ھُوَ الْمُھْدِیْ وَعَلَیْہِ التُّکْلَانُ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ ذِی الْمَجْدِ وَالْاِحْسَانِ ؕ

سوال نُہم۔ سب سے بہتر تو یہ تھا کہ اللہ کسی فرشتہ کو پیغمبر کر کے بھیجتا یا جسکو بھی پیغمبر کرتا اُسکے ساتھ فرشتہ آتا تاکہ اُس پیغمبر کے پیغمبر ماننے میں کسیکو شبہ ہی نہ رہتا ۔

جواب۔ اگرچہ جواب سوالات خمسہ مذکورہ ہیں اس سوال نہم کا بھی جواب کافی ہوسکتا ہے ۔ مگر مشرکین عرب نے مستقل طور سے یہ سوال کیا تھا لہٰذا مستقل طور سے قرآن مجید میں سورۂ انعام کے پہلے رکوع میں مع بیان سوال اسطرح جواب دیا گیا،

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ مَلَکٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰہُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰہُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْھِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ۝

اور کہا مشرکوں نے کہ کیوں نہیں اُتارا گیا عہدہ نبوۃ پر کوئی فرشتہ اور اگر اُتارتے ہم اُسکو اسکی اصلی حالت پر تو بلا مہلت وہ مرجاتے تو لا محالہ اگر فرشتہ کو ہم پیغمبر کر کے بھیجتے تو صورت انسانی ہی میں بھیجتے (تاکہ وہ اُسکے دیکھنے اور اُس سے نصیحت سننے کے متحمل ہوسکتے) تو وہ پھر اسی شبہ میں گرفتار ہوتے ۔

علیٰ ہذا القیاس کوئی ایسا سوال نہیں کہ جو قرآن مجید سے کیا جاوے اور قرآن مجید میں اُسکا جواب شافی نہ ہو خواہ ہم کو اپنی بےعلمی اور کم مائیگی سے نملے لہٰذا ہم انشاء اللہ حسب موقعہ جس مقام کے لائق جو سوال ہوگا اپنے علم و فہم کے اندازہ پر اُسکو بیان کرکے قرآن مجید سے اُسکے جواب اپنے موقعہ پر ضرور بیان کرینگے انشاءاللہ یہانتک کہ معاملات دنیوی تک میں منجملہ

Marfat.com

حقائق اشیاء ریل کے کوئلہ تک کی ماہیت قرآن مجید سے ظاہر کر دکھائی جاوے گی۔

صفت و قوۃ ہشتم جو تکملہ ہے انہی قوتوں کا

یہ ہے کہ وہ اپنے سچے اور جھوٹے پیروؤں کی ضرور علامت اور نشانی بیان کر دے تاکہ وقت اختلاف سچوں کو جھوٹوں سے جدا کرکے ہر شخص پہچان سکے کہ یہ قرآن مجید کے سچے پیرو ہیں اور یہ جھوٹے۔ چنانچہ یہ مدعا پارہ ۵ والمحصنات کے آٹھویں رکوع میں اس طرح بالتصریح بیان فرما دیا کہ ہر منصف پر مومن اور منافق کو جدا کرکے دکھا دیا۔ قال اللہ تعالیٰ۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۝ وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝	فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا نہیں فکر کرتے وہ قرآن میں اور اگر ہوتا وہ سوا اللہ کے کسی کا کلام تو بموجب اپنے خیال کے وہ اُس میں بہت ہی کچھ اختلاف پاتے۔ بات یہ ہے جب اُنکے پاس قرآن سے کوئی بات امن یا خوف کی آتی ہے اپنی بے سمجھی سے اُسکو پھیلا دیتے ہیں (اور پھر اُسکے مخالف بوجہ نقصان اُنکی سمجھ کے ظہور ہوتا ہے تو قرآن پر اختلاف کی تہمت رکھتے ہیں) اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے پوچھ لیتے یا جاننے والوں احکام شریعت سے تو اُن میں جو مستنبط اور مجتہد ہوتے وجہ اختلاف جان لیتے (اور اُنکو سمجھا دیتے) اور اے امت مرحومہ اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت ساتھ بھیجنے ایسے نبی اور مجتہدین امت کے نہ ہوتا تو البتہ تم بھی سب شیطان کے تابع ہو جاتے مگر تھوڑے۔

(ف) شان نزول ان آیات کریمہ میں اگرچہ مختلف روایتیں منقول ہیں مگر

Marfat.com

خلاصہ سب کا یہ ہے کہ اُن منافقوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں کہ جو اپنی سمجھ کے موافق ہر بات کو بلا تقلید صحابہ اور تحقیق کرنے کے مجتہدین اصحاب سے بے سوچے سمجھے پھیلا دیا کرتے تھے اور پھر قرآن مجید اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت اختلاف کی رکھتے تھے۔ لہذا ارشاد ہوا کہ خود سمجھتے نہیں اور تہمت اختلاف قرآن پر رکھتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے رسول سے دریافت کر لیتے یا علماء صحابہ سے تو سب تو نہیں مگر صحابہ کرام سے جو مستنبط احکام اور مجتہد تھے وہ اُس صورت اختلاف کو متفق کر کر دکھلا دیتے اور انکی تقلید کرنیکے بعد اختلاف بتانے تک نوبت نہ پہونچتی۔ پھر فرمایا۔ اے امت محمد رسول اللہ اگر تم پر اللہ کا یہ فضل نہوتا کہ رسول دیا تو ایسا اور مجتہدین علماء دیئے تو ایسے اور اُسکی رحمت تو تم سب پیرو شیطان کے ہوجاتے مگر تھوڑے۔ مگر چونکہ تم پر اللہ کا فضل ہے اور اُسکی رحمت لہذا تم سب متبع شیطان نہوگے مگر تھوڑے۔ قطع نظر دیگر احتمالات ضعیف سے یہی مدعا ثابت ہوتا ہے۔ تفسیر رحمانی سے اور نیز تفسیر بیضاوی اور تفسیر حسینی سے چنانچہ بہت سی حدیثوں سے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی مضمون کو بار بار موکد کر کے بیان فرمایا ہے جنمیں سے بارہ [۱۲] احادیث تو ہم مع مختصر مضمون آیات مذکورہ جواب اعتراض ہشتم میں نقل کر چکے اور کچھ بقدر ضرورت یہاں بھی نقل کر دیتے ہیں۔

مسند امام احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ سے یہ تیرہویں حدیث ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ	حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ مقام جابیہ میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ پڑھا پس فرمایا کھڑے ہوئے ہمارے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

Marfat.com

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَقَامِیْ فِیْکُمْ فَقَالَ اِسْتَوْصُوْا بِاَصْحَابِیْ خَیْرًا ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَفْشُوا الْکِذْبُ حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَیَبْتَدِئُ بِالشَّهَادَةِ قَبْلَ اَنْ یُّسْئَلَهَا فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ بُحْبُحَةَ الْجَنَّةِ فَلْیَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ لَا یَخْلُوَنَّ اَحَدُکُمْ بِالْمَرْاَةِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ ثَالِثُهُمَا وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَیِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

جیسے میں تمہارے درمیان میں کھڑا ہوں۔ اور فرمایا میرے اصحاب کے ساتھ بھلائی کی وصیت مجھ سے یاد رکھو۔ پھر اُن لوگوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی جو اُن سے نزدیک ہوں پھر اُن لوگوں کے ساتھ جو اُن سے نزدیک ہوں یعنی تابعی اور تبع تابعی۔ پھر یہانتک جھوٹ پھیلے گا کہ آدمی بلا سوال گواہی دینے لگیں گے اُسوقت جو تم سے وسط جنت کا حاصل کرنا چاہے اُسکو چاہیئے کہ جماعت اہل اسلام کو لازم پکڑے اسواسطے کہ شیطان ایک کے ساتھ ہے اور دو سے دُور۔ یعنے چھوٹے فرقہ کے ساتھ ہے اور کثرت والی جماعت سے دُور تمکو چاہیئے کہ تنہا کسی اجنبی عورت کے ساتھ نہ رہو اسواسطے کہ شیطان تنہائی میں آموجود ہوتا ہے اور ایمان کی نشانی نیکی سے خوش ہونا ہے اور بدی سے آزردہ۔

حدیث ۱۳۔ وَفِیْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّاسَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِیْ مِثْلِ مَقَامِیْ هٰذَا فَذَکَرَ مِثْلَهُ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ۔

اور اُسی مسند میں ہے بعینہ یہی حدیث حضرت جابر ابن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بھی اس واقعہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مثل عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی کچھ تھوڑے تغیر الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حدیث ۱۵ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ مسند امام احمد ابن حنبل سنن ابی داؤد۔ مستدرک حاکم۔ مسلم شریف۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جدا ہوا جماعت سے ایک بالشت پس تحقیق نکال دی اس نے رسی اسلام کی اپنی گردن سے۔ یہ حدیث شریف مسند امام احمد بن حنبل میں سنن ابی داؤد مستدرک حاکم اور مسلم شریف سے ہے۔

حدیث ۱۶ - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاصْبِرُوْا حَتّٰی یَسْتَرِیْحَ اَوْ یُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ منتخب کنز العمال عن مصنف ابن ابی شیبۃ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ڈرو اللہ سے اور صبر کرو یہاں تک کہ آرام اور راحت حاصل ہو جاوے یا راحت حاصل کیجاوے خدا اور رسول کے نافرمانبرداروں سے اور لازم پکڑو تم جماعت کو واسطے کہ نہیں جمع کریگا اللہ امت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر (منتخب کنز العمال) مسلم شریف۔ مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ۔ کبیر طبرانی میں۔

حدیث ۱۷ - عَنْ اُسَامَۃَ ابْنِ شَرِیْکٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ اُمَّتِیْ وَھُمْ جَمِیْعٌ فَاضْرِبُوْا رَاْسَہٗ کَائِنًا مَنْ کَانَ۔ مسلم شریف۔ مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ وکبیر طبرانی

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے تفرقہ ڈالا میری امت میں اس حال میں کہ وہ جمع تھی پس گردن مارو اسکی۔ کوئی بھی ہو۔

Marfat.com

حدیث ۱۸ ـ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ شَرِيكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاِذَا شَذَّ الشَّاذُّ مِنْهُمْ اِخْتَطَفَهُ الشَّيْطَانُ كَمَا يَخْتَطِفُ الذِّئْبُ الشَّاذَّةَ مِنَ الْغَنَمِ ـ کبیر طبرانی ـ وابن قانع خطیب فی الافراد ـ وابو نعیم فی المعرفة ـ

حدیث ۱۹ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ ـ سنن نسائی ـ

حدیث ۲۰ ـ عَنْ نُعْمَانَ ابْنِ بَشِيرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ قضاعی وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِي زَوَائِدِ الْمُسْنَدِ لِابْنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

حدیث ۲۱ ـ وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے پس جب کوئی جماعت سے جدا ہونیوالا جمہور سے جدا ہوتا ہے اوچک لیتا ہے اسکو شیطان جس طرح سے اوچک لیتا ہے بھیڑیا گلے سے جدا ہونیوالی بکری کو یہ حدیث کبیر طبرانی اور ابن قانع اور خطیب کی کتاب الافراد اور ابو نعیم کی معرفۃ میں ہے ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے ـ یہ حدیث شریف نسائی میں ہے ـ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ـ جماعت رحمت ہے ـ اور جماعت سے جدا ہونا عذاب ہے ـ قضاعی میں ہے ـ اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے زوائد المسند لابن الامام احمد رضی اللہ عنہما میں ـ

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں

Marfat.com

قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّیْ
اَنْ لَّا یَجْمَعَ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ
فَاَعْطَانِیْھَا۔ منتخب کنز العمال
عَنِ ابْنِ جَرِیْرٍ۔

حدیث۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ
اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ
اَنْ یَّسْکُنَ بُحْبُوْحَۃَ الْجَنَّۃِ وَ
اَوْسَطَہٗ فَلْیَلْزِمِ الْجَمَاعَۃَ
فَاِنَّ الشَّیْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ
وَھُوَ مِنَ الْاِثْنَیْنِ اَبْعَدُ۔ دیلمی

حدیث۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مَنْ شَقَّ عَصَا الْمُسْلِمِیْنَ
وَالْمُسْلِمُوْنَ فِیْ اِسْلَامٍ دَامِجٍ
فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ
مِنْ عُنُقِہٖ۔ رامھرمزی
فی الامثال طبرانی فی الکبیر
خطیب فی المتفق والمفترق۔

کہ پہونچی ہے مجھکو یہ بات کہ تحقیق فرمایا
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مانگا میں نے
اپنے رب سے اس بات کو کہ نہ جمع کرے
امت میری کو [illegible] پس قبول کیا اللہ
نے میری دعا کو اور عطا کیا [illegible] یہ میرا مدعا
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔
فرمایا اُنہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے۔ جس کو خوش ہو جنت کے
بیچ رہنا۔ اور بیچا بیچ جنت کا پس ضرور
لازم پکڑ لے جماعت کو اس واسطے کہ شیطان
اکیلے دو کیلے کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور
دو سے بہت دور رہتا ہے۔ (دیلمی)
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے
ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے جس نے جدائی حاصل کی جماعت
سے مسلمانوں کی اُس حالت میں کہ
مسلمان مضبوط تھے پورے اسلام
میں۔ پس تحقیق نکال دیا اس نے رسّی
اسلام کو اپنی گردن سے۔ یہ حدیث رامہرمزی
کی امثال طبرانی کبیر اور خطیب کی المتفق
والمفترق میں ہے

Marfat.com

حدیث عن ابی رجاء العطاردی قال سمعت ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای من امیرہ شیئاً یکرہ فلیصبر علیہ فانہ من فارق الجماعۃ شبراً فمات الا مات میتۃ جاھلیۃ۔ منتخب کنز العمال۔

ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں سنا میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ روایت کرتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے جو شخص دیکھے سردار اپنے سے کوئی مکروہ بات۔ پس چاہئے کہ صبر کرے اُسپر اسواسطے کہ بیشک جس نے جدائی حاصل کی جماعت سے ایک بالشت بھر یعنی ذراسی اور اُسی حالت میں مر گیا مگر ہوگی موت اُسکی جہالت کے دنوں کی سی موت (یہ حدیث منتخب کنز العمال کی ہے)

۲۵ حدیث۔ ستفرق امتی علی بضع وسبعین فرقۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ۔ (منتخب کنز العمال)

یعنے قریب ہے کہ میری امت کے کئی اور ستر فرقے ہوجاوینگے۔ سب کے سب ناری ہیں مگر ایک فرقہ۔ (منتخب کنز العمال)

۲۶ حدیث۔ عن عبداللہ ابن یحیی قال حججنا مع معاویۃ ابن ابی سفیان فلما قدمنا مکۃ قام حین صلی صلوۃ الظھر فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اھل الکتابین افترقوا فی دینھم علی ثنتین وسبعین وان ھذہ الامۃ ستفترق علی

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے موسم حج میں بعد نماز ظہر مکہ معظمہ میں کھڑے ہوکر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دونوں فریق اہل کتاب کے (یہود ونصاری) بباعث اختلاف متفرق ہوکر بہتر گروہ ہوگئے اور اس (میری) امت کے عنقریب تہتر فرقے بدعتی اپنی خواہشوں کے موافق ہوجاوینگے وہ سب دوزخی ہیں مگر ان میں سے ایک فرقہ جو جماعت والا ہوگا

Marfat.com

ثلٰث وسبعین ملۃ یعنی الاھواء کلھا فی
النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ عند منتخب کنز العمال

حدیث ۲۷ عن عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنھما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثلث لا یغل علیھن قلب مسلم
اخلاص العمل للہ والنصیحۃ
للمسلمین ولزوم جماعتھم
فان دعوۃ المسلمین تحیط من
وراءھم۔ مشکوٰۃ شریف
عن المسند للامام الشافعی۔ و
المدخل للبیہقی۔ وسنن ابن ماجہ
والسنن للدارمی بروایۃ زید بن ثابت

حدیث ۲۸ عن انس بن مالک
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان بنی اسرائیل افترقت
علی احدی وسبعین فرقۃ
وان امتی ستفترق علی ثنتین
وسبعین فرقۃ کلھا فی النار
الا واحدۃ وھی الجماعۃ (ابن ماجہ)

حدیث ۲۹ عن عوف بن مالک

دوزخی نہیں ہے (یہ حدیث منتخب
کنز العمال میں ہے)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہما سے ہے فرمایا کہ فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
تین چیزوں کے حاصل کرنے میں مسلمان
کا دل کمی نہیں کرتا۔ خالص اللہ کے
واسطے عمل کرنے ہیں۔ اور مسلمانوں
کی خیر خواہی اور نصیحت کرنے ہیں
اور مسلمانوں کی جماعت کے لازم
پکڑنے ہیں اسواسطے کہ دعا مسلمانوں
کی سبھی کو گھیر لیتی ہے (مشکوٰۃ شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت
فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق بنی اسرائیل کے اکہتر
فرقے ہوگئے تھے اور بیشک میری امت
کے بہتر فرقے ہو جاویں گے۔ سب
دوزخی ہوں گے مگر ایک فرقہ جو جماعت
والا ہوگا۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

Marfat.com

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِفْتَرَقَتِ الْیَہُوْدُ عَلٰی اَحَدٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَاِحْدٰی وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) بِیَدِہٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً فَوَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ہُمْ قَالَ اَلْجَمَاعَۃُ (منتخب کنز العمال)

حدیث ۳۔ عَنْ اَبِیْ غَالِبٍ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِفْتَرَقَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ عَلٰی وَاحِدَۃٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً وَتَزِیْدُ ہٰذِہِ الْاُمَّۃُ فِرْقَۃً وَاحِدَۃً کُلُّہَا فِی النَّارِ اِلَّا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ (احمد)

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جدا جدا ہوئے یہود اوپر اکہتر فرقوں کے اُن میں سے ایک جنتی رہا اور ستر دوزخی اور جدا جدا ہوئے نصاری اوپر بہتر (۷۲) فرقوں کے پس اکہتر دوزخی رہے اور ایک جنتی۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جان ہے البتہ جدا جدا ہوگی امت میری اوپر تہتر فرقوں کے۔ پس انمیں سے ایک جنتی ہے۔ اور بہتر دوزخی عرض کیا گیا یارسول اللہ صلے اللہ علیک وسلم جو جنتی ہے وہ کونسا فریق ہے آپنے (صلے اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرمایا جماعت والا فریق۔ (منتخب کنز العمال)

ابو غالب رضی اللہ عنہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک بڑی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپنے جدا جدا ہوگئے تھے بنی اسرائیل اکہتر فرقوں پر اور میری امت اُنسے زیادہ اکہتر اور ایک فرقہ پر جدا جدا ہوجاویگی سب فرقے دوزخی ہوں گے مگر اُنمیں سے جونسا فرقہ بڑی جماعت والا ہوگا۔

Marfat.com

۱۳

حدیث ۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال خطبنا عمر بالجابیة فقال یا ایھا الناس انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف ویشھد الشاھد ولا یستشھد الا لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثھما الشیطان علیکم بالجماعة وایاکم الفرقة فان الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد من اراد بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة من سرتہ حسنتہ وساءتہ سیئتہ فذلکم المؤمن قال ابو عیسی الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح غریب من ھذا الوجہ وقد رواہ المبارک عن محمد بن سوقة وقد روی ھذا الحدیث من غیر وجہ عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں وعظ فرمایا ہمکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں پس فرمایا اے لوگو بیشک کھڑا ہوں میں تم میں مثل کھڑے ہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہم میں پس فرمایا تھا آپ نے وصیت کرتا ہوں میں تمکو ساتھ لازم پکڑنے کے میرے اصحاب کے طریق کو پھر جو اُن سے نزدیک ہیں ہوں پھر یہانتک جھوٹ پھیلیگا کہ بغیر قسم دلائے قسم کھاوینگے اور بغیر گواہی طلب کرنیکے گواہی دینگے ۔ خبردار اجنبی عورت کے ساتھ اکیلے کبھی نہ رہنا کہ اُن دونوں میں تیسرا شیطان آملتا ہے ۔ لازم پکڑلو جماعت کو اور بچنا تفرقہ سے اسواسطے کہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت دور جو جنت کے بیچ میں رہنے کی خواہش رکھے پس چاہیئے کہ لازم پکڑے جماعت کو اور مومن تو تم میں وہی ہے جسکو اپنی نیکی سے خوشی حاصل ہو اور جسکو اپنی برائی بری معلوم ہو ۔ ابو عیسٰے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن لذاتہ صحیح لغیرہ ہے اور اس سند

Marfat.com

اعتبار سے اگرچہ غریب ہے لیکن فی الواقع غریب نہیں ہے اسواسطے کہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے بھی اسکو محمد بن سوقہ سے نقل کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مختلف سندوں سے مروی ہے۔

حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْقَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَفِی الْبَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ بیشک فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ نہیں جمع کریگا امت میری کو یا اسطرح فرمایا نہیں جمع کریگا امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پر حالانکہ اسکا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور جو جدا ہوا جمہور سے پھینکا گیا دوزخ میں۔ ابوعیسے ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

ضمیمہ یعنی منہیہ متعلقہ صفحہ ۳۱۴

بیان ہیں اُن مسائل کے جنمیں بظاہر درمیان امام اور امام کے شاگردوں کے اختلاف معلوم ہوتا ہے اور وہ بحسب اختلاف زمانہ اور اہل زمانہ کے ہے۔ جسکو بموجب جامعیت قرآن امام نے باعتبار ہر زمانہ کے بیان فرمایا تھا اسیواسطے تمام کتب فقہ میں باتفاق تمام فقہا تحریر فرماتے ہیں کہ اَلْاَحْکَامُ تَتَبَدَّلُ بِحَسْبِ اِخْتِلَافِ الزَّمَانِ وَالرِّجَالِ۔ اور اس قسم کے مسائل کے بیان کرنیکا ہم وعدہ صفحہ ۳۴ میں کرچکے ہیں۔ وَالْاٰنَ نَشْرَعُ۔

چنانچہ عینی شرح کنز الدقائق۔ کبیری۔ شامی۔ بحرالرائق وغیرہ میں ہے کہ اگر امام کے ...

Marfat.com

جو ذرہ ورد نہ ہو کوئی جانور مثل بکری گائے آدمی وغیرہ کی مرجاوے اور چھوٹا جانور جو دم سائل یعنی خون بہتا ہوا رکھتا ہے جیسے چوہا چڑیا وغیرہ اگر مر کر پھٹ جاوے یا پھول جاوے کنوئیں کا جبتک سارا پانی تلچھاڑ نہ نکالا جائے کنواں پاک نہ ہوگا۔ مگر اگر کنواں ایسا چشمہ دار ہے کہ جتنا پانی کھینچا جاوے فوراً اُتنا یا اُس سے زیادہ نیا پانی آجاوے اور اُسکا تلچھاڑ کرنا غیر ممکن ہو تو امام اعظمؒ اور امام ابویوسف رحمہا اللہ کے نزدیک دو عادل مسلمانوں کے اندازہ سے جنکو پانی کے معاملہ میں پوری مہارت ہو اسکا کل موجود پانی نکال دیا جاوے متواتر خواہ دو چار روز میں تو کنواں پاک ہوجائیگا مگر امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر دوسو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکلوا دیا جاوے جب بھی کنواں پاک ہوجاویگا۔ بظاہر یہ اختلاف سخت معلوم ہوتا ہے مگر انہی کتب مذکورہ سے پوری بحث دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ فی الواقع تینوں اماموں مذکور کا باہم قطعاً اختلاف نہیں بلکہ مطلب سب کا ایک ہے اسواسطے کہ علامہ حلبی کبیری میں اور شامی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب رد المحتار میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ کا فتویٰ دوسو ڈول کا فقط بغداد کے کنوؤں کی نسبت تھا نہ کہ عام اسواسطے کہ انکو تجربہ سے ثابت ہوگیا تھا کہ بغداد کے کنوؤں میں اگرچہ پانی چشمہ دار ہوتا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا مگر ہر وقت دوسو تین سو ڈول سے زیادہ نہیں ہوتا اور پوری تحقیق اس مسئلہ کی مع حوالہ کتب مدلل باحادیث صحیحہ ہماری کتاب تحقیق المسائل میں ہے۔ مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ تَمَّتْ۔

دوسرا مسئلہ کبیری میں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اوس کنوئیں میں کہ جہاں اونٹ اور بکریوں کا اجتماع رہتا ہے کم مقدار میں خشک مینگنے اونٹ کے یا بکری کی مینگنی گرجاویں اور دیکھنے والے کی نگاہ میں وہ زیادہ نہ معلوم ہوں اور پانی میں کسی قسم کا تغیر نہ واقع ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا اور اگر گیلے مینگنے یا مینگنی گریں تو ناپاک ہوجاویگا اور صاحبین امام ابویوسف اور محمد رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

گیلا مینگنا اور خشک فی الواقع نجس ہے مگر چونکہ گانوؤں میں بے مینڈ کے کنوؤں کی جہاں بکری اونٹ جمع رہتے ہیں حفاظت خشک و تر دونوں قسم کے مینگنوں سے محال ہے لہذا دونوں کا حکم پانی کے ناپاک نہونے میں برابر ہے اسواسطے کہ بموجب آیۂ کریمہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے اللہ نہیں تکلیف دیتا کسی جان کو مگر بقدر اُسکی طاقت کے جیسے خشک مینگنے میں بوجہ محال ہونے حفاظت کنوؤں کے اُنسے معافی دیگئی۔ جب تر مینگنوں سے بھی محافظت محال ہے تو ان سے بھی کنواں ناپاک نہونا چاہئے۔ لہذا یہ بھی فی الواقع اختلاف نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ نے خشک مینگنوں کا ایسے کنوؤں کی نسبت فتوٰی دیا ہے جہاں تر مینگنوں سے محافظت ممکن سمجھی اور صاحبین کا فتوٰی اُن کنوؤں کی نسبت ہے جہاں گیلے اور سوکھے دونوں قسم کے مینگنوں سے محافظت محال ہے۔

تیسرا مسئلہ۔ دودھ کے برتن میں اگر ایک دو مینگنی بکری کی گرجاویں۔ ایک قول یہ ہے کہ دودھ ناپاک ہوجاویگا۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ دودھ پاک رہیگا۔ یہ بھی فی الواقع اختلاف نہیں اسواسطے کہ فقہا نے تصریح کردی ہے کہ دودھ دوہنے کے وقت بکری کی عادت ہوتی ہے کہ وہ ضرور مینگنی کرتی ہے اور وقت دوہنے کے دودھ کے برتن کا مینگنی سے بچانا سخت مشکل اسواسطے بموجب آیۂ کریمہ مذکورہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر مینگنی سے رنگ دودھ کا نہ بدلے اور مینگنی نکالکر پھینکدی جاوے دودھ ناپاک نہ ہوگا اور اگر بعد دودھ نکالنے کے کھلے رکھے ہوے دودھ کے برتن میں مینگنی گرجاوے رنگ دودھ کا بدلے خواہ نہ بدلے دودھ ناپاک ہوجاویگا۔ یہ بھی فی الواقع اختلاف نہیں اسواسطے کہ کھانے پینے کا برتن کھلا ہوا رکھنا شرعًا ممنوع ہے جسکا ذکر مطابقت پیشینگوئی داؤد علیہ السلام میں مفصلًا گذرچکا اور ڈھک کر رکھنے میں کوئی تکلیف مالایطاق نہیں۔ لہذا ناپاکی کا حکم دیا گیا اور دودھ دوہنے کے وقت

Marfat.com

چونکہ منگنی سے بچنا مشکل ہے لہذا حکم پاکی کا دیا گیا اور فی الواقع یہ قول امام کا ہی نہیں بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی فتویٰ منقول ہے۔ ہکذا فی غنیتہ المستملی الوجوہ کبیر میں تم
چوتھا مسئلہ۔ کتاب الحدود کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی کسی اجنبی عورت سے خرچی ٹھہرا کر اسکو دو چار روز یا پہر دو پہر کے واسطے اجارہ لیکر زنا کرے یا جو عورتیں حرام ہیں اُنسے نکاح کرکے ہمبستر ہو تو اُسکو نہ سنگسار کیا جائیگا نہ اُسکے سو درّے لگائے جاوینگے۔ پھر باب التعزیر میں اُسکے متعلق حسب رائے قاضی سخت سزا لکھی ہے مگر صاحبین کے نزدیک جیسے عموماً زنا کا حکم ہے کہ بیوی والے مرد اور خاوند والی عورت کو اگر وہ زنا کریں سنگسار کیا جاتا ہے اور رانڈا اور رنڈوا اگر زنا کرے تو انکے سو سو درّے لگائے جاتے ہیں ایسے ہی محرّمات ماں بہن وغیرہ سے نکاح کر کر زنا کرنیوالے کے درّے لگائے جاویں یا سنگسار کیا جاوے۔ ایسے ہی کسی عورت کو اجارہ لیکر زنا کرنیوالے کو۔ یہ بھی فی الواقع کوئی اختلاف نہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اصل میں نکاح ایجاب اور قبول کا نام ہے کہ جو خرچی لینے والی عورت سے ضرور واقع ہوتا ہے مگر بوجہ نہ پائے جانے شرط نکاح کے کہ وہ دو گواہوں کا ہونا ہی نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ اور دوسری شکل میں اگرچہ نکاح مع گواہوں وغیرہ شروط کے ساتھ ہو گیا مگر وہ عورتیں یعنے ماں بہن وغیرہ جنسے نکاح قطعاً حرام ہے چونکہ محل نکاح نہ تھیں لہذا نکاح کالعدم سمجھا گیا۔ امام اعظم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کو بوجہ شبہ نکاح کے حد شرعی جو رجم یعنے سنگسار کرنا ہے نہیں مارنا چاہیئے بوجہ اتباع صحیح حدیث کے جو ترمذی شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ	یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بچاؤ تم مسلمانوں کو حد مارنے سے جہاں تک ممکن ہو۔

Marfat.com

مجمعہا فخلوا سبیلہ فان الامام ان یخطی فی عفو خیر لہ من ان یخطی فی العقوبۃ

اگر کوئی بھی اُنکے بچاؤ کی شکل نکلے اُن کو چھوڑ دو۔ اسواسطے کہ امام معاف کرنے میں اگر خطا کرے بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ عذاب دینے میں خطا کرے"۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ حد نہ مارنے یعنے سنگسار نہ کرنے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اُسکو مطلقاً کوئی بھی سزا نہ دیجاوے۔ بلکہ باب التعزیر کتب فقہ میں سب لکھتے ہیں کہ امام کو بحسب مصلحت اختیار ہے جو چاہے سزا دے تاکہ پھر کوئی ایسا بد کام نہ کرے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو جس نے آپ کے زمانہ میں بوجہ قرب زمانہ جاہلیت کے اپنی ماں سے زنا کر لیا تھا سنگسار تو نہیں فرمایا مگر اسکا سر کٹوا منگوایا۔ بہرنہج منشار قول امام کا بموجب مضمون اس حدیث کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خرچی والی عورت یا ماں بہن سے زنا کرنا ایسا بیحد گناہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے جسکی سزا کی کوئی حد مقرر نہیں کی جیسے چور کی حد جو بقدر دس درہم کے مکان محفوظ سے چراوے ہاتھ کاٹنا پونچے سے مقرر فرمایا۔ اور شراب خوری کی حد اسی درے معین فرمائے۔ اسیواسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کی نسبت ایسی صورتوں میں تعزیر یعنے سزا دینے کا بحسب مصلحت فتوے دیتے رہے اور حد مارنے سے منع فرماتے رہے بوجہ ہونے اس زمانہ کے زمانہ خیر و برکت اور غالب ہونے خوف خدا کے اہل زمانہ پر بمقتضائے قرب زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ظاہر ہے کہ تعزیر بعض اوقات حد سے بھی کہیں زیادہ موجب تکلیف ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لو لواطت یعنی لونڈے بازی کی کوئی سزا معین تو نہیں مگر کس درجہ بیحد سزا اماموں سے منقول ہے کہ خواہ ان دونوں کو باندھ کر پہاڑ سے گرا دو خواہ دونوں کو باندھ کر روئی لپیٹ کر تیل ڈالکر جلا دو۔ چاہو دیوار اُنپر گرا دو۔ علی ہذا۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ خرچی لینے والی عورت یا محرمہ یعنے ماں بہن وغیرہ سے جو زنا واقع ہو اگر

Marfat.com

وہ شخص اس فعل کے حرام ہونیکو اچھی طرح جانتا تھا چونکہ حقیقۃً یہ زنا ہی ہے گو صورت نکاح بموجب حدیث مذکور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسقاط حد کا تقاضا کرتا ہے مگر لوگوں سے اگر خوف خدا اٹھ جاوے۔ زنا اور تماش بینی کثرت سے ہونے لگے تو دونوں قسم کے زانیوں کو بموجب حدّ شرعی سنگسار کرنا ضرور ہے۔ اسواسطے کہ معین ہوجانے حد کے یقین کامل ہوجاتا ہے کہ ضرور سنگسار کیا جاؤنگا یا سو درّوں سے پٹونگا۔ اور بصورت تعزیر اگرچہ تعزیر حسب رائے قاضی گو کبھی حد سے بھی زیادہ ہوجاوے مگر بوجہ عدم تعین اسمیں احتمال تخفیف اور دس درّہ تک کی سزا کا بھی رہتا ہے۔ لہذا امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے جب اپنے زمانہ میں لوگوں کو بے خوف پایا۔ تماش بینی کثرت سے ہونے لگی۔ قول آخر امام یعنے حد مارنے اور سنگسار کرنے کے قول پر فتوے دیا۔ اور بمقتضائے فساد اہل زمانہ یہی قول ابتک مفتیٰ بہ چلا آتا ہے۔ کمافی درالمختار وقالا وان علم الحرمۃ حُدَّ وعلیہِ الفتوٰی۔ خلاصہ وکذا فی القہستانی والمضمرات۔ یعنی خلاصہ اور قہستانی اور مضمرات میں ہے کہ صاحبین فرماتے ہیں کہ عورت مستاجرہ یا محرمہ منکوحہ سے اگر باوجود جاننے اسبات کے کہ ان عورتوں سے نکاح اور جماع حرام ہے جماع کیا۔ بیشک وہ شخص حد مارا جائیگا اور اسی پر فتوے ہے۔ مگر جس قول کو امام نے اپنے زمانہ میں مفتیٰ بہ رکھا وہ امام کیطرف اور جس قول کو صاحبین نے بسبب اپنے زمانہ کے اختیار کیا وہ قول صاحبین کیطرف کتب فقہ میں منسوب چلا آتا ہے۔ اسیطرح ہدایہ میں ہے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک وضو کا گرا ہوا پانی نجس ہے مگر آپ کے شاگرد حسن فرماتے ہیں کہ مثل پیشاب کی نجاست غلیظہ ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نجاست خفیفہ۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اور ایک روایت میں امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پاک مگر دوسری ناپاک چیز اس سے پاک نہیں ہوسکتی۔ امام زفر رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ اگر وہ پانی

Marfat.com

[illegible] ہے اور دوسری

[illegible] ہوا ہے تو پاک ہے

[illegible] بیان یہ ہے کہ چونکہ امام اعظم

[illegible] ہے کہ ہر قطرہ وضو کے ساتھ تمام گنا

[illegible] آپ وضو کے گرے پانی میں ہر قسم کے گناہ کی

[illegible] تھے۔ آپ نے اپنے واسطے اور اپنے ہم مرتبہ لوگوں کے

[illegible] نجاست گناہوں کے اس پانی میں حکم نجاست کو اختیار فرمایا۔

[illegible] صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی نجاست کے اعتبار سے چونکہ اسکو

[illegible] نجاست غلیظہ سمجھا تھا امام حسن شاگرد حضرت امام نے بہ نیت احتیاط

[illegible] اور اسی قول کو امام سے روایت کرتے رہے۔ اور امام ابو یوسف

[illegible] ہونیکے فضا میں اور قرب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر نظر

[illegible] حال مسلمان سے یہ امر بہت بعید ہے کہ کبیرہ گناہ سے نہ بچے اور اگر مبتلا

[illegible] صغیرہ ہو بھی جاوے تو توبہ نہ کرے۔ اور بہت ہی نادر ہے کہ مسجد میں

[illegible] اس گناہ سے پاک ہو کر نہ آوے البتہ صغیرہ گناہوں سے بچنے والے بہت

[illegible] گناہوں صغیرہ کے جنکی نجاست نجاست خفیفہ کے مشابہ ہے امام نے جو

[illegible] صغیرہ گناہوں کے پانی مستعمل وضو کی نسبت حکم نجاست خفیفہ کا کیا تھا

[illegible] امام سے روایت فرماتے رہے تاکہ محتاط لوگ اس سے بچتے رہیں اور عوام

[illegible] اعتبار مکروہ اور خلاف اولیٰ امور کے پانی مستعمل وضو کا امام کے

[illegible] پاک کرنیکے قابل نہیں رہتا تھا۔ اور باعتبار دلیل ظاہر

[illegible] قائل یہی قول تھا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ کے سب

[illegible] دینا مناسب سمجھا۔ اور جب دیکھا کہ جنکو گناہوں کی

Marfat.com

نجاست حکمی نظر نہیں آتی اور بوجہ سستی کے امور دین میں لگے عالم بالا ...
کہ ایسی تنگی سے نماز بھی چھوڑ بیٹھیں گے فرمادیا کہ جو لوگ خطہ نجاست ...
ہیں اور اسی سے بچ سکتے ہیں انکے ظاہری پاک بدن پر استعمال کرنے سے
پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ اسکے ساتھ گناہوں سے پاک ہونے اور قابل
خداوندی بننے کا ارادہ کیا گیا ہے لہذا وہ اس قابل نہیں رہا کہ اس سے پھر دوبارہ
حضوری دربار خدا کی قابلیت حاصل کی جاوے یا کپڑے ناپاک وغیرہ کو اس سے
پاک کرکے دربار خدا میں ساتھ لیجانیکے قابل بنالیا جاوے۔ اور یہ ظاہر حدیث کے
بھی موافق تھا۔ لہذا یہی قول مفتیٰ بہ رہا اور ان تینوں حکموں پر باعتبار اپنے اپنے
مرتبے کے عمل کرنیوالے امام ہی کے مقلد رہے والی ھذا اشار الشعرانی رحمہ اللہ
فی کتابہ المیزان۔ اسی طرح جو بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اصل اشیا میں اباحت
اور معتزلہ کے نزدیک حرمت۔ اور بعض میں لکھا ہے کہ اصل اشیاء میں حنفیہ کے نزدیک حرمت ہے اور
معتزلہ کے نزدیک اباحت۔ یہ بھی فی الواقع اختلاف نہیں۔ بلکہ حقیقت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ معتزلہ
کہتے ہیں کہ عقلاً غلام کو مولا کے مال سے بلا اجازت مولا کے کھانے پینے پہننے زیب وزینت
کی چیزوں میں تصرف کرنا جائز ہے۔ لہذا جب ہم بھی اللہ جلشانہ کے بندے ہیں اور تمام چیزیں
اور تمام امور اسکی پیدا کی ہوئی۔ لہذا جب تک مولا منع نہ کرے تمام دنیا کی چیزیں ہم کو حلال
ہیں اور اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلا اجازت مولا کے
غلام کو عقلاً مولیٰ کی کسی چیز میں تصرف کرنا جائز نہیں۔ لہذا عقل یہی چاہتی ہے اور یہی ... ہے
کہ بلا اجازت مولیٰ کی اگر غلام مولیٰ کی کسی چیز میں تصرف کرے تو وہ غلام ...
جاتا ہے۔ لہذا اصل تمام اشیاء میں حرمت ہے اور بلا اجازت خداوند کریم ...
کھانا۔ پینا۔ پہننا بندوں کو عقلاً جائز نہیں۔ اسی بنا پر ... کتب
فقہ میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اصل اشیاء میں حرمت ...

Marfat.com

[illegible] اور [illegible] جتنا بھی [illegible] وہ اللہ

[illegible] رب [illegible] اور دوسری جگہ فرمایا

[illegible] رزق یعنی فرما دیجئے اے ہمارے

[illegible] اللہ کی اُن زینت کی چیزوں کو جنکو اللہ نے

[illegible] پاک چیزوں کو رزق سے ہمارے واسطے تمام

[illegible] جتنا اور ہر شے کے ساتھ زینت حاصل کرنا باجازت مولیٰ کریم تعالیٰ

[illegible] کیا اور ثابت عقلاً اور نقلاً اور عرفاً اصل اشیا میں اباحت ٹھہری اور سب

[illegible] ثابت [illegible] ہے۔ لہذا ہم سے کسیکو جائز اور مباح ہونے کسی چیز کی بعد

[illegible] دلیل پوچھنے کا حق حاصل نہ رہا۔ البتہ وہابیہ پیرو معتزلہ یا اور کوئی اگر ہمکو

[illegible] خلاف [illegible] مجلس رسمی بطریق مشروع یا قیام میلاد شریف یا روشنی مساجد وغیرہ یا

[illegible] ثواب کے کھانا کھلانے یا اولیاء اللہ کو جس کھانے پر فاتحہ دیکر کھلایا جاوے اُسکے

[illegible] بالکل اصل ہے منع کرے اُسکے اوپر لازم ہے کہ دلیل ممانعت پیش کرے نہ کہ

[illegible] اباحت کے ہم سے دلیل جواز اور اباحت کا طالب ہو۔

[illegible] کی بارہ تفصیل یا دلائل مطلوب ہو تو ہمارے رسالہ "مسلک الحنفیہ فی اباحۃ

[illegible] مطالعہ کریں۔ اور نیز یہ کہ ہر قسم مسائل غیر مقلدین معترضین کے جوابات خاتمہ مقدمہ ہذا

[illegible] گئے ہیں تاکہ خالص العقیدہ مسلمان اس گمراہ کن جماعت کے دہوکے میں نہ آسکیں۔

ضمیمہ نمبر ۲ ۔ متعلقہ صفحہ ۳۴۹

[illegible] کا نامور اہل قلم اور ماہر علوم عربیہ کا ہے جس نے گورنمنٹ فرانس کے

[illegible] قرآن مجید کا ترجمہ کیا تھا اور لاباروں فرانسس رومان میں شائع ہوا تھا

[illegible] موسیو سالمان رینان کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے

[illegible] جسمیں کوئی نقصان نہ نکل سکے وہ باعتبار اُسکی فصاحت

Marfat.com

اور بلاغت کے سبب ہے کہ جسکی وجہ سے تین چالیس کروڑ آدمی [illegible]

یہی ہے کہ خوبی مقاصد اور خوش اسلوبی مطالب کے اعتبار سے [illegible]

پر فوقیت رکھتی ہے۔ بلکہ ازلی عنایت قدرت نے جو کتابیں [illegible]

انسان کے لئے یہ کتاب بہترین کتاب ہے۔ اسکے نغمہ انسان کی بھلائی [illegible]

یونانی فلاسفہ کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ اس میں خالق آسمان و زمین کی حمد

ثنا بھری ہوئی ہے اور عظمت خدا اسکے ہر حرف سے ٹپکتی ہے۔ قرآن علما کے لئے

ایک علمی کتاب لغت کے شائقوں کے لئے لغات کا ذخیرہ۔ شاعروں کے لئے دیوان

کا مجموعہ۔ شرائع اور قوامین کا ایک عام انسائیکلوپیڈیا (مخزن العلوم) ہے یہی سبب ہے

کہ اعلیٰ طبقہ کے مسلمانوں میں جسقدر علم کی ترقی ہوتی ہے اور قرآن کے حقائق معلوم ہوتے

جاتے ہیں اسیقدر قرآن کی محبت اور تعظیم انکے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ اسکی فصاحت

اور بلاغت کے بےمثل اور جامع علوم ہونے پر بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے انشا پرداز

اور شاعروں کے سر اسکے آگے جھک جاتے ہیں۔ اسکے عجائبات جو روز بروز نئے نئے

ظاہر ہوتے ہیں اور اسکے اسرار بےشمار کو دیکھکر بڑے بڑے ناظم و ناثر سر جھکاتے نظر آتے

ہیں۔ موسیو ربنارش کو اگر اسلامی دنیا کے ساتھ کبھی کافی واقفیت کا موقعہ ملا تو بہت جلد

جان لیگا کہ مسلمانوں کا روشن خیال طبقہ مذہبی آداب اور احکام کا نہایت پابند ہے۔ اور

نئی نسل کا ہر فرد اور مدارس کے تمام لڑکے اس صحیفہ مقدس کی توہین میں ایک لفظ سننے کے

بھی متحمل نہیں ہوتے۔ اور سچ یہ ہے کہ انکو ایسا ہی چاہیئے اسلئے کہ وہ [illegible]

سے تمام آسمانی کتابوں پر ترجیح رکھتی ہے۔ چنانچہ بجز قرآن کے کوئی آسمانی [illegible]

نہیں کہ جسکی سند متصل اسکے لانیوالے تک کوئی بتا سکے۔ اور جو مخزن [illegible]

مسلمانوں کے نزدیک ہو۔ (مؤلف مقدمہ) کہتا ہے۔ چنانچہ [illegible]

قرآن اور اکثر اُن کتابوں کی جنکا ماخذ قرآن ہے تفصیل وار [illegible]

…ے کسی عالم کا ماخذ ہے

…ان کو خیالات کے روشن کرنے

…سکتی ہے (لہذا ہماری نئی

…لین کو ہمارے اس مقدمہ اور ڈاکٹر سویلس

…مولف انگریزی عربی اور عربی انگریزی ڈکشنری کے قرآن کی

…لکھتے ہیں اسکا خلاصہ یہ ہے۔ لڈلف کر ہل کر کہتا ہے:۔

…اخلاقی ادیان قوانین کا جو اسپر مبنی ہیں ایک مکمل مجموعہ ہے۔ اسمیں

…کے تمام آئین و اصول کے لئے رہنمائی اور ہدایت کے لئے انصاف

…نظام اور ترتیب کے لئے انتظام مالی کے لئے غربا پروری کیلئے

…کے لئے محکم بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ اور تمام بنیادوں کا سنگ

…الوقات پر اعتقاد رکھنا ہے جسکے قبضے میں تمام آدمیوں کی قسمت

…کل مترجم قرآن بڑا کا متعصب اور نکتہ چین قرآن کریم کے متعلق

…قرآن کریم بے شبہ زبان عربی کی بہتر اور مستند کتاب ہے جیسا سچے مسلمان

…انسان ایسی بے نظیر کتاب نہیں لکھ سکتا فی الواقع یہ ایک مستقل معجزہ ہے،

…مردوں کو زندہ کرنے سے بڑھکر معجزہ ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور

…جب ملک عرب میں ہزاروں فصحا بلغا ناظم ناثر موجود تھے

…کوئی شخص ایک ہی آیت قرآن کی آیت جیسی پیش کردے

…صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شاعروں سے بڑھکر فصیح

…ایک قطعہ بغرض مقابلہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا

…جب اسکے پاس ہی قرآن کریم کی چند آیتیں

Marfat.com

لٹکائی گئیں لبید اُسکی فصاحت و بلاغت سے حیران ہو کر [illegible]
ایمان لے آئے اور کہدیا کہ ایسے الفاظ سوائے پیغمبر کے کسی [illegible]

موسیو سیدیو جو فرانس کا ایک مشہور و معروف مستشرق ہے خلاصۃ التاریخ العرب
(۵۹ ۔ ۴۳ ۔ ۴۴) میں لکھتا ہے۔ "قرآن ایک واجب التعظیم کتاب ہے جس میں خدا [illegible]
حقوق بندوں پر کیا ہیں اور بندوں کے حقوق اور تعلقات خدا سے کس قسم کے ہونے چاہئیں [illegible]
میں فلسفہ اور اخلاق کی ہر قسم کی باتیں مذکور ہیں۔ فضل و کمال۔ عیب و نقصان حقیقت [illegible]
عبادت و اطاعت۔ گناہ و معصیت۔ غرضکہ کوئی بات ایسی نہیں جسکا جامع قرآن نہ ہو۔
واقعات کے اعتبار سے اسکی آیتیں رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) پر اُترتی رہیں [illegible]
ایک چیز تھی جس نے سارے عرب میں قومیت پیدا کی۔ جنگجو قبائل میں میں اتفاق و اتحاد
کی بنیاد ڈالی۔ اور دنیا میں ایک عالمگیر رابطہ پیدا کیا۔ وہ آداب و اصول جو فلسفہ و حکمت پر
قائم ہیں جنکی بنیاد عدل و انصاف پر ہے جو دنیا کو بھلائی اور احسان کی تعلیم دیتے ہیں اُن
میں سے ایک جزئیہ بھی ایسا نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ وہ اعتدال و میانہ روی کا سیدھا راستہ دکھاتا ہے
گمراہی سے بچاتا ہے۔ اخلاقی کمزوریوں کی تاریکی سے باہر نکالکر فضائل کی روشنی میں لاتا ہے اور
انسانی زندگی کے نقائص کو کمالات سے بدل دیتا ہے۔ اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب
کہتے ہیں انکے تاریک ضمیر ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآن کی اُن صریح آیتوں کو بالکل بھول گئے
جنکے اثر سے عرب کی تمام بُری اور معیوب عادتیں جو مدتہائے دراز سے سارے ملک میں
رائج تھیں مٹ گئیں۔ مثلاً بدلہ لینا۔ خاندانی عداوت کی پابندی [illegible]
جسکا رواج پہلے بھی یورپ میں تھا اور اب بھی ہے [illegible] کی صورت [illegible]
دختر کشی وغیرہ وغیرہ ساری مذموم رسوم قرآن نے مٹا دیں۔

منہیہ نمبر ۳ [illegible] صفحہ [illegible]

ریونڈ آر میکسویل کنگ اپنی تصنیف [illegible]

Marfat.com

اسلام کی الہامی کتاب

[illegible] جیسے اسمیں فقط

[illegible] علم اخلاق کاروبار روزانہ کے

[illegible] ماں باپ کے ساتھ محبت رکھنے اور انکی

[illegible] کرنے پر پورا زور دیا گیا ہے۔ اسلام کے

[illegible] لطیف ہے۔ پیروی احکام خدا و رسول انکا طرز عمل ہے۔

[illegible] کہ خدا کے سپرد کر دینا انکی مذہبی زندگی ہے۔ قرآن کے

[illegible] انصاف پسند دین لین کے کھرے اور عہد کے پکے ہوتے

[illegible] صلے اللہ علیہ وسلم کی تصنیف ہے اور اسمیں جو کچھ ہے

[illegible] وغیرہ سے لیا گیا ہے۔ مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہام کا وجود ہے

[illegible] قرآن [illegible] الہامی کتاب ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ قرآن محمد صلی اللہ

[illegible] کتاب ہے۔ لیکن اگر یہ بات سچ ہوتی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] کی کیا ضرورت تھی کہ اپنے آپ کو خود ہی ملامت کرتے

[illegible] کے لئے قرآن میں رہنے ہی دیتے۔ نامور جرمن فاضل اور

[illegible] جرمنی کے مشہور رسالہ دی ہالف بابت ۱۹۱۳ء میں اسلام کے

[illegible] پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے میں اسوقت اسلام کے

[illegible] کتاب [illegible] ہوں جس پر اسوقت تک شاید کسی یورپین نے غور

[illegible] انہیں سے تعلق رکھتا ہے جو قرآن کریم نے اپنے ماننے

[illegible] کئے ہیں۔ میں نہایت یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ

[illegible] قرآن کو اسوجہ سے خاص امتیاز حاصل ہے اگر ہم

[illegible] صحت پر غور کریں جو قرآن میں ذکر کئے گئے ہیں

Marfat.com

اور پھر اس امر پر کہ انکی پابندی کرنیوالوں کو جنت کا مستحق قرار دیتے ہیں [illegible]

تو ہم پر واضح ہو جاویگا کہ اگر یہ صحیفہ آسمانی اور کلام ربانی ایشیا کے [illegible]

تو ایشیا جیساو باآفریں ملک یورپ کے حق میں اور بھی بڑا مفید ہوتا اسلام نے [illegible]

طہارت اور پاکبازی کی صاف اور صریح ہدایتیں کر کے جراثیم ہلاکت کو [illegible]

پہونچایا ہے۔

اسکے علاوہ اخبار وکیل امرتسر اور رسالہ دین حسن اور رسالہ پیام امین (عبداللہ عباس)

اور مولوی قطب الدین ہیل ہند معروف بہ برہمچاری جی وغیرہ میں اس قسم کے بہت سے

اقوال نامور ہنود اور عیسائیوں کے منقول ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جاوے تو ایک

مستقل کتاب ہو جاوے۔ لہذا انمیں سے چند اقوال نقل کر کے فقط ان نامور

عیسائی اور ہنود کے نام بطریق نمونہ لکھنے پر مع نام و پتہ انکے لکچروں اور کتابوں کے

کفایت کیجاتی ہے جن میں انہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تاثیر

وقبولیت سے متاثر ہو کر بے اختیار بہت کچھ تعریفیں کی ہیں جنسے مقصود قرآن مجید کی قوت

تاثیر اور قبولیت قلوب دکھانا منظور ہے نہ کہ قرآن مجید کی حقانیت کا انکی تعریفوں کے

ساتھ ثابت کرنا۔ ورنہ فقط سب کے نام اور انکے لکچر اور انکی کتابوں کے ہی نام بلااستثنا

اگر لکھے جاویں تو ایک بڑی فہرست بنجاوے۔ چنانچہ اس قسم کے سوسوا سو علمائے نصاریٰ و ہنود کے

اقوال میرے پاس موجود ہیں اور تلاش سے بہت کچھ ملسکتے ہیں۔ فقط

تمت بالخیر

الحمدللہ والمنۃ کہ مقدمہ تفسیر میزان الادیان مؤلفہ قبلہ مولٰنا ابو محمد محمد [illegible]

اب تفسیر زیر طبع ہے جو انشاء عنقریب چھپکر بعبرتاً فزائے اولی الابصار [illegible]

ؔ سوسوا سو علماء نصاریٰ و ہنود کے اقوال میرے پاس [illegible]

Marfat.com

اجوبۂ غیر مقلدین گستاخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج ایک پرچہ نظر سے گذرا چونکہ اسکا تعلق منہیہ صفحہ ۳۱۴ مقدمہ ہذا سے تھا مناسب معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض جواب اور بعض مسائل ضروری کی تحقیقات بقدر گنجائش کتاب بطریق خاتمہ شریک مقدمہ ہذا کر دیجائیں۔

خاتمہ

بیان تحقیق اُن بعض مسائل میں جنکو راولپنڈی کا کوئی رافضی ابو البعید نامی حنفی بنکر ہمیشہ بری طرح سے بھولے بھالے حنفیوں کو شبہ میں ڈالنے کی غرض سے لکھکر شائع کرتا رہتا ہے جسمیں بظاہر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض ہوتے ہیں۔ اور بپردہ امام میں مقصود اسکا اعتراض کرنا قرآن پر ہوتا ہے یا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور چونکہ وہ پرچہ اکثر ہندو مطبع میں کا چھپا ہوا ہوتا ہے لہٰذا شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ شخص آریہ ہو۔ اور چونکہ اُسکے اکثر اعتراضوں کا ماخذ مشہور وہابی محی الدین لاہوری کی کتاب ظفر المبین بانام الایمان مجموعہ بہتانات شیعوں کی کتاب ہوتی ہے اور چونکہ ان کتابوں کے جوابات دندان شکن بارہا ہو چکے جنمیں سے ایک کتاب کا نام جو مزین ڈیڑہ سو دوسو علماء کی مہروں کے ساتھ ہے فتح المبین ہے اور دوسری کتاب کا نام نصرۃ المجتہدین لہٰذا چنداں حاجت جواب لکھنے کی نہ تھی مگر صرف سمجھانے بعض بھولے بھالے بے علم حنفیوں کے جو ایسے لوگوں کو حنفی سمجھ لیتے ہیں انہیں سے بعض ضروری مسائل کا جواب لکھا جاتا ہے تاکہ آئندہ ایسے پرچوں کا اعتبار نہ کریں اور سمجھ لیں کہ یہ کسی بے دین دھوکہ باز کا پرچہ ہے نہ کہ حنفی سنی مسلمان کا ظاہر ہے کہ حنفی ہو اور پھر امام پر اعتراض کرے؟ یہ امر نہایت بعید از عقل ہے۔ صفحہ اول پرچہ مذکور میں ابو البعید مذکور اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرکے لکھتا ہے۔

[فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک نبیوں ولیوں فرشتوں اور نیکوں بدوں شرابخواروں زانی وغیرہ بدکاروں کا ایمان برابر ہے اور اہل حدیث کے نزدیک بموجب اپنے اپنے عملوں کے ہر ایک کا ایمان کم اور زیادہ سمجھا جاتا ہے"۔]

تحقیق اس مسئلہ کی یہ ہے کہ فی الواقع حنفیوں اور شافعیوں میں اس مسئلہ کے متعلق نزاع لفظی ہے واسطے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو ارشاد فرماتے ہیں کہ ایمان سب کا برابر ہے اُس سے مراد وہ ایمان ہے

Marfat.com

جسکے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا اور نہ مستحق نجات۔ اور وہ فقط تصدیق قلبی کا نام ہے اُن تمام امور پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے اور جو احکامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے چنانچہ قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہے کہ اتنی بات میں سب کا ایمان خواہ نبی ہو یا ولی یا گنہگار بدکار برابر ہے قال اللہ تعالیٰ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ یعنی ایمان لائے رسول ساتھ اُس چیز کے جو انکیطرف نازل کیا گیا انکے رب کی طرف سے اور کل مومن (خواہ وہ نیک ہوں یا بد) سب ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے فرشتوں پر اور اُسکی کتابوں پر اور اُسکے رسولوں پر" انتہیٰ۔ اب تو مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ اِس ابو البعید کا یہ وہ امام اعظم رحمہ اللہ ہیں اس آیۃ پر اعتراض کر کر ہنود کو قرآن مجید پر اعتراض کرنیکا طریقہ بتلاتا ہے یا بھولے بھالے حنفیوں کو لا مذہب بناتا۔ اب رہا یہ امر کہ ایمان کی رونق اعمال سے ہوتی ہے اور معجزات دیکھنے سے اطمینان قلبی۔ امام اعظم رحمہ اللہ اس امر کے منکر نہیں بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ پیغمبر اور ولی اور بہت سے نیکوں کے بلا حساب وکتاب بمقتضائے اعمال حسنہ جنت میں داخل ہونے کے قائل ہیں اور بدکار ایمانداروں کے بعد سزا یابی کے حسب مشیت ایزدی۔ چنانچہ سورۃ کہف کی آیۃ جسکا حوالہ ابو البعید نے دیا ہے وہی بتاتی ہے کہ نفس ایمان اگرچہ مستحق نجات بنا دیتا ہے مگر اگر اللہ چاہے بعد سزا یابی کے اور اگر نہ چاہے تو بلا عذاب بھی سوا کفر کے گنہگاروں کی مغفرت ممکن ہے۔ مگر صالحین کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا چنانچہ سورۂ کہف میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا "بیشک جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے اُنکے نیک عملونکا بدلہ ہم ضائع نہیں کرینگے" بلکہ اُنکو بدلہ نیک عملونکا بڑے بڑے مراتب عطا فرماوینگے جنکا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ اور گنہگاروں کی نسبت خواہ کتنے بھی گنہگار ہوں اگر مومن ہے ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ "بے شک اللہ نہیں بخشیگا شرک کئے جانیکو اور علاوہ شرک کے جسکو بھی چاہے بخشیگا" (خواہ بعد عذاب کے بخشے خواہ بلا عذاب بخشے) اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ عملونکو داخل ایمان سمجھتے ہیں لہذا وہ اُس ایمان کی نسبت جو اعمال سے رونق یافتہ ہوتا ہے فرماتے ہیں کہ باعتبار کمی بیشی اعمال حسنہ کے وہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ یعنی رونق ایمان گھٹتی بڑھتی رہتی ہے جسمیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو قطعاً کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ چنانچہ یہی امر ثابت ہوتا ہے قصۂ ابراہیم علیہ السلام سے جب اُنھوں نے جناب باری کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھکو دکھلا دے کہ تو مُردونکو کیسے زندہ کرتا ہے ارشاد ہوا کہ کیا تم ایمان نہیں رکھتے یعنی کیا تمکو ہمارے حکم

یقین قلبی نہیں۔ عرض کیا کیوں نہیں بیشک یقین قلبی رکھتا ہوں اور مومن ہوں مگر مقصود یہ ہے کہ اطمینان اور رونق ایمان بڑھ جاوے اور وہ آیت کریمہ یہ ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ۔ **مسئلہ دوم** ابوالبعید لکھتا ہے۔

{بحوالہ مشکوٰۃ مترجمہ شیخ عبدالحق حنفی رحمۃ اللہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک مدینہ منورہ حرم (یعنے عزت کی جگہ) نہیں مانند حرم مکہ معظمہ کے"۔}

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ۔ اسکے جواب میں ہمکو فقط عبارت ترجمہ مشکوٰۃ لکھدینا کافی ہے جس سے یہ معلوم ہوجائیگا کہ چاروں اماموں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حرم مدینہ کے متعلق جتنی بھی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اُنسے تعظیم وتکریم مدینہ طیبہ ثابت ہوتی ہے نہ کہ مثل مکہ معظمہ کی احکامات مثل حرمت شکار اور قطع شجر اور لزوم جزا وغیرہ کی البتہ امور مذکورہ کے ساتھ گنہگار ہوگا نہ کہ مستحق جزا کا۔ جیسے کہ حرم مکہ میں شکار کرنے سے۔ اور یہی مذہب ہے چاروں اماموں کا۔ ہذا عبارتہ"۔ "احادیث در تحریم حرم مدینہ مطہرہ آمدہ واختلاف کردہ اند علماء در ترتب حکم تحریم براں ومذہب امام ابی حنیفہ آنست کہ معنی حرمت دراں مجرد تعظیم وتکریم است بے ثبوت احکام دیگر مثل حرمت صید وقطع شجر ولزوم جزاء وہر کہ بکند چیزے ازاں آثم میگردد وجزائے نیست براں۔ وایں است قول مالک۔ ودر روایتے است از احمد وقول است مر شافعی را۔ ونووی گفتہ کہ مشہور از مذہب مالک وشافعی وجمہور علماء آنست کہ ضمان نیست در صید مدینہ وقطع شجر آں بلکہ حرام است بے ضمان۔ **مسئلہ سوم**۔ ابوالبعید لکھتا ہے کہ

{"امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک ذمی کافر جزیہ دینے والا اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دیوے تو بھی قتل کے لائق نہیں ہے"۔} **مسئلہ چہارم** ابوالبعید لکھتا ہے۔

{"امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک ایک ذمی جزیہ دینے والا اگر جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو بھی اسکا عہد ذمی ہونیکا نہیں ٹوٹتا"۔}

ان دونوں مسئلوں میں اس موذی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ میں قرآن مجید پر اعتراض کیا ہے۔ اور کچھ تھوڑی سی تحریف بھی کی ہے اسواسطے کہ ہدایہ کی عبارت میں اِمْتَنَعَ مِنَ الْجِزْیَةِ ہے نہ کہ اَنْكَرَ جسکے معنے انکار کے نہیں ہیں بلکہ جزیہ نہ دینے کے ہیں۔ چنانچہ سورۃ توبہ کے چوتھے رکوع میں ہے قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۔ **ترجمہ** "اور قتل وقتال کرتے رہو ان کافروں سے یہانتک کہ وہ ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کریں" جسکے یہ معنے ہیں کہ بعد قبول کرنے

جزیہ کے جبتک جزیہ سے انکار کرکے عہد ذمگی نہ توڑ دے اُسکو قتل کرنا جائز نہیں۔ البتہ قاضی کو اختیار ہے
اُسکو تعزیراً جو چاہے سزا دے۔ اندریں صورت لازم تھا کہ یہ موذی قرآن کی آیۃ کے مقابلہ میں قرآن
کی آیۃ پیش کرتا نہ کہ ابوداؤد و مسند امام احمد وغیرہ کا جھوٹا حوالہ دیکر قرآن پر اعتراض۔ پھر اول تو کسی حدیث
سے یہ ثابت نہیں کہ امور مذکورہ سے امام اسکو قتل کروادے۔ البتہ بخاری شریف کی حدیث سے اتنا
ثابت ہوتا ہے کہ اگر بلا حکم امام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے کو کوئی مسلمان قتل کردے
تو اس سے قصاص وغیرہ نہ لیا جائے۔ لیکن بالفرض اگر کسی حدیث سے قتل کروا دینا ذمی مذکور
ثابت ہو بھی جاوے تو کیا حدیث احاد حکم قرآن مجید کو منسوخ کرسکتی ہے۔ کما فی الشفاء لقاضی
عیاض رحمہ اللہ اِلَّا اَبَا حَنِیْفَةَ وَسُفْیَانَ الثَّوْرِیَّ رحمہما اللہ وَاَتْبَاعَهُمَا مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ فَاِنَّهُمْ
قَالُوْا لَا یُقْتَلُ (ای الذمی السابّ) وَمَا هُوَ عَلَیْهِ مِنَ الشِّرْكِ اَعْظَمُ وَلٰكِنْ یُؤَدَّبُ وَیُعَزَّرُ۔
یعنی ذمی حضور کو گالی دینے والا امام مالک کے نزدیک قتل کیا جاوے مگر حضرت سفیان ثوری اور
امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک۔ لیکن حسب رائے قاضی تعزیر دیا جاوے مگر یہ حکم بھی جب ہے کہ علی الاعلان
گالی نہ دے بلکہ چھپکر اپنے گھر میں اور اگر علی الاعلان گالی دے یا گالی دینے کا عادی ہو تو ذمی نہ رہیگا
اور امام صاحب کے نزدیک بھی قتل کیا جاویگا۔ چنانچہ منتقی میں ہے اِذَا لَمْ یُعْلِنْ فَلَوْ اَعْلَنَ
بِشَتْمِهٖ اَوِ اعْتِیَادِهٖ قُتِلَ وَلَوِ امْرَاَةً یعنے تعزیر دیا جاوے جب علی الاعلان گالی نہیں دیتا اور اگر علی الاعلان
دی یا حضور کو گالی دینے کا عادی ہو تو ضرور قتل کیا جاوے اگرچہ عورت ہی ہو۔ مسئلہ پنجم میں لکھتا ہو کہ
(امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک زانیہ عورت کی خرچی حلال ہے اور جو اجرت دیکر زنا کرے اسپر حد شرعی نہیں)
ان میں سے دوسرے مسئلہ کی تحقیق تو ہم منہیہ صفحہ ۳۴ میں لکھ چکے اور مسئلہ اول کی بنا یا جہالت ہے یا
بہتان اسواسطے کہ یہ مسئلہ علامہ چلپی نے حاشیہ شرح وقایہ میں محیط سے باب اجارہ فاسدہ میں لکھا ہے،
اور اجارہ فاسد اُسکو کہتے ہیں کہ شرعاً جائز ہو مگر کسی شرط ناجائز سے فاسد ہو جاوے۔ اور زنا
کرنے پر عورت کو اجارہ لینا یہ بالاتفاق اجارہ باطل ہے جو سرے سے منعقد ہی نہیں ہوتا۔ چنانچہ امام
نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اَمَّا مَهْرُ الْبَغِیِّ فَهُوَ مَا تَاْخُذُهُ الزَّانِیَةُ عَلَی الزِّنَا وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهٖ
عَلٰی صُوْرَتِهٖ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اجرت زانیہ کی جو زنا پر لے وہ باجماع تمام مسلمانوں کے
نزدیک حرام ہے۔ پھر کیا یہ موذی امام اعظم رحمۃ اللہ کو زمرۂ اہل اسلام سے خارج سمجھتا ہے اور پھر دھوکہ بازی
سے اپنے کو حنفی ظاہر کرتا ہے اور تمام کتب فقہ حنفیہ میں بالتصریح اسی طرح لکھا ہے کہ زنا پر اجارہ منعقد
ہی نہیں ہوتا تاکہ اسپر اجرت واجب ہو بلکہ بقرینہ باب اجارہ فاسد اُس عبارت کا جس سے اس موذی نے

Marfat.com

یہ نتیجہ نکالا ہے یہ معنی ہیں اگر کسی نے کسی عورت کو روٹی پکوانے یا گھر کا کام کرانے پر دس روپیہ ماہوار پر اجارہ لیا یعنے نوکر رکھا اور اس میں یہ شرط کرلی کہ میں ایام ملازمت میں تجھ سے زنا بھی کرتا رہوں گا تو وہ اجارہ اگرچہ صحیح تھا اور مستاجر پر بعد گذرنے ایک ماہ کے دس روپیہ واجب الادا تھے مگر شرط زنا کی وجہ سے وہ اجارہ فاسد ہو گیا اور دس روپیہ مستاجر کے ذمہ واجب الادا نہیں رہے بلکہ جو بموجب عرف روٹی پکانے وغیرہ امور جائزہ کی اُجرت ہے وہ اُسکے ذمہ واجب الادا ہو گی۔ اور اُجرت مثل چونکہ زنا کی اُجرت کے شبہ تک سے پاک ہے لہذا زانیہ کو وہ اُجرت حلال اور پاک ہوئی اور وہ عبارت یہ ہے وَاِنَّ مَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبَبُ حَرَامًا یعنی بیشک وہ چیز جسکو زانیہ لے اگر عقد اجارہ فاسدہ کے ساتھ لے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک وہ اُجرت حلال ہے اسواسطے کہ وہ اصل اُجرت نہیں بلکہ اجر مثل ہے جو بعوض امور جائزہ کے ہوتا ہے اور اسمیں اس شرط حرام کا جسکی وجہ سے وہ اجارہ فاسد ہوا ہے کچھ دخل نہیں۔ اگر اصل اُجرت جسکا سبب حرام تھا وہی اُجرت لی جاتی اسکا لینا جائز نہ تھا۔ مگر امور جائزہ کی عوض میں حسب عرف اُجرت مثل جو لی گئی ہے وہ جائز ہوگی مسئلہ ششم

"امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جھوٹی گواہی گذران کر بیگانی عورت کے لے لینے اور اس سے صحبت کرنے سے کوئی گناہ نہیں۔ دیکھو ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۹۳"

جواب۔ صفحہ ۲۹۳ ہدایہ کی یہ عبارت ہے وَمَنِ ادَّعَتْ عَلَيْهِ امْرَأَةٌ اَنَّهُ تَزَوَّجَهَا وَاَقَامَتْ بَيِّنَةً فَجَعَلَهَا الْقَاضِيْ اِمْرَأَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ تَزَوَّجَهَا وَسِعَهَا الْمُقَامُ مَعَهُ وَاَنْ تَدَعَهُ يُجَامِعُهَا جسکا ترجمہ یہ ہوتا ہے۔ اور جو شخص کہ دعویٰ کرے اُسپر کوئی عورت کہ بیشک اس شخص نے مجھسے نکاح کیا ہے اور اس نکاح پر وہ دو گواہ شرعی گذران دے لہذا اس بنا پر قاضی اس عورت کو اُس شخص کی بیوی قرار دیدے اور اصل میں یہ امر غلط ہو تو بعد قضائے قاضی اُس عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا جائز ہے اور اگر وہ ہمبستری کرے تو اس عورت کو اُسکے ساتھ ہمبستری کرنا حلال ہے حالانکہ عورت جانتی ہے کہ میں اس دعویٰ میں جھوٹی تھی۔ اول تو اہل انصاف اس عبارت ہدایہ کو مع ترجمہ کے اس موذی کی لکھی ہوئی عبارت کے ساتھ مطابق کرکے دیکھیں کہ یہ حنفی ہے یا مفتری اور افترا پرداز ائمہ دین پر کہ جسکا مقصود فقط بھولے بھالے حنفیوں کو ایسے بہتانوں کے ساتھ ائمہ دین سے خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نفرت دلانا ہے اور لا مذہب اور بے دین بنانا۔ پھر عبارت ہدایہ میں غور کریں کہ جب عورت نے جھوٹا دعوے کیا کہ مجھسے اس شخص نے نکاح کیا ہے تو اسکا اس امر کو ظاہر کرنا

Marfat.com

کہ جسطرح بھی ہو میں اپنے نفس کو اس شخص کی زوجیت میں دینا چاہتی ہوں یہ تو دو رکنوں نکاح سے جو ایجاب تھا عورت کی جانب سے پا یا گیا پھر بعد قضائے قاضی عورت کے دو گواہوں کے سامنے مرد نے قاضی کی قضا کو قبول کر لیا تو مرد کی جانب سے قبولیت پائی گئی عورت کے دو گواہوں کے سامنے تو اب نکاح کے صحیح ہونے میں کیا کلام رہا۔ اور جب نکاح صحیح ہو گیا تو بعد النکاح ہمبستری پر اعتراض کرنا ایسے ہی بے سمجھ بے دینوں کا کام ہے۔ حالانکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے ایک اجنبی عورت کے اوپر یہ دعویٰ کر دیا کہ یہ میری بیوی ہے اور اس نے اس عورت کے ساتھ اپنا نکاح ہونے پر دو گواہ گزران دیئے اور عورت اُن گواہوں میں کوئی نقصان نہیں نکال سکی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بعد قائم ہو جانے حجت شرعی دو گواہوں کے اُس عورت کو اُس مرد کے سپرد کر دیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ اس مرد کے ساتھ جانیکے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور صحیح بات یہی ہے کہ میرا اسکے ساتھ نکاح ہر گز نہیں ہوا۔ مگر جب آپ نے گواہوں کی صداقت پر مجھکو اسکی بیوی مان لیا تو خیر اب میرا اسکے ساتھ نکاح کر دیجئے تاکہ زنا نہ واقع ہو۔ آپ نے فرمایا کہ نکاح جدید کی کوئی حاجت نہیں اور تو راضی ہو گئی اور مرد نے اپنے دعوے کے ساتھ قبولیت ظاہر کر دی اور دو گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول واقع ہو گیا۔ تو ان دو گواہوں کی وجہ سے اگر فی الواقع تیرا نکاح اسکے ساتھ نہیں بھی ہوا تھا تو اب ہو گیا۔ چنانچہ فتح القدیر میں ہے :۔

رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ بَيِّنَةً عَلٰى اِمْرَءَةٍ اَنَّهَا زَوْجَتُهٗ بَيْنَ يَدَيْ عَلِيٍّ فَقَضٰى عَلِيٌّ بِذٰلِكَ فَقَالَتِ الْمَرْءَةُ اِنْ لَمْ يَكُنْ لِّيْ مِنْهُ بُدٌّ فَزَوِّجْنِيْ مِنْهُ فَقَالَ شَاهِدَاكِ زَوَّجَاكِ۔

مسئلہ ہفتم کے متعلق ابو البعید لکھتا ہے کہ :۔

"امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک کتے کی بیع جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۸۵"

یہ اعتراض اس موذی کا حدیثوں پر ہے جن میں سے بعض نقل کیجاتی ہیں۔ ترمذی شریف میں ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ وَقَالَ قَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ اَيْضًا مَرْفُوْعًا وَرَوٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ وَسَنَدُهٗ جَيِّدٌ۔ وَفِي الْاَسْرَارِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَضٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَلْبٍ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَاَخْرَجَ الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نَهَی فِی کَلْبِ صَیْدٍ قَتَلَهُ رَجُلٌ بِاَرْبَعِیْنَ دِرْهَمًا جن سب کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شکاری کتے اور جانوروں کی حفاظت کرنیوالے کتے کی قیمت لینے کی اجازت دیدی تھی اور ایک شخص نے کسیکا کتا پالا و مار ڈالا تھا تو حضور نے مارنیوالے سے اسکی قیمت چالیس درہم دلوائے۔ پھر ان میں بعض حدیثیں تو جید الاسناد ہیں اور بعض ضعیف مگر اگر سب ضعیف بھی ہوتیں تو کثرت طرق سے ضعیف حدیث بھی مرتبۂ حسن کو پہونچ جاتی۔ اور حسن واجب العمل ہوتی ہے۔ اسی قسم کے جتنے بھی اعتراض اس موذی نے امام اعظم رحمہ اللہ کی نسبت کئے ہیں وہ سب فی الواقع یا قرآن پر ہیں یا حدیث پر۔ اور سب کے جواب بارہا ہو چکے ہیں۔ مگر ان ہمہ انشاء اللہ اس پرچہ کے سارے جواب عنقریب ہم بھی چھپوا کر شائع کرینگے۔ بوجہ عجلت اسی قدر پر اختصار کیا جاتا ہے۔ وَلِلْعَاقِلِ تَکْفِیْهِ الْاِشَارَةُ۔

لو۔ ایک اور موذی لکھتا ہے کہ:۔

"امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اگر الحمد کو پیشانی پر خون سے یا پیشاب سے لکھا جاوے اور سر درد کو آرام ہو جاوے تو خون یا پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔"

جواب۔ بیشک یہ مسئلہ کتب فقہ میں موجود ہے مگر اس موذی نے کچھ تصرف کر کے لوگوں کے بہکانے کی غرض سے بری طرح لکھا ہے۔ سنئے فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں ہے کہ فرعون ہامان نمرود لکھکر ان ناموں پر تیر لگانا بھی جائز نہیں اسواسطے کہ اگرچہ جنکے یہ نام ہیں وہ مردود اور واجب التوہین ہیں مگر ان ناموں میں وہی حرف ہیں جنکے ساتھ اللہ کے نام شروع کئے جاتے ہیں۔ جیسے فَ سے فتاح۔ رَ سے رحیم۔ ع سے علیم۔ و سے وہاب۔ ن سے نصیر۔ اور بعض کا قول ہے کہ یہ سب حروف بھی اللہ کے نام ہیں لہذا بلا خوف جان اتنی بھی توہین حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ پھر پیشاب اور خون سے سورۃ فاتحہ کا لکھنا جو کفر صریح ہے کب جائز ہو سکتا ہے ہاں جان بچانے کے لئے جہاں کفر کا کلمہ منہ سے کہنا جائز ہے وہاں یہ عمل بھی جائز ہے اسواسطے یہ مسئلہ کتب فقہ میں اسطرح لکھا ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ کے پیشانی پر خون یا پیشاب کے ساتھ لکھنے سے جان کے بچنے کا سر درد مہلک سے یقین ہو تو جائز ہے۔ مگر کیا توہین قرآن کے ساتھ کسی مومن کو یقین شفا کا ہو سکتا ہے۔ جب یقین نہیں ہو سکتا تو معنے یہ ہوئے کہ یہ فعل کفر جائز ہی نہیں۔ جیسے قرآن مجید میں اللہ جلشانہٗ ارشاد فرماتا ہے لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ ترجمہ۔ اگر زمین و آسمان میں سوائے اللہ کے اور معبود ہوتے تو زمین و آسمان بگڑ جاتے۔

Marfat.com

اسکے یہ معنے ہوئے کہ نہ زمین آسمان بگڑے نہ سوائے خدا کے کوئی معبود پایا گیا۔ اور اگر یہی معنے ہیں جو اس موذی نے سمجھے ہیں تو اس صورت پر اس مسئلہ کے یہی معنے ہونگے کہ جان کے بچا نیکے موقعہ پر کفر کا کلمہ کہنے سے جیسے کفر کا کلمہ کہنا جائز ہے۔ یہ فعل کفر بھی جائز ہے تو اندریں صورت اس موذی کا اعتراض قرآن اور حدیث پر ہوا نہ کہ حضرت امام ہمام پر۔ اور وہ آیۃ یہ ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ترجمہ۔ جس شخص نے بعد ایمان کے کفر کیا اللہ کے ساتھ سوائے اس شخص کے کہ جس نے جان کے خوف سے کفر کیا اور دل اسکا مطمئن بالایمان تھا اگر کشادگی سینہ کے ساتھ کفر کیا ہے ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور انکے واسطے عذاب ہے بڑا۔" یہ آیت اسوقت نازل ہوئی تھی کہ ایک صحابی نے مسیلمہ کذاب سے جان کا خوف کر کے اسکو نبی کہہ لیا تھا جو کفر صریح ہے اور دل میں اسکو کافر جانتے تھے۔ چنانچہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ بعد نزول اس آیۃ کے آپ نے اسکو فرمایا کہ اگر جان کا خوف ہو تو جان بچا لینے کو پھر بھی اس قسم کا کلمہ منہ سے کہہ لینا جائز ہے۔ مسئلہ ہشتم میں ابوالعبید لکھتا ہے" امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بیاہا ہوا زنا کے جرم میں پکڑا جاوے تو اسکو سنگسار نہ کرنا چاہیئے" نہیں معلوم اس موذی نے یہ جھوٹا حوالہ کیوں لکھا کنز کی تو یہ عبارت ہے فَاِنْ کَانَ مُحْصَنًا رَجَمَہٗ فِیْ فَضَاءٍ حَتّٰی یَمُوْتَ یعنی اگر وہ شخص جسپر زنا کا ثبوت شرعی ہو جاوے اگر بیاہا ہوا بیوی والا ہے تو اسکو سنگسار کیا جاوے۔ البتہ یہ ضرور کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اِحْصَانُ الرَّجْمِ اَنْ یَّکُوْنَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُسْلِمًا الخ یعنی محصن رجم میں گنا جاویگا جو آزاد عاقل بالغ اور مسلمان ہو۔ بناءً علیہ اس موذی کی اگلی عبارت سے جو اہلحدیث کے متعلق نقل کی ہے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ غالباً اسکا اعتراض اس حدیث پر ہے جسکو علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں مسند اسحاق ابن راہویہ سے بسند معتبر نقل کی ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُحْصِنٍ یعنی مشرک محصن نہیں ہوتا اور شرط رجم کی احصان ہے لہذا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بوجہ غیر محصن ہونیکے فرماتے ہیں کہ کافر رجم نہ کیا جاوے اور وہ جو حدیث بخاری اور مسلم وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی اور یہودیہ کو رجم کیا تھا وہ قبل نزول حکم رجم کے بموجب حکم توریت کے کیا تھا جب آیۃ کریمہ نازل ہوئی وہ حکم بوجہ مقید ہونیکے شرط احصان کیساتھ منسوخ ہو گیا چنانچہ شرح موطا امام محمد رحمہ اللہ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہودیوں کے رجم کئے جانے کی حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ رجم پہلے نازل ہونے حکم قرآن کے بحکم توریت تھا جب قرآن نازل ہوا اور حضور نے فرمایا کہ مشرک محصن نہیں تو حکم رجم کا فر کے حق میں منسوخ ہو گیا۔ فقط

تمت ابوالعبید جیسے لامذہب کا بازوں کی مچھ قسم بنا لیا کا جامع جواب دیکھنا ہو تو فتح المبین میں ملاحظہ کریں جو سینکڑوں علماء حنفیہ کے دستخطوں سے ایک لاہوری لامذہب کے جواب میں لکھی گئی ہے والسلام (ابو محمد محمد سعید اعلی الوری)

فہرست مضامین مقدمہ المیزان الادیان

نمبر صفحہ	مضمون
۱	حمد وثنا
	مقدمہ بیان میں اس امر کے کہ ہر ایک کتاب الہامی اور آسمانی کے پیرو بعد اس کتاب کے لانیوالے پیغمبروں کے مختلف فرقوں پر مختلف ہو گئے اور ہر فرقہ کو بجا اپنے طریقہ کے باوجود پیرو ہونے ایک کتاب کے دوسرے فرقوں کو گمراہ اور ناری کہتے سنا۔
	بیان اس امر میں کہ ہندو ہوں خواہ مسلمان خواہ نصرانی ان سب کے اعتراضوں کی بنا آپسمیں ایک دوسرے پر یا مخالف رواج ہوتی ہے یا مخالفت عقل لیا واقفی اس مذہب کی حقیقت سے۔ اور بیان جو توفقی رواج اور عقل عقلا زمانہ میں۔ اور بیان اس امر میں کہ ان دونوں امور کے پہلے ان سب کتابوں میں ایسی کتاب کے دریافت کرنے کے لیے جو فی الواقع کتاب اللہ ہو ایک ایسی میزان بنانے کی ضرورت ہے کہ تولنے کے بعد ہر شخص کو یقین ہو جاوے کہ یہ سچی کتاب ہے باقی سب جھوٹی علی ہذا اُسکے لانیوالے کی صداقت کی پہچان کے لیے
	مع بیان اس امر کے کہ ایسی کتاب اور ایسا پیغمبر وہی ہو سکتا ہے جو الٰہی طاقتیں مافوق طاقت بشری رکھتا ہو
	اور بیان اس امر میں کہ جہاں تک ہمنے تلاش کیا ایسی کتاب بجز قرآن مجید کے جو خدائی طاقت رکھتی ہو ہمارے زمانہ میں ہم کو نہیں ملی اور نہ ایسا رسول سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے۔
۱۱	بیان منقسم ہونے اس میزان کے تین بابوں پر مع بیان ان الٰہی طاقتوں کے جو پیغمبر اسلام علیہ السلام اور قرآن میں پائی جاتی ہیں
۱۲	باب اول۔ بیان میں اُن اعتراضوں کے جو بعض بیانات مقدمہ مذکور پر وارد ہوتے ہیں
	اعتراض اول۔ بیان میں اس امر کے کہ خدا کا کلام جو بےمثل اور بے مانند غیر محتاج حروف اور آواز کا ہے انسانی کلام میں جو حادث ہے کیسے نازل ہو سکتا ہے اور اگر نازل ہو تو وہ کلام حادث اور آدمی ہونے کی وجہ سے کلام خدا جو قدیم اور عنادی ہے کیسے ہو سکتا ہے۔
۱۳	جواب اعتراض اول۔ گو وہ کلام قدیم نہ رہی مگر دلالت کرنیوالا کلام قدیم پر ہو سکتا ہے۔
۱۵	اعتراض دوم۔ اسطرح تو ہر شخص اپنے کلام کو دال علی کلام اللہ کہکر مدعی نبوت ہو سکتا ہے۔
۱۶	جواب اعتراض دوم۔ اُس کلام کا بیان کرنیوالا ضرور ہے کہ ایسے معجزے دکھلاوے کہ جنکے

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	دکھلانے سے ہر شخص عاجز ہوتا کہ اسکا دعوے قابل اعتبار ہوا ورنہ دکھلانیوالا جھوٹا سمجھا جاوے اور اگر وہ کلام قیامت تک کیلئے ہو تو اس میں ضرور ہے کہ وہ صفات اور قوتیں پائی جائیں کہ جسکے مقابلہ سے تمام دنیا عاجز ہو۔
۱۷	اعتراض سوم۔ یہ الفاظ دلالت کرنیوالے کلام الٰہی نفسی ازلی پر پیغمبر کی زبان پر کسطرح پیدا ہوتے تھے اور وہ کلام نفسی ازلی کو جو آواز اور حروف سے پاک ہے کیسے سنتے تھے
//	جواب اعتراض سوم۔
۱۹	اعتراض چہارم۔ خدا کا کلام کسی خاص زبان میں نازل ہونا مخالف شان عدل ہے اور ظلم ہے اُن لوگوں پر جو اُس زبان کو نہیں جانتے
//	جواب اعتراض چہارم۔
۲۸	اعتراض پنجم۔ کیا یہ بھی ضرور ہے کہ خدا کی کتاب کسی مقبول بندے ہی کے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ کیا خدا خود بذاتہ ہدایت نہ کرسکتا
۲۹	جواب اعتراض پنجم۔
۳۱	اعتراض ششم۔ خدا کا کلام ابتدا پیدائیش سے قیامت تک کے لئے یکساں رہنا چاہیے نہ کہ بعد ظاہر ہونے نقصان کے بار بار اسکی ترمیم اور تنسیخ کیجاوے جس سے جہالت خدائے کریم لازم آتی ہے۔ (نعوذباللہ)۔
۳۲	جواب اعتراض ششم۔
۳۵	اعتراض ہفتم۔ جتنی بھی کتابیں خدا کیطرف منسوب ہیں اُنکے لانیوالوں کو ایک زمانہ دراز گذر گیا۔ پھر اگر وہ سچی بھی تھیں تو ہم کیسے یقین کریں کہ یہ کتابیں بلا تغیر و تبدل ہی ہیں۔ اور اسی کے ضمن میں بیان حقیقت وید کا اور اختلاف ہنود کا اس امر میں کہ وید کس کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہوئے۔ علی ہذا بیان اس امر کا کہ شیعوں کے نزدیک قرآن مجید بھی اصلی حالت میں نہیں رہا۔ علاوہ بریں جب قرآن کے ترجموں اور پیروں میں باہم اتنا اختلاف ہے کہ ایک فرقہ اسلام کا دوسرے فرقے اسلام کو کافر کہتا ہے تو پھر جو مسلمان مسلمان نہ ہونا چاہے۔ کس فرقہ میں داخل ہو۔
۳۹	جواب اعتراض ہفتم۔
۴۴	اعتراض ہشتم۔ بعد اطمینان حاصل کرنے جواب سوال ہفتم کے اب یہ اعتراض واقع ہوتا ہے کہ بڑی جماعت مسلمانوں کی سوا چکڑالوی اہل قرآن کے کوئی فرقہ بھی اپنے آپ کو اہل قرآن نہیں کہتا۔ بلکہ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی سب کے سب اپنے اپنے مذہب کی فقہ کی کتابوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور پھر جنکی تقلید کرتے ہیں اُن اماموں تک اپنے ایک مسئلہ کی بھی سند نہیں پہونچا سکتے

Marfat.com

صفحہ	مضمون
	بلکہ اُن اماموں سے جن لوگوں نے فقہ کی کتابیں لکھی ہیں اُنہی پر سب عمل کرتے ہیں نہ کہ اپنے اماموں کے اقوال پر۔ اور فی زمانہ تو اکثر چاروں مذہب کے مقلدوں سے وہ لوگ پائے جاتے ہیں کہ جو بالکل قرآن اور حدیث اور فقہ کے بھی مخالف ہیں۔ تو اندریں صورت بڑی جماعت والے ہونیکا فخر بھی بے دینوں کو ملے نہ کہ اپنے اپنے مذہب کے پابندوں کو۔
۸۶	جواب اعتراض ہشتم۔ قرآن اور احادیث صحیحہ سے اور بیان منکر قرآن ہونے اہل قرآن کا اور بیان ثابت ہونے تمام مسائل فقہ کا قرآن اور احادیث سے اور سندیں اکثر مشہور کتب فقہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ جلشانہ تک اور بیان سند مؤلف کا اکثر مؤلفین کتب فقہیہ تک اور بیان سند قرآن مجید اکثر اہل الور اور پانی پت وغیرہ کا اللہ جلشانہ تک
۹۴	باب دوم۔ بیان میں اُن پیشینگوئیوں کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت و انجیل و زبور میں باوصف تحریفات چندور چند اب تک موجود ہیں بلکہ وید اور بھاگوت وغیرہ اُن جوگیوں کی کتابوں میں بھی موجود ہیں جو صاحب اقتدار گذرے ہیں۔

صفحہ	مضمون
	اور بیان بشارتوں جنوں اور کاہنوں کے اور بیان میں بعض معجزات کے۔ اور اسمیں تین فصلیں ہیں۔
۹۵	فصل اول بیان میں بشارات مذکورہ کے بشارت اول کتاب احبار توریت اردو مع مطابقت کے قرآن اور حدیث سے۔
۹۸	بشارت دوم سفر استثنا ۳۳ باب آیۃ ۲ مع مطابقت۔
۱۰۰	بشارت سوم۔ زبور باب ۴۵ مع مطابقت اُن صفات کے جو نبی آخر الزمان کی نسبت حضرت داؤد علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں۔
۱۰۲	بیان مطابقت صفت اول میں۔ وہ حدیثیں جن میں حسن و جمال اور حضور کے حلیہ مبارک کا مفصل ذکر ہے۔
۱۰۵	صفت دوم۔ بیان میں اُن حدیثوں کے جو آپ کے مہربانی اور لطف بھرے ہوئے ہونٹوں پر دلالت کرتی ہیں۔
رر	اول وہ حدیثیں جو باہمی محبت رکھنے اور چھوٹوں پر رحم کرنے اور بڑوں کی تعظیم کرنے میں بادشاہ سے لیکر باہمی ادنی آدمیوں تک کے متعلق وارد ہیں اور ورثات کے برتاؤ کے متعلق۔
۱۱۳	باب بیان قیام تعظیمی اور قیام محبت میں۔
۱۱۴	باب احادیث ممانعت کھڑے رہنے میں بادشاہوں اور بزرگوں کے سامنے۔

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۱۶	باب استحباب معانقہ میں اظہار محبت کیلئے۔
۱۱۷	باب بیان میں اُن حدیثوں کے جنسے ہاتھ اور پاؤں چومنے علماء اور صلحاء کا جواز بلکہ استحباب ثابت ہوتا ہے۔
״	باب حضور کی نشست اور برخاست کی حدیثوں کے بیان میں۔ اور چھینک اور جمائی اور سونے بیٹھنے اور آمدورفت اور ملنے جلنے کے طریقے اور اُن دعاؤں کے بیان میں جو سونے بیٹھنے اور کھانے پینے کے وقت پڑھی جاتی ہیں اور بیان ممانعت ریشم اور سونے چاندی کے زیور میں متعلق مردوں کے اور بیان حرمت استعمال سونے چاندی کے برتنوں میں مطلقاً۔
۱۲۴	باب کھانا کھانیکے آداب میں۔
۱۲۶	باب احادیث پاخانہ وپیشاب کے لئے آنے جانے کے بیان میں۔
۱۲۹	علامت وصفت سوم۔ بیان میں آپ کی بہادری اور ہتھیاروں کے ساتھ مسلح ہونے اور گھوڑے پر سوار ہونے کی حدیثوں میں۔
۱۳۱	صفت چہارم۔ بیان میں اس امر کے کہ آپ دہنی طرف سے شروع کرنیکو ہر اچھے کام میں دوست رکھتے تھے۔
״	علامت اور صفت پنجم وششم بیان میں آپکے تیروں اور کمانوں کے۔
۱۳۲	علامت وصفت ہفتم بیان میں اُن آیتوں اور حدیثوں کے جنسے بموجب پیشنگوئی زبور آپکا خاتم النبیین اور قیامت تک کیواسطے رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور بعد آپ کے جو کوئی نئی نبوت کا مدعی ہو وہ دجال وکذاب ہے اور پہلے نبی اگر بعد آپ کے مثل عیسےٰ علیہ السلام کی بہت نبی آوے وہ حضور کے تابع رہیں اور بجواب مرزائیوں کے بدلنے کا معانی احادیث کو۔
۱۳۸	علامت وصفت ہشتم بیان میں آپ کے دشمن شرارت اور صداقت دوست ہونے میں۔ ایسے ہی آپ کے کامیاب ہونیکے بیان میں بموجب پیشینگوئی مذکور اور اُن بعض خصوصیات کے بیان میں جنکے ساتھ اللہ جلشانہ نے تمام پیغمبروں کی نسبت آپ کو مخصوص فرمایا۔
۱۴۳	صفت نہم آپ کے لباس اور جسم اطہر کے معطر اور خوشبودار رہنے کے بیان میں بموجب پیشینگوئی زبور۔
۱۴۴	علامت وصفت دہم۔ بیان میں اس امر کے کہ بموجب پیشینگوئی مذکور بادشاہوں کی بیٹیاں آپ کی اور آپ کی اولاد کی بیبیوں اور لونڈیوں میں داخل ہوئیں۔ اور بادشاہوں نے آپ کو تحفے بھیجے۔
۱۴۷	بشارت چہارم یسعیا نبی کی مطابقت بیان حدیث مشکوٰۃ وغیرہ کے

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۴۹	احادیث بیان میں پسندیدہ اور برگزیدہ خدا ہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بموجب صفت اول اس پیشینگوئی کے۔
۱۵۱	احادیث بیان میں صفت دوم وسوم وچہارم مذکورہ پیشینگوئی مذکور میں ایک عدل دوم بازار وغیرہ میں شور وشغب کو ناپسند کرنا تیسری رحمۃ للعالمین ہونا۔
۱۵۵	آیات اور احادیث آپ کے قتل سے محفوظ رہنے کے بیان میں بموجب صفت پنجم پیشینگوئی مذکور
۱۵۷	بشارت پنجم باب دوم کتاب دانیال علیہ السلام میں بخت نصر بادشاہ کا خواب ہے اور دانیال علیہ السلام کی تعبیر۔
۱۵۹	احادیث بیان میں اس امر کے کہ بموجب پیشینگوئی خواب اور تعبیر مذکور آپ کی حکومت قیامت تک رہیگی گو کارکن آپ کی سلطنت کے جنکو بادشاہ کہتے ہیں بوجہ اپنی شامتِ اعمال کے نہ رہیں۔
۱۶۱	بشارت ششم غزل الغزلات عبرانی مع ترجمہ اردو سے جسکی عبارت عبرانی میں لفظ محمدیم صاف طور پر موجود ہے
۱۶۲	بشارت ہفتم حبقوق نبی کی کتاب سے انجیل برناباس میں صراحۃً حضور کا نام نامی محمد رسول اللہ کئی جگہ درج ہے اُسمیں سے بعض پیشینگوئیاں۔

صفحہ	مضمون
۱۶۵	انجیل برناباس کے قریب قریب انجیل مرقس اور انجیل یوحنا کی بشارت
۱۶۷	ذکر ہجرت مسلمانوں کا سلطنت نجاشی بادشاہ کیطرف اور مسلمان ہونے اہل حبشہ کا مع بادشاہ کے
۱۶۹	واقعات اُن عالموں اور حکیموں اور رہبانوں یہود ونصاریٰ کی جو پیشینگوئیوں توریت اور انجیل کو دیکھکر مسلمان ہوئے۔
"	ذکر اسلام تبع اول حمیری بادشاہ ہفت اقلیم کا مع چار سو عالموں کے اور آباد ہونا اُن کا زمین مدینہ طیبہ میں حضور سے ایکہزار برس پہلے
۱۷۳	ذکر اسلام حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت میمون ابن بنیامین اور حضرت مخیریق اور دو شامی احبار کا۔
۱۷۴	ذکر اسلام حضرت صوریا کا۔
"	ذکر اسلام حضرت سلمۃ ابنا السلام ہدری کا رضی اللہ عنہم
۱۷۵	ذکر اسلام حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا جو نہایت دلچسپ واقعہ ہے مشتمل کئی معجزوں پر
۱۷۹	بخاری شریف سے قصہ تصدیق ہرقل بادشاہ کا آپ کے سچے نبی ہونے پر۔
۱۸۴	کلکی پران بھاگوت سے بشارت آپکے ظہور کی
۱۸۷	ویدوں سے آپ کی بشارت بموجب تحقیق مولانا محمد حسن مرحوم مع عبارت وترجمہ دیکھے۔
۱۹۲	تحقیق لفظ اِلّا اور لفظ ربی کی بموجب زبان سنسکرت۔

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۱۹۳	ثبوت اس عبارت مذکورہ کا ستیارتھ پرکاش دیانند سرسوتی سے مع نقل اسکی عبارت ہندی کے ہندی خط میں۔
۱۹۵	خود دیانند کی تحریر سے موجودہ ویدوں کے محرف ہونیکا ثبوت۔
۱۹۶	صداقت اسلام کے متعلق عبارتیں توریت اور انجیل اور زبور اور ہندوؤں کے بڑے بڑے مہاتماؤں کی بموجب تحقیق مولانا مقیم الدین صاحب مرحوم۔
۲۰۱	ذکر حلوان عراق کو فتح کرکے حضرت نضلہ کا واپس آنا اور اُس علاقہ کے ایک پہاڑ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ کے ایک راہب سے ملاقات کرنا۔
۲۰۳	بیان کرنا اُس راہب کا آثار قیامت کو۔
۲۰۴	ذکر حضرت زید ابن عمر ابن نفیل کا مکہ معظمہ سے ہجرت کرنیکا۔ اور حضرت عامر ابن نفیل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علامتیں سنا کر آپ پر ایمان لانے کی وصیت۔
۲۰۵	ذکر جنوں کی آواز اور بتوں کی آوازوں کا آپکی تصدیق میں اور اُسکے متعلق عجیب وغریب واقعات
۲۱۳	مسلم شریف سے حضرت نواس بن سمعان کی حدیث طویل کا مختصر ترجمہ متعلق دجال کے اور تصدیق کرنا دجال کا آپ کی نبوت پر۔
۲۱۵	مسلم شریف کی کتاب الفتن سے واقعہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا متعلق دجال کے۔
۲۱۷	ذکر بتوں سے آوازیں نکلنے کا آپ کی تصدیق میں پر لطف نظموں میں اور انکو سنکر بہت سے مشرکوں کا ایمان لانا۔
۲۲۴	فصل پتھروں اور درختوں پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھنے کے بیان میں جو آپکے پیغمبر خدا ہونے پر دال ہیں خصوصًا اس زمانہ میں۔
۲۲۶	انسانی جسم سے اللہ کے نام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا ظہور۔
۲۲۷	وہ عجیب وغریب قاعدہ جس سے دنیا کی ہر چیز کے نام سے خواہ وہ لفظ مہمل ہو یا ذو معنی اللہ کا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی ظاہر ہوتا ہے۔
۲۲۹	آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُن واقعات کا بیان جو آپ کے زمانہ طفولیت میں آپسے ظہور میں آئے جو بجز پیغمبر کے سب کے سب اور کسی سے نہیں ظاہر ہوسکتے۔
۲۳۴	آپ کی وعدہ وفائی کا بیان۔
۲۳۷	بیان آپ کے طے کرنیکا منازل نبوت کا۔
"	منزل اول سچے خواب
۲۳۸	منزل دوم آسمان سے فرشتہ کی آواز سننا۔
"	منزل سوم حضرت اسرافیل علیہ السلام کا غائبانہ طور سے آپ کے ساتھ رہنا۔
۲۳۹	منزل چہارم حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آپکی خدمت اقدس میں

Marfat.com

صفحہ	مضمون
۲۳۹	منزل پنجم آغاز نبوّت
۲۴۱	منزل ششم منصب رسالت کے بیان میں
۲۴۲	آپکا ہمیشہ پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب
۲۴۳	بیان نزول آیۃ کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ اورسورۃ تَبَّتْ یَدَآ کا۔
۲۴۴	ابتدا اسلام میں اول توحید اورتصدیق رسالت اور نماز دوگانہ صبح کی اور عصر یا عشار کی فرض کی گئی تھی۔
رر	بیان معراج میں فرضیت پانچ وقت کی نماز کا اور بعدہٗ فرضیت رمضان اور عید اور بقرعید زکوٰۃ اور حج وغیرہ کا ترتیب وار
۲۴۵	بیان معجزات۔ معجزہ شق القمر۔
۲۴۷	معجزہ ردّ الشمس۔
۲۴۸	معجزہ رجم شیاطین۔
۲۵۰	معجزات احیار الموتیٰ
۲۵۳	فصل پتھر اور لکڑیوں کے بات کرنے اور آپکی نبوّت پر گواہی دینے کے معجزات میں۔
۲۵۴	فصل اُن معجزوں میں جنمیں جانوروں کا آپ کی نبوّت پر گواہی دینے کا ذکر ہے۔ فصل اُن معجزوں کا جنمیں شفا ریابی کا امراض لاعلاج سے بیان ہے اور درختوں کا زمین چیرتے ہوئے آپکی خدمت میں حاضر ہونیکا ذکر ہے۔ اور حضور کا اپنی قوت سے بڑے بڑے پہلوانوں کے بچھا دینے کا اور پانی اور کھانیکے بڑھ جانیکا۔

صفحہ	مضمون
۲۶۶	فصل آپکی دعا سے مینہہ برسنے کے بیان میں۔
۲۶۷	فصل ظہور اُس معجزے کا جو وقت ارادہ کرنے ایک خلیفہ عبیدی کے آپکی لاش مبارک کے منتقل کرنے پر مدینہ طیبہ سے مصر کیطرف وقوع میں آیا۔
۲۶۸	بیان اُس معجزے کا جو وقت ارادہ کرنے بعض روافض کے حضرت شیخین کی مبارک لاشوں کو روضہ مقدسہ سے نکالنے کیطرف وقوع میں آیا۔
۲۶۹	بیان اُس معجزے کا جو آب ابن سعود کے روضۂ مبارک کے شہید کرنیکے ارادہ پر ظہور پذیر ہوا۔
۲۷۰	بیان اُس معجزے کا جو محمد ابن عبدالوہاب کے وقت میں وقت ارادہ کرنے اُس مردود کے انہدام گنبد مبارک پر ظہور پذیر ہوا تھا۔
۲۷۱	بیان اُس معجزے کا جو سلطان نورالدین رحمہ اللہ کے وقت میں دو یہودیوں کے لاش مبارک کی بے ادبی کرنیکے وقت ظاہر ہوا تھا اور بیان بنار گنبد مبارک کا
۲۷۳	بیان اُن معجزات کا جنکا وقوع وقت حضوری بارگاہ رسالت مآب کے ہمارے اور ہمارے بعض احباب کے ساتھ ہوا۔
۲۷۴	بیان اُس معجزے کا جو بواسطے حضرت سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اب شہر بہرائچ میں ظہور پذیر ہے جو حضرت سالار کی کرامت ہے اور حضور کا معجزہ جسکا جی چاہے اب جاکر دیکھ لے۔
۲۷۵	بیان اُن معجزونکا جو شہر امروہہ اور قصبہ سرولی و برر گنجگونکا

	میں جاکر ہر شخص دیکھ سکتا ہے جو انکی کرامت ہے اور حضور کا معجزہ
۲۷۶	ایک بزرگ کی کرامت شہر دمشق میں۔
۲۷۷	شہر تجارہ علاقہ الور میں ایک بزرگ کی کرامت کا ذکر
۲۷۸	باب سوم بیان میں تمثیل خارج طاقت بشری قوتوں کے بیان میں جو قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں مشتمل آٹھ قوتوں اور صفتوں پر
۲۸۳	بیان ظہور قوت اول فصاحت و بلاغت معجزہ کا قرآن میں
۲۹۵	بیان ظہور قوت دوم قبولیت قلوب و تاثیر قرآن مجید کا خلاف عادت زمانہ جو انسانی طاقت سے باہر ہے۔
۳۰۱	بیان قبولیت و تاثیر قرآن میں بڑے بڑے پادریوں اور معزز نصاریٰ اور ہنود کے اقوال تعریف میں قرآن مجید کے۔
۳۲۴	بیان ظہور قوت سوم حفاظت اور شہرت معجزہ کا قرآن مجید میں
۳۲۸	نقشہ ہائے تفصیل و تعداد مسلمانان عالم
۳۳۶	بیان ظہور قوت چہارم جامعیت جمیع علوم دینیہ اور ضروریات دین و دنیا کا قرآن مجید میں۔ چنانچہ قاضی ابوبکر ابن عربی کتاب قانون التاویل میں تحریر فرماتے ہیں کہ موافق کلمات قرآن کے قرآن میں ۲۹۸۰۰ علوم ہیں۔
۳۵۰	بیان ظہور صفت و قوت پنجم کا قرآن مجید میں اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید جیسے تمام عالم کے واسطے موجب ہدایت ہے اپنے لانیوالے کو بھی حسب ضرورت تنبیہ کرنیوالا ہے۔
۳۵۲	بیان ظہور قوت و صفت ششم جسمیں ذکر ہے وقوع ہونے تمام پیشینگوئیوں قرآن کا مطابق واقعہ کے جسمیں دس پیشینگوئیوں کا بیان ہے۔
۳۶۱	بیان اس امر کا کہ قرآن مجید جامع جمیع اخبار غیبیہ ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم تھے تمام علوم غیبیہ کے۔
۳۶۳	بیان ظہور صفت و قوت ہفتم اس بیان میں کہ جو کچھ سوالات اور اعتراضات قرآن پر کئے گئے ہیں قرآن اسکا خود جواب دیتا ہے نوسوال و جواب بطریق مثال کے۔
۳۷۷	بیان ظہور صفت و قوت ہشتم جسمیں بیان ہے سچے و جھوٹے پیروان قرآن کا
؍؍	چند آیتیں اور بتیس حدیثیں بیان اتباع سواد اعظم میں
۳۸۷	ضمیمہ متعلقہ صفحہ ۳۰۴ بیان تطبیق ان مسائل کی جو کتب فقہ اور اصول میں باہم متعارض معلوم ہوتے ہیں۔
؍؍	مسئلہ اول بیان میں سارے پانی نکالنے کنوئیں کے جب ناپاک ہوجائے۔
۳۸۸	مسئلہ دوم کنوئیں میں دو چار اونٹ کے مینگنے گرجانیکے بیان میں
۳۸۹	مسئلہ سوم۔ دودھ کے برتن میں بکری کے ایک دو مینگنے گرجانیکے بیان میں۔
۳۹۰	مسئلہ چہارم۔ زانیہ عورت سے اجرت ٹھہراکر زنا کرنے کے حکم کے بیان میں اور نیز محرمات سے زنا کرنے کی سزا۔
۳۹۲	مسئلہ پنجم۔ وضو کے گرے ہوئے پانی کی نجاست کے بیان اختلاف میں۔
۳۹۴	مسئلہ ششم۔ اباحت وطی یا حرمت وطی کے بیان میں
۳۹۵	ضمیمہ متعلقہ صفحہ ۳۴۹۔ بیان میں اقوال منصف پادریوں کے بہ نسبت جامع علوم ہونے قرآن مجید کے۔
۳۹۸	ضمیمہ متعلقہ صفحہ ۳۵۰ بیان تصدیق ناموروں نصاریٰ میں بہ نسبت کتاب اللہ ہونے قرآن کے۔
۴۰۱	اجوبہ غیر مقلدین گستاخ

Marfat.com

Marfat.com

تفسیر القرآن

بتفسیر القرآن

جسکا مختصر ترجمہ طبع ہو کر عرصہ ہوا کہ شائع ہو چکا ہے

کثرت سے آرہی تھیں - اب بفضلہ تعالیٰ اسکا [illegible]

کہ قرآن مجید پڑھنے بھی مخالفین نے [illegible]

مخالفین کے [illegible]

ساتھ مدلل بیان کئے ہیں [illegible]

ضرورت نہیں رہتی - [illegible]

احکام [illegible]

[illegible]

مناظرہ مقالہ

یہ کتاب بھی [illegible]

[illegible]

اطلاع: اشتہارات - سائن بورڈ - قطعات - رقعات شادی - و لوح بلاک وغیرہ لکھوانے چھپوانے کا پتہ - غلام محمد آرٹسٹ [illegible] لاہور

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com